

مختار علی حضرت برادرِ فقیہ اعظم محدث کوٹلی کوٹلی



حضرت امام اللہ بن کوٹلی کے

# قلم معرکہ

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے:

- الذکر المحمود فی بیان المسعود
- اہل عقائد باطلہ کی امامت
- نصرت الحق مفید خلائی
- ابطال التناسخ
- آیات بیانات علی عجز منکری الاحتیاط
- ہدایت الشیعہ
- تنبیہ الشیعہ
- ضرورت مُرشد
- جواز حَقِّہ
- مسئلہ سُنَّتِ فجر

مرتبہ

مختار علی حضرت برادرِ فقیہ اعظم محدث کوٹلی کوٹلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتبہ اہل بیت علیہم السلام کوٹلوی



حضرت امام الدین کوٹلوی کے

قلمی تحریر کے

مکتبہ اہل بیت علیہم السلام کوٹلوی

پتہ: سید محمد علی شاہ - کوٹلوی - ضلع کوٹلی - پاکستان

فیضانِ مَدَنیہ پبلی کیشنز

ہاٹ سید محمد روڈ کراچی 0333-8173630

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

|             |       |                            |
|-------------|-------|----------------------------|
| نام کتاب    | _____ | قلمِ معرکے                 |
| تصنیفِ لطیف | _____ | علاءِ امام الزین کوٹلوی مد |
| مرتبہ       | _____ | مختصر القرآن قادری         |
| صفحات       | _____ | 608                        |
| کمپوزنگ     | _____ | حافظ محمد سعید             |
| قیمت        | _____ | 500 روپے                   |

### ملنے کے لیے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی  
 والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز  
 ججویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور  
 صراط مستقیم پبلیکیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور  
 نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان  
 مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،  
 مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفیٰ  
 فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلیکیشنز دینہ  
 مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن  
 اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی  
 مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ متنویہ بہاولپور

## فہرست رسائل

نصرۃ الحق مفید خلائیق

صفحہ 5 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 240



الذکر المحمود فی بیان المسعود

صفحہ 241 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 341



وہابیوں کی امامت

صفحہ 342 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 377



ہدایت الشیعہ

صفحہ 379 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 408



تنبیہ الشیعہ ہدایت الشیعہ

صفحہ 409 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 446



ابطال تناسخ

صفحہ 447 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 458



## ضرورتِ مُرشد

صفحہ 459 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 480



## جوازِ حقہ

صفحہ 481 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 513



## مسئلہ سنتِ فجر

صفحہ 514 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 559



## آیاتِ بینات علیٰ عجزِ مفکری الاحتیاط

صفحہ 560 تا \_\_\_\_\_ صفحہ 607



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحذیر الناس عن وسوسة الخناس

لقب تاریخی

نصرۃ الحق من فیر خلافت

معروف بہ

شیخ نعمانیہ برگردن نجدیہ شیطانہ

مؤلف

غلام مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ  
مُحَمَّدًا وَآلَهُ

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَىٰ آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

# فہرست

|    |                                       |
|----|---------------------------------------|
| ۸  | حمد باری تعالیٰ                       |
| ۱۰ | نعت رسول مقبول                        |
| ۱۲ | صفت چاریار                            |
| ۱۴ | سبب تالیف                             |
| ۱۶ | مکھو نہ عام او مکر مونہ عام           |
| ۲۰ | حدیث ابو ہریرہ کا ترجمہ               |
| ۲۱ | وہابیہ کے گندے عقائد، حاشیہ           |
| ۲۵ | وہابیوں سے ترک معاملات                |
| ۲۵ | غیر مقلدوں سے نکاح کرنا               |
| ۲۸ | فائدہ                                 |
| ۳۰ | فقہ بھی حدیث، امام اعظم کا اختیار     |
| ۳۸ | تقلید کے سوا حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا |
| ۴۰ | مخالف المفہوم احادیث                  |
| ۵۲ | علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم        |
| ۵۳ | من دون اللہ کی تشریح، حاشیہ           |
| ۵۶ | علم غیب کی دلیل اول                   |



- ۵۷ علم غیب کی دلیل دوم، دلیل سوم
- ۶۲ علم غیب کی دلیل چہارم
- ۶۳ علم غیب کی دلیل پنجم
- ۶۶ اعتراض، جواب
- ۶۷ علم غیب کی دلیل ششم
- ۶۷ علم غیب کی دلیل ہفتم
- ۷۱ حضور کا ہر جگہ حاضر ناظر ہونا حاشیہ
- ۷۳ جن آیتوں میں علم غیب کی نفی ہے ان کا مفہوم
- ۷۵ مقولہ وہابی، الجواب
- ۷۷ جملہ انبیاء کے معجزات حضور کو حاصل تھے، حاشیہ
- ۸۰ آیت لو کنت اعلم الغیب کا معنی و مفہوم
- ۸۲ وہ فوت ہو گئے اب تصرف نہیں کر سکتے
- ۸۳ علم غیب کی دلیل ہشتم
- ۸۴ علم غیب کی دلیل نہم
- ۸۵ علم غیب کی دلیل دہم
- ۸۷ علم غیب کی دلیل یازدہم
- ۹۲ علم غیب کی دلیل دوازدہم
- ۱۰۰ حضور کے علم غیب کا منکر کافر ہے
- ۱۰۲ علم غیب کی دلیل سیزدہم

- ۱۰۵ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
- ۱۰۶ نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کی تحقیق
- ۱۱۲ نماز میں نبی کو حاضر جانو!
- ۱۱۳ نماز کی نیت زبان سے، حاشیہ
- ۱۱۴ جو نماز کے معنی نہ جانے اس کی نماز ناقص ہے
- ۱۱۵ عبارت بھوپالی کا ترجمہ
- ۱۱۶ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہر جگہ حاضر ہیں
- ۱۱۶ ملک الموت کی قدرت
- ۱۱۹ انبیاء کا بعد انتقال چلنا پھرنا
- ۱۲۳ نماز میں خطاب آپ کا خاصہ ہے
- ۱۲۵ در بیان آسانی بوقت موت
- ۱۲۵ قریب الموت کو یاسین سنانے کا حکم
- ۱۲۷ اسقاط میت
- ۱۲۹ ایثار مسلمان
- ۱۳۰ میت کی طرف سے صدقہ کرنا
- ۱۳۵ حیلہ کا ثبوت قرآن سے
- ۱۳۶ حدیث اور حیلہ
- ۱۳۶ زکوٰۃ اور حیلہ
- ۱۳۷ فقہ امام محمد اور دو مسئلے

- ۱۴۰ میت کے ساتھ غلہ لے جانا
- ۱۴۰ طریقہ اسقاط
- ۱۴۶ کفنی لکھنا
- ۱۵۲ بدعت کس کو کہتے ہیں؟
- ۱۵۸ بیت زینت الاسلام
- ۱۶۰ بریں عقل و دانش بپاید گریست
- ۱۶۱ عالم کو زکوٰۃ درست ہے اگر چہ غنی ہو
- ۱۷۰ اطاعت پر اجرت جائز ہے
- ۱۷۸ بروز تہیہ چنوں پر کلمہ طیب پڑھنا
- ۱۸۴ ذکر لا الہ الا اللہ
- ۱۸۷ مدینہ میں میت کے لئے ذکر
- ۱۸۸ گناہگار میت کو ثواب کلمہ سے نجات کی حکایت
- ۱۹۱ ایک بندر کی کہانی
- ۱۹۲ وسیلہ نجات
- ۱۹۳ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امت سے واقف ہیں، حاشیہ
- ۱۹۵ حضور زندہ ہیں اس کی عجیب دلیل، حاشیہ
- ۱۹۸ ولیوں کی قبر پر جانا
- ۱۹۸ وہاں دعا مانگنا جلد قبول ہوتی ہے معہ حاشیہ
- ۲۰۳ نتیجہ، جمعے بعد ظہر کا حکم

- ۲۰۴ قبر والوں سے ناامید ہونا کفار کا کام ہے، حاشیہ
- ۲۱۷ حق پرستی
- ۲۱۸ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز جائز نہیں
- ۲۲۸ تقریظات
- ۲۳۰ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۲۳۳ مولانا نبی بخش حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۲۳۵ مولانا نور الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۲۳۶ وہابیوں سے بابت ظہر جمعہ بطور مناظرہ سوال، حاشیہ
- ۲۳۷ اہل حدیثوں سے سوالات

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حمدِ باری تعالیٰ

اللہ واحد خالق مالک کامل قدرت والا  
پانی اوپر نقش بنائے ایسی صنعت والا  
ایسی طاقت اس دی بھائیو! بن ہتھیار بنائے  
نالے جھڑی چیز بنائے اس نوں ہتھ نہ لائے  
کئی اچھا باں دے وچ اوہ تصرف اپنا کروا  
واہ مالک رازق ساڈا، خالق جن و بشروا  
کون کوئی جو ایسی صنعت کر دکھائے بھائی  
جو ۲ بن ہتھیاروں بن ہتھ لایوں شے بنا دے کائی  
یہ خاصہ خاص خدا دا بھائیو! ہور نہ کوئی جانے  
منکر اس دا کافر ظاہر ہو یا زور دکھانے  
پھر ہتھیں بھی بھڑک بھائیو! قدرت اوس ایہائی  
بن والد دے پیدا کروا بیٹا پاک الہی  
بن والد دے پیدا ہوئے حضرت عیسیٰ سل جانو!  
طاقت اپنی اللہ دسی حکمت اوس پچھانو!  
اوس طاقت تے بس نہ کیتی اس تھیں ودھ دکھائی

اس نون ہن میں عرض کراں تا جانے سب لو کائی  
 ماں نہ ہو وے و باپ ہی ہو وے تاں بھی پیدا کردا  
 اللہا کبر نام اس سید دا صاحب شان قدر دا  
 حضرت حوا ۴ دیکھو بھائیو! ماں نہ اس دی کائی  
 آدم وچوں پیدا ہوئی قدرت رب دکھائی  
 اس تھیں ہو ر عجائب دیکھو! قدرت پاک الہی  
 کی کر اللہ پیدا کردا اسانوں خبر نہ کائی  
 باہجوں ماں پو پیدا کر کے بھی اس چا دکھلایا  
 حضرت آدم ۵ دے ول دیکھو! میں نہیں جھوٹھ الایا  
 قیامت دے دن بھی اوہ پیدا کر سکدا ہے بھائی  
 اس تھیں منکر ہو وے نہ کوئی کھائے خوف الہی  
 ہے اوہ قادر اس گل تے بھی جے کہے حشر دہاڑے  
 جا امام دینا! میں تینوں بھگیا اگ نہ ساڑے  
 ایسا قادر قدرت والا واحد اوہ اکھوواے  
 کی مقدر ہے اس بندے دا حمد اوس آکھ سداوے

۱۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ (پارہ ۳)

۲۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (پ ۳۲)

۳۔ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ

كَذَّبْتَ بِالْحَقِّ (پ ۱۶)

۳ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (پ ۹)

۵ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ (پ ۱۲)

## نعتِ رسولِ مقبولِ صلی اللہ علیہ وسلم

لکھ صلوتاں اتے سلاماں پاک محمد تائیں  
 جس نے اپنی امت نوں بخشاناں روز جزائیں  
 حضرت نبی محمدؐ رب وڈا شان بنایا  
 ناں جس نے آدم وا چا معاف قصور کرایا  
 برکت نور محمدی رب ابراہیمؑ بچایا  
 اگ پٹھ دی ٹھنڈی کیتی صحیح سلامت آیا  
 ہے سی پیٹ مچھی دے اندریونس نبی پیارا  
 حرمت پاک نبی صاحب دی اوس پایا چھٹکارا  
 سی جد حضرت نوح دے ویلے ایڈطوفان جو آیا  
 اوس تھیں محبوبے دی خاطر نوح نوں رب بچایا  
 جد حضرت ابراہیم بیٹے نوں ذبح کرن نوں وھائے  
 رب دنبہ بھیج طفیل نبی دے اسماعیل بچائے  
 یعقوب نبی نوں غم دے اندر مدت بہت وہانی  
 باعث نبی محمد دے زب میلیا یوسف جانی  
 جد ایوب نبی نوں بھائیو! لگی سخت بیماری

جد ایوب نبی نون بھائیو! لگی سخت بیماری  
 خاطر نبی محمد دے دور کیتی او ساری  
 خاطر معشوتے دی موسیٰ نون رب عاصادتا  
 چہل گزاں اوہ عاصا لمان کدی نہ کرن پتا  
 حضرت عیسیٰ وچہ پنگوڑے گلاں کرن نہایت  
 احمد پاروں ایسی طاقت کیتی رب عنایت  
 سب تمہیں نبی محمد نون رب دتا شان اچیرا  
 علم غیب سکھلایا او سنوں دور کیتا سب نھیرا  
 نام محمد دا رب اپنے ناں دے نال رکھایا  
 نزد اللہ دے اس تمہیں ودھ کے ہور پسند نہ آیا  
 کراں پسند جو نبیاں وچوں دساں غیب اس تا میں  
 وچہ کلام اللہ دے اس تمہیں دیکھو! کہیا ہے رب سائیں  
 اس تمہیں خاص نتیجہ ظاہر عقلاں والے جانن  
 غیبی علم نبی نون ہے سی ہر دم شکر کماون

۱۔ عَنْ ابْنِ خَطَّابٍ أَنَّ آدَمَ لَاقْتَرَبَ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اسْئَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِي الْخِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابِيهَقِي۔

۲۔ تَنْقُلُ مِنْ صَلْبِ الْيُحْيَى إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ وَرَدَّتْ نَارُ الْخَلِيلِ مَكْتَمًا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَنْحَرِقُ؟

عن خزيم بن اوس خصائص جلد اول صفحہ ۳۹ آیہ وَمَا كَانَ



اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ اس کی تائید میں اظہر من الشمس ہے، امام الدین عقی عنہ  
 ۳۰ عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ أَلْحَقَ بِأَرْوَاحِهِ ۲۹

### در صفت چہار یارِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

واہ شان رسول سچے وا واہ واہ اُسدیاں یاراں  
 سختی ڈھی جان گھمائی اوپر شاہ ابراراں  
 چھوڑ گھر ایتھوں ہجرت کر کے نال رسول سدھائے  
 مکہ چھوڑ مدینے پہنچے ودھ کے درجے پائے  
 صدیق عمر عثمان علی ایہ سابق ایماں والے  
 رب ایماں تے راضی ہویا ایہ اُس تے خوش حالے  
 دور ایماں ہویا اوہ جو مندا کہے ایماں نوں  
 ایہ لائق لعنت فعل ایہی جو گالیں دہن تہاں نوں  
 وچہ کتاب شیعاندی بھایو! نام معانی آیا  
 حضرت حسن ۴ روایت کیتی حضرت نے فرمایا  
 ابو بکر ہے کن میراتے عمر بجائے چسماں  
 عثمان میری ہے دل دی جگہ تے عمدہ قسماں  
 سمجھو! ایہ اصحاب ثلاثہ ہوئے وجود رسولی  
 اوہ رسول خدا دے سچے رب دے اوہ مقبولی  
 جس دی بابت ۵ اللہ صاحب ایہ ارشاد سنائے

سب گناہ معاف تیرے جو اگلے پچھلے آئے  
 ثابت ہو یا نتیجہ اس تھیں سمجھن علماں والے  
 نال رسول خدا دے ایہ وی بخشے جا ون والے  
 پس انصاف کرو! اے شیعو! دیکھو! شان اصحاباں  
 جیکر ہن بھی منو ناہیں دوزخ تو عذاباں  
 یارب رحمت بھیج انہاں تے ہر دم لیل نہاراں  
 آل اتے اصحاباں سمناں نالے تابعداراں  
 ہور ابو حنیفہ مالک شافعی احمد حنبل نالے  
 دین نبی جناں روشن کینا دکھ قضے جالے  
 ہور پیر پیراں شیخ عبد القادر جو ہیں ولی الہی  
 کامل جہاں ولایت اندر دولت حشمت پائی  
 ہور ماں پو بہناں بھائی میرے خویش قبیلہ سارا  
 سمناں تائیں بخشیں ربا جنت کریں اتارا

۳۔ عن الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: أَن أَبَا  
 بَكْرٍ مَنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَإِنَّ عُمَرَ مَنِّي بِمَنْزِلَةِ الْبَصْرِ وَإِنَّ عُثْمَانَ بِمَنْزِلَةِ  
 الْفُؤَادِ (معانی الاخبار)

ترجمہ ہے:

عن عبد اللہ بن خطیب قال: النبی صلی اللہ علیہ وسلم رآی ابا

بکرو عمر قال: هذان السمع والبصر.

عن ابن عباس والخطیب عن جابر و ابو یعلی: ان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ. اخرج ابو داود في الحلية برواية عن الاخبار. قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا بكر مني بمنزلة السمع وان عمر مني بمنزلة البصر وان عثمان مني بمنزلة الفؤاد كذا في تحقيق المنان صفحہ ۱۱۰ .

۵ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. پارہ ۲۶۵ .

### سبب تالیف

وجہ کتاب بناون دی میں یاراں نوں سمجھاواں  
اجکل حالت لوکاں دیکھی، کی بیان سناوں  
ایسی لوکاں کھل کیتی ہے نہ کج دین پابندی  
رل بہندے ایہ وچہ گمراہاں حالت ایہناں مندی  
نال وہابیاں رل کے بہندے ساتھ جنازے جانڈے  
ملاں وہابی نوں بھی سدہن جے کرنیاز پکانڈے  
جے ملاں نو آکھے کوئی ختم پڑھو قرآنی  
ایسی اس نوں گولی لگے جیو نکر ہو یا قانی  
جے کر کوئی دوبارہ آکھے پھر اگوں اوہ کہندا  
یہ ہے فعل شرک دا بھائی میں نہ اس قول وہندا  
خاص کلام اللہ دی پڑھنے نوں جو شرک بناوے

کون کوئی جو ایسے تائیں مسلم آکھ سناوے  
 پھر بھی لوگ نہ مندا کجھن جھٹ اوستوں لے آون  
 اسنوں گھر بھلا کے سھے چنگ مندے پئے اکھواون  
 جیکر اپنی میت ہو دے ہووے نال وہابی  
 کجہ نہ کھڑوے نال میت دے ایسی کرن شتابی  
 اوس وہابی دی خاطر پھر اوہ تاہ اسقاط کراون  
 غلہ پیسہ وٹن کارن پئے اس تھیں شرماون  
 بعضیاں حنفیاں بھائیوں نوں جدایہ گل آکھی جائے  
 تسمیں کنارا کرو ایناں تھیں پیغمبر فرماوے  
 اگوں دین جو اب اساں نوں ہین قریبی ساڈے  
 ایہ گل کدی نہ ہرگز ہووے رہے دور دوراڈے  
 ایہ بھی گل ایناندی جھوٹی عمل خلاف دیوے  
 جو کجہ لکھ دکھائے عاجزاوہ خلاف نہ تھیوے  
 جے کر کے قرابت والے دے گھر ہووے شادی  
 اوتے جاون چائیں چائیں دین مبارک باوی  
 جے کر اوصلاح نہ کجھن یا کجہ بولی مارن  
 اتھے رہنا عزت ناہیں دل وچہ پئے چتارن  
 بھیں اس ویلے نال غصے دے پھر او گھرنوں آون  
 بالکل اوہ نہ متن رگڑ بھاویں پئے مناون

بلکہ گھر والے سب جا کے منت اونہاں کردے  
 معافی منکن تے ہتھ جوڑن نالے باہوں پھڑدے  
 اگوں ایہ گل آکھن بھائیو! اسان نہ ہرگز جاناں  
 بلکہ عمر ساری دے وچہ اس دے گھر وچہ قدم نہ پاناں  
 اپنی عزت کارن بھائیو! قطع رحم واکر دے  
 بھانویں کتنے مسئلے دسو کناں تے ہتھ دھردے  
 اوتھے ایہ گل مول نہ آکھن ہین قریبی ساڈے  
 اسیں اینا تھیں نہ چھٹ سکے رہے دور دور اڈے  
 بیشک اوناں اتے آیت ہے صادق آئی  
 یارہویں وچہ رکوعے پارے دسویں دیکھو بھائی

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا (۱۰ رکوع ۱۱)

بعضے کافر ایسے نسبوں وچہ گمراہی جاون  
 چیزھے کدی حلال بناندے کدی حرام بناون  
 ڈرو خدا تھیں اہل ایمانوں بد افعال ہٹاؤ  
 عمل کماؤ۔ چنگ چنگیرے باغ بہاراں پاؤ  
 جے کر ایہ گل آکھے کوئی بعد معاف رنجوری  
 اوڑک راضی ہو کر جائے نہ کریے مغروری  
 اس دی بابت بھی میں کرنا عرض تہاڈے اگے

اوتھے گل کرو تسیں پھر اتھے مار کیوں دے گے  
 کدی تساں نہ ایہ گل آکھی ایہ قصور کماؤ  
 مشرک کافر حنفیاں تائیں ہر دم پئے بناؤ  
 نالے تسی خدا دے اوپر ایہ الزام لگاؤ  
 ۳ جھوٹ خدا تھیں منکر آکھو عرش ۴ اوپر بٹھلاؤ  
 نال ۵ چماراں نسبت دیو پاک حبیب خدا نون  
 ایساں بندیاں اوپر اللہ دونوں کرے سزا نون!  
 پاک نبی دے روضے اوپر جاں شرک بتاؤ ۶  
 مر گئے حضرت بے مٹی ہو گئے لوکاں نال تلاؤ  
 وچہ نماز جے حضرت سندا کے خیال جو آیا  
 کھوتے ۷ ڈنگراں نالوں بدترتساں ایہ آکھ سنایا  
 عورت نال جماع ۹ کرن دا کرے خیال جو بندا  
 خلل نماز نہ جانو ہرگز ایسا مذہب گندا  
 تے ۱۰ ایجے کر پاک نبی صاحب دا کسے خیال جو آوے  
 وطی عورت تھیں بدتر جانو خوف خدا نہ آوے  
 بہت عقیدے ہیں تساڈے بڑے بھراؤ گندے  
 تھوڑے اتھے لکھ دکھاواں مندیاں وچوں مندے  
 باقی اگے جا کر لکھاں دیکھ بیان امامت  
 جو کوئی بچے ایساں تھیں اس دا رہے دین سلامت

پیشاب ۱۱ کتے خنزیر گدھے دا ہور حیوان تمامی  
 پاک بتاون اس دے تا نہیں نجس نہ کہن جزای  
 لوہو ۱۲ جاری جے کر ہووے کسے حیوانے  
 بھادیں کتے سور دا ہووے پاک بتاون دانے  
 صرف حیض دے لوہو نوں ایہ نجس بتاندے بھائی  
 ہور شراب دی بابت آکھن نجس نہ ہوندا کائی  
 موئے ۱۳ ہوئے جانورے دا چربی گوشت چڑا  
 اسنوں بھی ایہ پاک بتاون ایسا مذہب گھڑا  
 سود ۱۴ لینا جائز آکھن سمجھ نہ بے شعوراں  
 باہجوں سونا چاندی گندی گندم جوتے نمک خجوراں  
 ہتھ تے باہاں نالے پٹیاں آکھن ہین الہی  
 حالانکہ ہے رب فرمایا میری مثل نہ کائی  
 حضرت ۱۵ نالوں شیطان نوں لہنہاں بہت بزرگ بتایا  
 اس نوں غائب جانا والا من رب بھولایا  
 نبی دی بابت آکھن اس نوں علم غیب دا ناہیں ۱۶  
 شیطان نوں لے ہے نص تھیں ثابت فتویٰ کفر تداہیں ۱۸  
 میں ایہ خاص معلوم کیتا ہے ایساں وہابیاں تا نہیں  
 تسمیں نہ مندا سمجھو ہرگز بھادیں دین ایذا میں  
 لہنہاں بابت خاص رسول اللہ نے حکم سنایا

ابو ہریرہ کرے روایت مسلم دے وچہ آیا

عن ابی ہریرة قال: قال رسول لله صلى الله عليه وسلم:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ

بِمَالِهِمْ تَسْمَعُونَ أَنْتُمْ وَلَا آبَائَكُمْ فَأَيُّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يُفْتِنُونَكُمْ رواه مسلم

یعنی آخر زمانے میں جھوٹے دجال ہوں گے تمہارے پاس وہ حدیثیں

لائیں گے نہ تم نے سنیں ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے پس ان سے بچو اور ان کو اپنے

سے بچاؤ تاکہ تمہیں گمراہ نہ کریں نہ فتنہ میں ڈالیں۔

اس میں شک نہیں کہ آخر زمانہ حضرت سے غیب تھا جس کا علم آپ کو حاصل

تھا۔ امام الدین عفی عنہ

۱۔ میت کے ساتھ غلہ وغیرہ لیجانے کا آگے مستقل باب لکھا گیا ہے وہاں

دیکھو! امام الدین۔

۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَ لِي

أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي وَأَنْصَارِي وَسَيِّجِي، مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يُنْقِضُونَهُمْ وَ

يَسْبُونَهُمْ فَإِنْ أَدْرَكَتُمُوهُمْ فَلَا تُنَاجِحُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا

تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ، دار قطنی عن عبد اللہ بن سعود۔

۳۔ تقویۃ الایمان صفحہ مصنفہ اسماعیل ۴۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳، ۱۹ ۵۔ مترجم

قرآن وحید الزمان حاشیہ آیۃ الکرسی ۱۲ ۶۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ ۷۔ تقویۃ

الایمان صفحہ ۱۸ ۸۔ صراط مستقیم صفحہ ۸۶ ۹۔ تقویۃ

الایمان صفحہ ۵۲۔ ۱۰۔ صراط مستقیم صفحہ ۸۶ ۱۱۔ روضۃ الندیہ صفحہ ۹



۱۲ روضۃ الندیہ صفحہ ۱۰۰ ۱۳ روضۃ الندیہ صفحہ ۱۳، نزل الابرار ۱۴ روضۃ

الندیہ صفحہ ۲۵ ۱۵ کتاب الاخوین صفحہ ۳۰ ۱۶ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶ و ۲۷

۱۷ براہین قاطعہ صفحہ ۲۷

۱۸ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق گستاخی کرنے

والامومن نہیں، خدائے ذوالجلال فرماتا ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا وَابْعَثُوا سَلَامِهِمْ

### حدیث ابو ہریرہ کا پنجابی ترجمہ

اخیر زمانے ایسے بندے دنیا دے وچ آون

جو مکار فریبی جھوٹے، حدیثاں بہت سناون

اوہ حدیثاں کہ ی نہ سنیاں باپ تہاڈے یارا

مکر فریب کہا یو ہرگز کریو دور کنار

مت گمراہ نہ کرن تاں نوں فتنے وچ نہ پاون

مذہب اہل حدیث اوہ بن کے مت ایمان لیجاون

ہور حدیث سناواں جو کج حکم نبی فرمایا

پتہ بخاری مسلم دیکھو میں نہیں جھوٹ الایا

قوم بے دیناں دی اور نہاں دی اس وچ پتہ نشانی

تاں جو مومن کرن اونہاں تھیں ایمانی نگہبانی

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ\*

أَحَدَاتِ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَعْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَأُ وَنَ الْقُرْآنَ  
لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ،  
الحديث رواه البخارى باب قتال الخوارج ومسلم۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

نکلے گی آخر زمانے ایک قوم کم سن کم عقل زبان زد ہوگا ان کے قال قال  
رسول اللہ، پڑھیں گے قرآن کو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، بھاگیں گے دین  
سے جیسے تیر بھاگتا ہے شکار سے (مشکوٰۃ)

ایہ حدیث بخاری مسلم دے وچہ آئی بھائی  
حضرت نبی رسول اللہ پیشین گوئی فرمائی  
یعنی ایسی قوم اک نکلے اخیر زمانے  
عمر اونہاندی کوتہ ہووے ہوون گھٹ سیانے  
قال رسول اللہ اوہ منہ تھیں ہر دم آکھن بھائی  
یعنی اوہ بغیر حدیثوں کرن کلام نہ کہتے  
بھاویں پڑھن کلام الہی سنگھ پیٹھ نہ جاوے  
پورے دل تھیں مومن ناہیں پڑھیا کم نہ تو  
دین دے وچوں ایسا نسن جیوں کر تیر مانوں  
وہا بیاں اوتے صادق آدے ایہ حدیث نشانوں  
ہور حدیث سناواں جو کجھ حکم نبی فرمایا

اس فرقہ دی بابت دیکھو میں نہیں جھوٹ الایا

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَوَاتِكُمْ مَعَ صَلَوَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ  
صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِرُ حَنَاجِرَهُمْ رَوَاهُ

البخاری باب قتال الخوارج (۱۲)

یعنی سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

تم میں ایک ایسی قوم نکلے گی کہ ان کی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر جانو  
گے اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو اور ان کے عمل کے سامنے اپنے عمل  
کو حقیر جانو گے، وہ پڑھیں گے قرآن کو اس طرح کے ان کے حلق سے نہ اترے گا یعنی  
نہ سمھیں گے دل ان کے یعنی منافقوں کا قرآن پڑھنا یا نماز روزہ کا پابند ہونا ایسا ہوگا  
کہ سچے مسلمان اس کے مقابلے میں اپنے اعمال کو حقیر سمھیں گے۔

اب غور کیجئے اور ایمانا فرمائیے! کہ فرقہ غیر مقلدین اس حدیث کے پورے  
مصدق ہیں یا نہیں جہاں مقلد نماز پڑھتے ہوں گے اگر کوئی غیر مقلد وہاں آ جائے گا تو  
مقلدین بھائی اس کو نماز پڑھتے دیکھ کر ضرور دل میں خیال کریں گے کہ اس کی نماز کے  
مقابلہ میں ہماری نماز تو بالکل نکمی اور نامقبول ہے۔

پس چاہئے کہ ہر مسلمان خصوصاً مقلدین کو کہ ان کے اعمال کی طرف دیکھ کر  
اپنے سچے دین سے جو عین اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھسل نہ جائے۔ خدا سب  
مسلمانوں کو اس فرقہ سے بچائے! آمین!

وچہ بخاری ابو سعیدوں انج روایت آئی  
 میں سنیا خود نبی اللہ تھیں اس وچہ شک نہ کائی  
 پاک زبانوں خاص انہاں نے ایہ گل آکھ سنائی  
 نکلے گی اک قوم جو پڑھن نمازاں نال صفائی  
 دیکھ نماز انہاں دی نوں تسیں حیرت دے وچ آؤ  
 آکھ ساڈیاں ہین نمازاں بہت حقیر بھراؤ  
 روزے تے نمازاں ہور جو عمل انہاں دے سارے  
 ساڈے ایس حساب نہ چنگے رب نہ مول پیارے  
 مونہوں پڑھن قرآن تے دل وچ اثر نہ اوس دا کائی  
 کس طرح باجھ ایمانوں پاون دوزخ کلوں رہائی  
 وہابیاں ولے دیکھو لیاں پڑھن نمازاں سارے  
 کیوں نہ سمجھئے ہین ایہوئی دینوں رہے کنارے  
 بیشک ایہو قوم ہے جس دی وی نبی نشانی  
 چاہئے مومن کرن ایہناں تھیں ایمان دی نگہبانی  
 جیکر ایہ گل نہ کوئی منے پھر اوہ پتہ سناوے  
 کیڑھا فرقہ ایس حدیثوں جس پر صادق آوے  
 ہرگز نہ کوئی فرقہ لیھے باجھہ ایٹاں دے یارا  
 بہت بے ادب ایہ فرقہ اس تھیں کریوا دور کنارا  
 عیر ہیراں شیخ عبد القادر اک حدیث لیاون

اک سو خاص چرانوے صفحے غینہ دے ویج پاون

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابِي فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارِي وَ  
جَعَلَهُمْ أَصْهَارِي وَإِنَّهُ سَيَجِيءُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُنْقِصُونَهُمْ الْآفَلَا  
تُوا كَلَوْهُمْ الْآفَلَا تُشَارِبُوهُمْ الْآفَلَاتُنَا كَحَوْهُمْ الْآفَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ الْآفَلَا تُصَلُّوا  
عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ كَذَانِي الْحَاكِمِ۔

یعنی فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے:

پسند کیا اللہ نے مجھ کو اور پسند کئے واسطے میرے اصحاب۔

پس کیا ان کو سسرال اور مددگار میرے،

جلدی ہوں گے آخر زمانے میں ایسے لوگ جو نسبت نقصان کی کریں گے

طرف صحابہ کے۔

آگاہ ہو!

نہ کھانا!

نہ پینا ساتھ ان کے!

نہ نکاح کرو ساتھ ان کے!

اور نہ نماز پڑھو ساتھ ان کے!

اور نہ جنازہ پڑھوان کا اور ہو گئے وہ مورد لعنت کے۔

فائدہ فرقہ وہابیہ بھی ضرور اس کے مصداق ہیں کیوں کہ یہ حضرت عمر کو بسبب

اقامت بیس رکعت تراویح کے بدعتی کہتے ہیں۔

حضرت انس روایت کیتی پیغمبر نے فرمایا

اخیر زمانے قوم اک نکلے یاراں نوں سمجھایا  
 اوہ عیب لگاؤن اصحاباں نوں ایہ نشان ایہائی  
 نال انہاں دے کھانا پینا تساں نہ ہرگز بھائی  
 نال انہاں دے ساک نہ کرنا ایہ ہے وڈی خرابی  
 نماز جنازہ کدی نہ پڑھے جیکر مرے وہابی  
 لعنت دے اے لائق ہوئے اس وچہ شک نہ کوئی  
 جیڑھا کرے پرہیز انہاں تھیں مومن ہووے سوئی  
 شیعہ مذہب تھیں بھی پچنا سانوں لازم آیا  
 حضرت علی روایت کیتی پیغمبر نے فرمایا

قَالَ قَوْمٌ مِّنِّي مِنْ بَعْدِي يُقَالُ لَهُمُ الرِّفْضَةُ فَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ فَاقْتُلْتَهُمْ  
 فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْعَلَامَةُ فِيهِمْ قَالَ: يُطْعَمُونَكَ بِمَا  
 لَيْسَ فِيكَ وَيُطْعَمُونَ عَلَى السَّلْفِ، دارقطنی۔

یعنی حضرت علی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

بعد میرے ایک قوم جلد تر ظاہر ہوگی کہ ان کا نام رافضی ہوگا پس جو پاوے تو  
 ان کو تو قتل کر ان کو کہ وہ مشرک ہیں۔

حضرت علی نے کہا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا علامت ہے  
 ان کی؟ فرمایا کہ بڑھادیں گے اور زیادہ کریں گے وہ قوم تجھ میں اس چیز کو کہ نہیں ہے  
 وہ تجھ میں اور طعن کریں گے وہ سلف پر۔

## ❁ غیر مقلدوں کے ساتھ نکاح کرنا

ایک سدیہ حنفیہ لڑکی کا نکاح غیر مقلد وہابی سے ممنوع اور گناہ ہے ان کے عقائد کفریہ ہیں۔ کتاب ”جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد“ میں دیکھو شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

ہر کہ بابدعتیاں انس و دوستی پیدا کند نوز ایمان و حلاوت آں ازوے برگیرند۔  
اور طحاوی حاشیہ در مختار میں ہے

من كان خارجا من هذه المذاهب الاربعه في ذلك الزمان فهو

من اهل البدعة والنار۔

یعنی جو چاروں مذہبوں سے باہر ہو وہ بدعتی ہے ان کے ساتھ نکاح کرنا محض زنا ہے نہ کہ نکاح کیوں کہ کافر سے نکاح صحیح نہیں۔

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمَسُّكُمْ النَّارُ

اور نہ میلان رکھو! ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا کہ تمہیں آگ

چھوئے گی۔

✘ پس یہ ایک ادنیٰ زیادتی شیعہ کی کہ حضرت امیر کو تمام صحابہ بلکہ تمام پیغمبروں! پر سوائے پیغمبر آخر الزماں کے فضیلت دیتے ہیں پس ضرور شیعہ اس حدیث کے مصداق ہیں۔

بعد میرے اک قوم آوے گی رافضی اوہ کہاوے

ملن جدوں تے ہمار انہاں نوں بہت اوہ شرک کہاوے

کی پہچان انہاں دی حضرت علی نے عرض گزاری  
 کہیا نبی رسول اللہ نے سن توں جان پیاری  
 وہ سناون اوس چیز نوں جو وچہ تیرے ناہیں  
 سلف دے اوپر طعن کرن اوہ دوزخ لین سزائیں  
 فیصلہ خاص علی دا دساں مت کجھ سمجھے آوے  
 صفحہ ترانوے نہج بلاغت دیکھے جیں دل بھاوے

وسيهلك في صنفان محب مفرط يذهب به الحب الى غير الحق  
 ومبغض مفرط يذهب به البغض الى غير الحق وخير الناس في حال النمط  
 الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان يد الله ولي الجماعة واياكم و  
 الفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من  
 دعى الى هذا الشعار فاقتلوه ولو كان تحت عمامتى هذه۔

ترجمہ: میرے بارے میں دو فریق ہلاکت میں پڑیں گے میری محبت میں غلو  
 کرنے والا جس کو یہ محبت راہ راست سے دور کر دے اور میری عداوت میں افراط  
 کرنے والا جس کو یہ عداوت حق سے ہٹا دے اور میرے بارہ میں وہی لوگ خوشحال  
 ہوں گے جو اوسط درجہ پر ہیں انہیں میں مل رہنا چاہئے اور بڑی جماعت عامہ مسلمین کو  
 نہ چھوڑنا چاہئے بڑی جماعت پر خدا کا فضل شامل ہوتا ہے۔

تفرقے سے بچے رہو! کیوں کہ جو فریق جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ  
 شیطان کا شکار ہوتا ہے جیسا کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو بھیڑیا لے جاتا ہے  
 خبردار جو تمہیں جماعت سے الگ ہونے کی ہدایت کرے اسے قتل کر دو اگرچہ میری



دستار کے نیچے ہو۔

## فائدہ

یہ شیعہ و سنی کے درمیان ناطق فیصلہ ہے اس پر اپنا جھگڑا ختم کرنا چاہئے جو لوگ علماء کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو لازم ہے کہ اس فیصلہ کو مانیں اہل سنت کے عقائد پر جمے رہیں کیوں کہ اوسط درجہ والا عقیدہ اہلسنت کا ہی ہے! اور بس۔

۱۔ دیکھو کتاب العلل یہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے امام الدین عثمی عنہ۔

۲۔ آج کل قتل کرنے کی اجازت نہیں کیوں کہ حاکم وقت کی اتباع واجب ہے ۱۲۔

دو ٹولے او مارے جاسن علی نے اے فرمایا

نال محبت دے اک جس نے میرا قدر ودھایا

دو جا جس نے دشمن مینوں جاتا قدر گھٹایا

جو وچہ اوسط رہے دوہاں تھیں بیشک حق اُس پایا

بڑی جماعت نال رلو اونہاں ایہ بھی ہے فرمایا

جھیردار ہے کلا اوہ پھر شیطان دے ہتھ آیا

جیونکر اجڑ وچوں بکری جھیروی کرے کنارا

بیشک ہتھ بگھیاڑے آوے پائے نہ چھٹکارا

جھیر اتساں الگ ہون دی کرے ہدایت جانو!

اوسے ویلے مار دیو! تسیں دشمن اوس پچھانو!

لائق شیعہ مذہب والیاں من حکم علی دا

پکڑن اوسط درجہ والا فیصلہ عجب ولی دا  
 بے فرمان علی دا ہووے جو ایہ منیں ناہیں  
 دوہیں جہانی گیا گواتا دوزخ لئے سزائیں  
 یہ بات پوشیدہ نہیں کہ شیعہ لوگ اصحابِ ثلاثہ کو برا کہتے ہیں اور شیخین رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ ہے۔

فی البحر عن الجوہرۃ صغر باللشہید من سب الشیخین اوطعن  
 فیہما کفر ولا تقبل توبتہ اخذ الدبوسی و ابواللیث و هو المختار للفتویٰ  
 انتہی و جزم بہ فی الاشباہ و اثرہ المصنف در مختار صفحہ ۳۲۰  
 یعنی بحر الرائق میں بحوالہ جوہر نیرہ شرح مختصر قدوری امام صدر شہید سے  
 منقول ہے جو شخص حضرات شیخین کو برا کہے یا ان پر طعن کرے وہ کافر ہے اور یہی قول  
 فتویٰ کے لئے مختار ہے اسی پر اشباہ میں جزم کیا۔

کتب شیعہ وچہ رافضی شیعہ بابت لکھیا پایا  
 کیوں جے برا کہن اصحاباں کفر اس پاروں آیا  
 نالے کہن قرآن ہی ناقص پورا رہیا نہ کائی  
 عثمان اسنوں ہے ناقص کیتا اصلی رہیا نہ کائی  
 وچہ کتاب اصول کافی دے انج روایت آئی  
 دیکھو صفحہ اٹھتی اسدا میں نہیں دلوں بنائی  
 جعفر کہن قرآن اساڈے پاس ہے فاطمہ والا  
 ایس قرآن واحرف نہ اک وچہ سہ چند ودھ نرالا

ایسیاں ہور قباحتاں بہتیاں وچہ اپناں دے یارا  
جے کر دساں عام بھی حیران ہوں کرن کنارا  
پر میں خوف طوالت پاروں چھوڑیا اسنوں بھائی  
مت چھوواون مشکل ہوئے فر گلہ نہ کریو کائی

## فقہ بھی حدیث، امام اعظم کا اختیار

ثابت کرنا اس بات کا کہ فقہ بھی حدیث ہی ہے۔ اور امام صاحب نے اس کو  
کیوں اختیار کیا اس کی وجہ۔

مذہب حنفی سچا ساڈا فقہ تے عمل کمایے  
الٹ شریعت ذرانہ کریے سدھے راہ ول جاییے  
فقہ خاص حدیث ایہائی اس وچہ شک نہ کوئی  
جو کوئی اس تھیں منکر ہووے جنت ملے نہ ڈھوئی  
آیت اتے حدیث تھیں مسئلہ جو کجھ نکلے یارا  
اس نوں علم فقہ دا کہندے نالے ثمرہ لہ بھارا  
اصحاب رسول اللہ دے اکثر اینویں آہے کردے  
جو کوئی حکم رسولی پچھے مسئلے کر کے سدھے  
حضرت عاصم ؓ کہے شععی نوں کوئی حدیث سناؤ  
جھٹ حدیث سنائی اوہناں مومن شک نہ لاؤ  
کیا ایویں آکھیا نبی سہارے عاصم عرض گزارے

دے جواب اس تائیں شععی اینویں سنیا پیارے  
 لیکن وچہ روایت ساڈی ایہ نہ ہرگز عادت  
 کریئے اسیں رسول اللہ ول نسبت ہور اشارت  
 بہت اصحاب رسول اللہ دے اینویں روایت کردے  
 طرف رسول اللہ وی نسبت کرنیوں بہتے ڈردے  
 آکھن اوہ جو لفظ نبی دے منہ تھیں نکلے آہے  
 مت کوئی لفظ تغیر ہووے دوزخ وچہ نہ پائے  
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وچہ ازالے کہندے  
 عبد اللہ بن مسعود علی ہور عمر جو فتویٰ دیندے  
 ایہ سب فتویٰ ہین حدیثاں جو مرفوع کہاوں  
 ہور بھی اس دے بہت دلائل ایہ گل شہ فرماوں  
 فتاویٰ انہاں صحاباں دے تھیں فقہ مرتب ہوئی  
 جو کوئی فقہ تے عمل کرے پھر اہل حدیث ہے سوئی  
 فقہ دے مسئلے بابت جو کوئی طلب دلیل کریندا  
 سراسر اوہ مجہول نکما اینویں جھکھاں مریندا  
 جیہڑی طرف رسول اللہ وی نسبت ہے سن کردے  
 اوہ بھی گھٹ روایت کردے بہت خدا تھیں ڈردے  
 سفیاں ثوری جو بڑے محدث ایہ فرماندے بھائی  
 جے کریئے اسیں روایت اونویں جیوں کر سنیا ساہی

نہ کر سکتے اسیں روایت اک حدیث نبی دی  
 کیوں سچ ہو یا ایہ کہنا ایہ حدیث شفیج دی  
 حضرت عائشہ ایہ فرماون ذہبی آکھ سنائی  
 باپ میرے صدیق اکبر نے اک کتاب بنائی  
 سوچہ اسنے اکٹھیاں کیتیاں پنج سو خاص حدیثاں  
 اک راتیں دا واقعہ ہے جو میں خود دیکھ رہی ساں  
 اتوڑتی پاسے پرتن جیوں کر حال بخوری  
 میں گھبرا کر پچھیا اونہاں دسو حال ضروری  
 کیا تسیں آپ بیمار ہوئے او، اے رب دے مقبولی  
 یا کوئی خبر برائی پہنچی جس تھیں ہوئی ملولی  
 ابابکر صدیق ہوراں نے مینوں آکھ سنایا  
 فجری اوہ کتاب لیاویں حکم ایہو فرمایا  
 میں اٹھ سویرے بہت شتابی اوہ کتاب لیائی  
 جھٹ اونہانے او سے ویلے اگ اسنوں چا لائی

۱۔ بقول بخاری قسطلانی شرح صفحہ ۱۵ مطبوعہ نولکشور ۱۲ ۲۔ داری شریف ۱۲

میں پچھیا انہاں کیوں ساڑی جے اُس دی وجہ سناؤ  
 دسو مینوں حال حقیقت خوب طرح سمجھاؤ  
 ابکر صدیق ہوراں نے ایہ جواب سنایا  
 با اسناد روایت کرنیوں بہتا خطر ہ پایا

شاید جے میں کسے روای نوں سچا سمجھیا ہووے  
اس دی میں روایت لکھی تے اوہ سچ نہ ہووے  
پیشک اوس تھیں سمجھیا ہوئی جو میں لکھ دکھایا  
نسبت کرنی طرف رسول اللہ ول خطرہ آیا  
طرف نبی دے نسبت کرنی نہیں ہے خطریوں خالی  
تائیں ابو حنیفہ بھایو! ایڈ مصیبت جالی  
ایہو خاص وجہ ہے جس تھیں ابو حنیفہ ڈریا  
تائیوں ابو حنیفہ بھایو! اے ایہ طریقہ پھڑیا  
جیکر میرے اس قول ۲ نوں منوں تسمیں نہ بھائی  
حدیث مروجہ بھی دکھلاواں جو تہاں منن آئی  
دنیا تھیں جاں لہسدھایا پاک رسول سوہارا  
ابا بکر صدیق خلیفہ ہویا رب دا پیارا  
پہلا خطبہ جو کجھ کہیا اوس خلیفے یارا  
ایس جگہ تے درج کراں میں سن دا جائیں سارا  
یاراں اپنیاں تائیں اس نے ایہ گل آکھ سنائی  
خوب توجہ نال سنوں ہور کرو خیال نہ کائی  
پاکے فرق حدیثاں اندر بعد رسول سناو  
سمجھلیاں لوکاں دے وچہ پیشک فرق زیادہ پاسو  
ایہو لائق ہے تہاںوں مول نہ کرو روایت

ہاں ہے کچھ کوئی تساں تمہیں ایہ کریو! ہدایت  
 یعنی وچہ حلال حراماں کرو! تمیزاں بھائی  
 پڑھو! قرآن کفایت ایہو نال زبان صفائی  
 جدوں خلیفے دوہے والا عہد خلافت آیا  
 اس نے بھی اصحاباں تائیں اک دن حکم سنایا  
 لوکاں تائیں کو فے اندر جا کر آکھ سناؤ  
 پڑھو! قرآن تے امر ضروری پورے کرو! بھراؤ  
 نالے ایہ گل کہی اصحاباں دے تائیں  
 صرف حدیثاں لوکاں تائیں ہرگز لا یو تاہیں  
 ہور بیان کسے نے پچھیا ابو ہریرہ تائیں  
 عہد عمر وچہ توں حدیثاں کہندا سیں یا تاہیں  
 ابو ہریرے کیا جو میں ایسا عمل کماندا  
 دکھ اٹھاندا سختی پاندا نالے چابک کھاندا  
 ہور روایت ابو ہریرہ تھیں سننے وچہ آئی  
 بعد خلافت عمر ولی نے سے ایہ گل فرمائی  
 دسو حکم رسولی جیہڑے سمجھو بہت ضروری  
 باجھ اینہاں تھیں سو حدیثاں کولوں پکڑو دوری سے  
 بھی عثمان خلیفے والا راوی ذکر سناوے  
 بہتا ذکر حدیثاں اسنوں مول پسند نہ آوے

بعض ضروری حکماں باجھوں ہور پسند نہ لیاون  
 عام روایت کرنے والے قید کرائے جاون  
 ۱۔ نسبت کرنی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دی خطرہ ہے اس لئے نسبت کرنی  
 چھوڑدی۔

۲۔ یعنی قرآن حدیث کا مطلب بیان کر دینا اور رسول کی طرف نسبت نہ کرنی۔  
 ۳۔ یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے۔

بن مسعود ابو ورواء ہور ابو مسعود پیارے  
 بہت بیان حدیثاں کر کے ہوئے قید و چارے  
 بن مسعود حالانکہ راوی بہتا تاہیں بھائی  
 کم روایت ہو کے اس نے ناں بھی قید اٹھائی  
 حضرت عمر خلیفہ تیجا خطبہ وچہ فرماوے  
 آکھے بہت روایت کرنی مینوں مول نہ بھاوے  
 عام بیان حدیثاں دے ول میرا دل نہ چاہندا  
 پر مجبوری کارن آخر تھوڑا بولیا جاندا  
 شعبی وڈے عالم فاضل ایس طرح فرماون  
 سب صحابہ راویاں تاہیں بہتا برا بناون  
 نالے کہندے جے میں واقف ہوا ایس زیانون  
 ذکر روایت کدیں نہ کروا ہر گز مول زبانوں  
 شععی جو سردار محدثاں قول انہاں دا ایہا



جھیرا شاغل وچہ حدیثاں اوہ قرآنوں رہیا  
 ہور عمل دا خوف نہ مینوں باجہ حدیث روایت  
 ایہو درد بیماری مینوں جس دی نت شکایت  
 اہل حدیثوں جے رب مینوں لکڑی خشک بنا دیا  
 پوہ مہینے وچہ حمائے خوب جلایا جاندا  
 سفیان ثوری جو بڑے محدث عالم فاضل بھائی  
 کہندے باجہ حدیث روایت عمل نہ مندا کائی  
 آکرن، ذکر حدیثاں والا مول نہ کچھ سرمایا  
 اے پر شغل ایہ دنیا والا اس وچہ شک نہ آیا  
 ابو قتادہ کرے روایت جو اصحاب نبی دا  
 کہند اپاک رسول نبی دا ہے سی ایہ عقیدہ  
 ہے فرمان ایہ پاک نبی دا ایہتوں سنو! بھراؤ!  
 تسیں نہ میریاں بہت حدیثاں لوکاں پاس پوچاؤ  
 کر کے فخر معاویے ۲ اکدن مجلس وچہ فرمایا  
 کسے نہ درجہ قرب رسول میرے وانگوں پایا  
 عزت شرف حضوری جو کچھ میرے حصہ آیا  
 ہور کسے نے درجہ ایسا مول نہ ہرگز پایا  
 نال رسول خدا دے آہے ڈاہڈی الفت میری  
 اے پر پاک نبی تھیں آہی کم روایت میری

ذکر روایت کدیں نہ کیجا باہجوں امر لاچاری  
 ظاہر باطن پاک نبی توں جند صدقوے واری  
 اک دن عرض صحابہ کیتی پیش رسول گرامی  
 دیو ! اجازت تاں اسیں لکھئیے علم حدیث تمامی  
 بخشی نہ اجازت مولے پاک رسول الہی  
 کہن لگے کجھ لکھنے سندی حاجت ناہیں کائی  
 عمر حدیثاں لکھنے کارن تاں پھر عرض گذاری  
 اک ماہ استخارہ کیجا وچہ جناب غفاری  
 لکھنے کارن وقت صبح دے تاں تجویز بنائی  
 اے پر خیال اک آیا دل وچ گل سمائی  
 یعنی ایہ جو علماں والیاں لکھ کتاب بنائی  
 اس پر عمل کماون لگے چھوڑ کتاب الہی  
 ۱۔ داری شریف۔ ۲۔ ترمذی شریف۔

ایس سبوں جلد ارادہ مڑکے چا بدلایا  
 لکھنے والا دل دے اندر فیر خیال نہ آیا  
 بن مسعودے معلم کیجا بعضیاں لوکاں تائیں  
 ہے کجھ لکھیا پاس انہاں دے پھر دے چائیں چائیں  
 جو کجھ لکھیا پاس انہاں دے فوزا پھاڑو تو سو  
 کر سکے خوب ہدایت اونہاں سخن عجیب کیتو سو

کہیا بعضیاں اہل کتاباں دے دل آن سما  
 عالماں نے جو لکھیا ہے سی اس پر عمل کمایا  
 چھوڑ پاک کتاب لے خدا دی ہور کتاباں بنائی  
 ایس سبوں اوہناں اوتے آیا غضب الہی  
 ایہ سب خاص حدیثاں جو لکھ دکھایاں بھائییاں  
 دو ۲ تن ۳ داری اندر دیکھو! ذہبی ہور سنایاں  
 دیکھو! اہل ایمانوں بھائیو جو میں لکھ دکھایا  
 حدیث روایت کرنے والیاں کیڈا خطرہ آیا  
 اس خطرے تھیں بچتے کارن ابو حنیفے بھائی  
 طرف رسول اللہ دی نسبت کرنی چھڈی آہی  
 لے پہلے میں لکھ آیا ہوں کہ فقہ پر عمل کرنے والا قرآن حدیث کا ہی عامل ہے نہ کہ جو  
 آج کل حدیث مروجہ سے غیر مقلدین استنباط کرتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے والا بھی  
 قرآن کا عامل ہے۔ ۱۲ منہ

### تقلید کے سوا حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا

ہور حدیثاں والا میں تینوں حال سناواں بھائی  
 خوب توجہ نال سنو! تے سمجھو! نال صفائی  
 نالے ایہ گل ثابت کر دکھلاواں تہاں بھراؤ!  
 لا مذہب لے خود منکر ہن حدیثاں خود آزماؤ!

دیکھو حکم رسول اللہوں کوئی ضعیف بنائے ،  
 نالے کوئی صحیح بناؤ کوئی غریب بنائے  
 بعضے کہیں حسن اس تائیں منکر ہو رہا ہوں  
 بھیں متواتر کہیں اس تائیں مرسل ہو رہا ہوں  
 کی کی کراں شمار انہاں دا جو جو نام رکھا ہوں  
 حالانکہ اوہ منڈھ حدیثے قول رسول سنا ہوں  
 سب حدیثاں دے منڈھ آوے قول نبی دا یارا  
 اک حدیث تے عمل کماندے دو جیوں کرن کنارا

۲ دعویٰ غیر مقلدین کا یہ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں اور حقیقت میں منکر حدیث ہیں آیا ہے:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَوِّرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -  
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

داخل نہیں ہوتے فرشتے اس گھر میں جہاں کتا ہو یا تصویریں ہوں۔

اب بتائیے غیر مقلد اس حدیث پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟

ہرگز نہیں! ان کے گھروں میں اور صندوقوں میں اور جیبوں میں روپیہ پیسہ

موجود رہتے ہیں اگر حدیث کے عامل ہیں تو کیوں نہیں روپیہ پیسہ پھینک دیتے معلوم

ہوا کہ جس حدیث سے ان کو نقصان پہنچے اس پر عمل نہیں کرتے، نیز درحقیقت یہ حدیث

کے منکر ہیں کوئی مسلمان ان کے پھندے میں نہ آوے اور دین نہ گنواوے! امام

الدین عفی عنہ۔

جیکر ایہ گل من ناہیں لکھ دکھاواں حالا  
 آپے ہی ایہ من جاون گے چاہیا رب تعالیٰ  
 ابو ہریرہ کرے روایت پیغمبر فرمایا  
 کرے دخول جو نال عورت دی اس دا حکم سنایا

### مخالف المفہوم احادیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزَلْ  
 ترجمہ۔ جب بیٹھے کوئی درمیان چار شاخوں کے اور کوشش کرے واجب ہے  
 غسل اس پر اگرچہ انزال نہ ہو، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے، امام الدین عفی عنہ  
 بھانویں اوس انزال نہ ہو وئے واجب غسل ایہائی  
 ایہ حدیث بخاری مسلم دے وچہ آئی بھائی  
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَاءُ  
 مِنَ الْمَاءِ

ابوسعید روایت کرتے ہیں:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: سوائے اس کے نہیں پانی پانی سے ہے  
 ابو سعید روایت کیتی مسلم دے وچہ آئی  
 واجب غسل انزال جے ہووے کہیا نبی الہی  
 ایہ حدیث خلاف پہلی دی جو میں لکھ دکھائی

اک تمہیں منکر ہوں ضروری دوجی من آئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ

الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ۔

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے:

تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس وقت اقامت کہی جائے

نماز کی پس نہیں نماز ہوتی مگر فرض۔

ابو ہریرہ کرے روایت کہیا نبی الہی

جدوں اقامت کیتی جاوے ہووے نماز نہ کائی

ایہ ہی حضرت آکھ سنایا فرض ہو جاندی بھائی

خاص حدیث ایہ ابن ماجہ دی جو میں لکھ دکھائی

خلاف اس دے ہے ابن ماجہ وچہ ہو حدیث اک آئی

دیکھو جس نے دیکھنی ہوے اس وچہ شک نہ کائی

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ عِنْدَ

الْإِقَامَةِ (ابن ماجہ)

حضرت علی روایت کرتے ہیں:

حضرت نماز پڑھتے تھے دو رکعت اقامت کے وقت (ابن ماجہ)

ابن ماجہ وچہ دیکھو بھائیو علی نے ایہ فرمایا

وقت اقامت دو رکعتاں پڑھ دے نبی سنایا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْتَّةَ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ (رواه مسلم)

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

قطع کر دیتا ہے نماز کو گدڑنا عورت کا اور گدھا اور کتا کا (اس کو مسلم نے

روایت کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ وَإِنِّي عَلَى سَرِيرَيْنَا وَبَيْنَ

الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ الْخ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے اس حالت میں کہ میں

چار پائی میں ان کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی رواہ البخاری۔

اک روایت دیوچہ حضرت یہ گل سنائی

کتا کھوتا عورت اگوں لنگھے نماز نہ کائی

دوسری وچہ روایت حضرت عائشہ ایہ فرمایا

بالکل قطع نہ ہووے ہرگز میں خود ایہ آزمایا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِي أَثَرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ

رَكَعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تحقیق رسول خدا پڑھتے تھے بعد ہر نماز کے دو رکعت مگر نماز فجر اور عصر کے

بعد نہ پڑھتے تھے (رواہ ابو داؤد)

## خلاف اس کا یہ حدیث ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ:

صَلَوْتَانِ لَمْ يَتْرُكُهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

فِي سَفَرٍ وَلَا حَضْرٍ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ (رواہ مسلم

وغیرہ)

ترجمہ: یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

دونمازیں ہیں کہ ترک نہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ یا علانیہ سفر

میں نہ حضر میں دو رکعت آگے صبح کے اور دو رکعت بعد عصر کے۔

حضرت علی روایت کیتی ابو داؤد لیا یا

خاص نبی دا فعل علی نے سانوں ایہ دکھلایا

ہر فرضاں دے پچھوں حضرت دو دو سنتاں پڑھدے

فجر تے ڈیگر بعد نہ پڑھدے بیشک ناغہ کردے

دوسری وچہ روایت حضرت عائشہ ایہ فرماون

ڈیگر پچھوں دو رکعتاں کدی نہ نبی گھنجاون

عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا۔

حدیفہ نے فرمایا:



تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑے پر آئے پس پیشاب کیا  
حضور نے وہاں کھڑے ہو کر۔

## خلاف اس کا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَلِّقُوهُ  
مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا (رواه احمد و ترمذی و نسائی)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

جو شخص حدیث بیان کرے تم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر  
پیشاب کرتے تھے۔ سو تم اس کو سچا نہ سمجھنا!

نہیں پیشاب کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھ کر۔

بول کھلو کے کیتا حضرت حذیفہ کرے روایت

خلاف اس دے بھیں لوکاں حضرت عائشہ کرن ہدایت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْحَرَّةِ وَالِدَّارِ (رواه البخاری باب الجہاد)

ابن عمر فرماتے ہیں:

میں نے سنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے تھے کہ شومیت تین چیزوں میں

ہے گھوڑا، عورت، گھر یعنی ان تینوں میں شومیت (نحوست) ہے۔

## خلاف اس کا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ كَانَ الشُّؤْمُ

فِي شَيْءٍ فِي الدَّارِ وَالْمَرْئَةِ وَالْفَرْسِ (رواه البخاری باب الجهاد)  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں شومیت ہوتی تو ان چیزوں  
 میں ہوتی گھر، عورت، گھوڑا۔

طرہ یہ کہ دونوں حدیثوں کا راوی بھی ایک ہی ہے۔ امام الدین عفی عنہ۔

گھوڑے عورت گھر وچہ ہے شومیت نبی سنایا

نہ نہہاں تنہاں وچہ شومیت دوم حدیثوں پایا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَابَهَا لَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَةٌ۔ (رواه البخاری)

یعنی جو ساس سے زنا کرے زانی پر عورت حرام نہیں ہوتی۔

## خلاف اس کا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَ (رواه البخاری پ ۲۱ جلد ۲)

ابن عباس فرماتے ہیں:

جو ساس سے زنا کرے اس پر عورت حرام ہو جاتی ہے۔

کیا ابن عباس ایسے شخص تھے کہ کسی کو تو کہیں کہ یہ چیز حرام ہے کسی کو کہیں کہ

حلال ہے؟ بخاری پرستوں کو سوچنا چاہئے کہ بخاری میں کہاں تک صحیح روایتیں ہیں اگر

سب صحیح ہیں تو صحابہ کو برا کہو! بخاری کو سچا۔ تف ایسے مذہب پر۔

ابن عباسوں وچہ بخاری ٹھیک روایت آئی

کس دے نال زنا کرے کوئی رن حرام نہ پائی

کرے زنا کس نال جو بندہ دوم حدیثوں پایا

اس دی رن حرام اوہدی تے الٹ پہلی دا آیا  
 دونویں حدیثاں ابن عباس روایت کردا  
 دونویں وچہ بخاری آیاں دوہاں تھیں دل ڈردا  
 اک نوں عمدہ اچھڑیاں ڈاہڈا خوف دے وچہ آوے  
 کر تقلید بچیں اس خوفوں، فضل خدا فرماوے  
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً (رواہ

البخاری۔

دھوتے تھے وضو کے اعضا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک بار۔

## خلاف اس کے یہ حدیث ہے

عَنِ أَبِي زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَضَّاهُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

(رواہ البخاری)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں دو دو بار اپنے اعضاء دھوئے۔

ابن عباسوں نبی اللہ تھیں انج روایت آئی

اک اک وارد ہوون وچہ وضو اعضاء نبی الہی

دو جی وچہ روایت دو دو واری لکھا پایا

دو جی ابی زید تھیں جانو دونویں بخاری لیایا

دسو کبھڑی منیے کبھڑی چھڑیے تسیں بھراؤ!

جد تک نہ تقلید کرو پھر کیوں خلاصی پاؤ

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَ

الْمَحْجُومُ، رواه البخاری

یعنی حجامت لینے والا اور حجامت کرنے والا دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

## خلاف اس کا یہ حدیث ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ\*

وَاخْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ رواه البخاری

یعنی حجامت لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں کہ آپ احرام

باندھے ہوئے تھے اور روزہ دار بھی تھے۔

روزہ ٹٹ جانا ہے جہیزا لے حجامت آیا

اک وچہ ٹٹ داہرگز ناہیں فعل نبی دا پایا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

الْعَيْنُ وَكَأَنَّ السِّتَةَ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ، ابن ماجه صفحه ۳۷

یعنی آنکھیں بندھن ہیں ڈیر کا پس جو سو جائے وضو کرے!

خلاف اس کے یہ حدیث ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ حَتَّى

يَنْفَخَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّيُ وَلَا يَتَوَضَّأُ (ابن ماجه صفحه ۳۶ قدیمی کتب خانہ

کراچی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے اور خزانے لیتے پھر کھڑے ہوتے نماز پڑھتے

دوبارہ وضو نہ کرتے۔

لَ اِنَّ لِلْعَامِي اِلْتِدَاءَ بِالْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِي حَقِّهِ اِلَى

مَعْرِفَةِ الْاَحَادِيثِ، ہدایہ صفحہ ۳۰۶

بھنڈر وضو دا وچہ اک دے نیندر لکھیا پایا  
 سوکر نبی نہ وضو کینا فعل نبی دا آیا  
 دسو کیوں کر عمل کریو کہ ہین معارض دونویں  
 اک تے عمل کریں جے کرتے منکر دوجیوں ہوویں  
 ہین سیاہ ستہ وچہ ایساں بہت حدیثاں آیاں  
 جواک دوجی تھیں ہین مخالف کجھ میں لکھ وکھایاں  
 ساریاں اتھے لکھدا جیکر بن دا دفتر بھارا  
 طور نمونے لکھ وکھایاں منصف کرے نتارا  
 ہور بخاری مسلم دے وچہ ابن عباسوں آیا  
 عمر نبی دی پینٹھ/۶۵ برس دی ہور تریسٹھ/۶۳ سنایا  
 اک وچہ جمع نمازاں ثابت بن عذروں بن سفروں  
 منع دوجی وچہ من کر کوئی بچیا مول نہ خطروں  
 ہو رحدیثاں ہین ہزاراں جہاں وچہ تعارض  
 جے کراک حدیث پڑھوتے دوجی اول معارض  
 ابو داؤد تے ابن ماجہ تھیں ترمذی ہور نسائی  
 وکھو دکھی باب انہاں بدھے اس وچہ شک نہ کائی

اک وچہ رفع یدین نہ کرنے بابت حدیث لیاون  
باب دو بجے وچہ بھیں حدیثاں رفع دی لکھ وکھاون  
اک وچہ اپنی بسم اللہ دی بابت ذکر سناون  
دو جی دیوچہ پڑھن پوشیدہ ایہ حدیث لیاون  
اکوچہ مقتدیاں نوں فاتحہ پڑھنی منع سناون  
دو جی دل وچہ پڑھنی فاتحہ ثابت کر دکھلاون  
جہر آمین دی بابت تھیں اوہ خاص حدیث لیاون  
ہولی آکھن والے بھی اوہ چا حدیث سناون  
سینے اتے ہتھ بھنن دا بھیں ثبوت دکھاون  
ہتھ دھنی دے ہتھ بھنن دی بھیں حدیث لیاون  
دو اہل ایمانو بھائیو! کس اتے عمل کمائیے  
ڈاڈھا خوف دل وچہ آوے کس تھیں مکھ بھوایے  
جیکر سانوں غیر مقلد ایہ گل آکھن بھائی  
صحیح حدیثاں عمل اساڈا چلے راہ صفائی

۱۔ یہ بھی آج کل لوگ خصوصاً غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث بھی مثل قرآن  
کے ہے اس کے بابت میں عرض کرتا ہوں کہ زمانہ نبوی سے لے کر آج تک قرآن مجید  
تو ایک ہی چلا آتا ہے اور قیامت تک چلا جائے گا لیکن احادیث لاکھوں موضوع اور  
مضامین ہیں خود اللہ ہی آج سے پہلے مان چکے ہیں جب حدیث یہی قرآن کی مثل  
تھی کیوں قرآن کی طرح ایک ہی طرح نہیں رہی۔

ہر ایک فرقہ کے پاس علیحدہ علیحدہ کیوں موجود ہے حنفی، اہل حدیث، شیعہ، مرزائی وغیرہ ہر مذہب کی حدیث درج ہے حدیث کو مثل قرآن قرار دینا گویا نبی کو خدا کہنا ہے یہ بات مسلمانوں میں مسلم ہے کہ قرآن شریف کا منکر قطعی کافر ہے اور حدیث مثل قرآن کے ہوئی تو اس کا منکر بھی کافر ہو اور ہر فرقہ اپنی ہی احادیث کو مانتا ہے اور اسی پر اس کا ایمان دوسرے فرقہ کی حدیث کو ہرگز نہیں مانتا تو گویا اس طرح سب مسلمان احادیث کے منکر ہیں جو مثل قرآن کے ہے پس جہاں میں کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اگر تمام جن وانس جمع ہو کر قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز نہ لاسکیں گے۔ اگر یہ حدیث بھی قرآن کے مثل تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کیوں معارضہ نہیں چاہا کہ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَبِمِثْلٍ مِّثْلِهِ کیوں نہ کہا یعنی نہ کوئی قرآن کی مثل لائے گا اور نہ اس کی مثل کی مثل۔

اور حدیث قرآن کی مثل تھی تو اس کو قرآن کے عوض نماز میں کیوں نہیں پڑھ لیتے۔ امام الدین عفی عنہ۔

چہرے یاں ہوون ضعیف احادیثاں اس تے عمل نہ کریئے  
جسوں صحیح محدث آکھن اس تے نقص نہ دھریئے  
یعنی اس تے عمل اساڈا جس نوں صحیح بناون  
اس تے عمل نہ ہرگز کریئے جس دا ضعف دکھاون  
میں کہناں ہاں تابعدار رسولی کیوں اکھواؤ

جد کہنے خاص محدثاں دے تسیں قول رسول گنواؤ  
 تقلید نوں مونہوں شرک بنا کے آپیں شرک کماؤ  
 حنفیاں تائیں مشرک آکھورب تھیں نہ شرماؤ  
 ضعیف حدیثاں نہیں سن لائق عمل کرندے یارا  
 پھر کیوں درج ہو یاں اوہ وچہ کتاباں کریں نتارا  
 ضعف انہاں ۲ دا معلم کر کے پھر کیوں درج کرایاں  
 جھوٹیاں ۳ نبی حدیثاں روایت کرنیاں منع بتایاں  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِالْمَرْءِ كِذْبًا أَنْ  
 يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مرد کو یہ جھوٹہ کافی ہے کہ ہر سنی حدیث کو بیان کرے، روایت کیا مسلم نے۔

جھوٹہ اس تھیں کی ودھ کے ہوندا کہیا نبی الہی

جھٹ حدیث روایت کر دے جیوں اُس سنیا سا ہی

اس تھیں خاص نتیجہ ظاہر ایہ ہوندا ہے بھائی

ضعیف حدیثاں لکھنے والیاں دوزخ جگہ پائی

میں نہ ایہ گل آکھی بھائی کرو خیال ودھیرا

ایہ محدثاں آپیں لکھیا عیب نہ میرا تیرا

اصلی مطلب یہ ہے اس دا بن تقلیدوں بھائی

ہو وے نہ عمل حدیثاں اوپر سمجھو! نال دانائی



بس کرہن امام الدینا توں رب تھیں منگ دعائیں

اے اللہ توں مذہب حنفی اوپر لوکاں لائیں

## مسئلہ علم غیب

علم غیب دی بابت میں اک نکتہ لکھ وکھاواں

اس مسئلہ دی بابت شک جو ہے میں دور ہٹاواں

۱۔ اس سے بڑھ کر کیا تقلید ہوتی ہے کہ حدیث طے اور اس میں لکھا ہوا یہی ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ۔

تو پھر محدثوں کے کہنے پر اس کو چھوڑ دیا جائے وہ کہہ دیں یہ حدیث ضعیف ہے تو جھٹ مان لینا اور ان کے قول کو بغیر دلیل مان لینا۔

۲۔ عن مغیرة بن شعبه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حدث

عنی حدیثاً وہو یرای انہ کذب فهو آحد الکاذبین (رواہ ترمذی)

روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو بیان کرے ہمارے نام سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ جھوٹ

ہے پس وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ جس حدیث میں ذرہ بھر بھی گمان ہو کہ یہ

جھوٹی ہے اس کو لکھنے یا دوسرے کو سنانے والا کاذب ہے، کاذب کا حکم سب کو یاد ہے

اور ایک مسئلہ میں ایک حدیث میں کچھ ہے دوسری میں کچھ اور ایک صحیح ہے دوسری

ضعیف اب ضرور ضعیف کو جھوٹی تصور کر کے چھوڑا جائے گا ورنہ ان سے انکار نہ کیا

جائے!

ع قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ  
يَلْجُ النَّارَ، رواه مسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ جھوٹ بول میرے اوپر پس تحقیق وہ  
شخص جو جھوٹ بولے اوپر میرے داخل ہوگا وہ دوزخ میں (امام الدین حنفی عنہ)

سوال اللہ دے علم غیب دا ہو ر نہ کوئی جانے

ایس قول نوں کراں مفصل سمجھن سگد سیانے

جو کوئی کہے فلان شخص نوں غیبی علم ایہائی

مستقل بالذات اوہ جانے کافر ہو یا بھائی

مستقل بالذات خدا بن ہو ر نہ کوئی جانے

ایہو مذہب سچا ایہی مومن شک نہ آنے

چھیرا کہے رسول خدا دا علم غیب دا جانے

رب نے دتا علم انہاں نوں دتے سب خزانے

ایہ سوال اللہ دے مول نہ ہو یا، ہو یا سنی، غفاری

اوہ واحد لا شریک ایہائی اس دی ذات نیاری

جس اذن اللہ داتاں ہووے اس مشکل کجھ نہ یارا

سب شے استوں معلم ہووے کافی اک ۳ اشارا

۱۔ خدا کی امداد کے ساتھ یعنی خدا کی مدد ساتھ ہوتی ہے۔

## من دون اللہ کی تشریح

۲ جس اذن اللہ یعنی جو اللہ کے اذن کے ساتھ کام کرے خواہ وہ کتنا مشکل نظر آئے وہ بالکل آسان ہو جاتا ہے۔

دیکھو! عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے اذن سے مردے زندہ کر سکتے تھے، کوہڑے اندھے اچھے کر سکتے تھے۔

یہ کس واسطے کہ خدا کی معیت اُن کو حاصل تھی اس کو غیر اللہ نہ کہا جائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و ابا بکر رضی اللہ عنہ جب غار میں گئے تو کفار تلاش میں پھر رہے تھے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ کو غم ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کفار کو پتہ مل جائے تو رسول اللہ کو پکڑ لیں تو حضور نے ابا بکر کو فرمایا:

لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَوَسْطٰى حُوْنٰى تَفْسِيْر كَبِيْر۔  
اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ابا بکر کو کس بات کے تسکین ہوئی۔ کیا ان کو لشکر مل گیا تھا نہیں، ملا کیا تھا خدا کی معیت جس سے آپ کا غم دور ہو گیا جو ایسے کاموں کو غیر خیال کرتے ہیں وہ محض جاہل ہیں ان کو قرآن و حدیث کا پتہ نہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِثْلِ اِيْمَانِ اِدْرَاخْلِ نَيْسٍ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ كَاوَلِي  
اور متولی خدا ہوتا ہے جن کا متولی خدا ہو بتاؤ پھر اس کا کوئی کام رک سکتا ہے ہرگز نہیں،  
اللّٰهُ وَلِيُّ الْاٰمِنِيْنَ اَمَّنُوْا وَهُوَ يَتَوَلٰى الصّٰلِحِيْنَ اِنَّمَا وَّلِيْكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔  
مفصل اس مسئلہ کو آگے چل کر لکھوں گا امام الدین عفی عنہ۔

۳ دیکھو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اشارہ سے ہی سمجھا دیا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

یعنی تو نے نہیں دیکھا تھا اپنے رب کو کیوں کر پھیلا یا اُس نے سایہ کو؟  
استفہام انکاری کمال ثبوت کے لیے آتا ہے مطلب یہ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خالق  
مطلق سے ظہور خلق کی کیفیت تو دیکھ چکا ہے، جب پہلے ہی حقیقت خلق خدا نے اپنے  
حبیب کو دکھادی تو اب انکار کیسا؟

استفہام انکاری کمال ثبوت کے لئے آتا ہے، اس کا ثبوت

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ.

حدیث: لَا تَدْرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ كَمَا هِيَ مَطْلَبٌ هِيَ۔

یعنی یہاں بھی ہمزہ استفہام مقدرہ ہے جیسا کہ آیت هَذَا رَبِّي أَي أَهَذَا  
رَبِّي میں ہمزہ استفہام مقدرہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور کو معلوم تھا جب ہی تو پہلے  
دنیا میں خبر دے رہے ہیں جب صاف اور صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ تمام اعمال امت  
کے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہو؟

حضور نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے تمام اعمال اچھے اور برے مجھ پر  
پیش کئے گئے۔ مسلم صفحہ ۲۱۔

عَرِضْتُ عَلَيْكُمْ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا

تو پھر کیوں آپ کو علم نہ ہوگا جو بات علم مخاطب میں نہ ہوگی اس سے یہ بات  
کبھی نہ کہی جائے گی کہ فلاں بات یاد کر جس کو یاد نہ ہو خاک یاد کرے گا خدا تعالیٰ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے:

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ مُوسَى، وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ، وَأَذْكُرُ

فِی الْکِتَابِ اِذْرِیْسَ اس سے معلوم ہوا کہ تمامی حالات انبیاء کے حضور کے علم میں تھے ورنہ واذ کسر کا حکم کیوں کر صحیح ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے اصحاب فیل کعبہ کے گرانے کے لئے آئے تھے اس کو رب العزت نے لشکر ابابیل بھیج کر ہلاک کر دیا اس کا قرآن میں یوں ذکر ہے:

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ

کیا نہیں دیکھا تو نے اے حبیب! کیا کیا تمہارے رب نے ہاتھی والوں

کے ساتھ؟

اس سے بھی معلوم ہوا کہ گو آپ ابھی دنیا میں تشریف نہ لائے تھے مگر واقعہ سب آپ کو یاد تھا صرف ایک اشارہ سے واقعہ اصحاب فیل والا جس طرح وہ چڑھائی کر کے آئے اور جس طرح مارے گئے سب یاد کرادیا۔ فافہم۔ امام الدین عفی عنہ۔

میں اس مسئلے نون نال دلائل ثابت کر دکھاواں

کچھ دلیلاں خاص قرآنوں کچھ صحاحوں پاواں

## علم غیب کی دلیل اول

چونکہ قصے آدم دے وچہ ذکر فرشتیاں آیا

جدوں فرشتیاں اللہ اوپر ایہ اعتراض اٹھایا

جو توں بندا پیدا کرنا چاہیں اے رب باری

وچہ زمیں دے خون و ہاوے ہو کرے بدکاری

ایہ قول فرشتیاں دیکھو! بھائیو! غیب دی خبر سناون

جہڑے اس تھیں منکر ہوئے دوزخ دھکے جاوے

## دلیل دوم

جیونکر حضرت آدم نون رب کلی نام سکھائے ۳  
 دس اسماں نون نام تمامی پھر اللہ فرمائے  
 پھر دسے حضرت آدم نے نام تمامی چیزاں  
 ہانڈی ۳۲ تھالی تائیں دسے کڑتے ہو ر قمیھاں  
 کیوں جی حضرت آدم ہوراں دسیا غیب یا ناہیں  
 ملحد دا اعتبار نہ کرتوں شیطوں منگ پناہیں

## دلیل سوم

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظَلِّعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ رُسُلِهِ

مَنْ يُشَاءُ ﴿۳۳﴾ پ ۳ رکوع ۳

اللہ تعالیٰ کی شان نہیں ہے کہ خبر دار کرے تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ تعالیٰ  
 پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے۔

اللہ ایہ نہیں کردا تہانوں خبر غیب جتلائے  
 چن دا ہے نبیاں تھیں جس نون اسنوا کھسنائے  
 اس آیت وچہ دیکھو اللہ نِيَطْلِعَ لَفْظ لِيَا  
 جس دا معنی روشن تے دکھانا لغت سنایا یعنی  
 جیونکر گذریا ہو ر جو گذرے سب دکھایا

دیکھنا معنی طلعت لکھیا وچہ ۲ غیاثے پایا

۱۔ قَالُوا اتَّجَعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ الرَّحْمَٰنُ

۲۔ یعنی جتنا علم غیب فرشتوں کو اللہ نے سکھایا تھا۔ اتنا ہی وہ جانتے تھے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا بِالْحَقِّ۔ سے ظاہر ہے۔

۳۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى النَّخْلِ. قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ كُلِّ لَفْظٍ بَدَأَ بِهَا مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ فَمَا يَكْفُرُ لِمَنِ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

کے نام سکھلا دئے اسی لفظ کل میں غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہر ایک صفت بھی بتلا دی گئیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو آٹھارہ ہزار عالم میں سے ہر ایک کا نام پھر ان کے کام بتلا دئے اس واسطے کہ وہ ساری مخلوق پر اسی وقت حکومت کرے گا جبکہ وہ ان کے نام و عادات سے بخوبی واقف ہوگا۔ یہی بات اسی کل میں رکھی ہوئی ہے کہ خدا نے اپنے اسماء کی تعلیم دے دی۔ جب مخلوق کے ناموں کا احاطہ نہیں ہو سکتا تو خالق کے ناموں اور کاموں کا کہاں احاطہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ ابن عباس نے کہا ہے کہ ان کی اولاد اور سب جانوروں کے نام اور سب چیزوں کے یہاں تک کہ دیگچی اور رکابی اور ہر چھوٹی بڑی چیز کا،

۵۔ اطلاع یعنی دیکھا دینا ہے: اللہ غیب کو رسولوں میں سے جس کو پسند کرے، ۱۲ منہ

۶۔ نام کتاب ۱۲ منہ

نال حدیثاں دے ایہ معنی ہیں موافق بھائی

چنگے مندے فعل امت دے دیکھے نبی الہی

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ زَوَى لِي

الْأَرْضَ فَرَّقَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (رواہ مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین جمع کر دی۔ پس میں نے مشرق و مغرب اس کے دیکھے مشارق و مغارب کنا یہ ہے جمیع الارض سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، مطلب یہ کہ تمام زمین میں نے دیکھی، وهو المراد۔

مسلم دیوچہ نبی اللہ تھیں کرے ثوبان روایت  
سکویں اوہ حدیث لیاندی لوکی پان ہدایت  
رب زمین سنگڑا کے میرے اگے حاضر کیتا  
مشرق مغرب میں سب دیکھی قول نبی ایہ بیتا  
دیکھ اونجدی کی کر غائب دیکھیا نبی الہی  
کر توبہ تے من جاہن توں جویں رسول سنائی

معالم التنزیل میں زیر آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ أَرْخَ لَكَهَا ہے:

قال السدي: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

عَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِي فِي صُورِهَا فِي الطَّيْنِ كَمَا عَرَضْتُ عَلَى آدَمَ وَ

أَعْلِمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يُكْفِرُ الْخ،

سدی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے روبرو کی گئی میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی الخ،

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا، لِطَلْعِكُمْ عَلَى الْغَيْبِ سے پوشیدہ اشیاء کو ظاہر کر کے دکھا دینا مراد ہے۔



وچہ معالم نبی اللہ تھیں انج روایت آئی  
اپنی امت بابت حضرت ایہ گل آکھ سنائی  
امت میری میرے اگے پیش کپتی گئی ساری  
چیونکر آدم ذریت دی دیکھی کار گذاری  
جس نے مومن بننا جس نے کافر ہونا بھائی  
کر معلوم لیا میں سب نوں فرق نہ ذرا رائی

۱۔ پہلے قرآن کو دیکھئے!

خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قول کو بیان فرماتا ہے:

وَأَنْبَسُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:

میں تم کو بتا دیتا ہوں جو کھاتے ہو اور جو گھروں میں چھوڑ آتے ہو۔

بتائیے! اس سے بڑھ کر غیب کیا ہے؟ کھانا جو پیٹ میں چلا جاتا ہے وہ پیٹ

میں گئے ہوئے کھانے کو بھی جان لیتے تھے اور جو گھر میں چھوڑ آتے آٹا، دانہ، غلہ، پکا

ہو یا کچا وغیرہ سب آپ معلوم کر لیتے،

حضرت عیسیٰ کے علم غیب پر اقرار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر

انکار اس کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ وہابی اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ و

السلام بھی خدا ہیں مثل نصاریٰ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو غیر اللہ نہ سمجھتے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

کو یہاں تلاوت نہیں کرتے معلوم ہوا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو

غیر اللہ نہیں جانتے، ۱۲ منہ

۲ ایسا ہی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرآن میں ذکر آیا ہے کہ آپ نے ابھی انسان کا تخم ابھی رحم مادر میں نہ پڑا تو انہوں نے معلوم کر لیا:

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿١٠٠﴾  
 إِنَّكَ إِن تَذَرْنَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿١٠١﴾ سورة نوح  
 یعنی نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے عرض کی: خدایا کفار میں سے زمین میں کوئی نہ چھوڑ! اگر تو نے ان کو چھوڑا تو تیرے بندوں کو یہ گمراہ کریں گے ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا کافر ہوں گے یا فاسق،

دیکھو! اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام نسلا بعد نسل رحم مادروں کفار میں نظر کر کے بتا دیا کہ ان میں کوئی مسلمان نہ ہوگا خدا نے ان کے علم غیب کی تصدیق کی جملہ کفار کو ہلاک کر دیا۔

دیکھ اونجدی علم نبی دا غیبی خبراں دس  
 منکر دے اسلام اوپر لوگ کیویں نہ ہسن  
 ساری امت پیدا ہو رہا پیداجھڑے ہے سی  
 سب نوں جانن نزد انہاندے چھپیا کجھ نہ ہے سی  
 وچہ زینت اسلام دے گیا حافظ محمد یا را  
 حسب ضرورت لکھ دکھاواں بیت اسدا میں سا را  
 اے پر بعض ارسولاں تھیں رب جس چاہے کجھ دیوے  
 بانجھوں وحی رسول نہ جانے وحیوں روشن ہووے

## ویل چہارم

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ  
وہ ہی جاننے والا غیب کا پس نہیں خبر دار کرتا اور پر غیب اپنے کے کسی کو مگر  
پیغمبروں میں سے جس کو پسند کرتا ہے۔ پارہ ۲۹ سورۃ جن۔

غیب اپنے نون اللہ صاحب ہرگز کسے نہ دے  
جو پسند ہووے نبیاں تھیں رحمت باراں دتے  
یعنی جیہڑا نبیاں وچوں ہووے پسند خدا نون  
علم غیب دا دے اونوں معلم ہے علماء نون  
جیہڑا کہے رسول اللہ نون علم غیب دا تاہیں  
منکر اوہ کلام اللہ دا ہوندا بہت گناہیں  
حافظ محمد نے بھی ایہو مطلب لکھ دکھایا  
اپنی وچہ کتاب زینت دے دیکھے جیں دل چاہیا  
جوں استثناء رسولاں کارن وچہ قرآن ایہائی  
بعضے کم رسولاں تاکیں رب جنائے بھائی

۱۔ بیت، زینت الاسلام، تصنیف حافظ محمد بن بارک اللہ ۱۲ منہ

۲۔ رحموں کا حال معلوم کرنا، بارش کا پتہ ہونا، کل کیا ہوگا؟ کہاں ہوگا؟ کہاں کوئی  
مرے گا؟ قیامت کب آئے گی؟ آسمانوں میں کیا ہے اور زمینوں میں کیا ہے؟ یہ سب  
خدا کا غیب ہے: **وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ عِنْدَهُ**

عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ  
أَرْضٍ تَمُوتُ.

اسی اپنے غیب کو خدا فرماتا ہے کہ میں جس رسول کو پسند کروں، اس پر اپنا  
غیب ظاہر کرتا ہوں۔ فہو المراد

اب فیصلہ آسمانی والادونوں ہاتھ سے پیٹے،

قرآن شریف سے ہی اس کے دلائل پیش کر رہے ہیں سے حضور کے لئے غیب  
ثابت ہو گیا، وللہ الحمد

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے! ان کو کیا غیب کا علم تھا لوگوں نے  
جب ان کو جھٹلایا تو حضرت نوح نے دعا کی:

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي الْآرِضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دِيَارًا ﴿١٠٠﴾  
تَنْكَرُ أَنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿١٠١﴾ سورة نوح  
دیکھئے! حضرت نوح کا علم غیب۔

عرض کیا، خدایا کوئی کافر نہ چھوڑ سب غرق کر، اگر تو ان کو چھوڑے گا تو تیرے  
بندوں کو گمراہ کریں گے ان کی اولاد سے کوئی مسلمان نہ ہوگا سب کافر قاجر ہی ہوں گے  
دیکھئے! حمل کا حال تو ایک طرف یہاں ابھی تخم بھی نہیں پڑا نسلا بعد نسلا آپ  
نے معلوم کر کے عرض کر دیا کہ ان میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا خدا نے ان کو اس بات  
سچا سمجھ کر منظور کر کے سب کو غرق کر دیا خدا تو نبیوں کے سینوں کے غیب جاننے کو صحیح  
نے اور یہ وہابی نام کے مسلمان انکار کریں خداوند تعالیٰ ان کے گندے عقائد سے  
بچائے! آمین امام الدین عقی عنہ ۱۲

۳ بیت، زینت الاسلام، تصنیف حافظ محمد بن بارک اللہ ۱۲ منہ۔

جیویں جنت دوزخ وچہ حدیثاں نبی نون رب دکھایا  
 شب معراج بھی اگے کچھے اس وچہ شک نہ آیا  
 ایوں فتنے جنگ لڑائیاں جو کجھ آخر تائیں  
 وچہ حدیث نبی فرمایا دیکھو! جا بجائیں  
 اہلسنت داندہب پکا غیبی علم خدا نون  
 جتنا رب معلوم کرایا معلم سو انبیاء نون  
 علم الہی! کجہ نہ پاون اہل زمین آسماناں  
 مگر جو کجھ اللہ چاہے واقف کرے ناداناں

## دلیل پنجم

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: اتاری اللہ تعالیٰ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا  
 تو جانتا اور اللہ کا بڑا فضل تیرے اوپر ہے۔

خاص رسول اللہ نون اللہ ایہ گل آکھ سنائی  
 بھیجی میں کتاب تے حکمت تینوں نال صفائی  
 اتے سکھایا اوہ جو ہے سی معلوم ناہیں تینوں  
 ہے ایہ فضل زیادہ میرا کمی نہ ہرگز مینوں

اس آیت دے وچوں بھائیو! ایہ گل ثابت ہوئی  
 جو جو غیب نبی تھیں ہے سی دیار رب نے سوئی  
 جو کجھ میں ایہ لکھا دکھایا خازن دے وچہ آیا  
 حاشیہ ۲ اوپر دیکھو! بھائی جو میں لکھ دکھایا

۱۔ بیت زینت الاسلام ۱۲ منہ

۲۔ وقیل عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ

خفیات الامور واطلعت علی ضمائر القلوب وَعَلَّمَكَ مِنْ احوال  
 المنافقین و کیدہم مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ تفسیر خازن، ہذا مدارک، جلالین، جامع  
 البیان، قادری و بیضاوی وغیرہم میں موجود ہے۔

ترجمہ: بعض کہتے ہیں کہ سکھایا آپ کو غیب یعنی آپ نہیں جانتے تھے، اور بعض یہ  
 کہتے ہیں کہ سکھائے آپ کو پوشیدہ امور کہ دل کے ارادوں پر اطلاع دی اور منافقین  
 کے حالات سے اور ان کے مکر و فریب سے اطلاع دی۔

جیسے کہ دوسری جگہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے:

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ یعنی منافقوں کو تو پہچان چکا ہے ان کے چہروں سے

ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد کوئی منافق

دل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں رہا آپ ان کو علامت سے ہی پہچانتے تھے۔

جامع اور ابن کثیر میں آیا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں چھتیس آدمیوں کے نام لے

رہا کہ یہ منافق ہیں،

اور جن آیات میں یہ مذکور ہے کہ منافق کا حال حضرت کو معلوم نہ تھا وہ منسوخ ہیں اس آیت سے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ الْمُنَافِقُونَ مِنَ الرِّجَالِ  
تِلْكَ مِائَةٌ وَمِنَ النِّسَاءِ مِائَةٌ وَسَبْعِينَ شَرَحَ شَقْلَامَا عَلَى قَارِي صَفْحَةَ ۲۳۱ جِلْد ۱۔  
یعنی ابن عباس فرماتے ہیں:

تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں منافقین میں سے تھیں جو مسلمانوں میں ملے ہوئے تھے۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:

جمعہ کے روز حضور نے خطبہ پڑھا اور منافقوں کا نام لے کر فرمایا:

أُخْرِجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ أُخْرِجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ

پس نکال دیے گئے بے عزت ہو کر۔

## اعتراض

جو آیت عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی آیت تو عوام کے لئے بھی آئی ہے یعنی يُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان بھی غائب جانتے ہیں۔

## جواب

سو جواب اس کا یہ ہے کہ آیت وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور آیت يُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ کا ایک مطلب نہیں۔

اس میں معلم خدا اس میں معلم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنا فرق خدا اور رسول میں ہے اتنا ہی فرق ان دونوں آیتوں میں ہے اور یہ پوشیدہ نہیں کہ حضور نے سب کچھ جو ہو چکا اور ہونے والا تھا جن لوگوں کو نہیں جانتے تھے سب سکھایا مگر جس نے یاد رکھا یاد رکھا جس نے بھلایا بھلایا۔

یہ حدیث بخاری میں حدیفہ سے روایت ہے اس کو آگے چل کر لکھوں گا، امام الدین عفی عنہ ۱۲۔

## دلیل ششم

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿۳۰﴾ پارہ ۳۰، سورۃ تکویر اور نہیں اوپر غیب کے بخیل یعنی غیب کی بات پر بخیل نہیں۔

غیب دن وچہ نبی محمد ہرگز بجل نہ کر دے  
بیشک دس دیندے اوہ سب نوں دستوں مول نہ ڈردے

## دلیل ہفتم

خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۳۰﴾ سورۃ الرحمن پیدا کیا آدمی کو سکھایا اس کو بیان۔

قبل اراد بالانسان محمد اصلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما یكون وما كان لا نه صلى الله عليه وسلم ينبيء عن خير الاولين والاخرين وعن يوم الدين۔ حازن ۱۲ منہ

ترجمہ: بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے: انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،



وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ سے بیان وہ جو ہوگا اور جاہو چکا کیوں کہ نبی نے خبر اولین و آخرین کی دے دی ہے اور قیامت کی خبر بھی بیان کر دی ہے قرآن میں اس کی تائید دوسری جگہ یوں آئی ہے:

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا

ذِكْرًا ﴿١٦﴾ پ، ۱۶، ع، ۱۴

یعنی خدا فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی ہے ہم قصے بیان کرتے ہیں تم پر جو گزشتہ واقع ہو چکا ہے بیشک ہم نے دیا ہے تم کو اسے اپنی طرف سے یاد کرنا اس سے معلوم ہوا جو گزشتہ واقعات گزر چکے ہیں اس سب کا علم خدا نے دے دیا ہے دے ہی نہیں دیا بلکہ یاد کرادیا حضور علیہ السلام کے علم غیب کا منکر خدا کی کلام کا منکر ہے۔

یعنی مطلب اس آیت دا خازن! ایہہ فرمایا  
پیدا کر کے نبی محمد نون رب غیب سکھایا  
وچہ تفسیر معالم دے بھیں ایویں لکھیا پایا  
ہور تفسیر حسینی والے بھی ایہو فرمایا  
یعنی جو کجھ اگوں ہونا تیک قیامت پایا  
تے جو کجھ پچھے گذریا ہے سی رب نے سب سکھایا  
جیہڑا ایہ گل آکھے جو کجھ وحی تھیں روشن ہوونے  
اسنوں غیب نہ آکھن بھائی مومن من کھلووے  
خوب جواب اس گل دا اللہ دتا نال صفائی

وچہ تیجے پاؤ سپارے تیجے دیکھو آیت آئی

ذَالِك مِنْ الْبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ.

ترجمہ: یہ غیب کی خبروں سے ہے وحی کرتے ہیں ہم اس کو طرف تیری اور نہ تھا تو پاس ان کے۔

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ

يَخْتَصِمُونَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ: جس وقت ڈالتے تھے قلموں اپنی کو کون ان میں سے پالے مریم کو اور نہ تھا تو پاس ان کے جب جھگڑتے تھے۔

جو کچھ قصے اگلے نبیاندے میں آکھ سنائے

وحی نون نازل کر کے میں ایہ سب تینوں جتلائے

ایہ سب غیبی خبراں ہے سن جو تینوں جتلایاں

نہ توں پاس انہاں دے ہے سیں جد او نہاں قالاں پایاں

ایہ بھی تینوں خبر نہ ہے سی جد او نہاں جھگڑا پایا

کون کفیل ہو وے مریم دا ایہ او نہاں شور مچایا

ایہ جو کچھ خبراں وحی لیا وے غیب اس آکھے اللہ

طحد اوں نون غیب نہ آکھن مار انہاں سر کھلا

جد اللہ اس نون غیب کہے جو وحی دے ہتھ پہنچایا

کیاں تسیں اس نون من دے ناہیں چاہئے کچھ شرمایا

جیکر ہن بھی منوں ناہیں نص خلاف کماؤ

خاص قرآنوں منکر ہو کر دوزخ دے ول جاؤ  
 جہیزیاں! آیتاں وچوں ثابت کر دے تسیں بھراؤ  
 علم غیب نہ باجھ خدا دے حاصل کسے سناؤ  
 میں کہناہاں اس دی بابت سمجھو نال صفائی  
 ایہ نہیں مطلب اصلی اس دا جو تساں سمجھیا بھائی  
 اصلی مطلب ایہ ہے اس دا میں تساں کھول سناواں  
 کہیا رب حبیب اپنے نوں توں سن قول سچا واں  
 کہہ دے لوکاں تائیں ایہ گل، غیب نہ کوئی جانے  
 باجھ میرے ایہ کسے نہ معلم لا ون زور دہنگاے  
 جیونکر ذاتی صفت ہے میری ہو ر نہ کسے بھائی  
 مینوں کسے نہ سمجھن حاجت بندیاں سمجھن آئی  
 جس طرح ذاتی صفت ہے میری بے پرواہی والی  
 ایسی صفت دو بے وچہ ناہیں ہین سب اس تھیں خالی  
 صفت ایسی دی نفی خدا نے کیتی وچہ قرآنے  
 مورکھ اسنوں سمجھن ناہیں کیتے جہل دیوانے  
 جد اصل صفت وچہ شرکت ناہیں پھر کیوں مشرک آیا  
 جہیزا کہے نبیاں نوں اللہ علم غیب سکھلایا

۱ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَعِنْدَهُ

مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. ۱۲ منہ امام

الدین کوٹلی عفی عنہ ۱۲

## حضور کا ہر جگہ حاضر ناظر ہونا

۲ جب ہم نے حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا بزرگان دین کو تصرف اور علم غیب اور قدرت میں مستقل نہ جانا، بالذات نہ مانا تو مساوات کیوں کر لازم آئے گی۔

حق تعالیٰ کی قدرت اس کا علم غیب و تمام صفات کمال قدیم ازلی ابدی، انبیاء و اولیاء کی ذات حادث ایسا ہی ان کی صفات علی ہذا القیاس پھر اگر ہم کہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سب جگہ حاضر ناظر ہے سب پر اس کا تصرف تام قدرت کامل اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً سب جگہ حاضر و ناظر سب پر قابض متصرف بہ قبضہ و تصرف تام قدرت کمال و تمام اس سے مساوی ہونا حضور کا ان صفات میں ہرگز لازم نہیں آتا آخر یہ صفات حضور کے لئے بالذات نہیں، مثل خدا کے بلکہ بالعطا ہیں، جیسا کہ آگے لکھا جائے گا وہ امی قدیم نہیں، آخر بعد الوجود ہیں پھر خدا کے ہمسر خدا کے برابر کس طرح ٹھہرے؟

حدیث صحیح میں آیا ہے:

جس وقت انسان کو قبر میں لوگ دفن کر چلے آتے ہیں تو فرشتے آتے ہیں اور

سوال کرتے ہیں:

تیرا رب کون ہے؟

تیرا دین کون سا ہے؟

یہ بھی کہتے ہیں: مَا تَقُولُ هَذَا الرَّجُلُ

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں قبر میں موجود ہوتے ہیں جن کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ اس مرد کے حق میں تو کیا کہتا ہے؟  
اگر وہ مسلمان ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمارے رسول ہیں۔

اس حدیث نے خوب فیصلہ کیا اور بتا دیا کہ حضرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں تمام روئے زمین پر ہزاروں آدمی مرتے ہیں ہر چار طرف علم کے، پھر ایک ہر ایک کی قبر میں جانا آپ کا ثابت ہوا، رسول خدا آبن واحد میں ہر جگہ حاضر ہو سکتے ہیں۔

طور مثالے میں سمجھاواں ہادی حق تعالیٰ

سمیع بصیر خدا دیاں صفات دیکھنے سنے والا

ہین ایہ صفتاں وچہ بندے دے عین موافق حالا

ہر اک اک دوئے نوں آکھے توں ہیں سننے والا

اس نوں کیوں تساں جائز رکھیا مینوں ایہ سمجھاؤ۔

شاید اسدی بابت مینوں ایہ جواب سناؤ

جیسی صفت خدا دی دائم نقص نہ ہرگز آوے

ایسی صفت بندے وچہ ناہیں چاہے رب و نجاوے

اس نوں شرک ہرگز نہ کہئے فرق بڑا ہے یارا

تاہیں اسنوں جائز رکھئے کرئے بول بولارا

ایہ جواب اساڈی طرفوں سمجھو تسیں بھراؤ

لانڈھی زخم دے اوپر مرہم جلد نعمانی لاؤ

دیکھو وچہ کلام خدای طور مثال سناواں

دوتن آیتاں حسب ضرورت اتھے لکھ دکھاواں

جن آیتوں میں علم غیب کی نفی ہے ان کا مفہوم

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ (پ، ۱۲، ع ۱۵) اور نہیں حکم مگر اللہ کا

جیونکر وچہ کلام اپنے دے خود اللہ فرماوے

میرے باہجہ نہ حکم کے دا ایہ گل آکھ سناوے

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا، اور نہیں شریک کرتا بیچ حکم اپنے اسی کو

وچہ سپارے پندرہویں بھی ایہ آیت آئی

سولھویں وچہ رکوع دیکھو! اس وچہ شک نہ کائی

حکم اپنے وچہ رب تعالیٰ کرے شریک نہ کوئی

جھیرا نال شریک ٹھہراوے دوزخ جائے سوئی

آلَاءُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ، خبر دار اسی کے لئے ہی پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔

بارہویں وچہ رکوع اٹھویں وچہ پارے ایہ آیت آئی

اسوچہ اللہ ایہ فرمایا سمجھو! نال دانائی

ہوش کروتے سمجھو سنوں میں ہی خالق آیا

خاص میرا ہی حکم تسانوں پیشک من آیا

کیا تسیں استھیں ایہ گل سمجھو گے باہجوں پاک الہی

ناہیں ہو رکے دی تابعداری کرنی آئی

تسین نہ ہرگز ایہ گل آکھو صاف انکار سناؤ  
 بھانویں نص قرآنوں ہے ایہ عن وچہ نہ آؤ  
 ہور جگہ وچہ جیکر آکھو سانوں رب فرمایا  
 حکم رسول اللہ دا مننا بھیں اساں واجب آیا  
 نالے تابعداری اُس دی صاحب امر جو ہووے  
 تابعداری ماں پیو دی وچہ بھیں لک بنھ کھلوئے  
 ایہ جواب اساڈی طرفوں سمجھو نال دانائی  
 دوسریاں آیتاں دے وچہ اللہ ایہ گل آکھ سنائی

۱۔ قول اللہ تعالیٰ، اَتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ  
 اَوْلِيَاءَ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے قرآن کے اور کسی چیز کی تابعداری ہم پر  
 فرض نہیں۔

ترجمہ تابعداری کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے رب تمہارے سے  
 اس کے سوائے اور کس کی تابعداری نہ کرو اور نہ دوسرے کی تابعداری کو درست ہی رکھو

جنوں کراں پسند بنیاں تھیں دساں غیب اس تائیں  
 کیوں جی علم غیب دا بنیاں ثابت ہو یا یا ناہیں  
 دیاں ثبوت میں اس دی بابت جو میں لکھ دکھایا  
 یعنی نبی دے غیب جانن وچہ نفی دا ذکر جو آیا  
 شک لوکاں دے دور کرن دی خاطر ہے رب کہیا  
 مت کوئی دلوں عقیدہ رکھے جانے ایہ رب جہیا

ای میں خود غیب نہ جاناں کہدے اے لوکاں تائیں  
 میں ہاں تابعدار وحی دا جو گھلے رب سائیں  
 دیکھو آیت وچوں ایہ گل ثابت ہوندی بھائی  
 ہے ایہ نفی مستقل دی توہانوں سمجھ نہ آئی  
 جیونکر حضرت بابت لوکاں ایہ اعتقاد ٹھہرایا  
 اپنی خواہش تھیں ایہ دے رب نہ کجھ فرمایا  
 پھر ایہ اللہ آیت بھیجی جس وچہ ایہ فرمایا  
 اپنی خواہش تھیں نہ دے دے وحی لیایا

### وہابی کا مقولہ

علم غیب کس نمی داند بجز پروردگار  
 گر کسے گوید من دانم ازو باور مدار  
 مصطفیٰ ہرگز نہ گفے تا نہ گفے جبرئیل  
 جبرئیل ہم نہ گفے تا نہ گفے کردگار

الـجـواب

علم غیب کس نمی داند بجز پروردگار  
 ہست آں مطلق علم داں اے عزیز باوقار  
 ایں علم خاص است باذات کریم کردگار  
 گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار



لیک آں علمے کہ باشد خاصہ ذات کریم  
ہیکس را اونمی دادہ ولے رسل کریم  
ہست درقرآن ثابت. آں علم گویم ترا  
بہر رسل ذات پاک خالق ارض و سماء  
ہرکہ منکر آں علم ہست اے عزیز با تمیز  
ہست گمراہ منکر قرآن باشد بے تمیز  
آں علم علم اضافی ہست اے نیکو صفات  
انبیاء و اولیاء راہم بدادہ پاک ذات  
ہرکہ منکر علم باشد گویم اے ولید  
ہست آں مردود و گمراہ نیز اورا داں پلید  
بہر احمد علم ماکان یکون دادہ ہست  
تا بنابرانیز حصہ زو علم افتادہ است

۱ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِن تَبِعُوا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ

ترجمہ: نہیں جانتا میں غیب اور نہیں کہتا میں کہ میں فرشتہ ہوں نہیں تا بعداری کرتا  
میں مگر وہ جو وحی کیا جائے طرف میری ۱۲ منہ،

۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ

ترجمہ: وہ نہیں بولتا خواہش اپنی سے، نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے ۱۲ منہ،

ہست آں ثابت زقرآن وحدیث احمدی شک نمی آری اگر باشی بدین احمدی  
نزد علما چار مذہب دیں علم ثابت شدہ لیک وہابیہ نجدیہ ازو منکر شدہ

آنکہ گفتی بیت ثانی میدہم اور اجواب . گر عقل داری عزیز امی شناسی با صواب  
 آن علم ظاہر بود کاں را بداند جبرائیل مصطفیٰ ہرگز نکتے تا نکتے جبرئیل  
 جبرئیل علم نباشد از نبی اے ہوشیار جبرئیلش ہم نکتے تا نہ گفتے کردگار  
 سرور عالم کہ آن محبوب رب العالمین آن علم وارد ندارد آن علم روح الامین  
 ایہو مطلب اسدا سمجھو غیب دی نفی جو آئی جو کچھ علم نبی نوں ہو یا ادسیا پاک الہی

### جملہ انبیاء کے معجزات حضور کو حاصل تھے

۱۔ پہلے اس بات کو ذہن نشین کر لیتا چاہئے کہ ہر پیغمبر کو خدا نے مختلف طاقتیں عطا کی  
 ہوئی تھیں، مثلاً حضرت آدم کو اسماء کلہا کا علم ہونا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانور مختلف کو ذبح کر کے پھر ان کو ملا کر  
 مختلف جگہ میں رکھ کر بلانا پھر ان جانوروں کا زندہ ہو کر دوڑتے آنا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کا سانپ بنا دینا، ید بیضا کا دکھانا  
 اور تیل کی کوئی جز مردے کو لگانے سے زندہ کرنا۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانوروں کی بولی جاننا اور شیاطین و ہوا کو  
 مسخر کرنا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیماروں کو اچھا کرنا، مردے زندہ کرنا،  
 جانور مٹی کے بنا کر زندہ کر کے اڑا دینا اور آسمان پر زندہ چلا جانا وغیرہ

یہ سب طاقتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ہوئی  
 تھیں جیسا کہ شیخ عبدالرزاق کاشانی جو اہل بحار میں فرماتے ہیں:

وہذہ المنعجزات وامثالہا مفصلۃ فی جمیع الانبیاء مجموعۃ فی خاتمہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین  
یعنی تمام معجزے اور ان کی مثل جو ذکر کئے گئے ہیں یہ تمام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں۔

پھر اسی پر بھی نہیں اختصار فرمایا بلکہ ان سے بڑھ کر اللہ نے طاقت عطا فرمائی اور اپنی صفات کاملہ کا مظہر بنا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن میں:

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ﴿۷۸﴾

ہم نے عطا کی تجھ کو کثرت

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے:

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ يَا مُحَمَّدُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ الْبَالِغَ فِي الْكَوْثَرَةِ إِلَى الْغَايَةِ

ہم نے تجھ کو دی اے محمد! خیر کثیر جو پہنچنے والی ہے نہایت تک۔

حدیث میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے:

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل

الدبوت میں روایت کرتے ہیں:

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَمَّا فَرَعْتُ بِمَا أَمَرَنِي اللَّهُ بِهِ هُوَ وَرَاءَ السَّمَوَاتِ قُلْتُ: يَا رَبِّ إِنَّهُ لَمْ

يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا وَقَدْ أَكْرَمْتَهُ جَعَلْتَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَمُوسَى

كَلِيمًا وَسَخَّرْتَ لِدَاوُدَ الْجَبَلَ وَسُلَيْمَانَ الرِّيحَ وَالشَّيَاطِينَ وَأَحْيَيْتَ بَعِيسَى

الْمَوْتَى فَمَا جَعَلْتَ لِي؟ قَالَ: مَا أَعْطَيْتَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ أَعْطَيْتَكَ

## الکَوْنَرُ ❁ الحدیث

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب میں حسب ارشاد الہی سیر سموات سے فارغ ہوا،

اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء (علیہم

الصلاة والسلام) تھے سب کو تو نے فضائل بخشے،

ابراہیم کو خلیل کیا،

موسیٰ کو کلیم کیا،

داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کئے،

سلیمان کے لئے ہوا اور شیاطین،

عیسیٰ کے لیے مردے جلانے میرے لئے کیا کیا؟

ارشاد ہوا: ہم نے تجھے جو کچھ عطا کیا ان سب سے بہتر ہے، بلا شک ہم نے

تجھے کثرت عطا فرمائی الخ

جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے نبیوں کے تمام معجزات حضرت میں موجود تھے تو

معلوم ہوا کہ حضرت غیب بھی جانتے تھے۔

مردے بھی زندہ کر سکتے تھے،

جانور نئے بنا کر اڑا سکتے تھے،

ہوا اور شیاطین ان کے تابع میں تھے،

غرض یہ کہ جو کچھ اگلے نبیوں میں طاقتیں تھیں وہ ان میں موجود تھیں بلکہ ان

سے بھی بڑھ کر اور ان کو اللہ نے کہا جائے! اور سوائے اس کے خدا کی صفتوں سے جس

صفت سے چاہے پکارے بجا اور درست ہے کیوں کہ آیت **أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ** سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو مالک کر دیا ہے خیر کثیر کا کیوں کہ **أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ** بمعنی اَمْلَكْنَا کے بھی آتا ہے کمافی کتب الصوفیہ

## لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ..... کا مفہوم

اور یہ بھی یاد رہے کہ جب حضرت کو خیر کثیر عطا ہوئی تو اسی سے معلوم ہوا کہ آپ کو غیب بھی تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَأَسْتَكْثِرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

کہدے تو اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر میں غیب کو جانتا تو خیر کثیر

حاصل کرتا۔

اور دوسری آیت **أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ** سے ثابت ہوا کہ حضرت کو خیر کثیر حاصل تھی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کو علم غیب بھی تھا، جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا،

یعنی اگر ہوتے زمین و آسمان میں بہت خدا سوائے اللہ کے البتہ فاسد ہو

تے زمین و آسمان۔

جب زمین و آسمان فاسد نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ تعددِ الہ بھی نہیں جیسا کہ

شرح میں لکھا ہے: **إِنَّ الْفَسَادَ مُتَنَفِي فَيُعْلَمُ مِنْ ذَلِكَ انْتِفَاءُ التَّعَدُّدِ**

یعنی فساد کی نفی نے یہ بتلا دیا کہ تعددِ الہ کا نہیں اسی طرح حصول خیر کثیر نے

بتلا دیا کہ آپ کو علم غیب بھی تھا،

فیصلہ آسمانی والا کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا حسد ہے کہ ان کے لئے  
برائیاں ثابت کیں یعنی لو کنت اعلم الغیب کا مطلب لکھتے ہوئے یہ لکھا کہ  
قَلَمَسَةُ السُّوءِ وَلَمْ يَسْتَكْبِرْ مِنَ الْخَيْرِ (فیصلہ آسمانی صفحہ ۳) یعنی  
حضرت کو خیر کثیر حاصل نہ ہوئی برائیاں پہنچتی رہیں، استغفر اللہ! ایسے لوگس کی کس طرح  
نجات ہوگی ان کو یہ آیت نہ ملی اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱۰﴾ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے مگر یہ  
لوگ وہ بات لوگوں کو دیکھائیں گے جس میں حضور کی تحقیر دل میں بیٹھے یہ نہیں جانتے  
کہ خدا نے جب فرما دیا ہوا ہے:

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.

یعنی اللہ بچائے گا تجھے لوگوں سے اے محمد!

تو پھر برائی کیسے پہنچ سکتی تھی؟ وہابی کہتے ہیں کہ حضور بچے نہیں ان کو تکلیفیں

پہنچیں جس سے معلوم ہوا خدا کا قول میں بچاؤں کا جھوٹا ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ خدا بچا  
نہ سکا، تف ایسے مذہب پر جو کافر بنائے! اما الدین فافہم،

دوسری وجہ حضرت کے تصرف کی یہ ہے کہ تفسیر حسینی میں بذیل آیت فَاَوْحَىٰ

إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ مِنْ لَدُنْكَ:

يَا مُحَمَّدًا (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) أَنَا وَأَنْتَ وَمَا سِوَىٰ

ذَلِكَ خَلَقْتُهُ لِأَجْلِكَ۔

یعنی اے محمد جو کچھ تیرے میرے سوا ہے وہ سب تیری خاطر ہے۔

جب معلوم ہوا کہ خدا رسول کے سوا جو کچھ ہے سب نبی کے واسطے ہے تو پھر

بڑا ہی افسوس ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت کو کچھ اختیار نہ تھا بھلا یہ بھی کوئی

عقل سلیم والا تسلیم کرے گا کہ جس کے واسطے کوئی شے تیار کی جائے تو پھر اس کو اس پر اختیار نہ ہو گا یا وہ تصرف نہ کر سکے گا، ہرگز تسلیم نہ کرے گا بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی یہ بات کہے گا جو کچھ کسی واسطے تیار کیا جائے اس پر وہ جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے، مثلاً کسی شخص نے اپنے دوست کے لئے گھوڑا خریدا یا گاڑی بنوائی یا باغ لگوا دیا کیا کوئی کہہ سکے گا کہ وہ دوست جس کے واسطے یہ چیزیں بنائی گئی ہیں اس پر تصرف نہیں کر سکتا کیوں نہیں ضرور کر سکتا ہے اس کو اختیار ہے سواری کرے، باغ کا سیر کرے، جیسے دل چاہے کرے کیوں کہ اسی کے لئے وہ تیار کئے گئے تھے اسی طرح جب حضرت کے لئے سب کچھ ہو تو پھر ان کو بھی اختیار ہے جیسے چاہیں تصرف کریں اور یہ نہ کہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہوتے ہیں اب وہ تصرف نہیں کر سکتے اس شبہ کا جواب بھی میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں وہ یہ ہے۔

## وہ فوت ہو گئے اب تصرف نہیں کر سکتے

کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کا بت تیار کیا تو روح کو حکم دیا کہ اس میں داخل ہو روح نے عرض کی کہ میں اس میں داخل نہیں ہوتا اس میں اندھ بھرا ہے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ تم اس میں اتنی مدت رہو پھر تمہیں نکال لیں گے پھر اس وعدہ پر روح داخل ہوا مدت وہ مقررہ ہے جس کو ہم عمر کہتے ہیں، جب روح داخل ہوا تو اس کو ایسا سمجھو جیسا کہ ایک پنجرہ میں جانور قید کیا گیا ہے جب وہ جانور جو پنجرہ میں داخل ہے قید کی حالت میں تصرف کر سکتا ہے کیا جب وہ پنجرہ سے رہائی پائے گا تو پھر وہ کوئی تصرف نہ کر سکے گا؟ نہیں! وہ ضرور تصرف کر سکے گا بلکہ اس میں بڑھ کر اس کا تصرف ہو

گا، دیکھو! جب جانور کو پنجرہ سے نکال دیا جائے تو پھر وہ آزادی کی حالت میں جہاں چاہے جاسکتا ہے جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے ایسا ہی نبی ولی کے روحوں کی حالت ہے  
فانہم امام الدین عفی عنہ ۱۲

ہو راک ایت خاص قرآنوں لکھ وکھاواں بھائی

وچہ پہلے پاؤ سپارے پہلے ویکھو آیت آئی

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

فرشتوں نے کہا: پاک ہے تو اے رب! نہیں علم ہم کو مگر وہ جو تو نے ہمیں

سکھایا ہم کو۔

پاکی یارب تیرے تائیں سانوں خبر نہ کوئی

مگر اں جو تو اسماں سکھایا جاتا بیشک سوئی

قول فرشتیاں دے تھیں ایہ گل ثابت ہوئی بھراؤ!

مستقل دی نفی ہے اس وچہ ہرگز شک نہ لاؤ!

جیہڑیاں آیتاں دے وچہ علم دی نفی جو آئی

ایہو مطلب ہے انہاں تھیں سمجھو ناں صفائی

## دلیل ہشتم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا نَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ

كَأَنَّ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا نَنْظُرُ إِلَى كَفِي هَذِهِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ كَذَا فِي



المواہب اللدنیہ صفحہ ۱۹۳، جلد ۲۔ فتوحات احمدیہ۔

ابن عمر سے روایت ہے، کہا اس نے: فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے: تحقیق اللہ نے اٹھایا واسطے میرے دنیا کو اور میں نے دیکھا اس کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا تھا قیامت تک اس کو بھی دیکھا ایسا دیکھا جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

یہ حدیث ان معنوں کی تائید کرتی ہے جو میں نے آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ كَمَا كُنْتُمْ يَوْمَ يَأْتِي السَّمَاءَ سَاقِطًا مِثْرًا مِمَّا يَخْتَلِفُ فِيهِ الْوَجْهَاتُ سے پہلے۔

حضرت عمر روایت کیتی وچہ طبرانی آیا  
پیشک رسول اللہ نے سانوں ایہ فرمایا  
ساری دنیاوں رب میرے سامنے حاضر کیتا  
میں اس دی طرفے ایسا دیکھاں جو نکر تلیاں جتا

جو کچھ اگوں ہوتا ہے سی معلوم ہو یا سارا طہر گز من ناہیں تیک قیامت یارا

دلیل نہم

عن عمر وبن اخطب الانصاری قال:

صَلَّى بِنَارِ سُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَيَّ الْمِنْبَرُ وَخَطَبْتَنِي حَتَّى  
حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَتَنَزَّلُ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرُ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ  
ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرُ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُخْبِرْنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى  
يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا (رواه مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۳)

عمر بن الخطاب سے روایت ہے، کہا اس نے:

نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آ گیا وقت ظہر کا، پھر اترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آیا وقت عصر کا پھر اترے اور نماز پڑھائی عصر کی، پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب،

(یعنی تمام دن وعظ میں گذرا) پس خبر دی ہم کو اس چیز کی کہ وہ ہونے والی ہے قیامت تک دانا ترین ہمارے سے وہ ہے جو بہت یاد رکھنے والا ہے اس قصہ کو (رواہ مسلم)

عمر بن الخطاب انصاری نے ایہ گل آکھ سنائی  
اک دھاڑے نبی خدانے وعظتے خوب لگائی  
قیامت تک جو ہونا ہے سی دسیا نبی خدا دے  
عالم اوہ جو اس ویلے دے مسئلے خوب سناوے

دلیل دہم

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ:

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا تَرَكَ

شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ

نَسِيَةً مَنْ نَسِيَهُ (رواہ البخاری و مسلم صفحہ ۳۳۹ جلد ۲)

ترجمہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کھڑے ہو کر جناب رسالت مآب نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا  
سب بیان فرمادیا کوئی نہ چیز چھوڑی، جسے یاد رہا، یاد رہا، جو بھول گیا، بھول گیا،  
حذیفہ نے یہ بھی فرمایا:

قیامت تک جو ہونا تھا میں نے پوچھ لیا تھا

فَمَامِنُهُ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ سَأَلْتُهُ الخ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ يَدْعُ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ  
إِلَّا ذَكَرَهُ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ الخ  
روایت ہے ابی سعید خدری سے، کہا:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرمانے کو بعد عصر کے کھڑے  
ہوئے، پس نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ ہونے والی تھی قیامت تک مگر ذکر کیا اس کو یاد رکھا  
اس کو جس نے یاد رکھا بھول گیا اس کو جو بھول گیا، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے سب کچھ سنا دیا جن کی خبر لوگوں کو نہ  
تھی مگر اکثر لوگوں نے بھولا دیا، اسی بات کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:

وَيَعْلَمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

اس حدیث سے یہ تو پتہ ملا ہے کہ کئی آدمیوں نے سن کر بھلا دیا اگر آیت  
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا بھی یہی مطلب ہے تو مخالف ثابت کرے کہ خدا نے  
حضور کو سب کچھ سکھا دیا تھا، پھر حضور نے بھلا دیا اگر ایسا نہیں تو ہم مثل ان کی کس طرح  
غیب دان ہوئے؟ ۱۲۲، الام الدین عقی عنہ

بخاری تے ہو ر مسلم دے وچہ آیا بھائی

سن میں تینوں آکھ سناواں شک نہ جانے صحیح کائی

کہے حذیفہ پاک نبی نے سب کچھ آکھ سنا یا روز حشر تک جو کچھ ہونا سی سارا سمجھایا

کوئی بیان نہ رہ گیا باقی کیجا خوب نتارا

بعضیاں بھلیا بعضیاں تائیں یاد گیا یہ سارا

## دلیل یازوہم

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِطَوْلِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَرَقَيْتُهُ عَزْوَاجِلٌ وَضَعَّ كَفَّةً بَيْنَ كَفْفِي فَوَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدَائِي فَتَجَلَّى

لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے:

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر

رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی۔

میں نے سب کچھ پہچان لیا،

یہ حدیث بھی آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ كَمَا تَطْلُبُ كَوْنًا

واضح کر رہی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن صحيح سالت محمد بن اسماعيل عن هذا

الحديث وقال صحيح-

ترجمہ یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری سے اس کا حال پوچھا فرمایا انہوں نے صحیح ہے۔

کہے معاذ ایہ ترمذی اندر پاک رسول سنایا  
میںوں رب دکھالے دتے پشے ہتھ لگایا  
حکمت سیتی اوسولے سینہ ٹھریا میرا  
ظاہر باطن نظر آیا ہو یا دور انہیرا  
سب چیزاں نے میرے تائیں دتی خوب دکھائی  
سب دے تائیں خوب پچھاتا حکمت پاک الہی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي اللَّيْلَةِ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتَفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيِي أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ فِي الْكُفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ الْمَكْتُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْمَشْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاسْتَبَاحُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَّارِهِ-

ترجمہ ابن عباس نے کہا: فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے:

رات کو میرا پروردگار آیا اچھی صورت میں راوی نے لکھا ہے کہ میں گمان کرتا

ہوں کہ آپ نے فرمایا خواب میں اور فرمایا: اے محمد جانتا ہے تو کہ کس میں جھگڑتے ہیں بلند گروہ کے فرشتے؟

میں نے کہا: نہیں

پھر اپنا ہاتھ اللہ نے میرے شانوں کے بیچ میں رکھا کہ پائی اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتیوں میں یا فرمایا اپنی ہنسی میں سو معلوم کر لیا میں نے جو ہے آسمانوں میں اور زمین میں، پھر فرمایا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو جانتا ہے کس میں جگھڑتے ہیں بلند گروہ کے فرشتے؟ میں نے کہا: ہاں

کفاروں میں اور کفارہ مسجد میں بعد نماز کے ٹھہرنا ہے اور جماعتوں کی طرف پیدل چلنا ہے اور تکلیفوں میں وضو کا پورا کرنا ہے، الخ ترمذی

ابن عباس روایت کیتی ترمذی اندر آیا

نبی محمد سرور عالم یاراں نوں فرمایا

راتیں سوہنی صورت بن کے دتا رب دکھائی

نالے ایہ فرمان سنایا مینوں پاک الہی

اے محمد کبھڑی گلوں جھگڑن ملک نورانی

خبرتساں نوں ہے یا ناہیں دسو پتہ نشانی

میں کہیا اے مالک میرے میں کجہ غیب نہ جاناں

مکاندے اس جھگڑے والی بات نہ مول پچھاناں

نال پھر پاک الہی میری پشے ہتھ لگایا

جلدی سینہ ٹھریا میرا دل خوشیاں وچہ آیا

جو کچھ ارض و سما وچہ ہے سی سارا نظریں آیا  
 باطن والے پردے کھلے ہو یا فضل سوایا  
 پھر فرمان رب دا ہو یا دس پیار یا سانوں  
 مکاں دے اس جھگڑے والی ہے کچھ خبر تسانوں  
 عرض کیتی یا رب میرے بیشک میں ہن جاناں  
 وچہ کفار یاں جھگڑا کرن فرشتے وچہ آسماناں  
 ہور کفارے مسجد اندر جھگڑا شور کریندے  
 ٹھیرنا لازم بعد نمازوں آپس اندر کہندے  
 طرف جماعت الفت سیتی پیدل ٹردیاں جاناں  
 کرنا وضو مصیبت اندر کم ایہ اہل ایماناں  
 ایس حدیث دیوچوں ایہ گل ثابت ہوئی بھائی  
 غیبی علم نبی نوں ہو یا باہجوں وحی الہی  
 جو اعتراض وہابی لکردے رب نے جو جتلیا  
 اسنوں غیب نہ آکھیا جاندا زب تھیں بھید اس پایا  
 حالانکہ بھیں اس گل دا بھی لکھ جواب میں آیا  
 پھر بھی ایس حدیث نے آکر جھگڑا سبھ مکایا  
 ہور جواب سناواں میں تساں سمجھو ناں دانائی  
 علم الغیب خدا نوں ہر دم آکھے سب لوکائی

جیسا کہ ”فیصلہ آسمانی دربارہ غیب دانی“ میں مولوی عبدالغلام دشمن نبی علیہ

السلام نے اعتراض کیا ہے دیکھو صفحہ ۲ مطبوعہ دہلی اس نے لکھا ہے:

غیب جب معلوم کر لیا، تو غیب نہ رہا

میں کہتا ہوں:

جب دیکھ لیا تو غائب نہ رہا، پھر خدا کو عالم الغیب کیوں کہتے ہو؟ وہ تو سب

کچھ دیکھتا ہے،

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ، اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ، لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا ۱۲۔

یعنی غیب دے جانن والا رب نون آکھو بھائی

حالانکہ ہے غیب نہ اس تھیں دنیا تے شے کائی

ستویں کوٹھڑی اندر بدی کرے جو بے فرمانی

اوتھے بھی خود اللہ دیکھے سن توں میرے جانی

جد اس تھیں کچھ غیب نہ ہو یا تاں میں پچھاں بھائی

پھر کیہڑے غیب دے جانن والا دسوناں دانائی

جد سامنے دیکھنے والا بھائیو عالم غیب کہاوے

پھر دیادنے والے تائیں کیوں نہ آکھیا جاوے

جو کچھ مینوں اسدی بابت چا جواب سناؤ

اوہو جواب اسادی طرفوں سمجھو تسمیں بھراؤ

دلیل دوازوہم

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ



وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ  
فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ يَدَيْهَا مُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْتَلَّ عَنْهُ  
شَيْءٌ فَلْيَسْئَلْ عَنْهُ وَاللَّهِ لَا تَسْئَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي  
مَقَامِي هَذَا، قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ سُؤْلِ  
اللَّهِ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي قَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيَنْ مَدْخَلِي؟ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ! قَالَ: النَّارُ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَافَةَ، فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ  
أَبُوكَ حُدَافَةَ، قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: سَلُونِي سَلُونِي الخ تا..... ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عَرِضْتُ عَلَى  
الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آتِفًا..... الْحَدِيثُ (بخاری پارہ ۲۹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳؛ و صفحہ ۷۷ پارہ ۳؛  
مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)

یعنی حضرت انس فرماتے ہیں:

ظہر کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے نکلے اور نماز پڑھی ظہر کی اور  
کھڑے ہوئے منبر پر اور قیامت کے حالات اور جو قیامت تک ہونے والا تھا سب  
بیان فرما دیا اور فرمایا کوئی شخص جو چاہے پوچھ لے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو چیز بھی پوچھو  
گے مجھ سے میں بتلاؤں گا اور بہت دفعہ فرمایا کہ پوچھو سن کر لوگ بہت روئے ایک  
آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میری جگہ کہاں ہے آپ نے فرمایا تیری جگہ دوزخ میں ہے  
پھر ایک شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کیا، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حدیفہ ہے  
اور پھر بار بار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پوچھو مجھے الخ..... تا آپ  
نے فرمایا: خدا کی قسم جنت دوزخ اس وقت میرے روبرو ہیں..... الحدیث

یہاں مطلق آپ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا چاہو سوال کرو دینی ہو یا دنیوی کیا جس کو کچھ خبر نہ ہو وہ اتنا زور سے کہہ سکتا ہے؟ نہیں، جو مَا أَثَرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ سے حضور کو محض بے خبر جانتے ہیں وہ خود مجہول ہیں آپ نے اپنا سب حال بیان کر دیا ہے کہ قیامت میں ایسا ہوگا میں شفاعت کرواؤں گا وغیرہ وغیرہ یہ دشمن رسول ایک آنکھ سے قرآن اور حدیث دیکھتے ہیں دوسری سے نہیں، سنا ہوا تھا کہ دجال کا نام ہوگا۔ یہ وہ آیات و احادیث پڑھیں گے جن سے حضور کی شان میں فرق آسکے جس سے لوگوں کے دلوں میں حضور کی محبت گھٹ جائے پھر قرآن کو ایسا دیکھتے ہیں جیسا ایک آدمی نے سمجھا، کہا اس نے پیغمبر تمہارا گمراہ ہے، وَوَجَدَكَ ضَالًّا اور فقہادی کو چھوڑ دیا ایسا وہابی کرتے ہیں۔ امام الدین

حضرت انس روایت کر دے وچہ بخاری آیا  
 نبی اللہ نے سانوں پیشی پڑھ کے ذکر سنایا  
 اکوں جو کچھ ہونا ہے سی تیک قیامت یارا  
 سب لکچھ دسیا حضرت سانوں جو ہونا درتارا  
 قسم خداوی دس دیواں گا جو کچھ پچھو میتوں  
 بہت دفعہ سی ہے فرمایا پچھو خواہش جینوں  
 اک بندے نے سی انہماں وچوں لیہ چا عرض گزاری  
 میں اک کراں سوال بے دوسندی خلقت ساری  
 وچہ ہیشاں دے میں جاناں ہے یا دوزخ جانا  
 ہے دوزخ وچہ جاگہ تیری کہدا نی ربانا

ہو راک اٹھیا مجلس وچوں ایہ اس پچھیا بھائی  
 کیڑا باپ میرا ہے سو ہو سوال نہ کائی  
 حضرت کہیا نام حذیفہ باپ تیرا ہے یارا  
 پچھے پر کے بے پچھنا کہدا نی سہارا  
 مڑ مڑ آکھن نی الہی پچھ لو جو کجھ چاہو  
 پچھو! پچھو! جس پچھنا ہے ہرگز نہ شرماؤ!  
 قسم خدا ہن دیکھ رہا ہوں جنتِ اودوزخ تائیں  
 جیونکر میں اج دیکھیا اگے دیکھیا ہرگز تائیں  
 ثابت ہویا ایس حدیثوں غیبی علم جو سارا  
 اوہ سب نبی اللہ نون اللہ دیا اگا کارا

۱۔ ابوداؤد سے روایت ہے فرماتے ہیں:

لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا يَحْرِكُ طَائِرًا جَنَاحَهُ فِي السَّمَاءِ إِلا ذَكَرْنَا

مِنْهُ عَلَمًا۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں  
 کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ کیا ہو  
 (طبرانی وغیرہ)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام میں کھڑے ہو کر ہم کو ابتداء دنیا سے  
 قیامت تک بلکہ بہشتیوں کے رہنے کی جگہوں اور دوزخیوں کی جگہ کی خبر دے دی یاد رکھا

جس نے یاد رکھا بھول گیا جو بھول گیا (بخاری صفحہ ۱۳۹ جلد ۲)

اس سے معلوم ہو کہ حضور کو یہاں تک کہ خبر تھی کہ فلاں آدمی یہ کام کرے گا اس کا خاتمہ ایمان سے ہوگا اس کی جنت میں جگہ ہے وہ آپ دیکھ رہے تھے۔

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف کے بعد فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدَرْتُ أَنْتَهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ

وَالنَّارِ (بخاری)

یعنی جس شے کو میں نہ دیکھتا تھا اب میں اس مقام پر سب کچھ دیکھتا ہوں یہاں تک کہ جنت اور دوزخ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَرِضْتُ عَلَيَّ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَدْرَةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ

وَعَرِضْتُ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرِ ذَنْبًا عَظِيمًا مِنْ سُورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ الْخ

حضور فرماتے ہیں: میری امت کے اجر بھی مجھ پر پیش ہوئے، حتیٰ کہ مسجد

سے جو آدمی نکالے اور میری امت کے گناہ بھی پیش ہوئے تو میں نے کوئی گناہ اس

سے بڑھ کر نہ دیکھا کہ کوئی سورہ قرآن سے یا آیت دی گئی تو وہ بھلا دے۔

معلوم ہوا کہ حضور نے اپنی امت کو بھی ملاحظہ فرمایا، اب بتاؤ اور کیا غائب

ہے جس کی آپ کو خبر نہیں؟

طبرانی میں نیز ضیاء القدی میں بسند صحیح سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَرَضْتُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْبَارِحَةَ لَدَيْ هَذِهِ الْحُجْرَةِ حَتَّى لَا أَعْرِفَ  
بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ  
یعنی آپ فرماتے ہیں:

رات کو اس حجرہ کے پاس میری امت مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ میں ان  
میں ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں سے کوئی اپنے یار کو۔  
سن کر اب تسلی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سنئے!  
عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں:

ایک بار حضور تشریف لائے ان کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں آپ نے فرمایا:  
تم کو ان کی خبر ہے؟  
ہم نے کہا: نہیں۔  
پھر آپ نے فرمایا:

داہنے ہاتھ والی جو کتاب ہے اس میں جو جنت میں جانے والا ہے اس کا نام  
اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام لکھا ہے اور بائیں ہاتھ میں جو کتاب ہے تمام  
دوزخ میں جانے والوں کے نام اور ان کے باپوں اور ان کے قبیلوں کے سب نام درج  
ہیں، رواہ الترمذی کذا فی مشکوٰۃ صفحہ ۱۳

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جنتی آدمی ایسا نہیں جس کو آپ نہ جانتے ہوں اور  
کوئی دوزخی آدمی ایسا نہیں جس کا آپ کو پتہ نہ ہو، فافہم۔

وچہ بخاری ابو موسیٰ تھیں ہور حدیث اک آئی

جز پہلے وچہ صفحہ انگسویں دساں جیوں کر پائی  
 کثرت ہوئی سوالاندی جد ابو موسی فرمایا  
 لوگ بیہودہ گلاں کچھن نی نون غصہ آیا  
 آکھیا کچھلو جو کچھ کچھنا عام اسی فرمایا  
 سننے والیاں بھی اس لفظوں عام ہی کچھیا پایا  
 کھڑا ہویا اک مرد تے کچھیا دسواے نبی اللہ  
 باپ میرا ہے کون بے دوستا میری ہووے تسلی  
 نام حذیفہ دسیا حضرت ہو راک بندہ آیا  
 اوس بھی ایہو کچھیا سالم نبی فرمایا  
 دیکھو کیسا سوہنا روشن مسئلہ ہو یا بھراؤ!  
 نبی نون غائب جانن والا متو! نہ شرماؤ!  
 جیہڑا غائب جانن والا نبی نون منیں ناہیں  
 الٹا کرے محول تے ہووے کافر لئے سزائیں

وَلَسِنُ مَسْئَلَتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ بِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَ

رَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَأَنعَتَلِبْرُوا أَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴿١٣﴾

ترجمہ اور جو تو ان سے پوچھے تو کہیں ہم تو بول چال اور کھیل کرتے تھے، تو کہہ!

اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا اللہ سے اور اس کی کلام سے اور اس کے رسول

سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو گئے ایمان لا کر (پارہ ۱۰- رکوع ۱۳)

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ أَشِيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ

سَلَوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ أَبُوكَ حُذَيْفَةُ فَقَامَ آخِرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ الخ (بخاری جز اول صفحہ ۱۹)

ابی موسیٰ روایت کرتے ہیں: جب لوگوں نے مکروہ باتیں پوچھیں شروع کیں تو حضور بہت ناراض ہوئے اور فرمایا (کیا امتحان لیتے ہو) پوچھو جو چاہو۔ ایک مرد کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حذیفہ۔ دوسرا آدمی کھڑا ہوا اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: سالم، اس سے یہ نہیں کہ جو مسئلہ چاہو پوچھو! نہیں بلکہ تمام کو فرمایا جو چاہو پوچھو اگر مسئلہ پوچھنے کی بابت ذکر ہوتا تو پوچھنے والے مسئلہ پوچھتے نہ اور کچھ آپ ان کو غیب نہ بتاتے اور کہتے کہ اس کا مجھے علم نہیں، پوچھنا ہو تو مسئلہ پوچھو! مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ امام الدین عفی عنہ۔

وچہ قرآن خدا فرماوے نبی محمد تائیں  
چوتھے پارے دسویں آیت پڑھیں پڑھائیں  
جبرہے لوگ اوبیان کردے ہیں منافق بھارے  
رَبِّ نَبِي نُونِ تَهْطَا كَرَدَے ايسے كرماں مارے  
جیکرتوں ایہناں پچھیں نبیاں کیوں تسیں ایسا کردے  
دسہن جواب اسان کجھ نہ آکھیا ہتھ کناں تے دھردے  
ساتھوں ایویں ہسدیاں ہسدیاں نکلی گل زبانوں  
رب فرمایا بس تسیں کافر، خالی ہو گئے ایمانوں  
شان لے نزول مجاہد تھیں اس آیت سندا آیا

ڈاجی اک گواچ گئی کے پتہ نہ ہرگز پایا  
 جنگل تسیں قلانے دیوچہ جگہ فلانی جاؤ  
 پاک محمد آکھیا اوتھے سکویں ڈاجی پاؤ  
 اٹھیا اک منافق اس نے ایہ گل آکھ سنائی  
 کیا جانے اوہ غیب محمد سخت کیتی برائی  
 جد اوس ایہ گل آکھی تہ آیت نازل ہوئی  
 ہے تساں رب نیکی نون ٹھٹھا کیتا شرم نہ کوئی  
 ہن تسیں کرو نہ مول بہانے جو تساں لفظ الایا  
 اس تھیں بعد ایمانوں کافر ہو گئے رب فرمایا  
 جس نے ایہ گل آکھی حضرت کیا جانے اوہ غیباں  
 کافر اوسنوں رب فرمایا تالے کھولیا عیباں

۱۔ عن ابی شیبہ ابن جریر ابن المنذر رواہ ابن ابی حاتم مجاہد سے روایت کرتے ہیں:

انه قال في قوله تعالى وَلَيْسَ سَمَلْتَهُمْ لِيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

وَنَلْعَبُ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَحَدِّثُنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَاقَةَ فُلَانٌ بَوَادِي كُنَّا

وَكُنَّا وَمَا يَلْرِيهِ بِالْغَيْبِ تَفْسِيرُ ابْنِ جَرِيرٍ جُلْد ۱۰ ص ۱۰۵؛ تَفْسِيرُ دُرِّ مَنْشُورٍ جُلْد ۳ ص ۲۵۴

ایک شخص کی توٹنی کم ہوگئی اس کی تلاش ہو رہی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اوتھی قلاں جنگل میں قلاں مقام پر ہے، ایک منافق یہ بات سن کر کہنے لگا کہ

محمد اوتھی کا پتہ دیتے ہیں ان کو غیب کی کیا خبر ہے؟



## حضور کے علم غیب کا منکر کافر ہے

امام مجاہد فرماتے ہیں: اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم اللہ کے رسول کو ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ مسلمان ہو کر تم یہ بات کہنے سے کہ محمد غیب کیا جانیں کافر ہو گئے۔

دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں تھوڑی سی گستاخی موجب کفر ہوئی جو اس سے بھی بڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گستاخ ہو وہ کیوں نہ بڑھ کر کافر ہوگا جو حضور کے علم غیب کو حیوانات سے تشبیہ دے۔

جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی حفظہ الایمان صفحہ ۷ میں لکھا ہے عبارت اس کے یہ ہے:

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تھکیں ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

حیوانات اور بہائم میں گائے، بیل، گدھے، کتے، سور سب آگئے۔ حاصل بات یہ کہ نبی جیسا علم کتے سور کو بھی ہے کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ایسے شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گستاخی نہیں کی، ضرور کی! تو پھر کیوں نہ کافر کہا جائے گا۔

۲ عن ابن عباس قال: كان قوم يستلون رسول الله استهزاء فيقول  
الرسول من ابي؟ ويقول الآخر تفضل ناقة عاتق ناقصي؟ فانزل الله فيهم هذه

الآیة یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءَ إِن تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوِئَتُكُمْ الْخَبْرُ۔  
بخاری صفحہ ۱۸ جلد ۲، صفحہ ۶۶۵ جلد ۲، صفحہ ۱۰۸۳ جلد ۲۔

ابن عباس فرماتے ہیں: ایک قوم تھی جو حضور سے غیبی حالات دریافت کرتے بطور ہنسی کے کوئی کہے کون ہے میرا باپ؟ کوئی کہے انٹنی گم ہو گئی حضور پتہ دو! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدا نے منع کیا کہ ایسی باتیں میرے حبیب سے نہ پوچھو! اگر اس نے بتا دیا تو تم کو برا معلوم ہو گا پوچھنے والوں سے کوئی والد الزنا پوچھے گا تو بتانے سے اس کو برا معلوم ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ کفار اور منافقوں کا طریقہ تھا حضور کو ٹھٹھا کرنا جیسا کہ آج کل بھی کرتے ہیں جو یہ بیان کرے کہ حضور قبر میں میت کے روبرو ہوتے ہیں تو ٹھٹھا سے کہتے ہیں کہ چلو قبرستان میں محمد سے مسئلہ دریافت کریں۔ دیکھو! اخبار اہل حدیث اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ فرقہ وہابیہ وہی فرقہ ہے جس کی اصلاح کے لئے قرآن نازل ہوا مگر انہوں نے نہ مانا۔

تے جھیرا اکا ایہ گل آکھے نبی نوں خبر نہ کائی  
غیبی علم نہ اوسنوں ہرگز حنفیاں دلوں بنائی  
کیوں نہ اوہ پھر وڈا کافر ہووے آثاروں  
بیشک وڈا کافر اتے منافق اس انکاروں  
غیبی علم نبی نوں ہے سی ثابت ہو گیا بھائی  
جھیرا اوسنوں منے ناہیں کافر، شک نہ کائی

ویل سینر وہم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْتَطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ، رواه البخاری۔

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ نے فرمایا:

میشہ رہتا ہے بندہ میرا نزدیکی ڈھونڈتا طرف میری ساتھ نفلوں کے حشی کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جس وقت میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس ہوتا ہوں میں شنوائی اس کی کہ سنتا ہے ساتھ اس کے اور ہاتھ اس کا کہ پکڑتا ہے ساتھ اس کے اور پاؤں اس کا کہ چلتا ہے ساتھ اس کے اور اگر مانگتا ہے مجھ سے بندہ البتہ دیتا ہوں میں اس کو ان روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ہو ر دلیل سنواک بہاری وچہ بخاری آیا  
 ابو ہریرہ کرے روایت پیغمبر فرمایا  
 تحقیق اللہ فرمایا ایہ جو کثرت کرے نوافل  
 وچہ عبادت رہے ہمیشہ کمڈی نہ ہو وے غافل  
 کن بھی اس دے میں ہٹاں ہاں اکھیاں بھی میں یارا  
 ہتھ نالے اتے پیر ہٹاں ہاں جس تھیں چلن ہارا  
 میرے نال او سن دا گندا میرے نال اوہ نکدا  
 میرے نال اوہ کم کردائے نالے اوہ کرسکدا  
 جد نیکو کار بندیاں اکھیاں آپ ہووے خود اللہ

نہ کچھ رہے پوشیدہ اس تھیں دیکھے سب سکھلا  
نیو کار بندے نوں بھائیوں دوروں پیاسیوں  
جھڑا نال خدا دے سندا اوس نہ مشکل تھیوں

۱۔ جیسے ساریہ نے کوسوں دور فاصلہ سے حضرت عمر کا آواز سن لیا جبکہ انہوں نے عین  
خطبہ میں اتنے فاصلہ سے لشکر دیکھا کہ کفار پہاڑی سے ہو کر حملہ کرنے والے ہیں دور  
سے ہی فرمایا: يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ

ساریہ نے یہ سن کر اپنا بچاؤ کر لیا کس واسطے بِسْمِ يَسْمَعُ خدا فرماتا ہے  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے فاصلہ سے کیسے دیکھا اس لئے کہ خدا فرماتا ہے:  
بِئْسَ يُبْصِرُ كَذَابِي الْمَشْكُوتِ ص ۸۔

حضرت مریم والدہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے خشک درخت کو ہلایا تو  
کھجوریں گریں اس لئے کہ خدا نے فرمایا: يَبْطِشُ  
آصف بن برخیا تخت شہزادی کا ایک چمکارے آنکھ میں سلیمان علیہ الصلوٰۃ و  
السلام کے پاس لے آیا جو سینکڑوں کوس کا فاصلہ تھا یہ اس لئے کہ خدا نے فرمایا: بِسْمِ  
يَعْمَشِي۔

حضرت علی کے محبوبوں سے ایک آدمی کا چوری میں ہاتھ کٹا ہوا دیکھ کر کسی نے  
پوچھا کس نے ہاتھ کاٹے ہیں؟ اس نے ادب سے حضرت علی کا نام لیا پوچھنے والے  
نے کہا کہ اس نے ہاتھ کٹا دئے پھر بھی ان کی صفت کرتا ہے اس نے کہا کہ صفت نہ  
کروں جبکہ انہوں نے مجھے دوزخ سے بچالیا۔

یہ قصہ حضرت علی نے سنا بلا کر کہئے ہوئے ہاتھ ملا کر دعا کی۔ فوراً ہاتھ درست

ہو گئے، کیوں؟ اس لئے کہ خدا نے فرمایا ہے وَإِنْ سَأَلْتَنِي لَأُعْطِيَنَّكَ إمام الدین خشی عنہ

تائیں صوفی عابد لوگو! دل دی بات پچھان

جد کوئی آوے پاس انہاندے اول اوس سناون

کم بھی اللہ نال اوہ کروا پیشک، سوکھا ہوندا

بھانویں کتنا کم کرے اوہ تھکن مول نہ بھوندا

نال اللہ دے ثردا ہے جو بندہ نیکو کاری

پیشک سفر کرے اک پل وچہ سے کوہاندے بھاری

اسیاں نیکاں لوکاں بابت خود اللہ فرماوے

منگے جو کجھ دیوان اسنوں رد سوال نہ جاوے

پھر کیوں مشرک ہووے اوہ جو عرض کرے ہتھ جوڑے

یا پیرا! توں منگ دعائیں تیری رب نہ موڑے

ہن دلائل اس! مسئلے دی بابت باجھ شماراں

لکھیاں مکن ہرگز ناہیں لایے زور ہزاراں

اے طہدا! ہن تیرے تائیں مسئلہ کھول سنایا

جیکر لوڑ ایمانے تینوں چاہیں نہ مکھ بھوایا

منگ دعا امام دینا! خالق دے درگا ہوں

دوہیں جہانیں رحمت برکت ہووے فضل الہوں

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب تھا اس کے اثبات کے لئے یہ

بھی ایک دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

## وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٥﴾

ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر رحمت سب جہانوں کے لئے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول خدا کا وجود پاک رحمت ہے اسی لئے آپ کے ناموں سے ایک نام رحمت بھی آیا ہے اور حدیث شریف میں بھی یہ آیا ہے کہ حضرت فرماتے ہیں اِنَّا رَحْمَةٌ مُّهِدَاةٌ اور ایک حدیث میں بروایت ابو ہریرہ اس طرح آیا ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً جب ثابت ہوا کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

یعنی میری رحمت ہر شے کو شامل ہے اس سے یہ نتیجہ اظہر من الشمس ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کو شامل ہیں یعنی ان کی ہر چیز پر قدرت اور پہنچ ہے اور اس مسئلہ سے یہ بات بھی روشن ہو گئی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات خدا تعالیٰ کے غضب کو بھی روک سکتی ہے۔

حدیث متفق علیہ میں آیا ہے:

اِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ عَلَيَّ غَضَبِي وَفِي رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِي

حضرت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو جس وقت پیدا کیا ایک کتاب لکھی اور وہ کتاب عرش پر اپنے پاس رکھی ہے اس میں لکھ دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے جب رسول بھی خدا کی رحمت ہوئے تو معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ کو پکارے یا ان سے استغاثہ کرے گو وہ غضب الہی میں مبتلا ہوا سے وہ رہائی دے سکتے ہیں اور عذاب سے چھوڑا سکتے ہیں۔

اور آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ سے بھی یہی بات متحقق ہوتی ہے اور خدا کے غضب پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غالب آنا ایسا ہے

جیسا ایک صفت خدا کی دوسری صفت پر غالب ہو سکتی ہے (امام الدین عفی عنہ)

## نماز میں السَّلَامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہنے کی تحقیق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا

مَا تَقُولُونَ ﴿۲۰۱﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے جب ہو تم مست یہاں

تک کہ جانو کیا کہتے ہو۔

وچہ قرآن خدا فرماوے مومن بھائیاں تاکیں  
مستی حالت دے وچہ آ کے پڑھو نمازاں ناہیں  
جد تک تسیں نہ ایہ گل سمجھو کہیا کی زبانوں  
اچک تساں نماز نہ پڑھنی ہرگز اہل ایمانوں  
اس آیت دیوچوں ایہ بھی ثابت ہوندا بھائی  
جھیردا اوہ نمازی جسوں معنیاں خبر نہ کائی  
اوہ بھی نزد نماز نہ جاوے کہیا پاک الہی  
جس نوں معنیاں خبر نہ ہووے اس خشوع نہ کائی  
باجھ خشوعوں مومن بھائی نہ پائے چھٹکارا  
منڈہ اٹھاراں پارے دے ہے حکم اللہ دا یارا  
جد تساں ثابت ایہ گل ہوئی معنیاں امر ضروری  
حکم خدا دے من دے وچہ نہ کریو! مغروری

بیشک نمازی نال خدا دے کرے کلاماں  
 جس نوں سمجھ کلام نہ ہووے ہوندا مثل حیواناں؟  
 تاہیں نبی رسول اللہ نے ایہ گل ہے فرمائی  
 معراج ۳ نمازاں مومن تاہیں کیڈا قرب الہی  
 چاہئے جدوں نمازی وچہ نمازے آن کھلووے  
 معنیاں طرفے غور کرے اوس ہور خیال نہ ہووے  
 جدوں نمازی لکھا لکھی منہ تھیں آکھ سناوے  
 کرے خیال اوہ معنیاں ولے اے نبی دلوں الاوے  
 یعنی جو کجھ منہ تھیں آکھے اوہ ہور دل تھیں ہووے  
 نہیں تاں اوس نماز نہ کائی مومن من کھلووے

۱۔ یہ بات بھی اس بات کی تائید کر رہی ہے:

يَقُولُونَ بِالسِّنْتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ

کہتے ہیں زبان سے وہ بات جو ان کے دل میں نہیں یعنی دل میں کوئی

اور خیال ہوتا ہے اور نماز میں کچھ اور لفظ کہتے ہیں۔

اور دوسری جگہ بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَقُولُونَ بِاللَّوَاهِئِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ

منہ سے جو کچھ نکالتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا

اور جو لوگ دل سے سمجھتے نہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا



ان کے لئے دل ہیں سمجھتے نہیں ان کے ساتھ  
نمازی جس وقت معنوں کو سیکھنے میں مشغول ہو اس حالت میں اس کو نماز

پڑھنی درست ہے ۱۲ منہ امام لدین)

۲ لَّهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا الْآيَةَ أَوْلَيْكَ كَأَلَا نِعَامِ الْخ-

جو سمجھتے نہیں وہ حیوانوں کی مثل ہیں ۱۲ منہ

۳ حدیث ہے:

الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ نماز مومنوں کی معراج ہے ۱۲ منہ۔

۴ اکسیر ہدایت میں لکھا ہے:

لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اس صفت کے مطابق ہو جائے تاکہ وہ اپنے قول

میں صادق ہو جائے،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَكُونُ مُؤْمِنًا حَتَّى تَكُونَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ سَوَاءً وَلَا يُخَالِفُ

قَوْلُهُ عَمَلُهُ وَيَأْمَنُ جَارُهُ بِوَأَثْقَهُ تَرْغِيبُ عَنِ انْسِ بْنِ مَالِكٍ۔

یعنی آدمی مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا دل زبان کے ساتھ برابر نہ ہو اور

ہمسایہ کوستانہ نہ چھوڑا،

پس اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ دل کے ساتھ زبان کو کرنا یہ ضروری امر

ہے اس حدیث سے یہ بھی حکم نکل آیا کہ جس وقت نماز پڑھنے کی نیت کرے تو اس

وقت زبان سے بھی کہے جیسا کہ صفت ایمان میں یہ شرط ہے: اِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَ

تَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ اِقْرَارُ كَرْنَا زَبَانَ كَسَا تَهْدِلُ كَسَا تَهْدِلُ كَرْنَا جِبْ اِيْمَانِ كَسَا

ساتھ شرط ہیں تو نیت نماز بھی زبان کے ساتھ کرنا ثابت ہوگئی،  
جوہرہ نیرہ میں لکھا ہے:

الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ مَعَ عَمَلِ الْقَلْبِ سُنَّةٌ فَالْأَوْلَى أَنْ يُشْغَلَ قَلْبُهُ بِالنِّيَّةِ  
وَلِسَانُهُ بِالذِّكْرِ الْخ

زبان کے ساتھ ذکر کرنا مع عمل دل کے سنت ہے پس بہتر یہ ہے کہ مشغول  
ہونیت کے ساتھ اس کا دل اور زبان اس کی ذکر کے ساتھ،  
غرر الاحکام میں ہے: وَالتَّلْفُظُ مُسْتَحَبٌّ،  
یعنی نیت زبان کے ساتھ کرنی مستحب ہے،  
اور محیط میں ہے:

الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ سُنَّةٌ يَتَّبَعِي أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ صَلَاةً۔  
یعنی زبان کے ساتھ ذکر کرنا سنت ہے پس لائق ہے مصلیٰ کو کہ یہ کہے کہ  
اے اللہ ارادہ کرتا ہوں میں نماز کا۔

مرقاۃ شرح مشکاۃ میں ہے:

الْأَكْثَرُونَ عَلَى أَنْ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مُسْتَحَبٌّ يَسْهَلُ تَعْقُلُ مَعْنَى النِّيَّةِ  
وَأَسْتَحْضَارُهَا الْخ،

یعنی اکثر اس بات پر ہیں کہ تحقیق ان دونوں کا جمع کرنا (یعنی زبان اور دل  
کا) مستحب ہے تاکہ آسان ہو سمجھنا نیت کا اور حاضر کرنا اس کا۔  
ایضاً الممعات میں لکھا ہے:

فقہاء گفتہ کہ اگر زبان نیز گوید بہتر است، مستحب تا زبان بادل موافق، ظاہر

و باطن مطابق بود و یعقل معنی نیت و استحضار آں در دل بذکر الفاظ آسان باشد۔

مسلم کو اتنا ہی کافی ہے فافہم، ۱۲ امام الدین)

۵ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقِمِ الصَّلَاةَ لِدُنِّي

یعنی نماز پڑھا کر میری یاد کرنے کو!

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

بہت نمازی ایسے ہیں جن کو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں

ہو سکتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل غافل

رہتا ہے (امام الدین عفی عنہ)

سلام تیرے تے اے نبی اللہ آکھے دلوں زبانوں

وچہ! در مختار ص ۳۸ اینویں لکھیا اہل ایمانوں

امام غزالی وچہ احیاء العلوم دے ایہ فرمایا

نبی نوں! دل اپنے وچہ حاضر کرتوں ایہ سمجھایا

پھر تو کہہ سلام تیرے تے اے نبی حق تعالیٰ

رحمت اوپر تیرے ہر دم بھیجے بھیجن والا

ہو ر میزان شعرانی دے وچہ ایہ ہے لکھیا بھائی

خاص خطاب نبی دے کرنے دی اوس وجہ سنائی

تاں جے غافل لوکاں تاںیں خبر اس دی ہو جاوے

رو برو جس ربدے تسیں بیٹھو نبی بھی اوتھے آوے

وچہ درگاہ خدادے حاضر نبی ہمیشہ رہندے  
سلام نمازی رو برو ہو کے نبی نون مونہوں کہندے  
امام شعرانی سے چہ میزانی ایہ سائوں دکھلایا  
ابی الحسن تے ہو رو غیرہ دا اوس قول سنایا

## نبی کو نماز میں حاضر جانو!

وَيُقَصِّدُ بِالْفَاطِ التَّشْهَدِ الْإِنْشَاءُ كَأَنَّهُ يُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّهِ، هَكَذَا فِي  
العالمگیری صفحہ ۷۵،

الفاظ تشہد میں یہ ارادہ کرے کہ میں اب سلام بھجتا ہوں اپنی طرف سے انتہی  
وَاحْضُرْ فِی قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ  
الْكَرِيمِ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ!  
یعنی موجود کر اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے وجود گرامی کو  
اور عرض کر **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ**  
اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

وَجَوَازُ الْخِطَابِ مِنْ خُصُوصِيَّاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لُوقِيَ  
غَيْرَهُ حَاضِرًا أَوْ غَائِبًا السَّلَامُ عَلَيْكَ بَطَلَتْ صَلَوَتُهُ  
اور نماز میں خطاب کر کے سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات  
من سے اس لئے کہ اگر نماز میں کسی اور کا خیال کر کے السلام علیکم کہے گا تو نمازی کی نماز  
باطل ہو جائے گی۔

تشہد و سلام نمازی پر واجب ہے کما هو مصرح فی کتب الفقہ پس جب نمازی نے بقصد نقل و اخبار پڑھا تو یہ سلام جو اس پر واجب تھا وہ نہ ہو اور واجب کی ترک سے نماز مکروہ تحریمی ہوئی جو واجب الاعدادہ ہے لہذا اس کی نماز ہی ناقص و نامقبول ہے ۱۲ امام الدین عفی عنہ۔

سے اِنَّمَا أَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّيَ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهَدِ لِتَنْبِيهِ الْغَافِلِينَ فِي جُلُوسِهِمْ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى شُهُودِ نَبِيِّهِمْ فِي تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللَّهِ تَعَالَى أَبَدًا فَمَخَاطَبَتُهُ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةٌ الْخ۔

یعنی اس واسطے شارع علیہ الصلوة و السلام نے امر کیا ہے نمازی کو سلام اور ورود کے لئے التحیات میں کہ آگاہ کرے غافلوں کو، کہ جس پر ورود گاہ کے سامنے تم بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں، پس تحقیق وہ الہی سے کبھی جدا نہیں ہوتے، پس نمازی خطاب کرتا ہے لفظ سلام کے ساتھ آپ کے رو برو، امام الدین ۱۲

سے قَدْ بَلَّغْنَا عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الشَّاذَلِيِّ وَتَلْمِيزِهِ أَبِي الْعَاسِ الْمَرْسِيِّ وَغَيْرِهِمَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ لَوْ احْتَجَبَتْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْنَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْنَا أَنْفُسَنَا مِنْ جَمَلَةِ الْمُسْلِمِينَ۔

یعنی ابو الحسن شاذلی وغیرہ اولیاء فرماتے ہیں، کہ اگر ایک پلک چمکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو جائیں، یعنی چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جائیں ۱۲ امام الدین)

ابو الحسن جو ولی خدادے سانوں ایہ فرماون  
اک چکارے اکھیاندے جے اغیب نبی ہو جاون  
مسلماناں دے ٹولے اندر اسیں شمار نہ ہوئے  
ایسے صدے اوپر بھائیو! ہر دم بہہ کے روئے  
جیکر ایہ گل آکھے کوئی ہر تھاں حاضر رہنا  
خاصہ صفت خدادی سمجھو ہور نہ کسے کہنا!  
میں کہناں ہاں جس نوں ایسی طاقت دیوے اللہ  
بیشک حاضر ناظر ہر تھاں رہ سکدا ہے کلا  
دیکھو ملک الموت فرشتہ جو روح قبض کریندا  
جان حیواناں انساناں دی بیشک اوہو لیندا  
چوہے بلیاں نالے کیڑے ہور پرند حیوانی  
مشرق تھیں تا مغرب ۳۳ مغرب توڑی دکھن بھاڑ پھانی  
سب دی اوہو جان کڈیندا ہر تھاں حاضر رہندا  
وقت نزع دے میت دے ۳۳ اوہ آن سرہانے بہندا  
وانگوں تھاں بنائی اللہ دنیا اس دے اگے  
جتنوں حکم کرے رب او تھوں پھڑدا دیر نہ لگے

جو نماز کے معنی نہ جانے اس کی نماز ناقص

۱۔ یہ بہتر ہے کہ غیر مقلدوں کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب سے سناؤں یہ ان پر اشد سخت تر ہے۔

مسک الختام صفحہ ۲۲۲ میں لکھا ہے:

نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ  
العین عابدان است و جمیع احوال و اوقات خصوصا در  
حالت عبادت و نورانیت و انکشاف درین محل بیشتر قوی  
تر است و بعضی از عرفاء قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب  
بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ السلام در ذرات  
موجود است و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذوات  
مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی  
آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب و اسرار  
معرفت منور و فائز گردد

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(عبارت بھوپالی کا ترجمہ)

نیز آں حضرت مومنوں کا نصب العین اور عبادت کرنیوالوں کی آنکھوں کی  
ٹھنڈک ہیں اور تمام حالات و اوقات میں خصوصا حالت عبادت و نورانیت میں اور  
انکشاف اس جگہ بہت زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔

اور بعض عارفین قدس اسرارہم کا قول ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے  
ذرات اور ممکنات کے تمام افراد میں جاری و ساری ہونے کی وجہ سے ہے لہذا آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں تو ہر نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس شہود سے غافل نہ رہے تاکہ قرب و اسرار کے انوار سے منور و کامیاب ہو!

عشق کی راہ میں دوری نزدیکی کا کوئی مرحلہ نہیں ہے، میں واضح طور پر تجھے دیکھتا ہوں اور اپنی عرض معروض تجھ تک پہنچاتا ہوں،

اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں حاضر سمجھنا شرک ہے تو نواب بھوپال نے تو شرک کے انبار لگائے، دیکھو!

- (۱) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں۔
- (۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ذرہ و ممکنات میں موجود و حاضر ہیں۔

(۳) نمازی نماز میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب الہی پائے۔

(۴) مگر یہ کہئے! کہ اگلی سلطنتوں میں بڑے لوگوں کو تین خون معاف ہوتے تھے گورنمنٹ و ہابیہ سے نواب بہادر کو تین شرک معاف ہیں لاجول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## ملک الموت کی قدرت

۲ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ موت کو خدا نے پیدا کیا

پھر عزرائیل فرشتہ کو اس کا موکل کیا



قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ

اے حبیب تو کہہ دے! قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا جو مقرر کیا گیا ہے،

ساتھ تمہارے موت کی بابت،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ إِنَّ الْمَوْتِ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ

محبوب کہہ دو! تحقیق وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو پس تحقیق وہ ملنے والی

ہے تم سے،

اور روح قبض کرنے والا فرشتہ عزرائیل ہے تو اس سے معلوم ہوا اگر جہاں تم

جاؤ وہاں بھی عزرائیل فرشتہ روح قبض کرنے کو تیار ہے اگرچہ وہ مضبوط قلعہ میں بند

ہوں، امام الدین کوٹلی

۳ عن زهير بن محمد قال: يَأْرَسُوَلُ اللّٰهُ مَلَكُ الْمَوْتِ وَاحِدٌ أَلْزَحْفَانِ

يَلْتَقِيَانِ عَنِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ مِنَ السَّقَطِ وَالْهَلَاكِ فَقَالَ: إِنَّ

اللّٰهُ حَصَّصَى الدُّنْيَا لِلْمَلِكِ الْمَوْتِ حَتَّى جَعَلَهَا كَالطُّشْتِ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ

فَهَلْ يَفُوتُهُ عَنْهَا شَيْءٌ، أَخْرَجَهُ الدُّنْيَا وَابُو شَيْخٍ

یعنی زبیر بن محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آن میں

مشرق و مغرب میں اور جو درمیان اس کے حیوان مرتے ہیں کس طرح ملک الموت پہنچ

سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا دنیا کو اللہ نے ملک الموت کے سامنے مثل تھال کے بنایا ہے،

مشکوٰۃ میں ہے براء بن عاذب سے: یہ حدیث طویل ہے۔

..... يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ اَلْح-

یعنی ملک الموت مرنے والے کے سر ہانے آ بیٹھتا ہے ۱۲

۵ عن مجاهد قال: جُعِلَتِ الْأَرْضُ لِمَلِكِ الْمَوْتِ مِثْلَ الطُّسْتِ

يَتَنَاوَلُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو شَيْخٍ وَأَبُو نَعِيمٍ -

عن الحكيم بن عتبة قال: الدُّنْيَا بَيْنَ يَدَيْ مَلِكِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ

الطُّسْتِ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَخْرَجَهُ النُّعَيْمُ

وفى رواية إنَّ اللَّهَ سَخَّرَ الدُّنْيَا فَهُوَ كَالطُّسْتِ الرَّخِ -

حاصل ان روایات کا یہ ہے کہ ملک الموت کے سامنے اللہ نے دنیا کو مثل

تھال کے بنایا ہے۔ امام الدین

ایہ بھی ملک الموت فرشتے نبی نون کہیا بھائی

ایسا کوئی نہ گھر جو میری نظر نہ اس ول آئی

رات دن ہر نون ویکھاں نکیاں وڈیاں تائیں

اتنی اونہاں پچھان نہ اپنی جتنی ملی اسائیں

ایہ تاں بھلا فرشتہ ہے گا خاص مقرب جانو!

دیکھو شیطان ۲۱ ہر تھاں حاضر اس وچہ شک نہ آنو!

جتنی طاقت ملک الموت فرشتہ دے ہتھ آئی

اتنی طاقت شیطان لہمی ۳۰ شامی آکھ سنائی

طور مثال سناواں ۳۱ میں جے سفر کرے کوئی بندہ

دکھن ہور پہاڑ پھرے اوہ لہندے چڑھدے سندا

جتنے جائے گا وہ بندہ سیر کرن نون بھائی

جن سورج موجود پائے گا اس وچہ شک نہ کائی  
 جے کر ایہ گل آکھے کوئی جن نوں ہر تھاں پاواں  
 سورج نوں بھی اوتھے پاواں جتوں قدم اٹھاواں  
 موجب قاعدے تہاڈے دے اوہ چاہئے کافر ہووے  
 حالانکہ اوہ کافر ناہیں مومن من کھلووے  
 جن سورج دے دیکھن والی رب دتی رشنائی  
 جن نوں ہر تھاں کہہ سکدا ہے جسوں ملی بینائی  
 لیکن اتاں اوہ جو جس دنی حمدیاں نظر نہ آہی  
 اوہو اتاں آکھ سکے گا جن سورج کجھ ناہی  
 اینوں سمجھو! روح نبی دا دے اس دے تائیں  
 اکھ جو باطن والی جس نوں دتی ہے رب سائیں  
 غیر مقلد اتہیاں تائیں ہرگز نظر نہ آوے  
 باطن والیاں تائیں جلوہ احمدی رب دکھاوے  
 پھیں ثابت ایہ فقہ حدیثوں بیشک روح نبیاں دے  
 ٹردی پھردی وچہ آسماناں نالے وچہ زمیاناں دے  
 خاص رسول اللہ نے مسلم دے وچہ ایہ فرمایا  
 میں امام ہو یا نبیاں دا وقت نماز جو آیا  
 انبیاء کا بعد وصال چلنا پھرنا

عن ابن عباس قال سرنامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین

مكة والمدینة فمررتا بواذ فقاا : ای واذا هذاء؟

فقااوا : واءى الارزق۔

فقاا : كاى انظر الى موسى فذا كر من لونه وشعره شىئا لهم

يحفظ داوؤا واضعا اصبعيه فى اذنه له جوار الى الله بالتلبية مارا بهذا الواءى

قال : ثم سرنا حتى آتينا على ثنية۔

فقاا : ای ثنية هذاء؟

قالوا : هرشا اولفت۔

فقاا : كاى انظر الى يونس على ناقة حمراء عليه جبة صوف خظام

ناقته ليف نخلة مارا بهذا الواءى مليبا۔

ترجمة : لعنى ابن عباس فرماتے ہیں :

هم رسول الله صلى الله عليه وسلم کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ مکہ کے بیچ میں

جب ایک جنگل میں سے گذرے۔

پوچھا حضرت نے یہ کون سا جنگل ہے؟

صحابہ نے کہا : واءى الارزق ہے۔

فرمایا حضرت نے : گویا میں دیکھتا ہوں موسى عليه الصلاة والسلام کو پھر حضرت

نے ان کا رنگ اور بالوں کا رنگ بیان فرمایا کہ موسى رکھے ہوئے ہیں دونوں کانوں

میں انگلیاں یعنی جس طرح اذان میں اور آواز بلند ہے ان کے ساتھ بیک کی گذرے

چلے جاتے ہیں اسی جنگل سے۔

کہا ابن عباس نے : ہم آگے چلے تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے۔

پوچھا حضرت نے یہ کون سی گھائی ہے یعنی کون سا پہاڑ ہے؟

صحابہ نے کہا: یہ پہاڑ یا تو ہر شاہے یا لفت ہے۔

آپ نے فرمایا: گویا میں دیکھتا ہوں یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرخ اونٹنی پر سوار ہشیمنہ کا جبہ پہنے ہوئے اس کی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہے اس جنگل میں چلا جاتا ہے حج کے لئے لبیک کہتا ہوا۔ روایت کی یہ حدیث مسلم نے صفحہ ۹۴۔

۱۔ قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کی ہے یہ حدیث طبرانی اور ابن مندہ سے:

ہشیار ہاشید ہج خانہ نیست از نیکوکاراں و بدکاراں مگر آنکہ متوجہ باشم بداں  
شبانہ روز تا کہ من شناسم صغیر و کبیر را زیادہ تر از نفس شاں الخ ۱۲  
ہوشیار ہو جاؤ! کوئی گھر نیکوں یا بدوں کا نہیں ہے مگر میں اس کی طرف متوجہ  
ہوں رات دن تاکہ میں ان کے چھوٹے بڑوں کو ان کی اپنی ذاتی شناخت سے زیادہ  
پہچانوں۔

۲۔ وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیطان کو شریک بن ان کا بیچ مالوں اور اولاد کے!  
جتنے بنی آدم ہیں ان میں سے جس کو تو طاقت رکھتا ہے بہکا جس پر تیرا داؤ  
کارگر ہو شریک ہو ان کے مالوں میں اور اولادوں میں ۱۲

۳۔ وَأَقْدَرُهُ عَلَىٰ ذَالِكَ كَمَا أَقْدَرَ مَلِكَ الْمَوْتِ عَلَىٰ نَظِيرِ ذَالِكَ

یعنی اللہ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک  
الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے اتنی کلامہ۔

۴ نبی کریم کی روح مثال اس طرح ہے۔

زرقاتی نے ابولطیب کا شعر شرح مواہب اللدنیہ میں نقل کیا ہے

كَالشَّمْسِ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ وَنُورُهَا

يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَمَغَارِبًا

كَالْبَدْرِ مِنْ حَيْثُ التَّفَكُّ رَأَيْتَهُ

وَيَهْدِي إِلَى عَيْنِكَ نُورًا ثاقِبًا

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی

ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے

تیری آنکھوں میں نور بخشنے گا، اتنی کلامہ ۱۲ منہ۔

کہا ابن عباس ہوراں نے مسلم وچہ آیا

سانوں خاص رسول اللہ نے اک دن سیر کرایا

اک جنگل وچہ جد اسیں پہنچے حضرت پچھیا سانوں

دسو کہیرا ہے ایہ جنگل جے ہے خبر تسانوں

وادی الارزق ہے ایہ جنگل دسیا ساں انہانوں

موسیٰ نوں میں دیکھیا حضرت نے فرمایا سانوں

رنگ موسیٰ دا حضرت دسیا نالے رنگت والاں

رکھیاں انگلیاں وچہ کناں دسیا مرد کمالاں

جدوں نبی پھر اگے پہنچے پہاڑ اک نظر آیا

کیہڑا پہاڑ ایہ دسو! مینوں حضرت نے فرمایا

ہر شاہے یا لفت ہے اس دا دسیا نام اصحاباں  
 جہیرا ایہ گل منے ناہیں دیکھے کھول کتاباں  
 حضرت نے فرمایا گویا۔ دیکھاں یونس تائیں  
 ساڈنی دی سواری کر کے ٹر دے چائیں چائیں  
 اونٹنی دا رنگ لال سنا یا حضرت نبی سوہارے  
 پشیمہ دا جبہ دسیا خرما اوج مہارے  
 اس تھیں ایہ گل ثابت ہوئی روح نبیاں دے بھائی  
 ٹر دے پھر دے رہن ہمیشہ مشکل ایہناں نہ کائی  
 جیونکر خاص رسول اللہ نے دیکھے نبی پیارے  
 کیوں جے باطن والیاں اکھیں ہسن نبی سہارے  
 قل یا لہا الکافرون والا بھیں اعتراض نہ آوے  
 کیوں جے نیت خاص قرأت دی ایہ پڑھیا جاوے  
 قرآن وچہ نمازاں پڑھناں مطلق رب نے کہیا  
 جتھوں پڑھو نماز ہو جاوے ہے سب اکو جہیا  
 غور کرے او معیاں ولے جیوں جیوں رب فرماوے  
 جو جو قصہ وچہ قراءت آوے دل لگاوے  
 لیکن او جو ذکر قراءت دے وچہ آوے یارا  
 اسنوں رب دی طرفوں سمجھو ہووے جو آشکارا  
 باجہ قراءت قرآن دے جو وچہ نمازاں آیا

سمجھے اس نوں اپنی طرفوں خوب خیال جمایا  
 ایہا النبی نوب ہے جہیزا نقل معراج بناندا  
 چاہئے کوئی حدیث دکھاوے اینویں نہیں گیا جاندا  
 جدوں وچہ نمازاں جائزیا نبی کہنا ہے آیا  
 کیوں نہ باہر نمازوں لے جائز ہووے کھول سنایا  
 امام دینا ہن بس کریں توں مسئلہ ہور شائیں  
 مت چھپواون مشکل ہووے جھبڈے گل موکائیں

## نماز میں خطاب آپ کا خاصہ ہے

۱۔ کیوں کہ نماز میں دوسرے کسی شخص کو سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر  
 سمجھ کر ندا کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے یعنی اللہ کے حضور میں۔

جواز الخطاب من خصوصيته صلى الله عليه وسلم اذ لوقيل

بغيره حاضرا او غائبا السلام عليك بطلت صلوته ،

جب ایسے وقت میں جو خاص کر عبادت کا وقت ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہنا امر ہوا جیسا کہ ابن مسعود سے مروی ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ

فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الخ، (بخاری مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کوئی نماز میں بیٹھے تو اسے



چاہئے کہے! تمام مالی بدنی اور جانی عبادات اللہ کے لئے ہیں، اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

تو نمازوں سے باہر یا رسول اللہ کہنا کیوں نہ جائز ہوگا (امام الدین کوٹلی)

## در بیان آسانی بوقت موت

سنو بھراؤ اہل ایمانوں! عاجز آکھ سناوے  
خاص تساؤے وچوں جس تے وقت نزع دا آوے  
سورۃ ایاسین پڑھو تسین پھر اسدے بیٹھ سرہانے  
تاں جو اس تے کمتی ۲ ہوون دکھ عذاب ربانے  
پڑھو! زبانوں کلمہ طیب اسنوں بھی سکھلاؤ!  
ایہ فرمان نبی صاحب دا اس پر عمل کماؤ  
اے پر بہتا تنگ نہ کرنا مت انکار سناوے  
جے کر خوف انکار نہ ہووے تاں سکھلایا جاوے

## قریب الموت کو یا سین سنانے کا حکم

۱ عن ابن یسار: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اقْرَأْهُ وَأَعْلَى  
مَوْتَاكُمْ يَسَّ! رواه احمد، ابوداؤد، ونسائی، والحاكم وابن حبان۔

ابن یسار سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے مردوں پر سورہ یا سین پڑھو!

۲ عن ابی الدر داہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال:

مَا مِنْ مَيِّتٍ يُقْرَأُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَسَّ لَأَهْوَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ، أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا

والدیلی۔

دیلی وغیرہ نے ابی الدرداء سے روایت کی ہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نہیں ہے کوئی مردہ کہ پڑھی جائے اس کے پاس سورۃ یاسین مگر اللہ تعالیٰ اس

پر موت آسان کرتا ہے (امام دین)

ع عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

قال: لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَتِرْمِذِي۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے ان لوگوں کو جو نزع میں ہوں لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو!

ع حدیث، اذا انفلت مرضا کم فلا تملوہم بقول لا الہ الا اللہ ولكن

لقنوہم فانہ لم یختم بہ المنافق قط اخرج ابوالقاسم القشیری فی امالیہ عن ابی ہریرۃ

جس کے پاس موت آرہی ہو اس کو پڑھنے پر جبر نہ کرے کہ شاید باعث

کثرت صعوبت موت کے انکار کر بیٹھے، العیاذ باللہ! بلکہ حاضرین اس انداز سے

پڑھیں کہ وہ سن کر پڑھ سکے، ہاں اگر مقتضائے حال ایسا معلوم ہو کہ اس کلمہ کے

پڑھانے سے خوف انکار نہیں تو پڑھایا کریں (امام الدین کوٹلی)

لا الہ الا اللہ جو کہے اخیر لے زبانوں

بیشک جنت دے وچہ جاوے کہیا نبی نشانوں

چاہئے ہر اک مومن تائیں اس پر عمل کمائے

وقت نزع دے بیٹھ سرہانے یاسین پڑھ سنائے  
تاں بے سختی جاں کنی دی تھیں او ہووے آسانی  
تاں لے مونہوں کلمہ کہندا دنیا چھڈے قانی

لے عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله  
وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة رواه ابو داؤد بکذا في مشکوٰۃ  
سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ  
جنت میں داخل ہوگا۔

یعنی اس کا خاتمہ کلمہ پر ہو اوہ جنت میں جائے گا الخ۔

### مسئلہ اسقاط میت

اجہیزہ خاص تاں تھیں بھائیو! دنیا چھوڑ سدہائے  
وارث اپنے نوں او بے کر ایہ گل آکھ سنائے  
جتیاں میتھوں کھنجاں ہیں نمازاں دئیں کفارہ  
روزے بھی نہ رکھے سارے وجیا موت نقارہ  
روزی جتنے کھنچے میرے فدیہ دئیں انہاں دا  
ثلث مال تھیں دیوے وارث باقی مال جہنا ندے  
اک نمازوں پھیں او ٹوپہ نالے وتروں جانی  
اوہ ٹوپہ ہے اک روزے دا ایہ حساب پچھانی

کیوں ہے ادا کرن تھیں ہے اوہ بندہ عاجز ہو یا  
 ادا فرائض تھیں رب پہلے موتے دے منہ ڈھویا  
 ہے کرت کہ اس دانا ہیں وارث قرض اٹھائے  
 اوہ ٹوپہ پھیں قرض اٹھائے وہ نہ اس تھیں چائے  
 ادھ ادھ ٹوپہ للہ دیوے مسکینے نوں بھائی  
 ۴ اوہ مسکین پھر اگوں دیوے میت ہووے رہائی

۱ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ فَأَوْصَى بِهِ أَطْعَمَ عَنْهُ وَلِيَّهُ لِكُلِّ يَوْمٍ  
 مِسْكِينًا نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرِّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَشَعِيرٍ لِأَنَّهُ عَجَزَ مِنَ الْإِدَاءِ فِي  
 آخِرِ عُمُرِهِ فَصَارَ كَالشَّيْخِ الْفَانِي، ہدایہ

وہ شخص جو فوت ہوا ہے اس پر قضا ہے رمضان کی، پس اس نے وصیت کی کہ  
 کھلائے اس کا ولی اس کی طرف سے ہر دن کے واسطے ایک مسکین کو یا طعام دے مسکین  
 کو اور ٹوپہ ایک روز کا گندم سے اور جو کا دو ٹوپہ اور کھجوروں سے دو ٹوپہ کیوں کہ وہ عاجز  
 ہے ادا کرنے سے اخیر عمر میں پس ہو جائے گا مثل شیخ فانی کے،

كذالك اذا اوصى بالاطعام عن الصلوة فتح القدير  
 یعنی یہی حکم ہے کہ جب نمازوں کے واسطے بھی وصیت کر جاوے۔  
 اور در مختار میں ہے:

ولو مات وعليه صلوة فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوة  
 نصف صاع من بر كالفطرة وكذا۔

یعنی ایسا شخص مر گیا ہے جس پر نمازیں فوتیہ ہیں اور وصیت کر گیا ہے کہ کفارہ

دیا جائے بدلے نماز کے اور آدھا ٹوپہ کنک تھیں مثل فطرانے۔

۲ انما یعطی من ثلث مالہ، در مختار۔

یعنی دیا جائے اس کے ثلث مال سے۔

۳ ولو لم یتربک ما لایستقرض وارثہ نصف صاع من بروید فعہ لفقیر

ثم یدفعہ الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتیم، انتھی طحاوی،

یعنی اگر ترکہ نہ ہو تو اس کا وارث قرضہ پکڑے آدھا ٹوپہ گندم سے اور فقیر کو

دے پھر فقیر وارث کو دے اسی طرح کرے اتنی دفعہ کرے کہ پورہ ہو جائے۔

## ایشار مسلمان

۴ ہر ایک مسلمان کو لازم کہ اپنے سے دوسرے کو بہتر سمجھے اور دوسرے آدمی

کے فائدے میں رہے نہ کہ اپنے نفس کو مقدم سمجھے۔

دیکھو! حضرت کے صحابی ایسا ہی کیا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے

روایت ہے کہ ایک مہاجر کو کسی شخص نے ایک بکری کی سری تحفہ کے طور پر نذر کی اس نے

اپنے دل میں سوچ کر کہ میرا تو کسی نہ کسی طرح گزارہ ہو ہی جاویگا۔ اپ نے ہمسائے

کو دے دی اور یہ سلسلہ جاری رہا تا حدیکہ نو شخصوں میں سے یکے بعد دیگرے پھر پھرا

کر پھر اسی شخص کے پاس آگئی پس اسی طرح ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ یہی خیال

کرے کہ میرا کسی طرح گزارہ ہو جاوے گا، فلاں آدمی کا بھلا ہو جائے تو بہتر ہے۔

خصوصاً دور اسقاط میں تو ضروری یہ خیال کرے کہ جو چیز مجھ کو ملی ہے میں دوسرے شخص

کو بہ کر دوں تا کہ میت کا بھلا ہو جائے میں زندہ ہوں کچھ نہ کچھ کما ہی لوں گا۔ اور خدا

پہنچائے گا میت کو فائدہ ہو جائے تو بہتر ہے۔

اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قال عمر رضی اللہ عنہ:

أَهْدِي إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَأْسُ شَاةٍ، فَقَالَ: إِنْ أَخِي كَانَ أَحْوَجَ مِنِّي فَبَعْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ كُلُّ وَاحِدٍ  
يَبْعُكَ بِهِ إِلَى آخِرِ حَتَّى تُدَاوِلَهُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْأَوَّلِ، أَحْيَاءِ  
الْعُلُومِ جُلْد ۳، امام الدین عفی عنہ۔

اوہ بھی اگوں ہوری دیوکی تان تن دار ہو جاوے  
تاں جو فدیہ پورا ہووے جنت جاگہ پاوے  
نہیں وصیت کیتی جے کریا وارث نوں اس یارا  
تاں بھی وارث نوں ہے جائز دینا فدیہ سارا  
وارث اس پر اپنے ولوں بہت احسان کمائے  
تاں جو اللہ بخشے اوسنوں جنت وچہ پہنچائے  
کیوں جے نام خدا دا ہے غفار رحیم قدیمی  
جیونکر آیت وچوں ثابت ہوندی اوس کریمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ

اللَّهُ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٢٣﴾ (پ، ۲۳ پاؤ اول)

ترجمہ: اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت نا امید ہو  
رحمت اللہ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے سارے گناہوں کو، تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان

—

## میت کی طرف سے صدقہ کرنا

لے وَتَرَكَ وَلَمْ يُوصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلَيْتَهُ طَحَاوِي كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ

یعنی میت کا ترکہ ہے مگر اس نے وصیت نہیں کی تو بھی احسان کے طور پر

اس کا ولی فدیہ دے اس کی طرف سے!

عن ابن عباس ان سغدا سأل النبي صلى الله تعالى عليه وآله

وسلم ان أمي ماتت ولم تُوصِ أفأتصدق عنها؟ قال: نعم۔ رواه النسائي وغيره

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد نے پوچھا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی، کیا میں

صدقہ کروں اس کی طرف سے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، صدقہ کرو!

دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے:

ان رجلا قال يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم! ان

أمي توفيت أفينفعها ان تصدقت عنها؟ قال: نعم۔

یعنی ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہا:

میری والدہ فوت ہو گئی ہے کیا اس کو نفع ہوگا اگر میں صدقہ کروں اس کی

طرف سے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں یعنی صدقہ کر اس کو نفع ہوگا (رواہ النسائي)

رب فرماوے بندیاں تائیں جو ہیں بہت گناہی

رات دنے جہاں بے فرمانی دے وچہ عمر لنگائی

بے امید نہ ہونا ہرگز میں تساں آکھ سنایا

سب گناہ میں بخشدیاں گا میں غفار سدایا  
 اج کل جہڑا بندہ مردا ہوندا عیباں والا  
 چاہئے وارث فدیہ دیوے رب بخشن والا

عن ابن عباس قال: لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ (رواه النسائي في سنة الكبرى)

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی سے کی طرف سے مگر طعام ہے اس کی طرف سے عوض ہر دن کے دو من گندم کے۔

حضرت نبی رسول اللہ نے ایہ گل ہے فرمائی

ایہ حدیث ہے ابن عباسوں روایت کرے نسائی

کوئی کے تھیں روزہ ہرگز رکھے مول نہ بھائی

نہ کوئی پڑھے نماز کے تھیں کہیا نبی الہی

اے پر بدلے ہر دن دے اوہ دوہ صدقہ دیوے

تاں جو ادا فرائض ہوون اجر حضوروں لیوے

عن ابن عمر قال: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ مِنْ أَحَدٍ لَكِنْ إِنْ كُنْتَ فَأَعْلًا تَصَدَّقْتَ عَنْهُ أَوْ أَهْدَيْتَ، عبدالرزاق نے اسے کتاب



الوصایا میں روایت کیا ہے۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
نہ نماز پڑھے کوئی کسی سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی سے اسے پر جے ہو تو اس  
کی طرف سے صدقہ کرنے والا تو صدقہ کر اس سے!

ابن عمر تھیں ہے روایت عبد الرزاق لیایا  
جے توں لہبنا چاہیں اس وچہ دیکھ کتاب وصایا  
ہور کسے تھیں تہاں نماز نہ پڑھنی منع سنایا  
روزہ بھی نہ رکھتا ہرگز مول کے تھیں آیا  
جیکرا یہ گل کرنا چاہیں نبی نے ایہ فرمایا  
بدلے اس دے صدقہ دے توں جو کچھ اوس کھنچایا

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال:  
مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا۔  
ترجمہ: روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
جو مرنے والے اور اس پر روزے ہوں رمضان کے تو کھلا دے ہر روزے کے  
عوض میں ایک مسکین کو (یعنی اس کا وارث کھلا دے)

ہور حدیث ہے ابن عمر تھیں ترمذی دے وچہ آئی  
مر گیا ایسا بندہ جس تے روزیاں قضا ایہائی  
چاہئے ہرون دے بدلے اک مسکین کھوائے  
وارث نوں ہے لائق ایہوپاک نبی فرمائے

فدیہ روزہ واجباً یارب نے خود فرمایا

اوہو فدیہ خاص نمازاں وچہ کتاباں آیا

قوله تعالى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامِ مَسْكِينٍ.

یعنی ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا طعام۔

یہ آیت دوسرے بارے ہے۔

فان النص الوارد بالفداء في الصوم غير معقول المعنى فالقياس ان

يقتصر عليه لكن النص الوارد فيه يجوز ان يكره معلولا بعله مشاركة بينه

وبين الصلاة وان كنا لا نعقله والصلوة نظير الصوم..... فامر المشائخ با

لفداء فيها احتياطاً، شرح الیاس ۱۲ منہ

و بصیر فدیة كل صلوة فاتت كصوم يوم ای كفیدية صوم، كمافی

شرح الیاس جلد ۱۔

یعنی اعتبار کیا گیا ہے فدیہ ہر نماز کا جو فوت ہو گئی ہے مثل روزے کے۔

عموماً تمام کتب فقہ میں مسئلہ اسقاط لکھا ہے جو مقلد کہلا کر اس کا منکر ہے وہ

غیر مقلد کتاوہابی ہے، انواع بارک اللہ تو ہر جگہ مل سکتا ہے اس کا صفحہ ۲۶۶ دیکھ لیں!

غایۃ الاوطار شامی، در مختار، فتح القدیر، کبیری شرح مینہ، فتاویٰ عالمگیری، جامع الرموز

فتاویٰ برہنہ مبسوط الرضی صفحہ ۲۸۷ جلد ۳، طحاوی صفحہ ۳۰۸ جلد ۱، بحر الرائق صفحہ ۹۰ جلد ۱

امام الدین عفی عنہ

وانگوں روزیاں اپن نمازاں وچہ ہدائے آیا

فرضیت وچہ اکو جے سلفاں لکھ دکھایا

مال میت جے کمتی ہو وے فدیہ بنے نہ سارا  
 چاہئے اس ویلے ایہ ۲ حیلہ کی نہ ہو سی یارا  
 جتنا غلہ کمتی ہو وے اوس حساب لگا وے  
 بدلے اس غلہ دے مصحف ۳ و تچے قیمت لا وے  
 جس مسکین دے اگے و تچے کہے اس مال صفائی  
 جتنی قیمت مصحف دی میں تیتھوں لینی بھائی  
 اوہ قیمت میں بدلے فدیے اس میت دے بخشاں  
 کریں قبول تو اس فدیے نوں رو برو نہاں ٹھھاں  
 یا اس ایہ گل آکھے ۴ جو کجھ کمتی فدیہ بھائی  
 بدلے اس دے تینوں دیواں ایہ کلام الہی

۱۔ والصلاة كالصوم باستحسان المشايخ ۱۲

## حیلہ کا ثبوت قرآن سے

۲۔ حیلہ کا درست ہونا خدا تعالیٰ نے قصہ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماری میں غصہ ہو کر قسم کھائی تھی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں تو سو لکڑی اپنی بیوی کو ماروں گا۔ خدا تعالیٰ نے حیلہ بتا دیا کہ تو ایک جھاڑو جس میں سوتیلے ہوں اپنی بیوی کو مار تو قسم تیرے مہ سے اتر جائے گی۔ اور وہ آیت یہ ہے:

قال اللہ تعالیٰ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ﴾ (پارہ

(۲۳، پاؤ، ۳)

حموی میں لکھا ہے: خدا تعالیٰ نے آپ کو قسم سے خلاص ہونے کا حیلہ تعلیم کر دیا۔

### حدیث اور حیلہ

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا اچھے خرما بدن لے ردی کے کم لینے درست نہیں، مگر اس حیلہ سے درست ہے۔

بِعِ الْجَمْعِ بِاللِّدْرَاهِمِ ثُمَّ ابْتِغَ بِاللِّدْرَاهِمِ جَنِيْبًا،

یعنی ردی خرما کو قیمتاً دے دیا کرو! اس قیمت کے عوض میں عمدہ خرما خرید لیا کرو!

اس حدیث کو روایت کیا ہے امام بخاری و مسلم نے، شیخ نے لمعات میں لکھا

ہے کہ یہ حدیث صریح ہے بیچ درست ہونے حیلہ کے یہی مذہب ہے امام اعظم اور شافعی کا۔

کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے

خرما بیچ کر کسی اور شخص سے بعد لینے قیمت کے خرید کیا کر!

حیلہ کا جواز کتب فقہ میں مصرح ہے اَلُوْ جَانُوْرُوْنَ كُوْیْہ كُہے كُہ سُوْرَج نِہِیْس تُو

اس کی کون سنتا ہے۔

### زکوٰۃ اور حیلہ

زکوٰۃ کا مال کفن اور عمارت مسجد اور پل وغیرہ پر جہاں ملک نہیں پائی جاتی

درست نہیں مگر اس کے درست کرنے کے لئے یہ حیلہ لکھا ہے:

اذا اراد ان یکفن میتا بین زکوۃ مالہ لا یجوز والحیلۃ ان یتصدق

بہا علی فقیر من اهل الامیت ثم ہو یکفن بہ، وخیرہ، ہندیہ۔

در مختار میں ہے:

الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر بامرہ بفضل ہذہ الاشیاء وھل لہ ان

یخالف امرہ لم ارہ والظاہر نعم۔

رد المحتار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے:

اگر چاہے ایسی جگہ زکوۃ کا مال خرچ کرنا جہاں جائز نہیں تو یہ کرے کہ مال

زکوۃ فقیر کو دے اور اس کو ثواب کی ترغیب دے اور خرچ کرے وہ ان جگہوں پر تو دونوں

کو ثواب یکساں ہوگا ایسا ہی اسقاط میں ایک آدمی نے صدقہ پانچ نمازوں کا ایک کو دیا

اس نے پھر دوسرے کو دیا دس نمازوں کا کفارہ ہوا علیٰ ہذا القیاس ایسا ہی کرے تو کون سی

تا جائز بات ہوئی کیوں نہ کفارہ سمجھا جائے گا بڑا مجنون ہے وہ جو یہ کہے صدقہ دے کر

واپس لیا جاتا ہے وہ شیطان ہے اس کو علم نہیں۔

زمانے میں اگر ہوتا حصول علم بے محنت

تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

۳ پکڑنی اجرت کتابت یا قیمت کاغذ و سیاہی کی جائز ہے اور بائع و مشتری جتنی

قیمت منظور کر لیں اتنی ہی درست ہے۔

فقیر امام محمد اور دو مسکے

۴ حکمی ان الامام محمد رحمہ اللہ غلب علیہ الفقر مرة فجاء الی

تفاعی یوما فقال ان اعطيتنى شربة اعملك مسئلتين من الفقه فقال  
التفاعى لاحاجة لى الى المسئلة۔

قیمتِ درِ گران ما یہ چہ دانند عوام

حافظا گوہرِ یکلانہ مدہ خبر بخواص

فاتفق اذحلف ان لم يعط بته جميع ما فى الدنيا من الجهازه  
فامرته طالق ثلاثا فرجع الى العلماء فافتوا بحتته لما انه لا يمكن ذلك فجاء  
الى الامام محمدا فقال الامام لما طلبت منك شربة كان فى عزمى ان  
اعلمك هذه المسئلة ومسئلة اخرى، فالان لا اعلمها الا بعد اخذ الف دينار  
تعظيما لشان المسئلة فلذعه اليه فقال: لو دفعت الى البنت مصحفا كنت  
بارا فى يمينك فسئله علماء عصره عن وجه فاجاب بان الله تعالى قال: وَلَا  
رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَابٍ مُّبِينٍ فوقع هذا الجواب عندهم فى حيز  
القبول۔

امام محمد سے منقول ہے، کہ عطار کے پاس سے گذرے اور فرمایا اگر شربت تو  
مجھ کو دے تو میں تم کو دو مسبلے سکھاؤں گا فقہ سے۔

عطار نے کہا: مجھ کو مسبلے کے حاجت نہیں۔

اتفاقا اس نے حلف کیا تھا کہ میں اپنی بیٹی کے لئے تمام دنیا کی چیزیں داج  
میں دوں گا اگر نہ دوں تو میری عورت کو طلاق ہے پس رجوع کیا طرف علماء کے اور  
انہوں نے اس کے حانث ہونے پر فتویٰ دیا پس آیا وہ شخص امام محمد کے پاس آپ نے  
فرمایا: جب کہ میں نے تجھ سے ایک پیالہ شربت کا مانگا تھا تو اس وقت میرا ارادہ تھا کہ

یہ دو مسئلے سکھاؤں اب نہ سکھاؤں گا میں تجھ کو مگر ہزار دینار لینے کے بعد مسئلہ کی تعظیم و شان کے لئے پس اس نے دینار لا کر دئے۔

آپ نے فرمایا: اگر تو اپنی بیٹی کے داج میں مصحف شریف دے دگا تو تو سچا ہوگا اپنی قسم میں پس اس جواب کو علماء نے قبول کیا۔

علم دُرِّ یست نیست باقیمت  
 جہل دروِ یست سخت بیدرمان  
 ہنر باید و فضل دین کمال  
 کہ گاہ آید و گاہ رود جاہ و مال

اہل علم جو مسئلہ بتائے اس کو جو ہو سکے دیوے حتی الوسع اس کی خدمت کرے  
 یہ سنت ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

من استعاذ منکم باللہ فاعیذ وہ!

ومن سال باللہ فاعطوہ!

ومن دعاکم فاجیبوہ!

ومن صنع الیکم معروفًا فکافئوہ الخ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۳

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی تم سے پناہ مانگے تم اسے پناہ دو!

اور جو کوئی اللہ کے نام پر مانگے اسے دو!

اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرو!  
 اور جو کوئی تم سے نیکی کرے تم اسے اس کا بدلہ دو!  
 امام محمد نے جو مسئلہ بتا کر دینار لئے وہ اسی حدیث کے مطابق لئے تھے اس  
 پر اعتراض کرنے والا خود جاہل ہے۔ امام الدین عفی عنہ۔

## طریقہ اسقاط

جو حقوق اللہ تعالیٰ کے واجب الاداء ذمے اس میت دے بسن بعضے اس  
 تھیں ادا ہوئے اور بعضے قضا ہوئے ہیں اور جہیز دے اس تھیں ادا ہوئے ہیں انہاں نوں  
 اللہ اپنے فضل و کرم تھیں قبول کرے اور جہیز دے نہیں ادا ہوئے اس تھیں کوئی قابل فدیہ  
 دے ہیں اور کوئی نہیں، جہیز دے قابل فدیہ دے نہیں انہاں نوں خدا تعالیٰ اپنی مغفرت  
 عامہ دے نال بخشے، اتے جہیز دے قابل فدیہ دے ہیں اس دے ذمہ بدلے اور  
 انہاں دے ایہ قرآن مجید و مصحف حمید مع اس نقد و جنس دے تینوں بخشیا لینے والا کہے میں  
 قبول کجاتے نالے ایس طریق مذکور دے میں تینوں بخشیا علی ہذا القیاس تین دفعہ اہل  
 صدقہ پر دوران کریں (امام دین)

ایویں ایہ تین واری صدقہ بیشک کیتا جاوے

تاں جو مرنے والے نوں رب بخشے جنت جاوے

## میت کے ساتھ غلہ وغیرہ لے جا کر صدقہ کرنا

ہن میں صدقہ کرنا دساں گا جو میں لکھ و کھایا

کھڑے ویلے ہے ایہ صدقہ افضل دینا آیا



صدقہ دینا افضل ہے ایہ روز مرگ دے بھائی  
پہلے دفن کرن تھیں دیوے عمدہ وقت ایہائی

قال الحسن: أَحَقُّ مَا يَتَصَدَّقُ بِهِ الرَّجُلُ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلُ يَوْمٍ

مِنَ الْآخِرَةِ (رواہ البخاری)

امام حسن فرماتے ہیں لائق تر وہ شے جس کے ساتھ مرد صدقہ کرے دنیا

کے اخیر دن اور اول دن آخرت کے۔

حسن کہا ہے بہتا لائق اوہ صدقہ ہے یارا

اوس دن جہیز اوتا جاوے جس دن لہندھارا

ہور علامہ لہ کرمانی نے بھی ایہو فرمایا

دن مر دے بہتا لائق صدقہ کرنا آیا

ہر حیلے ایہ چاہئے دفنوں پہلے صدقہ کیتا

تاں جو ہووے آسان عذاب قبر و اسنوں یتا

مردیاں خاطر صدقہ کرنا پہلے دفنوں آیا

تاں رب دے نجات میتوں نبی نے ایہ فرمایا

قال عليه الصلوة والسلام تصدقوا الموتى كما قبل الدفن لعل الله

ينجيه بذلك۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ اپنے مردوں کے لئے دفن

کرنے سے پہلے کرو! تا کہ نجات دے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ، شرح الصدور

فی احوال الموتی والقبور کما فی زاد الاخرة۔ از شرح برزخ

۱۔ یعنی علامہ کرمانی شارح بخاری در شرح او نوشتہ ای احق زمان تصدق فیہ  
الرجل فی احوالہ آخر عمرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: موت فزع ہے، پس واسطے میت  
کے پہلے دفن کے صدقہ کریں اور یہ بھی لکھا ہے کہ تصدق کرنا اور قرآن پڑھنا میت پر  
اور دعا کرنا میت کے حق میں قبل اٹھنے جنازہ کے پہلے دفن کرنے کے سبب ہے نجات  
دینے والا خطر یاں قیامت دیاں تھیں اور عذاب قبر دے تھیں پس اولیائے میت کو  
چاہئے کہ دن وقات کے جو کچھ میسر ہو اس کے واسطے صدقہ کریں اور نقد و جنس فقراء و  
غریبوں کو دیں۔ از احوال الاخرت۔

۲۔ شرح امداد میں ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا يَأْتِي عَلَى الْمَيِّتِ لَيْلَةٌ مِنْ  
لَيْلَةٍ إِلَّا وَارْحَمُوا لِمَوْتَاكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ۔  
ترجمہ: یعنی آپ نے فرمایا: مردوں پر پہلی رات سے زیادہ سخت کوئی رات نہیں  
گذرتی اپنے موتے پر رحم کرو صدقہ سے۔

دوسری وجہ روایت دے ہے حضرت نے فرمایا

دفن کرن تھیں پہلے صدقہ کرنا تاں سنایا

ہو جائے گا ایہ سب صدقہ فدیہ اگے ملاں

جہڑے ملک عذاب کرن نوں آون اتوں فلکاں

قال علیہ الصلاة والسلام: تَصَلُّقُوا لِمَوْتَاكُمْ قَبْلَ الدَّفْنِ فَيَكُونُ

ذَلِكَ فَلَيْلَةً مِنْ أَيْدِي مَلَائِكَةِ الْعَذَابِ النَّخِ۔

ترجمہ: فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے:

صدقہ کرو اپنے مردوں کے واسطے دفن کرنے سے پہلے پس ہوگا یہ فدیہ اس کے واسطے عذاب کرنے والے فرشتوں کے سامنے، شرح الصدور۔

ولی میت نوں صدقہ کرنا سنت بیشک جانو!

گذرنے رات پہلی دے پہلے دے شک نہ آنو!

وَالسُّنَّةُ أَنْ يَتَصَدَّقَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ قَبْلَ مُضِيِّ اللَّيْلَةِ الْأُولَى بِشَيْءٍ مِمَّا

تَبَيَّرَهُ۔

اور سنت ہے یہ کہ صدقہ کرے ولی میت کا پہلے گذرنے رات پہلی کے کسی

شے سے جو آسان ہو اس کو۔

ہن میں اہل ایمان تا کیں بات سناواں

کہڑی جگہ صدقہ کرنا ہے افضل سمجھاواں

بیشک صدقہ ادا ہو جاوے جہیزا گھر وچہ ادا کروا

لیکن صدقہ اوہو بہتر نال میت جو کھڑوا

افضل اس گل پاروں ہے جو صدقہ باہر کروا

ایہ اُس نیتا ہو رہی دے دے نیت کچھے تر دا

نال میت جس صدقہ ہووے جاوے بہت لوکا کئی

دو جا اس تھیں اس گل پاروں افضل ہوندا بھائی

اعلم ان فی اسرار الاعمال فائدة الاخلاص والنجاح من الرياوفی

الاظہار فائسلة الاقتداء وترغيب الناس فی الخیر، ولذالك اثنی اللہ تعالیٰ

علی السرو العلانیة فقال :

إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَبِعَمَاهِي وَإِنْ تُخْفُوها وَتُؤْتُوها الْفُقَرَاءَ هُوَ

خَيْرٌ لَّكُمْ۔

پوشیدہ عمل کرنے میں یہ فائدہ ہے اخلاص ہوتا ہے اور نجات ہوتی ہے ریا سے، اور ظاہر کر کے کرنا دکھلا کر کرنا اس سے یہ فائدہ ہے کہ اس کی لوگ اقتدا کریں، یعنی اس کی طرف دیکھ کر لوگ بھی کیا کریں اور رغبت دینی ہے لوگوں کو نیک کام کی اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دونوں طرح کی یعنی ظاہر کر کے صدقہ کرنے کی اور پوشیدہ کرنے کی صفت کی ہے یعنی اگر ظاہر کر و صدقات کو پس وہ اچھا ہے اور اگر پوشیدہ کر و اور فقیروں کو وہ بہتر ہے تمہارے واسطے،

تفسیر خازن میں لکھا ہے:

أما الوجه في جواز اظهار الصدقة فهو ان الانسان اذا علم انه اذا

اظهرها صار ذلك سبباً لاقتداء الخلق به في اعطاء الصدقات فينتفع الفقراء

بها فلا يمتنع والحال هذا ان يكون الاظهار افضل۔

وروى عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

السِّرُّ أَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ وَالْعَلَانِيَةُ أَفْضَلُ لِمَنْ أَرَادَ الْإِقْتِدَاءَ بِهِ۔

یعنی ظاہر کر کے صدقہ کرنے کی یہ وجہ ہے کہ انسان معلوم کرے کہ اس کو میں

کروں گا تو لوگ بھی میری طرح کریں گے، یعنی اسی طرح صدقہ کیا کریں گے، اور

اس سے فقراء کو نفع ہوگا پس وہ نہیں منع، بلکہ ایسا صدقہ دکھلا کر کیا جائے تو افضل ہے

کیوں کہ ابن عمر سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:

پوشیدہ صدقہ کرنا افضل ہے ظاہر صدقہ کرنے سے اور ظاہر کر کے صدقہ کرنا افضل ہے اس شخص کے لئے جو ارادہ کرے اقتداء کا ساتھ اس کے،

میت کے ساتھ جو نقد و جنس وغیرہ لے جاتے ہیں ان کا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو ترغیب ہوتی ہے،

اعظم التفاسیر میں لکھا ہے:

اگر تم صدقہ کے نکالتے وقت اس کا لوگوں پر اظہار کرو تو وہ بھی اچھی بات ہے کیوں کہ دوسرے لوگوں کو تمہارے کھلم کھلا دینے سے ترغیب ہوگی، زیادہ نہیں تو شرما شرمی کچھ ضرور ہی دے دیں گے اور لوگ بھی خیال کر کے کہ سب لوگ اس وقت صدقہ کرتے ہیں ہم کو بھی چاہئے کہ صدقہ کریں پھر وہ بھی صدقہ کرتے ہیں اور جس شخص نے یہ طریقہ (یعنی میت کے ساتھ غلہ وغیرہ لے جا کر وہاں پر صدقہ کرنا نکالا ہے) وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

بحديث: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ

مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا فَلَا يُنْقَصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ۔

یعنی جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالے جس پر لوگ اس کے بعد عمل کریں، عاملین کے برابر اس کو ثواب بھی ملے گا، مگر ان کو اپنے عمل کا ثواب بھی ہوگا یہ حدیث صحیح مسلم میں جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے۔

پس ہر ایک مسلمان کو چاہئے اس طریقہ حسنہ کو ترک نہ کرے اس پر ہی اپنا عمل در آمد رکھے ان ملحدوں کی بات کا یقین نہ کرے یہ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر ایک

دفعہ ہی کسی کو اس فرقہ کا آدمی اپنی طرف بلائے گا اور عقیدہ حقہ سے بہکائے گا تو جھٹ وہ شخص مرتد ہو جائے گا کیوں نہیں؟

اب یاد آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے کلام بھی اس کی سچی ہے اور شیطان ملعون جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ جب بلاتا ہے کہ میری طرف آؤ مثلاً نماز میں موذن نے کہا کہ حی علی الصلوٰۃ آؤ نماز کی طرف تو کوئی آدمی نادر ہے اس حکم کی تکمیل کرے گا، اگر تماشہ کہیں ہو لوگوں کو پتہ مل جائے تو دیکھو شیطان کے بلانے تک بھی اگر لوگ انتظاری نہیں کرتے پہلے پہنچتے ہیں شیطان کا بلانا یہ ہے طبلہ یا سرنگی کا کھڑکنا اچھی طرح یہ بھی فرقہ یعنی وہابی شیطان سے کم نہیں سوائے خدا کے دوسرے کسی نبی ولی کو یہ بھی نہیں سمجھتے جیسا شیطان کسی اور کو نہیں سمجھتا تھا وہ بھی کہتا تھا، کہ تیرے سوا آدم کو سجدہ کیوں کروں؟ ملعون یہ نہ سمجھے کہ یہ یہی اللہ کی تابعداری ہے جب اللہ کا حکم مانا وہ اللہ کی تابعداری ہے، مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (امام الدین)

جس میت داہوون بہت جنازہ پڑھنے والے

کہیا میت بخشی جاوے خاتم نبیاں والے

جھیرے کہندے گھر وچہ دینا افضل ہوندا بھائی

گھر وچہ بھی اوہ مول نہ دیون جانے سب لوکائی

میت نال جو صدقہ کھڑدے ہوندا درجہ بھارا

دیکھو دیکھی لوگ بھی دیون تھوڑا بہتا یارا

جے کر ایہ گل نہ ہوندی صدقہ بند ہو جاندا

ہور حیواناں مردیاں وانگوں بندیاں لوگ چلاندا

## کفنی لکھنے کا بیان

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ كَتَبَ هَذَا الدُّعَاءَ  
وَجَعَلَهُ بَيْنَ صَدْرِ الْمَيِّتِ وَكَفْنِهِ فِي رُقْعَةٍ لَمْ يَنْلُهُ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا يَرَى مُنْكَرًا  
وَنَكِيرًا وَهُوَ هَذَا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ  
الْعَظِيمِ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو یہ دعاء کسی پرچہ پر لکھ کر میت  
کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہونہ منکر نکیر نظر آئیں، وہ دعایہ ہے  
لا الہ الا اللہ الخ۔

حضرت نبی رسول اللہ تھیں وچہ نوادر آیا

کفنی لکھنے بابت سائوں ہے اوہناں فرمایا

۱ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَفِي رِوَايَةٍ سَبْعُونَ  
وَفِي أُخْرَى ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ،

یعنی جس میت پر سو آدمی یا تین صنفیں ہوں جنازہ پڑھنے والے وہ  
میت بخشا جاتی ہے۔

۲ یعنی میت کے گھر نہ پکایا جائے۔

۳ نوادر الاصول بخاری۔

کفن میت دے تھلے جہیز الے لکھ دعایہ رکھے  
نہ رب کرے عذاب میت نوں قبر عذاب نہ چکھے

نالے منکر تے نکیرے نوں اوہ دیکھے ناہیں  
 رب اس میت نوں چا بخشے بھاویں ہوگ گناہیں  
 ہو رحیث سناواں میں تساں تا تساں ہووے تسلی  
 کفتی لکھنا مول نہ چھڈنا منکر دے سر کھلا

اخبرنا معمر عن عبد الله بن محمد بن عقيل ان فاطمة رضي الله  
 تعالى عنها لما حضرتها الوفاة أمرت عليا فوضع لها غسلًا فاغتسلت و  
 تطهرت ودعت بئيب أكفانها فلبستها ومست من الحنوط ثم أمرت عليا  
 ان تكشف اذاهي قبضت وان تذلج كما هي في أكفانها، فقلت له هل  
 علمت احدًا فعل نحو ذلك قال: نعم، كثير بن عباس وكتب في اطراف  
 أكفانه يشهد كثير بن عباس ان لا اله الا الله۔

حضرت فاطمہ زہرا نے قریب انتقال حضرت علی سے پانی منگوایا اور غسل کیا  
 اور کفن پہنا حنوط کی خوشبو لگائی، پھر حضرت علی کو وصیت کی کہ مجھے انتقال کے بعد کوئی نہ  
 کھولے اسی کفن میں دفن کریں، میں نے پوچھا کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہا: ہاں کثیر بن  
 عباس نے اور انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا کثیر بن عباس لا اله الا اللہ کی  
 گواہی دیتا ہے۔ مجھ طبرانی اور ان کے طریق سے حلیہ ابو نعیم میں ہے۔

کچھ وقاتوں پہلاں حضرت فاطمہ غسل نہایا  
 پہنیا کفن منکا شتابی عطر عسیر لگایا  
 فیروصیت کیتی مینوں ہن کوئی کھولے ناہیں  
 کفن ایسے وچہ دینا علیا مت نہ مول بھلائیں



پھر پچھیا میں: ہور بھی ایسا کیتا کسے بناؤ!  
 آکھیا آہو کیتا ہے ایہ شک نہ مول لیاؤ  
 ابن عباس جو نام کثیر اوس کفن اپنے تے بھائی  
 لکھیا چار چو فیرے کلمہ ایہ اوہ سند لیائی  
 ثابت کیتا میں تساں کفنی لکھتا نال حدیثاں  
 ہن تساں مننا ترک نہ کرنا! چھڈنا قول حیثاں  
 امام طاؤس جو تابعی آہا اوس بھی کفن لکھایا  
 حاشیہ دے وچہ لکھیا دیکھو نہیں میں جھوٹ الایا

۱۔ ترمذی میں ابا بکر صدیق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:

الھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ الرحمن  
 الرحیم انی اعھد الیک الخ  
 امام نے اس روایت کو بیان کر کے فرمایا: وعن طاءوس انه امر بہذہ  
 الکلمات فکتب فی کفنه۔

امام طاؤس کی وصیت یہ عہد نامہ ان کے کفن میں لکھا گیا کذا فی الحرف  
 الحسن فی الکتابۃ علی الکفن مصنفہ علی حضرت صاحب مرحوم بریلوی، جس کو  
 زیادہ تفصیل درکار ہو وہ بریلوی سے رسالہ مذکور اس پتہ سے منگوا کر دیکھے پتہ یہ ہے  
 بریلوی محلہ سوداگران حسنین رضا خان (امام الدین عفی عنہ)

ہن بھی جیہڑا منیں ناہیں مار اوہدے سر کھلا

کرا احسان میت تے بہتا مت اس بخشے اللہ

كُتِبَ عَلَىٰ جِبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عَمَامَتِهِ أَوْ كَفْنِهِ عَهْدٌ نَامَهُ يُرْجَىٰ أَنْ

يُغْفَرَ لَهُ (ور مختار)

یعنی لکھے پیشانی میت پر یا پگڑی پر یا اس کے کفن پر عہد نامہ امید ہے کہ بخشے

گا اللہ تعالیٰ میت کو۔

لکھنا عہد نامہ پگڑی تے یا کفنی تے یارا

ہے امید ہے بخشے اللہ جنت کرے اوتارا

ہور عذاب قبر دے تھیں میت ہو دے رہائی

لکھنا کفنی دامتحن دیکھ حدیث ہے آئی

کثیر ابن عباس کتب فی اطراف اکفانہ یشہد کثیر ابن عباس

ان لا اله الا الله۔

ترجمہ: کثیر ابن عباس نے اپنے کفن کے اطراف پر یہ لکھا کہ کثیر بن عباس گواہی

دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے دوسرا کوئی معبود نہیں (رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ ہکذا فی

نصب الراية)

کثیر بیٹے عباس دے لکھیا کفن اپنے تے بھائی

جو لائق نہیں عبادت کوئی باجھوں پاک الہی

دے کثیر گواہی اس دی وچہ مصنف آیا

زیلعی وچہ تخریج ہدائے عبد الرزاقون لیایا

قال فی الدر المختار ر اوصی بعضهم ان یکتب فی جبهته و صدره  
بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعل ثم رای فی المنام فسئل فقال لما وضعت  
فی القبر جاء تنی ملئکة العذاب فلما راوا ما کتوبا علی جبهتی بسم  
اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ تعالیٰ -

ترجمہ: صاحب در مختار لکھتا ہے:

وصیت کی متقدمین میں سے ایک شخص نے کہ لکھا جائے پیشانی میری پر اور  
سینہ میرے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پس اسی طرح کیا گیا۔

پھر دیکھا گیا خواب میں:

پس پوچھا گیا تو کہا اس نے: جس وقت رکھا گیا میں قبر میں تو میرے پاس  
عذاب دینے والے فرشتے آئے پس جس وقت دیکھا انہوں نے لکھا ہوا میری پیشانی  
پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا ان فرشتوں نے:

امن پایا ہے تو نے اللہ کے عذاب سے۔

وچہ در مختار دے ایہ حکایت لکھی پائی

مردے واری اک بندے نے ایہ گل آکھ سنائی

خاص پیشانی میری اتے یاسینے تے یارو

جلدی بسم اللہ تہاں لکھنی نہ ایہ بات وسارو

جد اوہ بندہ مر گیا چکھوں لوکاں اینویں کیتا

یعنی بسم اللہ اونہاں کفتی اوپر لکھی بیتا

اک بندے نوں خواب دے اندر نظر پیا اوہ یارا  
 پچھیا اس نے کہ کجھ گذریا حالا دسیں سارا  
 ایہ اس آکھیا تسیں مینوں قبرے چھوڑ سدہائے  
 منکر تے نکیر فرشتے پاس میرے پھر آئے  
 جس ویلے بسم اللہ نوں کفن تے لکھیا پایا  
 تینوں امن عذاب خدا تھیں ملکاں آکھ سنایا  
 جھیرے بندے اس اتے ایہ اعتراض لیاون  
 ہوندی بہت بے ادبی لکھیاں ایہ اوہ آکھ سناون  
 کیوں جہ بند یہ وچہ قبر دے بیشک بوچھڑ جاوے  
 بہت بے ادبی ہوندی ہے جد بوچھڑ اوہ رجاوے  
 دیاں جواب میں اس گل دا تسیں سمجھو ناں دانائی  
 جد پاک کفن تے لکھیا جاوے اسوچہ کے برائی؟  
 وچہ قبر دے پھیں اوہ جا کے بھاویں کی بن جاوی  
 عمدا لکھنے ویلے نا کوئی گندگی وچہ رلاوے  
 وچہ طیلے فاروقی دے جو سن گھوڑے بھائی  
 خاص انہاندے پٹاں اوتے لکھدے اسم الہی

### بدعت کیا ہے؟

روی انہ کان مکتوباعلیٰ افخاذا فراس فی اصطلیل فاروق جیش

فی سبیل اللہ۔

ترجمہ روایت کیا گیا ہے: لکھا جاتا تھا گھوروں کی رانوں پر جو فاروق کے طبلے میں تھے یہ گھوڑے اللہ کے واسطے سواری کے لئے چھوڑے گئے ہیں۔ کمانی الزاویہ و ہکذانی الشامی۔

اوڑک اوہ گھوڑے بھی بھائیو بیشک رحلت پاون  
کچھ دیہاڑے رہ کے اوہ بھی اوڑک بوچھڈ جاون  
بو والا اعتراض نہ آوے ثابت کر دکھلایا  
مومن عاقل عالم تائیں بیشک منن آیا  
جس مسئلے دا اصل شریعت دے وچہ پایا جاوے  
پھر اوہ مسئلہ بدعت ناہیں عاجز آکھ سناوے  
بدعت اوہ جو حادث ہووے ایسی چیز جے کوئی  
ظاہر تے پوشیدہ اوس دی سند نہ ثابت ہوئی  
استنباط کتاب سنت تھیں اس دا مول نہ ہووے  
یا اوہ نال کتاب سنت دے عین مخالف ہووے  
ایسے مسئلے تائیں بیشک بدعت سمجھیا جاوے  
ایسی بدعت کڈھن والا بھیں مردود کہاوے

عن ابی سلمة، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ أَمْرِ

تَحَدَّثَ لَيْسَ فِي كِتَابٍ وَسُنَّةٍ، فَقَالَ: يُنْظَرُ فِيهِ الْعَابِدُونَ (رواه دارمی)

ابی سلمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

جو امر کتاب و سنت میں نہ ہو ایسے امر میں کیا کیا جاوے گا۔

آپ نے فرمایا: اس میں وہ مومنین دیکھے جائیں گے جو عابد ہیں۔ (داری)

● جس کا استنباط قرآن حدیث سے ہو وہ بدعتی نہیں ہوتا بلکہ اس کا عامل عین

تابع قرآن حدیث کا ہوتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم: أَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ، وَمَا سِوَى

ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ، (رواہ ابو داؤد)

یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم تین ہیں ایک آیت محکم دوسرا

حدیث صحیح تیسرا احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہیں و جو ب عمل میں اور ما

سوا اس کے فضول ہے اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسایل قیاسیہ جو قرآن و حدیث

سے مستنبط ہوں وہ بھی قرآن حدیث کے حکم میں داخل ہیں (امام الدین عفی عنہ)

ایہ روایت جو سلمہ تھیں داری دے وچہ آئی

تحقیق رسول خدا نوں پچھیا اصحاباں نے بھائی

جھیرا امر کتاب سنت تھیں ثابت ہوندا ناہیں

اوس دے بابت کی کجھ کیتا جاوے آکھ سنائیں

حضرت ہوراں اصحاباں نوں ایہ گل آکھ سنائی

اور سوویلے تھیں عابد لوکاں دے ول دیکھو بھائی

ثابت ایہ حدیثوں ہو یا اوہ بھی بدعت ناہیں

چلنا اس رستے تے عابد جاون جنیں راہیں  
 عابد ہندوستان خراسان عرب عجم دے بھائی  
 ایسے خاص طریقہ اوپر چل دے! شک نہ کائی  
 اساں کفتی لکھنے اوپر عابد لوکاں نوں چلدیاں پایا  
 سنت بیشک ایس حدیثوں کفتی لکھتا آیا  
 ہور جواب تساں نوں دیواں اس گل دا میں یارو  
 جہیزا تسیں بے ادبی والا دل وچہ سوچ و چارو  
 لکھنے خاص قرآنی آیت نالے اسم الہی  
 حفظ اطفال دی خاطر جائز اس وچہ شک نہ کائی  
 جد ہے جائز لکھ کے آیت گل لڑکے دے پانی  
 اکثر لڑکا وچہ پلیدی رہندا شک نہ آئی  
 اوہ کیوں سج جائز ہووے گا نہ دسو تسیں بھراؤ!  
 ایسے لغو اعتراضاں نوں تسیں دل تھیں دور ہٹاؤ!  
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دا میں قول سناواں  
 جو قول جمیل دے وچہ لکھو نے میں تساں لکھ دکھاواں

۱۔ چنانچہ محدث ہند، وشیحہ فی الحدیث عبدالحق بن یوسف ترک رحمۃ اللہ علیہ اپنی  
 تصانیف میں خود جا بجا اس عمل کو جائز فرماتے ہیں، اور عین حیاتی میں اپنے واسطے  
 عہد نامہ انہوں نے لکھا ہے اور اپنے لڑکے شیخ نور الحق کو دیا اور کہا کہ جس وقت میں  
 مر جاؤں تو میرے کفن میں یہ عہد نامہ رکھ دینا۔

۲ اور حدیث مَارَآةَ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔

سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس بات کو مومن لوگ اچھا اور نیک سمجھتے ہوں وہ اللہ کے ہاں بھی نیک ہی ہوتا ہے۔

پس جب نیک آدمیوں سے کفنی لکھنا ثابت ہوا جیسا کہ درمختار سے لکھا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ کفنی لکھنا بھی سنت اور خدا کے نزدیک نیک کام ہے، امام الدین عفی عنہ

۳ کفنی لکھنا۔ ۱۲

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اُكْتُبْ هَذِهِ الْعَوْدَةَ وَعَلِقْهَا فِي عُنُقِ الْوَلَدِ يَحْفَظُهُ  
اللَّهُ تَعَالَى "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ  
كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامِيَةٍ وَعَيْنٍ لَا مِةَ تَحْصُنْتُ بِحِصْنِ أَلْفِ أَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ،،

ترجمہ: یعنی میں نے حضرت والد صاحب نے سنا تھا فرماتے تھے:

اس تعویذ کو لکھ کر لڑکے کے گلے میں لٹکا، حق تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا۔

بسم اللہ سے آخر تک تعویذ ہے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ بواسطہ کلمات الہیہ کے

جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیرے اور

نظر لگانے والے کی آنکھ کے شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ لاکھ لا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم کے قلعے میں۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سِكَ آيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ تُسْمَى بِآيَاتِ الشِّفَاءِ يَكْتُبُهَا

لِلْمَرِيضِ فِي إِنَاءٍ فَيَمْحُوهَا بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ۔

ترجمہ: میں نے سنا حضرت والد ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی



جن کا آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر پلائے۔

اسی کتاب میں شاہ صاحب واسطے دفع دروزہ اور آسانی ولادت کے لکھتے ہیں:

والتی، ضربها المخاض یکتب فی رقعة "والقت ما فیها وتخلت  
واذنت لربها وحقت اہیا اشربها ویلف الرقعة فی ثوب طاهر ویعلقها  
فی فخذها الیسری فانھا تلد سریرعا لرخ۔

یعنی جس عورت کو دروزہ ہو یعنی بچہ پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ پر یہ آیت لکھے۔ والقت ما فیها وتخلت واذنت لربها وحقت اہیا اشربها اور اس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کے بائیں ران میں باندھیں تو وہ جلد جنے گی (قول جمیل)

کہا شاہ ولی اللہ صاحب آیتاں چھ جو آیاں  
آیتاں خاص شفا دیاں آکھن جس وچہ بھلیا یاں  
جیکر ایہناں وچہ بھانڈیدے لکھیا جاوے بھائی  
کوئی بیمار پیوے مل اسنوں دیوے صحت الہی  
خاص حدیثوں بھیں ۱۲ ایہ ثابت جو یا سین لکھاوے  
دل اوس دا جو دھو کر پیوے بیشک نرم ہو جاوے  
اینوں حافظ لکھوی وچہ زینت دے لکھ سد نہایا  
کچھ بیت اس دے اتھے لکھ دکھاواں آکھ سنایا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنین کے لئے یوں تعویذ کرتے تھے:

أَعِيذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّمَامَاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ بَلَاءٍ لَأُمَّةٍ.

اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ یعنی حضرت ابراہیم تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اسماعیل اور اسحاق کو۔ روایت کی یہ مسلم نے۔

معمول مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا فقط اس دعا کے لئے کا تھا۔

پس اغلب بات یہ ہے کہ اس وقت عورت نجاست سے خالی نہیں ہوتی اور وقت پیداواری خاص کر کسی اطراف زیرین عورت کے اور ران و سرین وغیرہ خون و ول کے ساتھ لپڑے ہوئے ہوتے ہیں کیوں کہ ایسے وقت میں رعایت انسانی مقدم ہوتی ہے تو مرنے کے بعد رعایت انسانی ضرور مقدم ہونی چاہئے، امام الدین عفی عنہ نے چنانچہ ابن السنی کی روایت میں مصرح ہے جس شخص کے دل میں سختی ہو وہ پین کو زعفران سے پیالے میں لکھ کر پئے تو فائدہ ہو۔ کسی برتن میں آیت قرآن لکھ کر مریض کو پلانا حسن بصری و مجاہد و ابو قلابہ و اوزاعی کے نزدیک مضائقہ نہیں اسی طرح ہے مقدمہ تفسیر مواہب الرحمن میں ۱۲ منہ۔

حیث زینت الاسلام

نفع رسائی خلقت کارن چاہو عمل بے کوئی

جو روا شرع وچہ میں اوہ لکھاں تہاں اجازت ہوئی  
 بھی یا رحمٰن لکھا کاغذ تے پیئے نہار مدامی  
 مدت حمل بھی جد تک پیوے لڑکا شیر تمامی  
 بھی نو تعویذ دیوے لکھ کاغذ ترے ترے ہر ماہ پیوے  
 بکری دوے دودھ دھو کر پیوے حمل نہ ضائع تھیوے  
 تے جس نوں کرنگ ہووے اس کارن حیلہ ایہ کچھوے  
 بدھ دھاڑے روٹی اتے آیت ایہ لکھیوے  
 سورۃ نون دی آخر آیت لکھ نہار کھوایئے  
 ستے بدھ ایویں ہی کرئے رب تھیں مقصد پائیئے  
 بھیں قلنا یا نار کونی بردا و سلاما لکھ پیادے  
 پر اول بسکل واضح عربی مصحف وانگ لکھاوے  
 رکھو استنوں کیوں تہیں جائز دسو نال صفائی  
 ایہ بھی پیتیاں وچہ پلیتی رلداں شک نہ کائی  
 جد تہیں استنوں جائز رکھو کیوں اعتراض اٹھاؤ  
 ڈرو خدا تھیں سوچو سمجھو! دوزخ ول نہ جاؤ!  
 جو کجھ ناقص علم میرے وچہ آیا آکھ سنایا  
 ودھ ثبوت وی دے سکدا ہے جس کا علم سوایا  
 یں خادم علماواں سندا علم مینوں ہے تھوڑا  
 لیکن وہابی فرقے اوپر آواں کھا کھا موڑا

## بریں عقل و دانش بپاید گریست

ایس زمانے اک دیوانے ایہ اعتراض بنایا  
 کتھے لکھیا غاسل تا نہیں غسلوں لینا آیا  
 دیاں جواب میں اوتھے لکھیا لینا ملاں تا نہیں  
 جتھے ایہ تاں دا مسئلہ لکھیا پڑھیں پڑھا نہیں  
 جس ویلے کوئی بندہ مرے تاڈا آکھ سناکا!  
 سدو ملاں تا نہیں دے دے غسل تے نہ چرلاؤ!  
 کیوں تسمیں آپیں غسل نہ دیو ملاں نوں سداواؤ  
 ملاں دا اوہ کی لگدا ہے دسو تسمیں بھراؤ!

۱۔ کیوں کہ آیات مغسولہ اس پلیتی کے ساتھ مل جاتی ہے جا امعاء اور رودہ ہیں جو اصل پلیدی کی جگہ ہے اور انسان اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ آیات مغسولہ کو جب ہم نے پیا تو بیشک یہ پلیدی میں جا ملیں گی (امام الدین)

۲۔ قال اللہ تعالیٰ: فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ

یعنی ہر علم والے پر علم والا ہے کیوں کہ جو میرے سے زیادہ علم والا ہو گا اس کی نظر بھی زیادہ وسیع ہوگی، جتنی نظر اس کی وسیع ہوگی اتنا وہ زیادہ ثبوت بھی دے گا، فافہم  
 ۳۔ اس وقت آپ غسل نہیں تم دیتے کیا تم کو حکم نہیں ہے بلکہ غیر کے نہلانے سے یہی بہتر ہے کہ جو میت کا قریبی ہو وہ نہلانے کا صرح بہ الفقہاء،

اگر لڑکی پیدا ہو تو اس وقت تم یہ کہتے ہو کہ لڑکے کی بانگ ہر ایک مسلمان کہہ

سکتا ہے میں خود ہی کہہ لوں گا اور علماء کی اس کام میں کچھ خصوصیت نہیں کوئی روٹی پکائے تو کہے گا کہ ہم خود ختم پڑھیں گے ہم کو ختم نہیں آتا یا قصاب لوگ خود ذبح کریں گے اور کہیں گے ہر مسلمان ذبح کر سکتا ہے جب ان کا کوئی مر جائے تو پھر یہ کبھی نہ کہیں گے کہ ہر مسلمان غسل دے سکتا ہے (امام الدین عفی عنہ)

جیکر ملاں غسل نہ دیوے روٹی بند کراؤ  
 پڑھو نماز نہ اس دے کچھ ہو ر مستی جاؤ  
 ملاں ہی خط لکھ کے دے دے کتھے ہے ایہ آیا  
 اکواری بے عذر کرے اوہ ، چاہو اوں ہٹایا  
 جھیرا ملاں تساں مقرر مسجد اند رکیتا  
 کس گلدا اوہ خرچ تساں تھیں لیندا اے سو جیتا  
 لیکن اتنا فرق ضروری اوہ سب پچھوں لیندا  
 ہوراں اس ویلے چا دیوں بہتا فرق نہ پیندا

### علماء بھی مصارف زکوٰۃ ہیں

اتنی سمجھ نہ اس وحشی نو عالم جیہڑے ہوں  
 وقت معاش گوا کے لٹا اوہ لک بنھ کھلوون  
 کیوں بے عالم چھڈ روز گاراں وچہ جتاہندے  
 بے خرچ انہاں نوں لوک نہ دیوں پھر اوہ ہٹ نہ رہندے  
 پھر اوہ اپنی وجہ معاش دی صورت کوئی بناون

ضعف اسلام نوں آوی بے شک جد اوہ قدم ہٹاؤں  
 دین قوی اوہ ہو لی ہو لی ایسا ضعف دکھاوے  
 کچھ دھاڑے رہ کے پچھوں نام نشان مٹ جاوے  
 بلکہ خاص تسانوں لائق جتنی طاقت پاؤ  
 علاوادی خدمت کرنیوں تسیں نہ قدم ہٹاؤ  
 نالے مال زکاتوں بھی تساں دینا آکھ سنایا  
 ہوراں نالوں ۲ عالم تائیں دینا افضل آیا  
 ایہ خیال نہ ہرگز کرنا غنی عالم دی تائیں  
 دتیاں ادا زکوٰۃ نہ ہووے دینا جائز ناہیں  
 پہلے بھی میں عرض تساڈے اگے آکھ سنائی  
 صدقہ ہور خیرات اینہاں جے کر دیہو نہ کائی  
 پھر ایہ وعظ نصیحت کرنیوں بیشک روکے جاؤں  
 وچہ تردید مخالف ۳ دی ایہ کدی نہ مہلت پاؤں

۱۔ جو ملاں تم نے اپنی مسجد میں مقرر کیا ہوا ہے آپ یہ فرمادیں کہ تمہارے کام  
 کرتا ہے کھالیں دھونکنا ہے یا ودان مارتا ہے یا سوئیوں کو ریت مارتا ہے معلوم نہیں کہ کیا  
 کام کرتا ہے اور کس چیز کے عوض وہ روٹیاں اور کھالیں لیتا ہے اور مال زکاۃ بھی لیتا ہے  
 اگر تنخواہ لیتا ہے تو وہ بھی عوض امامت و وعظ کے لیتا ہے اگر ساتھ ہی ساتھ دوسرے  
 علاؤں کی طرح لیتا ہے تو وہ بھی اسی کے عوض لیتا ہے دوسرے علاؤں کو نشانہ بنایا گیا  
 ہے تو کیوں بنایا گیا ہے؟ قافہم ۱۲ منہ

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَاحِبُ الْأُمُومِنَاوَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيَّ كَذَانِي الْمَشْكُوتَةِ۔

یعنی صحبت میں مت بیٹھ سوا ایمان والوں کے اور کھانا نہ کھلا مگر نیکو کر کو!

اور امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

ان المتصدق يعطى من يعتقد فيه خيرا

یعنی صدقہ دینے والا اس شخص کو دے جس پر نیک اعتقاد ہو، یعنی یہ آدمی

نیک ہے، ۱۲ منہ

۳ تردید مخالف دی اٹخ یعنی مخالف دین کی تردید میں کتابیں تصنیف کرنی بحث

کرنی یہ بھی ایک قسم کا جہاد، ہیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان المومن يجاهد بسيفه ولسانه الذي نفسي بيده لكانما ترمونهم

بہ نضح النبل كذاني مشكوة،

یعنی تحقیق مومن تلوار سے جہاد کرتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ

میں میری جان ہے تمہارے شعروں سے ان کو ایسا ہی صدمہ پہنچتا ہے جیسا کہ تیر کا

صدمہ ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ عالم لوگ بھی جہاد کرنے والوں سے ہیں ان کو ایک سو روپیہ

دینے سے سات سو روپیہ کا ثواب ہوتا ہے۔

حضرت علی و ابو درداء و ابو داؤد و غیر ہم سے مرفوع روایت ہے:

مَنْ أُرْسِلَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَقَامَ فِي بَيْتِهِ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ

مِائَةِ دِرْهَمٍ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے مجاہدین فی سبیل اللہ کو اس طرح خرچ بھیجا اس کو ایک درہم

کے بدلہ سات سو درہموں کا ثواب ملے گا، ۱۲ منہ

مثل تساندے کہاں دے وچہ رہن ہمیشہ بھوندے

جیوں تسیں کہاں خاطر بھائیور اتیں بھی نہیں سوندے

ایسی حالت دے وچہ بیشک ہووے ضعف اسلامی

کیوں جے روزی خاطر کم وچہ لگے رہن مدامی

جے نال زکاتاں اتے خیراتاں مدو کرو انہاندے

وعظ نصیحت دے وچہ مڑ پھر لنگے عمر تہاں دی

بیشک ہر دن قوت دے وچہ دین نبیاں دا آوے

وعظ نصیحت انہاں دی تھیں رب اسلام ودہاوے

مال زکوٰۃ جہاں نوں دینا ہے رب کھول سنایا

فی سبیل اللہ انہاں وچوں ہے اک رب فرمایا

یعنی رب دے رستے اوپر دیہو مال زکاتاں

تاں رب عمل قبول کرے تے دوزخ کو نجاتاں

## فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کی راہ میں (صدقہ خرچ کرو)

خاص سبیل اللہ دے معنی میں تہاں کھول سناواں



جو صدیق حسن نے معنی کیجئے اوہ لیاواں

ومن جملة سبيل الله الصرف في العلماء الذين يقومون بمصالح  
المسلمين الدينية فان لهم في مال الله نصيبا سواء كانوا اغنياء وفقراء بل  
الصرف في هذه الحجة منهم الامور لان العلماء ورثة الانبياء وجملة الذين  
وبهم وتحفظ بيضة الاسلام وشريعة سيد الانام وقد كان علماء الصحابة  
ياخذون من العطاء ما يقوم بما يحتاجون اليه مع زيادات كثيرة ومنهم  
من كان ياخذ زيادة على مائة الف درهم ومن جملة هذا الاموال التي  
كانت تفرق بين المسلمين على هذه الزكاة، روضة النديه ۱۲

یعنی بعض سبیل اللہ سے مراد دینا ہے صدقہ ان علماء کو جو مسلمانوں کی دینی  
صلاحیت کے واسطے کھڑے ہوں، یعنی دین کی درستگی کے واسطے سے ہمیشہ لگے رہے  
ہوں، تحقیق اللہ کے مال میں ان کا حصہ ہے برابر ہے کہ غنی ہوں وہ یا فقیر، بلکہ ان کو دینا  
نہایت ضروری امور میں سے ہے، کیوں کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے اور دین کے حامل  
ہیں اور انہی کے ساتھ اسلام کا بیضہ اور شریعت سرور عالم محفوظ ہے اور تحقیق تھے علماء  
صحابہ میں سے لیتے مال میں سے جس قدر کہ ان کو حاجت ہوتی ساتھ زیادتی کثیرہ کے  
اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ سو ہزار درہم سے زیادہ لیتے تھے۔ اور جو مال کہ  
مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے تھے ان میں سے مال زکوٰۃ بھی تھا۔ اتنی  
ملخصاً۔

اور عرف الجادی میں بھی اسی طرح ہی لکھا ہوا ہے: وہو هذا

ومن جملة سبيل خدا صرف صدقہ در اہل علم است کہ قیام دار عند بمصالح دینیہ

مسلمین پس ایساں را نصیبے در مال خداست خواه تو نگر باشندی گدا بلکہ صرف آں درین  
جہت از اہم امور است، بنا بر آنکہ علماء ورثہ انبیاء و جملہ دین و حفظہ بیضہ اسلام و شریعت  
سید الانام اند۔

نیز اشعۃ اللمعات۔ ترجمہ۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

جائز نیست دادن زکوٰۃ بہ کسے کہ مالک نصاب است و در روایتے الا العلماء  
کہ حوائج ایساں خصوصاً جمع کتب ایساں را در کار است بسیار است (جلد دوم)  
فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہوا ہے:

لا يجوز دفع الزکوة الی من یملك نصابا بالاطالب العلم و  
الغازی و منقطع الحج لقوله علیه الصلاة والسلام: **يَجُوزُ دَفْعُ الزُّكُوةِ  
لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَلَوْ كَانَتْ نَفَقَةَ الْارْبَعِينَ سَنَةً** (کذا فی المبسوط)  
یعنی زکوٰۃ دینی جائز نہیں اس شخص کو جو نصاب کا مالک ہو مگر طالب العلم یا  
غازی یا منقطع الحج۔ یعنی ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگر غنی ہوں کیوں کہ رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

جائز ہے زکوٰۃ دینی طالب علم کو اگر چہ اس کے واسطے چالیس برس کا خرچ ہو،  
اور تمام آیت اس طرح ہے:

**اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا  
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْفَارِسِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ  
صَدَقَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ** ﴿۹۰﴾ سورۃ توبہ آیہ ۶۰

سوائے اس کے نہیں کہ خیرات فقیروں، محتاجوں اور اس کی تحصیل پر عمل

کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے کہ ان کے دل الفت دلائے جاتے ہیں اور بیچ آزاد کرنے گردنوں کے اور قرضہ داروں کیا اور بیچ راہ خدا کے اور مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۲ تفسیر مظہری میں ہے صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے:

من انفق ماله فی طلبۃ العلم صدق انه انفق فی سبیل اللہ  
یعنی جس نے طالب علموں پر اپنا مال خرچ کیا بیشک اس نے اللہ کے راستہ پر  
خرچ کیا۔ اور اس نے ضرور آیت پر عمل کیا جس میں لفظ فی سبیل اللہ مذکور ہے۔  
اخبار اہل حدیث ۲۲ نومبر ۱۹۱۸ء میں بھی عالم کو زکاۃ دینی جائز لکھا ہے،  
اگرچہ عالم غنی ہو۔

ہے نصاب دا مالک جہیزا جائز اس نون تاہیں  
دینا مال زکاتاں ہرگز جانا سیدھے راہیں  
مگر طالب علم یا غازی یا اوہ جہیزا بندہ  
حج کرن تھیں رہ چکا جو حالا جس دا مندا  
بھاویں غنی ایہ ہوں جو میں لکھ تسانوں دسے  
مومن تائیں لائق ہے ایہ سن کے مول نہ نئے  
ایویں قول رسول اللہ وچہ ظہیرے پایا  
طالب علم نون مال زکاتوں دینا جائز آیا  
کول اس بھاویں چالیاں برسوں سندا ہووے کھانا  
تد بھی اس نون دینا جائز کہے رسول ربانا

دانش منداں تائیں اتنا لکھنا کافی ہوندا  
بے عقلاں نوں لکھ دلائل دسو کجھ نہ کھوندا

يجوز للعامل الاخذ وان كان غنيا لانه فرغ نفسه لهذا العمل  
فيحتاج الى الكفاية قال في منح و بهذا التعليل يقوى ما نسب للواقعات  
من ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لافادة العلم  
واستفادته يعجزه عن الكسب والحاجة داعية الى مالا بد منه (كذائي در  
المختار، طحاوی حاشیہ مراقی فلاح)

ترجمہ: جائز ہے عامل کے لئے زکوٰۃ کا لینا اگر چہ غنی ہو اس لئے کہ اس نے اپنی  
ذات کو اسی کام میں لگایا ہو، پس اس کو ضرورت ہے خرچ کی کہ اس کو کافی ہو۔  
کہا اس نے منح میں کہ اس توجیہ کے بیان سے قوی ہوتی ہے وہ روایت جو  
منسوخ ہے واقعات کی طرف سے کہ علم شرعی کے طالب کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگر چہ غنی  
ہو، جب اپنے آپ کو لگائے پڑھنے پڑھانے میں کیوں کہ مشغولی کی جہت سے وہ  
کسب سے عاجز ہے اگر چہ غنی ہے، اور حاجت و ضروریات کی طرف ہوتی ہے، اسی  
طرح ہے در مختار میں۔

عامل تائیں مال زکاتوں بیشک دتا جاوے  
بھاویں غنی ہووے اوہ کیڈا طحاوی فرماوے  
کیوں جے اس نے اس کم دیوچہ روکیا اپنے تائیں  
خرچ کفایت جو گا اس نوں دینا نج صباہیں  
اس علت تھیں اوہ روایت تقویت وچہ آوے

واقعات دی طرفہ جمیری نسبت کیتی جاوے  
طالب علم نوں مال زکاتوں لینا جائز آیا  
بھاویں غنی ہووے اوہ کیسا وچہ منخ دے پایا  
اس پڑھن پڑھانے دیوچہ کیوں جے اپنے تائیں لایا  
ایس سببوں ہے اوہ بندہ کسیوں عاجز آیا  
خاص ضروری کماں دے وچہ پیشک حاجت آدے  
حاجت روا کرن دی خاطر پیشک دتا جاوے  
جد ایہ ثابت عالم تائیں واجب دینا آیا  
کیوں تاں وقت غسل دے لینے نوں اعتراض بنایا  
جد لینے ولا اجرت اس نوں مول نہ سمجھے بھائی  
کیوں تسیں اس نوں ۳ اجرت آکھو اس دی سمجھ نہ آئی  
جس کم دے وچہ شرط کیتی جاوے سمجھو! بھائی  
اجرت اس دی لینی جائز شعبی آکھ سنائی

### اطاعت پر اجرت جائز ہے

وقال الشعبي ۴ لا يفترط المعلم الا ان يعطى شيئاً فليقبله (کما قال

البخاری فی صحیحہ)

کہا شعبی نے نہ شرط کرے معلم مگر دیا جاوے اس کو کچھ پس چاہئے کہ وہ

قبول کرے!

اور مختار میں لکھا ہے:

والغنی لا یمنع من تناولها عند الحاجة کابن السبیل  
یعنی غنی کو ضرورت کے وقت اس کی ممانعت نہیں ہے جیسے مسافر کذا فی البحر  
نقل عن البدائع۔

۱ انسان کو بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اگر زکوٰۃ اس کو جائز نہ ہو اور  
کسب کی فرصت نہیں تو جو اس کے پاس ہے وہ فٹا ہوجائے گا پھر وہ محتاج ہو جائے گا  
اور تعلیم سے باز رہے گا پھر ذہن سست ہو جائے گا، در مختار۔

۲ اگر اجرت ہے تو چھوٹے لڑکے لڑکیاں مرتے ہیں ان کو غسل دیا جاتا ہے  
بتاؤ اس غسل کا تم کیا دیتے ہو؟

۳ قول الشیبعی هذا یدل علی ان اخذ الاجرت بالاشترائط لا یجوز  
فان اعطی من غیر ان شرط فانه یجوز اخذه لانه اماہیة او صدقة ولیس  
باجرت واصحابنا الحنفیة قائلون بهذا ایضاً، انتھی۔

اس کی شرح میں لکھا ہے:

شععی کا قول یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ شرط کے ساتھ اجرت یعنی  
درست نہیں اگر شرط کے سوا کچھ دیا جائے تو وہ درست ہے اس لئے کہ وہ ہبہ ہے یا  
صدقہ ہے وہ اجرت نہیں (کیوں کہ اس نے شرط نہیں کی کہ میں غسل کی یہ مزدوری لوں  
گا) ہمارے حنفی اصحاب اسی کے قائل ہیں یعنی شرح بخاری۔

لفظ اصحابنا سے ابو حنیفہ ابو یوسف و محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) مراد ہیں، کیوں کہ لفظ  
اصحابنا ان پر ہی بولا جاتا ہے اور لفظ مشائخ متاخرین پر بولا جاتا ہے (امام الدین حنفی

(عندہ)

میں کہناں ہاں اجرت بے کر اسنوں سمجھے کوئی  
 تاں بھی اس نوں جائز ہے ایہ منع نہ ثابت ہوئی  
 وچہ در المختار دے ایویں لکھیا ڈٹھا بھائی  
 جتھے غاسل بہتے ہوون اجرت جائز آئی  
 افضل ہے جے غسل دی اجرت لیوے مول نہ کائی  
 جے کر لے وے تاں بھی جائز اس گناہ نہ بھائی

والا فضل ان يغسل الميت مجاناً فان ابتغى الغاسل الاجر جازل

ان كان ثمة غيره۔

یعنی افضل یہ ہے کہ نہلایا جائے مردہ مفت اگر نہلانے والا اجرت مانگے تو

درست ہے اگر کوئی نہلانے والا وہاں اس کے سوا اور بھی ہو، در مختار، قاضی خان خلاصہ

الاشیاء والنظار۔

اجرت یعنی طاعت اوپر جائز ہے شک نہ کائی

خاص رسول اللہ تھیں ثابت کر دکھلاواں بھائی

اس بات سے یہ ثابت ہو گیا کہ غسل کے وقت روپیہ و ڈنڈیاں لینا درست

ہے ورنہ مخالف کے ذمہ ہے کہ حدیث صحیح سے غسل کے وقت روپیہ پیسہ و ڈنڈیاں منع

ثابت کر دے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلنا منزلاً فاتتنا امرأة فقالت:

ان سید المحی سلیم لدغ فهل فیکم راق، فقام معہا رجل منا

ما کتاظنہ یحسن رقیۃ فرقاہ بفاتحة الكتاب فبرء فاعطوه غنما وسقونا لبنا

فقلنا: اکت تحسن رقیۃ؟

فقال: مارقیۃ الابفاتحة الكتاب۔

قال: فقلت: لاتحرکوها حتی ناتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرنا ذلك له،

فقال: ما کان یدریہ انها رقیۃ اقسما واضربوا الی بسہم معکم

(رواہ البخاری والمسلم وابو داؤد)

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے:

ہم لوگ ایک سفر میں تھے اور ایک منزل پر ہم اترے تو ان لوگوں نے ہماری

مسافرانہ دعوت نہ کی،

اتنے میں اس قوم کی ایک لونڈی دوڑتی ہوئی آئی کہ ہمارے سردار کو بچھونے

کاٹا اور ہمارے یہاں اس وقت جھاڑنے والا موجود نہیں تو کیا تم میں سے کوئی شخص

جھاڑنا جانتا ہے؟

پس ہم سے ایک شخص کھڑا ہو گیا جس کو ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ جھاڑنے والا

ہے، اس نے کہا: میں جھاڑوں گا، پس اس نے تمیں بکریاں عوض ٹھہرائیں، اور جا کر

جھاڑا تو وہ اچھا ہو گیا، اس نے تمیں بکریاں دیں اور ہم کو دودھ پلویا، جب وہ آیا تو ہم

نے اس سے کہا: تم جھاڑ پھونک جانتے ہو یا تم جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے؟

پس اس نے کہا: میں تو نہیں جانتا ہوں اور نہ میں جھاڑ پھونک کیا سوائے اس

کے کہ سورۃ الحمد پڑھ دی،



پس ہم لوگوں نے کہا: ان بکریوں میں کوئی تصرف نہ کرو، یہاں تک کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں یا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں پس جب ہم لوگ مدینہ منورہ میں آئے تو یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا:

پس آپ نے فرمایا: کہ وہ جانتا تھا کہ یہ رقیہ ہے تم لوگ یہ بکریاں بانٹو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ!

۲ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رہطامن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلقوا فی سفرۃ سافروہا حتی نزلوا بحی من احياء العرب فاستضافوہم فابوا ان یضيفوہم فلدغ ذلك الحی فاسعوا الہ بكل شیئی لا ینفعہ شیئی فقال بعضهم لو اتیتم ہو لاء الرهط الذین قد نزلوا بکم لعلہ ان یكون عند بعضهم شیء فاتوہم فقالوا: یا ایہا الرهط ان سیدنا لدغ فسعینا لہ بكل شیء لا ینفعہ شیء فهل عند احد منکم شیء؟ فقال: بعضهم نعم واللہ انی راق ولكن وانه قد استضافنا کم فلم تضيفونا، فما لنا براقی لکم حتی تجعلوا لنا جعلا وصالحوہم علی قطع من غنم (وفی رواية النسائی ثلثون شاة..... الحدیث کذا فی العینی -

یہ حدیث بخاری میں ہے (دو تین جگہ آئی ہے) یہ حاشیہ ہے اوپر والے کا

اک سفر دا واقعہ حضرت ابو سعید سناون

اک منزل تے جد اسیں پہنچے ایہ گل اوہ فرماون

اس پنڈ والیاں دعوت ساڈی مول نہ کیتی بھائی

تھوڑی دیر دے بعد اک عورت دوڑ اساراں ول آئی  
ہے سردار اساڈینوں اک ٹھونیں ڈنگ چلایا  
ہے کوئی پھاٹا جانن والا عورت آکھ سنایا  
ساڈے وچوں اک شخص نے ایہ گل آکھ سنائی  
جے کرا جرت دیوے مینوں دم کراں ۲ میں بھائی  
بکریاں اس نال تمیں مقرر کیتیاں یارا  
اوسو پلے نال اس عورت ٹرپیا شخص بیچارا  
پھر اس جا کے اس بندے نوں پھاٹا جس دم کیتا  
راضی ہو گیا اوسے ویلے شک نہ اس وچہ جتا  
جد لوہ آیا اصحاباں نے پچھیا اس بتائیں  
اگے بھی توں کدئیں پھاٹا کیتا خبر سنائیں  
فیر انہاں نوں اوہ اصحابی ایہ گل آکھ سنائی  
تساں تصرف بکریاں وچہ کرنا مول نہ بھائی

صحیح حدیث شریف میں آیا ہے: من قرء سورة الواقعة كل ليلة لم يصبه

الفناء

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا

کرے اس کو فاقہ نہ پہنچے گا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن شریف کو ذریعہ معاش بنانا درست

۱ دوسری روایت میں آیا ہے:

بہت سے آدمی آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو پھونے ڈنگ چلایا ہے کوئی

آدمی ایسا ہے جو جھاڑ پھونک جانتا ہو؟

ایک شخص نے جواب دیا: اجرت دو تو میں جھاڑا کرتا ہوں غرضیکہ تمیں بکریاں

اجرت لیں تو دم کیا، اگر امام محمد نے مسئلہ بتانے میں دینار لئے تو کیا حرج ہو اور کھو!

حاشیہ بیان اسقاط میت، امام الدین عفی عنہ۔

جد تک اسیں نہ حضرت پاسوں ایہ دریافت کریئے

اجک اسیں نہ اپنے کم وچہ لایئے رب تھیں ڈریئے

جد اسیں حضرت پاس مدینے پہنچے ذکر سنایا

حضرت ہوراں اگوں سانوں ہس کے ایہ فرمایا

جو کجھ اس نے پایا اس تھیں ہے رقیہ اجانو!

ایہ سب بکریاں تسیں وڈو دل وچہ شک نہ آنو

بھی میرا بھی ہے حصہ کڈھو! نبی نے آکھ سنایا

وچہ بخاری مسلم دے ایہ ذکر ہے ایویں آیا

ابن عباس بھی اس قصے دی اینویں نقل لایا

کچھی حضرت نون اسماں ایہ گل اوس نے آکھ سنایا

فقالوا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ علی کتاب

اللہ اجر، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان احق ما اخذتم علیہ

اجرا کتاب اللہ (بخاری)

اصحاب نے کہا: اس نے کتاب اللہ پر مزدوری لی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس پر تم اجرت لو ان میں قرآن مستحق تر ہے کہ تم اجر لو۔

اجرت خاص کتاب اللہ دی ہے ایہ نبی الہی

نبی خدا دے اگوں سانوں ایہ گل چا فرمائی

جس کم دی تسیں اجرت لیندے اس تھیں ودہ ایہائی

اجرت لینے والیو! بھائیو! ایہ فرقان الہی

خارج بن صلت دے چانچے اک مجنوں تے جتا

تن دن فاتحہ پڑھ کے دونویں ویلے دم اوں کیتا

بکریاں سو دتیاں جد اس ہوئی دور بیماری

پر اس حضرت اگے جا کے گل کیتی ایہ ساری

لَعْمَرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةً بَاطِلَةً لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةً حَقًّا (ابوداؤد والنسائی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھ کو اپنی عمر کی قسم ہے جو شخص باطل رقیہ کے ساتھ کھائے وہ گنہگار ہے البتہ

تحقیق تم نے ساتھ حق رقیہ کے کھایا ہے یہ حدیث مسند امام احمد و ابوداؤد و نسائی میں ہے

قسم مینوں ہے عمر اپنی دی کہے رسول سہارا

نال رقیہ باطل دے جو کھائے آثم بھارا

قرآن کے ساتھ رقیہ کرنا افضل ہے بسبب طاعت و ثواب ہونے کے

حدیث میں آیا ہے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يُنْفَعُ النَّاسَ۔

یعنی بہتر لوگوں سے وہ شخص ہے جو کسی کو نفع پہنچائے اور رقیہ میں بھی غیر کا نفع

مقصود ہے۔

۲ پوشیدہ نہیں کہ نیک اعمال کی اجرت ضرور طلب ہوتی ہے یہ نہیں کہ مطلق  
اجرت طلب کرنی منع ہے، خدا فرماتا ہے:

وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ أُولَئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۳﴾ / سورہ نساء

وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور قیامت پر ایمان

رکھتے ہیں ان سب کو ہم اجرت دیں گے،

اور دوسری جگہ دیکھو!

وَيَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا

﴿مَا كُنْ فِيهِ أَبَدًا﴾ ﴿سورہ کہف / ۲، ۳﴾

خوشخبری دے ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھی

اجرت ہے جس میں وہ ہمیشہ رہا کریں۔

اور ایسی آیت حدیث میں آیا ہے کہ حضور فرماتے ہیں: وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ

مَعْرُوفًا فَكَافَتْهُوا لِحُ صَفْحَةَ ۱۶۳ یعنی جو نصیحت کرے فائدہ پہنچائے اس کا بدلہ دو!

تحقیق البتہ جہڑا کھاداتوں ہے اس تمہیں بھائی

ہے ایہ حق رقیہ تینوں سمجھ نہ اس دی آئی

دیکھ خاص رسول اللہ تمہیں ثابت ایہ گل ہوئی

اجرت یعنی طاعت اوپر جائز شک نہ کائی

## تیسرے دن چنوں پر کلمہ پڑھنا

اے ساتی! توں لیا پیالہ وحدت والا پیواں  
 حق اوپر میں رہاں ہمیشہ چکرک توڑی جیواں  
 دیاں جواب میں لاندہباں نوں اے میرے دلدارا  
 مشکل لہنہاں دی حل ہووے کھلے عقدہ بھارا  
 دن تیجے دے اکلمہ پڑھنا چھولیاں اوپر بھائی  
 وہابی آکھن ایہ خود حنفیاں بدعت بنائی  
 دیاں جواب میں اس گنہگار تسمیں سمجھو! اہل داناؤ  
 کس خاطر ایہ فعل مقرر کیا گیا بھراؤ  
 حضرت نبی رسول اللہ تھیں انج روایت آئی  
 کلمہ طیب نبی نے کنجی جنت دی فرمائی  
 دوسرے وچہ روایت دے اک راوی ذکر لیا  
 ثابت کراں تساؤے اگے جنوں وچہ سمجھے آیا  
 قیمت جنت دی بھی اسان پچھیا شاہ ابرار  
 انہاں آکھیا جنت دی ہے قیمت جس وچہ موج بہاراں!

۱۔ معین کرنا کسی روز کا واسطے کسی مصلحت کے شرع شریف میں وارد ہے، شقیق  
 رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین سے ہیں، اور شاگرد عبد اللہ بن مسعود صحابی کے ہیں۔ روایت  
 کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود وعظ فرماتے تھے ہر جمعرات کو جبکہ لوگوں نے کہا تھا

حضرت ہر روز وعظ فرمایا کرو!

آپ نے جواب میں فرمایا: مجھ کو پسند نہیں آتا کہ تم کو تنگ کروں ہر روز کے وعظ سے، کیوں کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو وعظ سنا تے تھے۔

یہ روایت بخاری و مسلم کی مشکوٰۃ میں موجود ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دن مقرر کرنا بدعت نہیں اگر بدعت ہوتا تو وعظ کے لئے دن جمعرات کا مقرر نہ ہوتا حالانکہ مطلق وعظ کی اجازت ہے،

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾ الذاریات/۵۵

اور نصیحت کرو! کہ بیشک نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔

اس میں کسی دن کی قید نہیں ہمارے علماء کرام نے جمع کا دن مقرر کیا ہے اور وقت بھی مقرر کیا نماز جمعہ کے بعد ابن مسعود کا دن مقرر کرنا نظیر ہے تیجا کا دن مقرر کرنے کی۔

لہذا درس دینا، قرآن پڑھنا علی الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جس طرح وعظ کرنا علی الدوام ثابت ہے لیکن تیسرا دن مخصوص کیا گیا ہے واسطے مصلحت کی، جس طرح جمعرات کا دن وعظ کے لئے مخصوص ہوا تھا، اگر دن کا مقرر کرنا مطلق منع ہے تو معترض خود بدعتی ہوگا، کیوں کہ اس کے والد نے اس کی والدہ کو دن معین کر کے نکاح کیا ہوگا، اس واسطے معترض کی پیدائش ہی بدعتی ہوگی۔

دوسری وجہ دن معین کرنے کی یہ ہے کہ تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے اس کے بعد مکروہ ہے اس واسطے اس میں تیجا کیا جاتا ہے تاکہ باقی لوگ بھی شریک ہوں، بار بار تعزیت کی زحمت نہ اٹھائیں۔

حضرت شیخ عبدالحق ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں:

مستحب است کہ تصدیق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت

روزانچ۔

مستحب ہے کہ میت کی اس کے اس جہاں سے جانے کے بعد سات روز

تک تصدیق کی جائے۔

سراج المنیر میں ہے:

ويستحب ان يتصدق عن الميت بعد موته سبعة ايام۔

مستحب ہے کہ میت کا صدقہ دیا جائے سات دن تک۔

ان روایتوں سے ثابت ہو کہ انتقال کے دن سے لے کر سات دن تک میت

کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے، امام الدین عفی عنہ۔

ع عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔

کلمہ طیب اِئْتِ جَنَّتِ دِي حضرت فرمائے

ادا کیتی جس قیمت ایہ اس پیشک جنت پائی

عن انس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِذَا مَرَرْتُمْ

بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: حِلْقُ الذِّكْرِ، رواه

الترمذی ہکذا فی المشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰،

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:



حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو ان میں خوب چرو یعنی ان میں خوب سیر ہو کر پھل کھایا کرو! صحابہ نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: حلقے ذکر کے یعنی جہاں لوگ اکٹھے ہو کر ذکر کرتے ہوں۔

حضرت انس روایت کیتی ترمذی دے وچہ آیا  
گذرو باغ جنت وچہ جدتیں ایہ انہاں آکھ سنایا  
رج رج کھاؤ میوے اس تھیں خالی مول نہ نسو!  
اگوں ایہ اصحاباں پچھیا باغ کیڑے ہیں دسو!  
دتا ایہ جواب نبی نے باغ جنت ایہ جانو!  
کٹھیاں ہو کر ذکر الہی کرنا باغ پچھانو!  
اس تھیں ثابت تن دن جہیزے سورۃ فاتحہ پڑھن رکے  
کردے ذکر باغ جنت تھیں میوے کھاون بھلکے  
جہیزے ایویں بہندے غیبت کردے لافاں مارن  
نہ کجھ نفع بیت نوں نہ انہاں پیٹھن والیاں کارن  
دسو فاتحہ پیٹھن والیاں نفع کی ہو یا بھائی  
بلکہ الٹا نیکیاں نوں ایہ ضائع کرن سوائی

۱۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه

قیل له: یا رسول اللہ اهل الجنة ثمن؟

قال: نعم، لاله الا لله

وفی روایة: افضل الذکر لا اله الا الله، الحدیث

عن ابن عمر قال: قال رسول الله: ما من الذکر افضل من لا اله الا

الله الحدیث، رواه الطبرانی هکذا فی سراج المنیر شرح جامع الصغیر

حضرت فرماتے ہیں کہ لا اله الا اللہ سے کوئی ذکر افضل نہیں،

معلوم ہوا کہ کلمہ کا ذکر کرنا افضل ہے اور افضل ذکر کا ثواب میت کو پہنچانا بھی

افضل ہی ہوگا اور جہاں یہ ذکر نہ ہوتا ہو وہاں خاموش ہو کر بیٹھنا برا ہے،

جیسے ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من قوم یقومون من مجلس لا یدکرون الله فیہ الا قاموا عن مثل

جيفة حمار،

یعنی کسی ایسی مجلس میں سے کوئی کھڑا ہو جس میں خدا کا ذکر نہیں ہوا تو وہ مردہ

گدہ کی مثل ہے، روایت کیا اس کو ابو داؤد اور حاکم نے۔

تیسرے دن جمع ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر لا اله الا اللہ پڑھتے ہیں، ان کے

لئے اللہ کی بڑی بخشش ہے،

سعد بن حفصہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما جلس قوم یدکرون الله

فیقومون حتی یقال لهم: تفرقوا قد غفر الله لكم ذنوبکم وبدلت سیاتکم

حسنات، رواه ابو داؤد عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

یعنی وہ قوم جو بیٹھے اور ذکر کرے اور یہاں تک کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ جاؤ

تمہارے لیے خدا نے گناہ بخش دئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں

دیکھو! جو تیجہ میں ذکر اذکار بلکہ روزمرہ کلمہ کلام پڑھتے ہیں علاوہ بخشش میت کے پڑھنے والے کو کس قدر ثواب پہنچتا ہے افسوس آج کل کلمہ کلام کو بدعت کہنا اور بجائے کلمہ پڑھنے کے فاتحہ خوانی پر غیبت بہتان لغویات کو ثواب سمجھنا کس قدر غلطی ہے خدا اس سے بچائے۔

۲ وَلَا يَغْتَبُ بَعْضُكُمُ بَعْضًا يَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا  
فَكَرِهْتُمُوهُ. الحجرات / ۱۲

یعنی غیبت نہ کرے بعض تمہارا بعض کی کیا دوست رکھتا ہے کوئی تم سے یہ کہ کھائے اپنے مردہ بھائی کا گوشت پس مکروہ جانتے ہو اس کو، حدیث میں آیا ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں قیامت کو اس کی نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کی اس نے غیبت کی ہوگی جب فاتحہ خوانی پر کلمہ کلام نہ پڑھا جائے گا تو ضرور دنیا کی باتوں میں لوگ مشغول ہوں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے ضرور ان باتوں میں کسی کی غیبت جوئی ہوگی جس سے نقصان ہے۔

ذکر لا الہ الا اللہ

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:  
قال موسى عليه الصلاة والسلام: يَا رَبِّ عَلِمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهِ أَوْ أَدْعُوكَ بِهِ  
فَقَالَ: يَا مُوسَى! قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: يَا رَبِّ! كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُ هَذَا إِنَّمَا  
أُرِيدُ شَيْئًا تَخْصِنِي بِهِ، قَالَ: يَا مُوسَى! لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرُهُنَّ غَيْرِي

وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعَ وَضِعْنَ فِي كَفِّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفِّهِ لَمَّا كَتَبَ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كذا فی مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے:

اے پروردگار! تعلیم کر مجھے وہ چیز کہ یاد کروں میں تجھ کو ساتھ اس کے یا دعا کروں میں ساتھ اس کے۔

پس ارشاد ہوا: اے موسیٰ! کہو! لا الہ الا اللہ،

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی: خدایا! یہ تو سب بندے کہتے ہیں، میں چاہتا ہوں ایک ایسی چیز کہ تو خاص کر دے مجھ کو اس سے۔

فرمایا خدانے: اے موسیٰ! بیشک سات آسمان و سات زمین اور جو اس کے درمیان ہیں رکھے جائیں ایک پلہ میں اور ایک پلہ میں رکھا جائے کلمہ لا الہ الا اللہ تو لا الہ الا اللہ والا پلہ بھاری ہوگا۔ (رواہ النسائی)

ابو سعید روایت کیتی وچہ مشکوٰۃ آیا

واقعہ حضرت موسیٰ والا انج نبی فرمایا

اکدن رب دے اگے حضرت موسیٰ عرض گزاری

کوئی وظیفہ دسو مینوں اے میرے رب باری!

جس دے نال ہمیشہ ربا یا د کراں میں تینوں

دعا کراں میں نال اس دے ہے شوق دل وچہ مینوں

لا الہ الا اللہ پڑھ اے موسیٰ! رب اے کہیا  
ہے ایہ بہتا ذکر چنگیرا ہور نہ اس دے جہیا  
فیر دوبارہ رب نوں حضرت موسیٰ عرض سنائی  
اس کلمہ نوں اے رب میرے! کہندی کل لوکائی  
خاص کریں توں میتوں نال اس اوہ دس ذکر خدایا  
ایہو دل میرے دی خواہش موسیٰ آکھ سنایا  
حکم ہو یا اے موسیٰ جے کرسٹ آسماناں تائیں  
نالے اس وچہ رہنے والیاں زمیناں ہور رلائیں  
اک چھابے وچہ باجھ میرے ایہ جے کر رکھے جاون  
دوجی طرفے وچہ میزانی کلمہ رکھ تولاون  
ہووے کلمہ والا چھابہ بیشک اس تھیں بھارا  
اوہ سبھ اس تھیں ہو لے ہوون قدرت ہو آشکارا  
جد ایہ معلم ہو یا سانوں ہے ایہ ذکر سوایا  
وچہ ثواب رسائی دے ایہ بہت مناسب آیا  
اینویں اک روایت دے وچہ ذکر نبی تھیں آیا  
لکھ واری جو کلمہ پڑھ کے نبی نے ایہ فرمایا  
بخشے میت تائیں اوہ پھر میت بخشی جاوے  
بھانویں دوزخ دے وچہ سڑدا تاں بھی باہر آوے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِئَةً

أَلْفِ مَرَّةً وَجَعَلَ الثَّوَابَ لِلْمَيِّتِ غَفْرًا لِلَّهِ لِذَلِكَ الْمَيِّتِ وَإِنْ كَانَ مُوَجَّبًا  
لِلْعُقُوبَةِ ، كَمَا فِي زَادِ الْآخِرَةِ۔

جو شخص لاله الا اللہ ایک لاکھ بار پڑھے اور اس کا ثواب مردے کو بخشے تو اللہ  
تعالیٰ اس مردے کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ عذاب کا مستحق ہو۔

بعضیاں وچہ حدیثاں دے بھی ایہ ذکر ہے آیا  
سوالکھ جس میت ولوں کلمہ ختم کرایا  
بخشیا اس ثواب میت نون میت نون بخشایا  
جس بندے نے ایہ کم کجنا اجر جنابوں پایا  
بھانویں او میت اے بھائی لائق ہووے عذاباں  
تاں بھی بخش جاوے میت دیکھو! کھول ۲ کتاباں  
انگلیاں ۳ خاص بزرگاں دا بھی عمل ایسے تے پایا  
میں ایہ حاشیہ اوپر لکھیا دیکھے جیں دل چاہیا

## مدینہ پاک میں میت کے لئے ذکر

۱۔ حضرت سید جلال الدین صاحب اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں:  
مدینہ مبارک میں سو تیس ہزار دانے کی ایک صندوق میں رکھی ہوئی ہیں،  
وفات میت سے تیسرے دن یا اول روز بھی یا جس وقت چاہتے ہیں سو آدمیوں  
کو دیتے ہیں لاله الا اللہ کہتے ہیں ایک لاکھ بار ہو جاتا ہے، سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے  
اس کا ثواب میت کو بخش دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میت کو بخش دیتا ہے اگرچہ لائق

عذاب کے ہو اور یہ بھی لکھا ہے کہ روز سوم زیارت میت ہے (درا المنظوم فی ترجمہ ملفوظ  
الخذوم جلد ۲، صفحہ ۷۸۴)

۲ در بعضے اخبار آمدہ کہ اگر یکصد و پست و بیس ہزار بار ختم کلمہ طیب کند و ثواب  
آں را بروح میت بخشند مغفور گردد اگر چہ مستوجب عذاب و سزاوار عقاب باشد، زاد  
الآخرۃ،

۳ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات میں حکم فرماتے ہیں:  
بیاراں دوستاں فرمائند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت کے  
بخشند ہفتاد ہزار بار دیگر اروحانیت دیگرے از دوستاں دعا و فاتحہ مستول است۔  
اور شیخ عبدالوہاب شعرانی، بحر المورود فی المواعظ والعبود میں فرماتے ہیں:

اخذ علیہا المعهود ان نعمل باحادیث الفضائل ولوقیل  
لضعفہا لاسیمان اعتقدت بالكشف ولا تہمل العمل بہا كما هو الغالب  
فی الناس فجر دما یسمعون بضعف الحدیث یتھاونون بالعمل بہ وقد وقع  
للشیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه اطلع علی تعذیب  
امرءۃ فی دکان قد عمل سبعین الف لا الہ الا اللہ بقصد فكك رقبة من النار  
فقال: اللہم اجعل ذلك فی صحائف اعمال فلانة فخرجت من النار  
لوقتها والحدیث الوارد فی ذلك لم یزل المحدثون یتكلمون فی سندہ  
فأعمل بمثل ذلك یاخی ولا تستعید حصول الاجر العظیم بالعمل الیسیر  
فان مقادیر الثواب لا تدرك بالقیاس۔

درا المنظوم میں شیخ جلال الدین مخدوم جہانیاں نے یہ حدیث نقل کی ہے

حضرت فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ ثواب بعدد کل کافر و کافرة،  
یعنی ثواب اس کلمہ کا منکرین کلمہ کے شمار پر ہے۔

## گناہگار میت کی حکایت عجیبہ

حضرت جنید ہوری جو بڑے بزرگ کمالا  
کول مرید انہاں اک بیسی باطن اکھیاں والا  
رنگ مریدے دیکھدیاں ہو گیا ساوا پیلا  
دس وچہ کی پچھیا اونہاں جلدی مرد اصیلا  
اگوں اس نے نال غمی دے کہیا اس ولی نوں  
وچہ دوزخ ٹردیاں ڈٹھا میں خود ماں اپنی نوں  
پیر جنید ہوراں نوں جد اس آکھ بیان سنایا  
لکھ کلمے دا ثواب انہاں نے او سے ویلے پہنچایا  
سی انہاں اگے پڑھیا ہویا کلمہ اتنی واری  
تائیں بخشیا او سے ویلے ہویا فضل غفاری  
اس بخشش دی خبر نہ کہیتی اس مریدے تائیں  
جھٹ اوں چہرہ ٹھیک ہویا تے نکدا چائیں چائیں  
فیر جنید ہوراں اس پچھیا ہن توں ہے خوش حالی  
جلدی اس دی وجہ سنائیں خلق حلیمے والی  
آکھیا اس نے ہن میں دیکھاں اپنی مائی تائیں



جنت دے وچہ خوشیاں کردی پھر دی چائیں چائیں  
صحیح حدیثوں معلم ہو یا پیر جنید سنایا  
کشف اس دا بھی ٹھیک ہو یا ئے اس وچہ شک نہ آیا  
صحیح حدیث کشف اس دے تھیں معلم سانوں ہوئی  
اس قصے نوں پڑھ کے بھائیو! منکر ہووے نہ کوئی  
وچہ احوال لآخر دے بھیں حافظ محمد یارا  
اینویں لکھیا لکھ دکھاوے بیت اس دا میں سارا  
ہزار پچتر کلمہ جے پڑھ بخشے کوئی  
ترت خلاص عذابوں ہووے جس نوں بخشے سوئی  
چھولیاں اوپر کلمہ پڑھنے دی میں وجہ بتاواں  
کس خاطر نہنہاں اوپر کلمہ پڑھیا جاوے لکھ دکھاواں  
چھولیاں نوں جد گئے جے کوئی لکھ شمار بنائے  
نہ مونٹے نہ پتلے ہوون پھر انہاں وزن کرائے  
ساڈھے یاراں سیر اوہ ہوون جد اوہ تولے جاون  
اٹھ ٹوپے جد منے جے کوئی اوتے بھی کجھ پاون  
پنجاں صرف پڑوپیاں اتے پڑھے جے کوست واری  
لکھ واری اوہ پورا ہووے ہے سہولت بھاری  
اس خاطر ہے چھولیاں اتے پڑھیا جاوے بھائی  
پھر اوہ چھولے لکھ دیون ہور فضیلت بھاری

بعضے جاہل ضدی بھارے بالکل من دے ناہیں  
 بھانویں نص صریحوں دسو ڈٹھا کتنی جائیں  
 وانگ کفاراں ٹوکاں کر دے مسلماناں دے تائیں  
 رب انہاں نو دے ہدایت آون سدھی راہیں  
 مثلاً نویں کتاب بنانی ہسی کم علماواں  
 بے علماں بید یئاں ہین ایہ پھڑیا کم سمجھاواں

نہ محقق بود نہ دانشمند

چار پائے بر کتابے چند

بھانویں اس باندر دے وانگوں پچھوں پان دہائی  
 جس دو جے دے کم نوں پھڑکے اپنی جان گوائی

### حکایت

ڈٹھا اک ترکھان باندر نے آرہ خوب چلاندا  
 چیر کشادہ کرنے خاطر پھالاں لانداندا جاندا  
 چیر اندر اک پھال لگاوے چیر کھلا ہو جاوے  
 تھوڑا چیرے تے پھر اگے دو جی پھال لگاوے  
 تاجو لکڑی چیرن کارن ہو جاوے آسانی  
 خاطر آسانی اس نے حکمت ایہ پہچانی  
 شاخ درختے اوپر بیٹھا باندر تکیندا  
 آرہ کش دی حکمت ساری سمجھ دل وچہ لیندا  
 حکمت ربی آرہ کش نوں کم کوئی پے گیا

نال شتالی رگیا اتھوں آ رہ اوئیں رہیا  
 عقل فکر تھیں انہاں باندر شاخون اتر آیا  
 بہ گیا لکڑی اپر آ کے پھالاں نوں کھسکایا  
 لکے ہوئے پتالو اس دے چیر اندر سن پھائی  
 ایہ پر نہ اس معلم کیتا پے جاوے گی پھائی  
 پھالاں تائیں خوب ہلا کے آخر بار نکالے  
 جھٹ پتالو اس باندر دے پھس گئے چیر وچالے  
 خوب شکنجا چڑھیا اس نوں رور چیکاں مارے پھڑیا  
 سخت مصیبت اندر بھل گئے چیتے سارے  
 دے دے کم اندر اس نے اپنی عقل دوئی  
 عقل ہوراں دی پیش نہ چلی پھاس گیا وچہ پھاہی  
 اچی جچی چیکاں مارے نالے آکھ سارے  
 دو دے کم دخل جو دے دے مس نکوں دکھ پائے  
 کم میرا سی میوہ کھانا کیوں ان نوں مٹھ لایا  
 بھل گیا بے عقلی کیتی تاپا رکھ پایا  
 کم میرا سی جنگل باندر کرا دل پرچانا  
 نہیں سی کم جو مشہ پھڑ کے اپنا آپ گنوانا  
 لہنہاں خیالاں اندر بیسی اندر اوہ وچارا  
 آ رہ کس پہچاتوں تھی پھڑ کے یارا

دو تن اوسدے سر وچہ لایاں جانوں مار گویا  
 دو بے دے کم دخل دیون دا اوسنوں مزہ چکھایا  
 اپنے کم نوں کرتوں بھائی مت نہ منوں بھولائیں  
 دو بے دے کم دخل نہ دیویں دور پچھاں ہٹ جائیں

### وسیلہ نجات

ہکے ہزار روایت بھاری بن مسعودوں لیا یا  
 پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور عالم ایہ فرمان سنایا  
 مینوں ایہ حیاتی جھیروی بخششی پاک الہی  
 خاص ساڈے فائدے کارن اس وچہ شک نہ کائی  
 بھادیں ہوگ وقات ساڈی تا بھی نفع ساڈا  
 ٹھیک حیاتی دا بھی بیشک پہونچے نفع ساڈہ  
 سب اعمال ساڈے جیہڑے جو کرنے وچہ آون  
 بیشک میرے پاس تمامی ظاہر کیتے جاون  
 جے کر چنگے عمل کماؤ بولاں شکر زبانوں  
 استغفار پڑھاں بریاں تھیں منگاں بخشش زبانوں  
 ثابت ہو یا اس گل پاروں ساڈے عمل تمامی  
 ظاہر کر کے دے جاون بیشک رسول گرامی  
 عاجز اوگتھارا جھیرا رو فریاد پکارے

اس دے کارن بخشش منکن پاک رسول سوہارے  
 جیوں کر وچہ کلام الہی خود اللہ فرماوے  
 حسب ضرورت ایس مقامے عاجز لکھ دکھاوے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿۶۴﴾ آل عمران/۶۴

اگر ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا، آتے آپ کے پاس پھر اللہ سے  
 بخشش مانگتے اور ان کے لئے رسول بھی بخشش مانگتا البتہ پاتے اللہ کو معاف کرنے والا  
 بہت مہربان۔

۱۔ راوی المز اربسند جید عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ  
 أَعْمَالُكُمْ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ مِنْ سَيِّئَةٍ اسْتَغْفَرْتُ  
 اللَّهُ لَكُمْ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے  
 بہتر ہے مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تمہارے اعمال اگر اچھے ہوتے ہیں تو خدا کا شکر بجا  
 لاتا ہوں اگر اچھے نہیں ہوتے تو میں خدا سے بخشش مانگتا ہوں؛

نیز شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر آیت وَيَكُونُ الرَّسُولُ

عَلَيْكُمْ شَهِيدًا، ہوگا رسول تم پر گواہ۔ لکھتے ہیں:

ہر نبی برابر اعمال امتیان خود مطلع نے سازند کہ فلانے چٹاں می کند فلانے

چنانچہ تاروز قیامت ادائے شہادت تو ان کرو، اتھی۔

علامہ اسماعیل افندی، قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں:

عن سعید بن المسیب قال: لَيْسَ مِنْ يَوْمِ الْإِلا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسَيِّمَاتِهِمْ وَ

أَعْمَالِهِمْ فَلِذَلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

نہیں کوئی دن مگر یہ کہ پیش کئے جاتے ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر اعمال

امت کے صبح اور شام، پس پہچانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو

ان کی پیشانیوں اور اعمالوں سے، پس اس سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں

کے قیامت میں اپنی امت کی،

خود قرآن میں ایک جگہ حضور کو شاہد فرمایا گیا ہے:

أَنَا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا۔ المزل/ ۱۵

بھیجا ہم نے تمہاری طرف رسول ایسا جو شاہد ہے۔

شاہد مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

اگر رسول کو امت کے اعمال کی خبر نہیں تو شاہد کیسے، کیا گواہی دیں گے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان کو امت کے حالات کا علم ہے وہ سب

کچھ دیکھ رہے ہیں، امام الدین عفی عنہ۔

## حضور زندہ ہیں دلیل عجیب

۲ جب یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی تم کو نفع

ہو چتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ فوت نہیں ہوئے کیوں کہ جو شخص فوت ہو جاتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور دوسرے کو نفع پہنچانا بھی ایک عمل ہے جو منقطع نہیں ہوا جب عمل منقطع نہیں تو مردہ نہ ہوئے۔

دوسری وجہ زندگی کی یہ ہے کہ شہیدوں کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا

تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۴﴾ سورہ بقرہ/۱۵۴

نہ کہو تم ان لوگوں کو مردہ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اس کی تمہیں سمجھ نہیں۔

جب یہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ زندہ کہتا ہے ان کے مال میں میراث سوئی اور اہلیاء کے مال میں میراث جاری نہ ہوئی حالانکہ آیت یُوَصِّیْکُمْ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثٰی سب کو عام ہے عام ہوں یا خاص نبی ہو یا غیر نبی، شہیدوں کی بیویوں کو بعد عدت نکاح کی اجازت ہوئی اور رسول اللہ کی ازواج مطہرات کے شان میں حکم آیا

وَلَا تَسْکِحُوا اَرْوَاحَهُ مِنْ بَعْدِہِ اَبْدًا،

نہ نکاح کرو ان کی بیویوں کو بعد ان کے کبھی بھی

حالانکہ عام حکم ہے:

وَاٰجِلٌ لَّکُمْ مَّا وَّرَاہُ ذٰلِکُمْ

محرمات بیان کر کے خدا نے فرمایا کہ ان کے سوا سب تم پر حلال ہیں اس آیت سے حضور کے ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کی اجازت ثابت ہوتی ہے مگر

خدا نے ان کے ساتھ نکاح کرنا منع کر دیا حالانکہ آیۃ وَالذِّیْنَ یَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ  
یَلْعَرُونَ زَوَاجًا تَرَکْتُمْ أَنْفُسِهِمْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا،

جو لوگ فوت ہو جائیں در بیویوں کو چھوڑ جائیں وہ بیویاں اپنے نفسوں کو بند  
رکھیں چار مہینے دس دن والے الذین میں سول بھی داخل ہیں پھر ان کے ازواج کے  
ساتھ نکاح کی اجازت کیوں نہ ہوئی اس کی وجہ کیا ہے وجہ یہی ہے کہ وہ فوت نہیں  
ہوئے (یعنی ان کی وفات ہماری موت جیسی نہیں) اگر فوت ہوتے تو ان کی ازواج کو  
بھی نکاح کی اجازت ہوتی۔ انہ لیس فلس۔

یہ بات نہیں کہ خدا نے وَأُوْحٰةٌ اُمَهَا تُمْ فَرَمَا ہِے:

یعنی نہہاری ماٹیں ہیں اس لئے نکاح کی اجازت نہیں

اگر خدا کے ماں کہنے سے حرام ہیں تو دنیا پر کوئی عورت مسلمان حلال نہ ہوتی

کیوں کہ خدا نے فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَانٌ،

مرد ہو یا عورت آپس میں ہیں بھائی ہیں۔ فقیر،

اس سے شیعہ مذہب والوں کا بھی اعتراض دفع ہو گیا جب آپ فوت

نہیں ہوئے تو ان کی وراثت کسے نصیب ہو سکتی تھی جب میراث جاری نہ ہوئی تو حضرت

قالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کسی چیز کے مستحق نہ ہوئے باغ فدک پر ان کا حق ثابت نہ ہوا

مگر ان ایہ کل کدی نہ من بھیرن سر انکاروں

کرن تکبر شرک کہن اس را روہوئے درباروں

نبی اللہ لوں کرن وسیلے تھیں جد منکر ہوئے

دین ایمانوں خالی ہو کر کافر ہو کر موئے



منگ بخشش یا نہ منگ نبیا میں لہ نہاں بخشاں بنا ہیں  
 بھانویں کرن عبادت کینی دوزخ دیساں جائیں  
 کتنی دیکھ عبادت شیطان رب دی کیتی آہی  
 گئی گواتی سب عبادت کبروں ملی تباہی  
 آدم تا میں بشر سمجھ کے شیطان جھکیا تا ہیں  
 کیتا اول تکبر موزی رویا گیا تداہیں  
 اینویں ایہ وی کرن تکبر آکڑ خاں بن بہندے  
 نبی تھیں ہرگز نفع نہ کوئی ایہ اوہ مورکھ کہندے  
 ایہو جنے روز قیامت دوزخ دھکے جاون  
 کریں معاف چھوڑا نیپا! ایہ اوں وقت سناون  
 من نبی نہ اس ویلے اوہ کہسن صاف زبانون  
 ہن تسیں دوزخ دے ول جاؤ بدلہ لو زیانون  
 دنیا دے وچہ تساں نکما جاتا ہیسی مینوں  
 رب تھیں کویں چھڈائے سمجھو اختیار نہ جنوں  
 اوڑک ہو شرمندے جاسن کہسن اے نبی اللہ!  
 بھلتے کرو معاف قصوراں اج ہن کرو تسلی

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
 پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

## ولیوں کی قبر پر جانا

کے مقرب نوں جو بندہ ایہ چا عرض گزارے  
 دور کراؤ رب تمہیں مشکل رب دے تیں پیارے  
 نجدی کہن ۳۱ شرک اس تا تیں پر وچہ حشر دھاڑے  
 جد تک شرک نہ کرن، خلاصی ملے نہ مول پیارے  
 ثابت ہو گیا اس تمہیں بھایو! کرے وسیلہ جیہڑا  
 اوہو مومن لئے نجاتاں دسو مثل اوس کیہڑا  
 چونکر حکم شریعت رب تمہیں نال وسیلے آیا  
 اینویں رب نوں ملنا نال وسیلے شرع سنایا  
 نبی ولی ۲۱ دی قبر اوپر جا جیہڑا عرض گزارے  
 اوہ بھی تا محروم رہے رب دے مراد پیارے!

۱۔ اور جو کوئی کسی نبی اور ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی

جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے، تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱-۳۲۔

۲۔ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ

پہنچانے کی نہ نقصان دینے کی تقویۃ الایمان صفحہ ۶،

اور اسی کتاب دے صفحہ ۲۹، میں لکھا ہے:

اللہ زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور

نقصان نہیں پہنچا سکتے، الخ۔

۳ جو کوئی سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے، تقویۃ الایمان صفحہ ۷، اور یہ بھی لکھا ہے: پھر خواہ یوں سمجھیکہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے، تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۔

۴ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ بطفیل اپنے نیک بندوں کے تکلیف سے نجات دیتا ہے، چنانچہ ایک نابینا کو آپ نے سکھایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ النَّخِ، مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۱،

اے اللہ! میں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری فلاں حاجت بر لا چنانچہ اس کو بینائی حاصل ہوگئی۔

اور یہ زندگی پر موقوف نہیں بلکہ زندگی اور موت انکے دونوں یکساں ہیں،  
حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ سے ظاہر ہے کیوں کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں  
میں۔ کافی المسلم جلد ۲، صفحہ ۲۶۸،

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَرَرْتُ بِمُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي

فِي قَبْرِهِ۔

موسیٰ پر میں گذرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے،

ایسا ہی ولی اللہ کا وسیلہ بارگاہ الہی میں پیش کرنا حاجت کو بر لاتا ہے، حدیث

قدسی میں آیا ہے: مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ النَّخِ۔

ہمیشہ قرب ڈھونڈتا رہتا ہے، میرا بندہ ساتھ نفلوں کے تاکہ میں اسے دوست

رکھتا ہوں تو اس کی کان آگھیں ہاتھ پاؤں میں ہو جاتا ہوں میرے ہی ساتھ چلتا پھرتا

دیکھتا سنتا ہے اگر کچھ مجھے کہے تو میں ضرور مانتا ہوں (رواہ البخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹)

خدا کا یہ لفظ قابلِ سند ہے وان سألنی لأعطينہ،

جو مجھ سے مانگے میں ضرور دوں گا،

بخاری و مسلم میں یہ حضور کا فرمان ظاہری ہے، آپ فقراء کی رعایت فرماتے

ہیں، لَوَاقَسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهٖ مَسْكُوۡةٌ صَفْحَہٗ ۲۸۹، اگر وہ کسی کام میں کہہ دیں کہ ایسا ہی ہو

گا تو میں اسی طرح کر دیتا ہوں۔

پس یہی وجہ ہے فقراء کے پاس جانے کی خدا ان کی دعا قبول فرماتا ہے، یہ

نہیں کہ بعد انتقال ولی اللہ خدا کا دشمن ہو جاتا ہے، آیۃ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَآيَةُ

يَسْتَعُوۡنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ الْخ۔

یہ دونوں آیتیں وسیلہ پر وال ہیں، ابن عمر سے روایت ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عِبَادُ اللَّهِ احْتَضُّهُمْ بِحَوَائِحِ

النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِحِهِمُ الْخ۔ طبرانی فی الکبریٰ

اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ نے انہیں لوگوں کی حاجت روائی کے لئے

خاص فرما دیا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجت ان کے پاس لاتے ہیں:

وہ کون ہیں محبوبانِ خدا ہیں جن کو حیاتِ طیبہ نصیب ہے قبروانہں کے فیض

سے بے امید نہ ہونا چاہئے کیوں کہ یہ شیوہ کفار ہے:

كَمَا يَسَّ الْكُفَّارُ مِنَ أَعْسَابِ الْقُبُورِ الْخ۔

نبی ولی دی قبر او پر سن رحمت باراں سے

ہوندى اوہ متبرک جاگہ منکر شیطاں۔

بھیں متبرک جاگہ تے جاہذا عرض گزارے  
ہوندی اوہ مقبول شتابی دیکھ قرآن پیارے  
جو کر حضرت زکریئے دیکھی جاگہ برکت والی  
جس وچہ میوے بہارے نہیں سی گل سوکھالی  
مریم انوں اونہاں پچھیا کتھوں پائے تسلیں سناؤ!  
مریم آکھیارب تھیں پائے شک نہ دل وچہ لاؤ!  
دیکھ اوہ جاگہ زکریئے تائیں شوق دل وچہ آیا  
ربا وہ اولاد میتوں بھی ایہ اونہاں آکھ سنایا  
جھٹ ندا ہوئی رب طرفوں پتر دیاں تسانوں  
بھانویں تساں بڑھیا بہتا نہ کجھ تھوڑا سانوں  
برکت والی جاگہ دے وچہ جا کر منگے حاجت  
ہوندی جلد قبول جویں ایہ نال قرآنے ثابت  
پس ہن منکر نہ ہو نجدی کر تلاش وسیلہ  
باہجھ وسیلے پیش نہ جاسی میرا تیرا حیلہ  
دیکھ تو اے حضور نہ دنیا دے وچہ ظاہر آئے  
اوس وسیلے بھی لوگ وسیلہ کردے رب فرمائے  
پہلے لوگ ۲ یہودی نصاری سخت لڑائیاں کردے  
آپس اندر سنے قبیلیاں لڑدے مول نہ ڈر دے

۱ قَالَ يَمْرِيْمُ اَنِّي لَكِبْ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ

يُشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٠١﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٢٠٢﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ إِنَّ اللَّهَ يَبْشُرُكَ بِبَحْيٍ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٠٣﴾ پآل عمران / ۳۹ تا ۴۷

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ بقرہ

گھر تھیں جدوں ارادہ کر دے جنگِ جدلِ دابھائی  
 ٹردیاں ایہ گل آکھن ربا دکھ نہ پہنچے کائی  
 دینِ طفیلِ محمد دے اساں فتح ایہ آکھ سناون  
 جھٹ خداوند فتح دیوے انہاں پورا غلبہ پاون  
 جدوں پیغمبر پیدا ہوئے پھر انہاں معلم کیتا  
 ہے ایہ اوہو ٹھیک پیغمبر فرق نہ ذرہ بیتا  
 معلم کر کے منکر ہوئے رب ملعون ٹھہرایا  
 مومن دیکھ ثبوت ایہ سارا نہ انکار لیا  
 قبل پیدائش رحلت پچھوں حالت اک پچھانوں  
 رحلت پچھوں روح تے باقی پھر کیوں شک تسیں آنو؟  
 جد قبل پیدائش کرن وسیلہ جائز ہو یا بھراؤ!  
 بعد رحلت بھی جائز ہوسی منوں ناں شرماؤ!

## نتیجہ

ظاہر ہوا اس تھیں ایہو جو کوئی او گنہارا  
پاک رسول الہی تائیں رو کر کرے پوکارا  
اس دیاں سب فریاد پکاراں پاک نبی سن پاؤں  
بخشش منکن اس دے کارن رب تھیں اوہ ۲ بخشاؤں

## جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا

اجکل ۳ بعضے ضدی جاہل منع نمازوں کر دے  
روز جمعہ دے پیشیوں روکن رب تھیں مول نہ ڈر دے

۱ قالوا ادع لنا الخ۔

## قبر والوں سے ناامید ہونا

۲ یاد رہے کہ قبروں والوں سے فیض اور فائدہ پہنچتا ہے اس فیض سے جو منکر  
ہیں اور کہتے ہیں مردے نہیں سنتے اور نہ کوئی نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں، قول اللہ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُؤْا مِّنَ

الْآخِرَةِ كَمَا يَبْئِسُ الْكُفَّارُ مِمَّنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿۲۸﴾ پارہ ۲۸، سورۃ ممتحنہ ۱۳/

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت دوستی کرو اس قوم سے کہ غصہ ہوا اللہ ان پر

تحقیق ناامید ہوئے وہ آخرت سے جیسے ناامید ہوئے کافر قبروں والوں سے۔

اس آیت کے عموم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بے امید ہونا قبروں والوں سے

کافروں کا کام ہے، کیوں کہ جن پر غضب ہے اللہ کا ان کے لئے اللہ ان لوگوں کی مثال لایا، جو قبروں والوں سے ناامید ہوئے عام ہے کہ قبروں سے اٹھنا مراد ہو یا نفع و ضرر، جو ظاہری معنی اختیار فرماتے ہیں ان کے لئے بھی دلیل کافی و وافی ہے،

یہاں پر وہ لوگ مخاطب کئے گئے ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں اور ہمارا عمل حدیث پر ہے، اگر کسی حنفی بھائی کو غیر مقلدین میں سے کوئی جمعہ کے بعد ظہر پڑھنے کو منع کرے تو اس کو یہ کہہ دو کہ تمہارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تو مجھے کوئی آیت یا حدیث دکھا دو۔ جس میں خدا یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو کہ جمعہ پڑھا تو ظہر نہ پڑھو یا جمعہ ظہر کا بدلہ ہے، یا جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے تو ہم مان لیں گے، اور اگر یہ کہے کہ تم ثابت کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ جمعہ پڑھ کر ظہر بھی پڑھو یا آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ پڑھ کر ظہر پڑھی ہو! تو اس کو یہ جواب دو کہ ہم تو نہیں کہہ سکتے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تارک الصلوٰۃ تھے، یہ تمہارا کام ہے کہ ان پر یہ الزام لگاتے ہو کہ آٹھویں دن بروز جمعہ حضرت ظہر کی نماز نہیں پڑھتے تھے چھوڑ دیتے تھے، اگر وہ کہیں کہ اس روز جمعہ جو پڑھتے تھے پس ان کو یہ بات پوچھو! کہ جمعہ کو کس نے ظہر کا بدلہ ٹھہرایا ہے؟

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا تو بندے کا کیا مقصد ہے کہ خدا کے فرضوں میں تغیر و تبدیل کرے اور اس سے یہ بھی پوچھو کہ جس وقت کسی انسان کو جمعہ نہ ملے وہ کیا کرے ظہر پڑھے یا نہ، اگر ظہر پڑھے تو کس حکم سے کوئی دلیل ہونی چاہئے، دوسرا تمہارے قاعدہ کے بموجب اس روز جمعہ ہی فرض تھا نہ ظہر تو پھر ظہر پڑھے تو کیوں اور دوسرا جو ان کہو اس شخص کو جو یہ کہے ثابت کرو کہ حضرت نے جمعہ کے



روز ظہر پڑھی ہے، کہ تم ثابت کرو کہ حضرت نے ہفتہ کے روز ظہر پڑھی ہے پس جو وہ جواب دیں وہی جواب ہمارا ہے (امام الدین کوٹلی)

لوکاں دے وچ سستی ہوئی لگن کہے انہاندے  
چھڈ کے فرض نماز خدا دی اہل حدیث کہلاندے  
نال انصاف سنو میں ایہ بھی واضح کر سمجھاواں  
شاید لوگ نماز کی ہوون اجر حضوروں پاواں  
جمعہ نماز نہ بدل پیشی دا قصر بھی اس دا ناہیں  
وکھری اک نماز علیحدہ دیکھ حدیثاں تائیں  
ابن قیم جو شیخ تاراڈا اہل حدیث کہاوے  
زاد معاد اندر اوہ دیکھو اس دا حال بتاوے

والذین قالوا ان لها سنة منهم من اجتمع ان الجمعة ظهر  
مقصورة فثبت لها احكام الظهر وهذه حجة ضعيفة جدا فان الجمعة  
صلوة مستقلة بنفسها تخالف الظهر في السفر والعدد والخطبة و  
الشرائط المعبرة لها وتوافقها في الوقت (زاد المعاد صفحہ ۱۲۲)  
زاد معاد اندر اس لکھیا دیکھو اسنوں بھائی  
جو قبل جمعہ دے سنت راتب ہرگز ناہیں کائی  
یعنی کوئی مؤکدہ سنت جمعیوں پہلاں ناہیں  
جتنے نفل پڑھے کوئی جائز منع نہ مول کدائیں  
ایہ ہے غرض بیان اس دنے دی پھر اوہ شبہ لیا یا

جو بعضے کہن ایہ قصر ظہر دا حکم ظہر دا آیا  
یعنی جویں نماز دے پہلاں سنتاں آیاں  
جمعہ بھی قصر ظہر دا اس دے پہلے اوہو پایاں  
اس دا رد بیان کرے اوہ کہے ضعیف ایہائی  
جمعہ نماز علیحدہ آئی ظہر قصر نہیں بھائی  
جمعہ مخالف ظہر ایہی وچہ سفر عدد بھی آیا  
تے خطبہ ہو ر شرائط اندر دیکھ مخالف پایا  
یعنی ظہر نماز سفر وچہ کسے معاف نہ آئی  
پر جمعہ نماز معاف سفر وچہ اس وچہ شک نہ کائی  
تے ظہر نماز رکعتاں چارے اس وچہ شبہ نہ کوئی  
پر جمعہ نماز رکعتاں دونویں ودھ نہ ہرگز ہوئی  
ظہر نماز نہ خطبہ کوئی شرط بھی کوئی ناہیں  
تے جمعہ نماز بغیر شرائط خطبہ نہیں کدائیں  
اصحاباں دا مذہب ابن قیم نے ایہ فرمایا  
اک سو خاص ترئی ضمیر وچہ دیکھ جے دل چاہیا

ان الجمعة عند الصحابة صلوة مشقلة بنفسها غير الظهر زاد المعاد.

یعنی نزد صحابہ جمعہ نماز علیحدہ آئی  
ظہر نماز علیحدہ ہے اوہ بدل تے قصر نہ کائی  
ہن ثابت ہو یا جمعہ نماز ایہ بدل ظہر دا ناہیں

پھر کیوں بعد نماز جمعہ ذمے چھڈو پیشی تائیں  
 یا جو وچہ حدیث کسے دے ایہ ثابت ہو جائے  
 جمعہ نماز ظہر دابدلہ سرور ایہ فرماوے  
 تاں پھر جمعوں کچھے چھڈنی پیشی سانوں آئی  
 جے کر ایہ نہ ثابت ہووے چھڈیں مول نہ بھائی  
 کئی وجہاں ہیں اسدنی بابت جس تھیں ثابت ہووے  
 جمعہ نماز علیحدہ آہے مومن من کھلووے

## وجہ اول

جمعہ نمازنوں وچہ حدیثاں عید حضرت فرمایا  
 عید نماز نہ بدل کے دا ظاہر ایہ دسیا  
 نکی وڈی دونویں عیدان وکھ نمازاں آیاں  
 کسے نمازوں بدلہ ناہیں آکھ سناواں بھائیاں  
 اینویں جمعہ نماز کسے دے بدلے مول نہ آئی  
 ای ہے عید اساڈے کارن زائد پڑھنی بھائی

## وجہ دوسری

دو جی وجہ جو جمعہ رکتاں دونویں آیاں بھائی  
 ظہر رکعتاں چارے ہیں ایہ بدلہ کی کر آئی  
 خطبہ اتے جماعت دونویں شرط جمعہ وچہ آئی

اندر ظہر جماعت خطبہ شرط نہ ہرگز کائی  
 جمعہ نماز مسافر اتے خاص معاف ہے آیا  
 پر ظہر معاف نہ ہووے ہرگز نہ کسے ایہ فرمایا  
 جمعہ نماز مریضاں اوپر ہرگز واجب ناہیں  
 پر ظہر نماز مریضاں اتوں نہیں معاف کدائیں  
 عورتاں اوپر جمعہ نہ واجب ظہر برابر آئی  
 تے اینویں ظہر غلاماں اوپر جمعہ نہ واجب بھائی  
 ہر صورت وچہ جمعہ مخالف نال ظہر دے آیا  
 پھر کیوں قصر تے بدل ظہر دا کولوں تساں بنایا  
 جمعہ جے بدل ظہر دا منئے اس نوں بھائی  
 کئی شبھے پھر اس تے ہوون مشکل حل ایہائی  
 پہلا شبہ جو شارع نے معذور راں چٹی لائی  
 چار رکعتاں معذوراں نوں پڑھنیاں پایاں بھائی  
 تے چنگیاں بھلیاں اوپر ہوئی ایہ تخفیف بھراؤ!  
 چونہ دیاں دو رکعتاں ہویاں ایہ کی عدل سناؤ!  
 عورت اتے غلام مریض مسافر فرقے چارے  
 ایہ لائق تخفیف زیادہ سمجھن یار پیارے  
 لہنہاں اوپر تخفیف ہوئی رب جمعہ معاف کرایا  
 تے باقی سب نمازاں رہیاں واہ وا عدل کمایا

دو اجا شبہ جے بدل ظہر دا جمعہ نماز ایہائی  
 تاں اصل دے ہوندیاں بدل نہ جائز دیکھ تیمم بھائی  
 بدل وضو دا وچہ تیمم وچہ کتاباں آیا  
 قادر اوپر وضو جے ہووے منع تیمم پایا  
 جد ظہر نماز ادا کرن دی سانوں قدرت آئی  
 پھر اصل دے ہوندیاں بدل نہ ہووے اصلوں جمعہ گئی  
 تریجا شبہ جے مرد کسے تھیں جمعہ قضا ہو جاوے  
 اوہ کیوں ظہر ادا کریندا اس دی سمجھ نہ آوے  
 جیکر ظہر ادا کرے تاں بدلہ بن جاوے  
 ظہر جمعہ دا بدلہ ہووے ہور شبہ اک آوے  
 جمعہ نماز بنے پھر اصلی روز جمعہ دے بھائی  
 ظہر نماز پڑھے اوہ جس نے جمعہ نماز نہ پائی  
 تے وچہ حقیقت روز جمعہ دے اصلی ظہر ایہائی  
 ایہو پہلا فرض ہوئی ہے جانن عالم بھائی

### وجہ تیسری

وجہ تریجی پنج نمازاں ذکر نبی فرمایا  
 تے ذکر جمعہ دا وکھرا کر کے عطف انہاں تے پایا

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

سَلَّمَ: الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ  
كُفْرَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ (رواه مسلم)

دیکھو! حرف عطف دابھائی جہت تغار آوے  
وچہ معطوف معطوف علیہ دی اوہ تغار آوے  
چونکہ زید و عمر کہے کوئی دوہاں تغار آیا  
زید تے عمر ایہ دونویں بندے حرف عطف سمجھایا  
ایویں پنج نمازاں کہہ کر فیر جمعہ فرمایا  
ثابت ہو یا جو ایہناں پنجاں تھیں جمعہ علیحدہ آیا  
پنج نمازاں روز پڑھو! ایہ دکھریاں پڑھو فرمایا  
اک نمازوں دوہی تیکر جو بریاں آیاں  
تے اک جمعہ تھیں دوہے توڑی ہوئی جو بریائی  
جمعہ اد کرن تھیں سہو بخشے پاک الہی  
تے ایویں ماہ رمضانوں لیکے دو جیاں روزیاں تائیں  
سب گناہیں معاف کرے رب، دیکھو! رحمت سائیں  
پر شرط ای ہے جو کوئی کبیرہ وچہ وقوع نہ آوے  
بچے کبیریوں رب صغیرے کل معاف کر اوے  
میں ثابت، کچا نال دلائل جمعہ علیحدہ آیا  
نہ ایہ بدل نہ قصر ظہر دا نہ ناخ فرمایا  
جمعہ نماز ایہ فرض ہوئی پر اگلی نہیں اوڈائی

ظہر نماز اونویں ہے ذمہ جیوں اوہ پہلاں آئی  
 الاشیاء علی اصولہا قاعدہ من سارے  
 حتی یقین خلافہا تو دیکھ اشباہ پیارے  
 یعنی ہر شے باقی رہندی اصل اپنے تے بھائی  
 جد تک الٹ اس دے دے اتے ہووے یقین نہ کائی  
 یعنی جدوں خلاف دے اوپر انساں یقین ہو جاوے  
 تاں اوہ اصل اپنی نوں چھڈے حکم اوہ پھر پاوے  
 اینویں ظہر نماز رہی اوہ جو نکر پہلاں آئی  
 روز جمعہ دے پڑھنی لازم چھڈنا ہے بریائی

حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔

یعنی حفاظت کرو سب نمازوں کی اوز نماز میانہ کی۔

وچہ قرآن خداوند سچے دیکھو! ایہ ہے فرمایا  
 تسیں حفاظت کرو نمازاں ترک نہ کرنا آیا  
 وچہ لفظ صلوات نمازاں پنجے رب سچے فرمایا  
 امر حفاظت ہر دن کارن سوچو نال دانائیاں  
 ایہ پنج نمازاں ہر دن پڑھنیاں سانوں لازم بھائی  
 جو روز جمعہ دے پیشی چھڈے دسے آیت کائی  
 اوہ دسے روز جمعہ دے اس دا حکم حفاظت ناہیں  
 ظہر جمعہ دی خارج کرنی لازم اس دے تائیں

باجمہ ولیوں اسپس نہ منیے کوئی دلیل دکھائے  
 غیر مقلد ہو کے باجمہ ولیوں کیوں من جائے  
 والصلوۃ الوسطی جس دی رب تاکید بتائی  
 لے زید اسامہ ابو سعیدے عائشہ آکھن بھائی  
 بھی عبد اللہ شداد دا بیٹا اوہ بھی ایہ فرماوے  
 جو وسطی کنوں مراد ظہر ہے وچہ حدیثاں آوے  
 پس ظہر مراد ہوئی جد اس تھیں کیوں چھڈئے بھائی  
 اس حکموں کوئی روزنہ باہر ہرون شامل آئی  
 ہور روایت جابر راہوں مسلم دیکھ لیاوے  
 پڑھدے ظہر رسول الہی جد سورج ڈھل جاوے

عن جابر بن سمرۃ قال: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

الظُّهْرَ إِذَا دَخَلَتِ الشَّمْسُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یعنی سیدنا جابر بن عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نماز ظہر پڑھتے تھے جب سورج دھلتا تھا۔

لے عن زید بن ثابت فی حدیث رفعہ قال: الصَّلَاةُ الْوَسْطَى صَلَاةُ

الظُّهْرِ (رواہ ابن جریر)

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

قرمایہ صلوٰۃ وسطی نماز ظہر ہے۔

ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت آئی ہے کہ صلوٰۃ وسطی سے نماز ظہر مراد ہے۔



دیکھو! تفسیر ابن کثیر، ومسن روی عنہ انہا الظهر ابن عمرو ابو سعید  
وعائشہ علی اختلاف عنہم وهو قول عروۃ ابن الذبیر وعبد اللہ ابن شداد  
بن الہاد وروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہم اللہ۔

تفسیر کبیر میں ہے:

من قال انہا صلوۃ الظهر ویری هذا القول عن عمر وزید وابی  
سعید الخدری امامہ ابن زید رضی اللہ عنہم وهو قول ابی حنیفۃ واصحابہ،  
اور عینی صفحہ ۲۰۹، شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی فرماتے ہیں:

من قال انہا الظهر وهو قول زید ابن ثابت ورواہ ابو داؤد وروی  
ابن منذر عن ابی سعید وعائشۃ انہا الظهر وبہ قال ابو حنیفۃ فی روایۃ ۱۲۸۳۔

جدوں ڈھلدا پاک محمد ظہر ادا فرماندے  
جمعہ بھی اس تھیں باہر ناہیں کیوں تہیں ظہر گواندے  
روز جمعہ دے بھی ہے سورج ڈھلدا شک نہ کوئی  
سورج ڈھلیاں پیشی پڑھنی اس تھیں ثابت ہوئی  
جے کر روز جمعہ دے پیشی ہوندی جمع بھراؤ!  
تاں استثناء جمعہ دا ہوندا اے گل دل وچہ لاؤ  
کان یصلی الظهر الا یوم الجمعة بتاندے  
جو باجھ جمعہ دے ہو روناں وچہ ظہر ادا فرماندے  
جد ایہ استثناء نہ ثابت وچہ حدیثاں بھائی  
پھر اپنے کولوں خارج کرنی کیڈی ہے برائی

ہور طحاوی دے وچہ دیکھو اوہ مرفوع لیاوے  
سورج ڈھلے جدوں تا اللہ درآسمان کھولاوے  
جد تک ظہر نماز نہ پڑھے رہن کھلے اوہ ساری  
ظہر اد کرن دے پچھوں ہوون بند پیارے

إِذْ أَزَالَتِ الشَّمْسُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَلَنْ تُرْتَجَّ حَتَّى يُصَلِّيَ

الظُّهْرَ (شرح معانی الاما رطحاوی)

جب دن ڈھلتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نہیں بند

کئے جاتے یہاں تک کہ پڑھی جائے ظہر۔

دیکھو ہر دن سورج ڈھلدا کھل دروازے جاون  
پیشی تیکر کھلے رہندے پڑھیاں بندش پاون  
بند ہوون دی حد نبی نے پڑھنی ظہر بتائی  
جس دن ظہر نہ پڑھن تمامی بند نہ ہوون بھائی  
روز جمعہ دے سورج ڈھلدا کھلن درآسمان  
جے کر پیشی پڑھے نہ کوئی آیا وچہ بیاناں  
رہن کھلے اوہ ہفتہ تیکر بند نہ ہوون مولے  
پھر ہفتے نوں سورج ڈھلایاں کھلن اوہ کت سولے اوہ  
دروازے روز جمعہ دے کھلے ہوئے آہے  
تے ہفتے وچہ نہ کھلے ہرگز ایہ مطلب بن جائے  
تاں ایہ الٹ حدیث نبی والازم آوے بھارے

دن ہفتہ دے سورج ڈھلیاں در نہ کھلے کائی  
تے پاک نبی دے حکموں ثابت ایہ ہوندا ہے بھائی  
روز جمعہ دے پیشی پڑھنی بہت ضروری آئی  
تاں جو پڑھیاں در آسماناں بند ہوں ایہ یارا  
دن ہفتہ دے تاں اوہ کھلن سن توں اے دلدارا  
ہن میں ختم کراں ایہ مسئلہ کرتا کید سناواں  
ظہر جمعہ دی مول نہ چھڈو آکھاں یار بھراواں  
پڑھنے والیاں تائیں ہرگز روکو بھی تسیں تاہیں  
ارثیت! الذی ینہی دے وچہ منع کیتا رب سائیں  
ابو جہل داکم آہا اوہ منع نمازوں کردا  
منع نمازوں کریں نہ ہرگز رہیں ہمیشہ ڈروا

۱ پوری آیت اس طرح ہے: اَرْتَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى ﴿١﴾  
کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ منع کرتا ہے بندے کو جب نماز پڑھتا ہے۔

ہویرا وَمَنْ أَظْلَمُ ۖ آیت وچہ قرآن پیارے  
مسجد اندر ذکروں روکن جو ظالم ہتیارے  
اس آیت داخل ہوں روکن والے سارے  
ڈرو خدا تھیں پڑھو نمازاں بنوں خدادے پیارے  
جے کر تاں نمازاں اندر سستی کیتی بھائی  
تاں روز قیامت سخت عذاباں مشکل طے رہائی

اس دن خود اقبال کرو گے اپنا جرم بھراؤ!  
 پڑھو نماز نہ چھڈو کوئی دوزخ طرف نہ جاؤ!  
 لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ہیں گے سارے دوزخ والے  
 دوزخ والیاں صفتاں اللہ مومنوں کنوں نکالے  
 ساریاں نوں رب دے ہدایت پڑھن نمازاں سارے  
 روز جمعہ دے پیشی پڑھنے والیاں نوں رب تارے

! وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ

کون ہے بہت ظالم اس شخص سے جو منع کرتا ہے اللہ کی مسجدوں سے ان میں

اللہ کا نام یاد کیا جانے سے۔

## حق پرستی

جناب مولوی محمد سلیمان ساکن کھوگا ضلع سیالکوٹ نے ایک رسالہ تذکرۃ  
 الاحتیاط پنجابی نظم لکھا ہے جس میں انہوں نے ظہر کو بدعت حرام مذہب معتزلہ وغیرہ  
 لکھا ہے، لیکن ہم نے ایک رسالہ قلمی جس میں ظہر بعد الجمعہ کو واجب لکھا ہوا ہے مؤلفہ  
 نوح افندی مولوی صاحب موصوف کو دکھایا، مولوی صاحب نے اپنی حق پرستی کے سبب  
 ہم کو اس پر ایک مختصر تقریظ لکھ دی، جو ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے  
 مولوی صاحب مذکور اپنی اس دستی تحریر میں لکھتے ہیں کہ قبل اس کے کہ فقیر نے جو رسالہ  
 تذکرۃ الاحتیاط بزبان پنجابی نظم لکھا ہے تو ان لوگوں کے واسطے ہے جو جمعہ کو نفل اور آخر  
 ظہر کو فرض خیال کرتے ہیں فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ جمعہ فرض ہے اور احتیاط الظہر فرض

واجب نہیں، اگر کوئی نیک نیتی کے خیال سے پڑھ لے کہ شاید بوجہ تعداد یا اختلاف فی المصر جمعہ کامل ادا نہ ہوا ہو تو بطریق محققین اولین جائز اور کار خیر ہے۔

## الملتجی

الی اللہ المنان محمد سلیمان عفا اللہ عنہ فی الاسرار والاعلان

(ڈومیلوی)

## غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں

غیر مقلد لوکاں کچھے روا نماز نہ آئی  
جو کوئی پڑھے انہاں کچھے پھر دوہرا وے بھائی  
صحیح امامت ہوون کارن شرط ایمان ایہائی  
مومن مسلم ہووے تا اوہ کرے امامت بھائی  
ابراہیم نبی نون دیکھواللہ نے فرمایا  
اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ وِجْہَ قُرْآنِ جو آیا  
خاص تینوں میں لوکاں کارن آپ امام بناواں  
تاں ابراہیم کہیا یا اللہ تیرا سخن سچاواں  
جو میری اولادوں ہووے کریں امام یا تاہیں  
رب کہیا نہ وعدہ میرا کفاراں دے تاہیں  
یعنی کفاراں نون ہرگز کراں امام نہ موئے  
اوہ ہرگز نہیں امامت لائق ہر حالت ہر سونے

امامت ہے دو قسم اک کبریٰ دو جی صغریٰ جانو!  
 کبریٰ خاص خلافت صغریٰ وچہ نماز پچھانو!  
 ایہ دونوں قسم امامت ہرگز روانہ کافر تائیں  
 کافر کچھے پڑھن نمازاں جائز ہرگز ناہیں  
 شامی دے وچہ شرط امامت مسلم ہونا پایا  
 لکھنے دے کجھ حاجت ناہیں شبہ نہ اس وچہ آیا  
 ایہ چکڑالوی تے مرزائی ہور جو سنگ ایٹاں دے  
 فتویٰ نال ایہ کافر سارے کفر صریح کماندے  
 مگر انہاں دے وچہ نمازاں روا کھلونا ناہیں  
 کچھے انہاں نماز نہ جائز فتویٰ نال کداہیں  
 دو جا فرقہ غیر مقلد ظاہر کفر نہ آیا  
 پر معتزلی مذہب ہونا خاص یقینی پایا

۱۔ لیکن کافروں سے کم بھی نہیں ان کی تصنیفات کو دیکھئے اور بدعت کفریہ  
 والا یعنی ہر وہ شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو،  
 اس کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنی اور اس کے ساتھ شادی بیاہ  
 کرنے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے بات چیت  
 کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے، جو مرتدوں کا حکم ہے جیسا کہ  
 کتب مذہب مثل ہدایہ وغرور ملتقی الابحور ودر مختار، مجمع الانہر، شرح نقایہ، فتاویٰ ظہیریہ  
 و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و فتاویٰ عالمگیریہ وغیر ہامتون و شروح فتاویٰ میں تصریح ہے اور

پہلے بھی میں لکھ چکا ہوں ان کے عقائد جو نجس ظاہر میں رکھتے ہیں، جو خصوصاً نماز میں ضروری ہیں، اگر کسی نے ان کے کفریات دیکھنے ہوں تو رسالہ الکوئبتہ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ میں دیکھے (جو مطبع اہل سنت و جماعت بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب سے مل سکتا ہے) اور کتاب اعتصام السنۃ میں انہوں نے لکھا ہے کہ چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے تابع یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ سب لوگ کافر اور مشرک ہیں، جب یہ ایسے لوگ متعصب ہیں، تو ان کے پیچھے نماز کب جائز ہوگی جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ و جامع الرموز میں مرقوم ہے:

اما الاقتداء بالشافعی فلا باس به اذالم يتعصب ای لم لم یبغض

للحنفی،

یعنی شافعی کے پیچھے اقتداء کرنا مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو یعنی بغض و عداوت نہ رکھتا ہو بس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتداء جائز نہ ہوگی، کہ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں (امام الدین)

دیکھ رسالے لہ نہاں لوکاندے ثابت ہو جاوے

جو سچ سچ ایہ اک باطل فرقہ مومن شک نہ لیاوے

القدریۃ معجوس هذه الامۃ ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا

تشہدوہم رواہ احمد،

معتزلی آتش پرست ہیں اس امت کے اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت

مت کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر حاضر مت ہو (روایت کیا اس کو امام احمد

نے اپنی مسند میں۔

اس امت دے ہن او مجوسی ایہ قدریہ سارے  
 جیکر ہون مریض نہ پچھیں خبر انہاں ندی پیارے  
 جیکر مرن جنازہ اوپر ہرگز تسیں نہ جاؤ!  
 ایساخت حکم پھر کیوں کر روا امام بناؤ!  
 فاسق فاجر تھیں ودھ ہوئے روا جنازہ ناہیں  
 تے روا جنازہ فاسق فاجر دیکھ حدیثاں تاکیں  
 اک مسئلہ امکان کذب دا جو ایہناں رائج کجنا  
 عدم جواز نماز دے کارن اوہو کافی بیتا  
 جدا یہ فاسقاں نالوں بدتر ہوئے ربدے مارے  
 آپ نماز انہاندی ہرگز کدی قبول نہ پیارے

۱ وہابی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے، یعنی خدا جھوٹ  
 بول سکتا ہے، معاذ اللہ کذب الہی ممکن ہوا تو حشر و نشر، حساب و کتاب، جنت و دوزخ،  
 ثواب و عذاب کسی پر یقین نہ ہوگا، آخر ان امور پر ایمان اخبار الہی سے ہے جب معاذ  
 اللہ کذب الہی ممکن ہوا تو عقل کو ہر خیر الہی میں احتمال رہے گا کہ شاید یہ ٹھیک نہ ہو!  
 سُبْحَانَكَ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۲۰﴾

انما يتقبل الله آیت دیکھو آئی  
 جو مقتدیاں دے عمل تمامی کرے قبول الہی  
 آپ نماز قبول نہ جس دی مقتدیاں کدہوئی



ضامن ہوں امام تمامی اس وچہ شک نہ کوئی  
 ایہوجئے امام دے کچھے کیہڑا راضی ہووے  
 آپ نمازی چنگا بندہ مگر نہ مول کھلووے  
 تے جس دے کچھے لوگ نہ راضی روا امامت ناہیں  
 لکھ حدیث دکھاواں میں اوہ دیکھیں اس دے تائیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ

مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (الحديث رواه ابن ماجه وابوداؤد)

تین شخص ہیں کہ نہیں ہوتی ان کی نماز جو شخص کسی قوم کا امام بنا اور وہ اس کی

امامت پر ناراض ہیں۔

ساری آیت یہ ہے:

إِنَّمَا يُتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٠١﴾

یعنی اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی نماز قبول کرتا ہے۔

اور دوسری وجہ خود ان کی نماز نہ ہونے کی طحاوی میں لکھی ہے:

من كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة في ذلك الزمان فهو

من اهل البدعة والنار۔

اس زمانہ میں جو ان چار مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔

اور حضرت فرماتے ہیں:

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے، کہا اس نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ نہیں چاہتا کہ کسی بد مذہب کا یعنی بدعتی کا کوئی عمل قبول کرے، جب تک وہ

بدعت یا بد مذہبی نہ چھوڑے رواہ ابن ماجہ

اور حدیفہ سے اس طرح روایت آئی ہے:

قال رسول الله: لَا يَتَقَبَّلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَلَاةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا عُرْفًا لِيَخْرُجَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ۔ رواہ ابن ماجہ۔

حدیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل نکل جاتا ہے اسلام سے وہ ایسا جیسا بال آٹے سے نکل جاتا ہے، اب طحاوی کی عبارت اور حدیث کے ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، کیوں کہ وہابی ان چار مذہبوں میں سے کسی کے پیرو نہیں اس واسطے یہ بدعتی ہوئے جب بدعتی ہوئے تو ان کی نماز بحدیث مذکورہ نہ ہوئی تو ان کے پیچھے پڑھنے والے کی کبھی نہ ہوئی، کیوں کہ امام ضامن ہوتا ہے مقتدی کا،

لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: الامام ضامن ..... الحدیث والمودن امناء

والائمة ضمنا۔

یعنی امام مقتدی کے ضامن ہیں جب ضامن کی نماز قبول نہ ہوئی تو متضمن

کی کیونکر قبول ہوگی؟

آپ نماز قبول نہ جس دی مقتدیاں کد ہوئی

ضامن ہوں امام تمامی اس وچہ شک نہ کوئی

ایہو جئے امام دے پچھے کیہزار اضی ہووے

آپ نمازی چنگا بندہ مگر نہ مول کھلووے  
تے جس دے کچھے لوگ نہ راضی روا امامت ناہیں  
لکھ حدیث دکھاواں میں اوہ دیکھیں اسدے تائیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ

مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (الحديث رواه ابن ماجه والبوداؤد)

تین شخص ہیں جن کی نمازیں قبول نہیں ہوتی، جو شخص کسی قوم کا امام بنا اور وہ

اس کی امامت پر ناراض ہیں۔

یعنی تن بندے جو نہیں قبول نماز انہاں دی  
پہلا اوہ جو بنے امام تے قوم کراہت پاندی  
یعنی قوم نہ راضی ہووے پھر تاں بھی پیا پڑھاوے  
اوہ مقبول نماز نہ ہووے پیغمبر فرمایا

### دوسری وجہ

فاسق دی تعظیم کرن تھیں سخت نہی ہے۔ آئی  
امام بنانا عزت ہے ایہ وجہ کراہت پائی  
امام بنانا عزت کرنی ایہ تعظیم پچھانوں  
ہر تعظیم حرام آہی پھر ایہ بھی اونویں جانوں  
غیر مقلد کچھے جس نے پڑھی نماز پیارے  
عزت فاسق دی اس کیتی سمجھن عالم سارے  
فعل حرام کیجا اس جس نے عزت کیتی بھائی

فعل حرام کرے جے کوئی اس نے دوزخ پائی

### تیسری وجہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص عزت کرے فاسق کی پس تحقیق اس نے اسلام کے گرانے پر امداد

کی (رواہ ابوداؤد)

کھوہاں غیر مقلد والیاں جے گوہا پے جاوے

یا خنزیر یا کتا یا گونہہ موتر نظریں آوے

نزد انہاندے پانی اس دا مول پلید نہ ہووے

ایسے پانیوں وضو کر کے وچہ نماز کھلووے

جے کرا میں انہاندے چچھے پڑھنے آن نمازاں

دسو کیکر ہون نمازاں عمدۃ نال نیازاں

ایہو جے پانی تھیں اوہ وضو غسل کریندے

کپڑے دھوون نجس نہ سمجھن اسنوں پاک لکھیندی

اسیں پلید نہایت سمجھئے اوس کھوئے دے تائیں

ایسے کارن مگر لہ نہاندی روا نمازاں لے ناہیں

کپڑا بدن طہارت لازم حکم شرع فرماوے

ایہ پرواہ نہ کرے اس دی مومن من کھلووے

## چوتھی وجہ

ہور سنو اے غیر مقلد کلمہ کفر الاون  
 مجلس اوہ میلاد نبی دے اٹے ناویں پاون  
 بعضے جنم گھنیا آکھن کرن اہانت بھائی  
 پاک نبی نوں اٹال گھنیا ایہ تشبیہ بنائی  
 پاک نبی دی مجلس جس وچہ ذکر نبی دا آوے  
 اسنوں بدعت کہن وہابی رب انہاں راہ لائے  
 کون محبت رسول اللہ دا ایہ گل سنے انہاندی  
 جسوں جوش نہ غیرت آوے بات نہ کیتی جاندی  
 ایہو جہیاں بے ادباں پچھے رونماز نہ ہووے  
 کیہڑا مومن ہے بے غیرت جیہڑا مگر کھلووے  
 وچہ مشکوٰۃ میں رسول اللہ تھیں اک حدیث ہے آئی  
 اک بندے نے قبلہ دے ول تھکيا تد فرمائی  
 نبی کہیا ہن اس دے پچھے پڑھو نمازاں ناہیں  
 اس نے قبلے دے ول تھکيا دتیاں اوس ایذا کیں

۱۔ یہ بھی ایک وجہ ہے ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کی کہ امام رفع یدین کرتا ہے تو حنفی مقتدی نے نہ کیا امام نے جہر آمین کہے تو مقتدی نے پوشیدہ کہی اس لئے اقتداء

اس کی صحیح نہ ہوئی، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُتَوْتَمَّ بِهِ

یعنی امام اس واسطے کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

اقتداء نہ کی تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔

۲ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تقویۃ الایمان میں جو بڑے چمار سے

بھی بدتر لکھا گیا ہے خدا ان وہابیوں سے پناہ دے!

۳ عن السائب بن خالد قال إن رجلاً من قوماً فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: لِقَوْمِهِ حِينَ فَرَعٌ لَا يُصَلِّي

لَكُمْ الرَّحْمَةُ.

ایسے بے ادبی کارن حضرت یاراں نوں فرمایا

اسدے مگر نماز نہ پڑھیو! خوب طرح سمجھایا

اتنی بے ادبی والے مگر نماز نہ ہووے

جنم گھنیا آکھن والا آگے کیوں کھلووے

سمجھو اہل ایمانوں بھائیو! غفلت پردہ پھاڑو!

لہنہاں وہابیاں مگر کھلوکے کیوں نماز وگاڑو

بس امام دینا ہن اتھے ہویا ذکر بتھیرا

جس نوں رب ہدایت دتی من سی کہیا تیرا

## رباعی

الہی تو عاجز کو پر از نعم رکھا! سدا پیرو حکم شاہِ اہم رکھا  
طریق ہدایت پہ ثابت قدم رکھا! وہابی کا ہر دم عدوِ اہم رکھا

## تقریظات

(جناب مولانا مولوی ابو عبد القادر محمد عبد اللہ امام جامع کوٹلی لوہاراں

مغربی ضلع سیالکوٹ برادر مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد صلوة دے پچھے عاجز کہندا ہے عبد اللہ  
ایہ کتاب عجائب ایہی نجدیاں کرے تسلا  
جس جس مسئلے دے وچہ اج کل نجدی شور مچاندے  
اپنے ولوں سچے بن کے حنفیاں نوں جھٹلانڈے  
اوہ مسئلے وچہ ایس کتاب دے نال دلائل آئے  
حنفی سچے، نجدے جھوٹے ظاہر کردھلائے  
ایس کتاب نوں دیکھ کے بھی پھر جے کوئی اد تو جاوے  
سمجھ لوو اوہ وڈا احمق اپنا دین گواوے  
کیوں جو طعن وہابی کردے آہی اوپر اساہاں  
اوہ سب دور مصنف کیتے رب دیاں نال پناہاں  
نال دلائل کل جواباں تائیں لکھ دکھایا

حق اندر جو باطل رلیا آہا، دور کر ایا  
پس چاہئے سب حنفیاں بھائیاں اس تے عمل کماون  
اپنے مذہب اوپر پکے ہوون شک نہ لیاون  
سنن نہ کجھ وہابیاں کولوں سدہا راہ نہ چھڈن  
ڈنگے جاون والیاں دی جہوں ہوئے تیوں جڑ وڈہن  
سمجھن کل وہابیاں تائیں ڈنگے راہ ول جانڈے  
ظاہر آیت حدیث سن کے گمراہی ول پانڈے  
علموں خبر نہ مول انہاں نوں نہ کجھ سمجھ حدیثاں  
اصل مراد نہ معنی آون مولویاں کردے ریاں  
نہ محقق بود نہ دانش مند چارپائے برو کتابے چند  
علمی بحث ہووے جد کوئی سدے نظر نہ آون  
مڑ مڑ ظاہری معنی کردے طرف مراد نہ جاون  
جاہل سن سن ظاہر معنی پھڑ لیون گمراہی  
چھڈن راہ سدہا حق والا کردے دین تباہی  
ایہ نہ سمجھن جد وچہ بخشاں ہارے جان ہمیشہ  
سچے کیوں کر ہوون جہاں پکڑ یا منڈا پیشہ  
الحاصل کل غیر مقلد اندر غلطی بھاری  
چھڈ تعلید نوں او جہڑ پے گئے عقل انہاں دی ماری جے  
تقلید دے اندر آون ہین بھرا ساڈے



نہیں تے کی لگدے ایہ جے حق تھیں ہوئے دوراڈے  
 یارب سوہنیاں مومناں تائیں سدھے راہ رکھائیں  
 گمراہی بے دینی راہوں ساریاں اساں بچائیں  
 تے جو تقلیدوں نکل وہابی ہو گئے ساڈے بھائی  
 انہاں نوں مڑوچہ تقلید دے لیاون پان رہائی

## مولانا مولوی محمد شریف برادر مصنف کوٹلی لوہاراں

(مدرس اول مدرسہ اسلامیہ چٹی شیخاں)

حمد الہی اول آخر جو ہر شے دا والی  
 اوسے دے دروازے اتے خلقت سبھ سواہی  
 پھیر درود سلام نبی تے جس دا عالی پایا  
 نبیاں تے رسولاں وچوں جس دا شان سواہی  
 آل نے اصحاباں سکھناں رحمت ربدی تارے  
 تابعیناں تے تبع انہاں دے ہور امام جو سارے  
 حمد صلوتوں پچھے آکھاں اہل ایماناں تائیں  
 نال انصاف دیکھو ایہ سطران دیوے رب جزائیں  
 جدوں کتاب تیار کیتی ایہ میرے چھوٹے بھائی  
 تا تقریظ لکھن دے کارن مینوں انہاں دکھائی  
 کتوں کتوں میں ڈٹھا اسنوں عجیب مینوں دسیائی

رب قبول کرے ایہ محنت من مومن بھائی  
 ایہ پہلی تصنیف انہاں دی لائق قدر ایہائی  
 بھانویں ستم ہووے وچہ شعراں تا بھی عیب نہ کائی  
 مطلب اصلی اس دا سمجھن سانوں لائق آیا  
 ہر اک مسئلہ نال دلائل واضح کر سمجھایا  
 جو جو انہاں دلائل لکھے سوچو سمجھو سارے  
 ہور حوالے کتب فقہ دے دیکھیں سمجھیں پیارے  
 جے کر کجھ انصاف خدا نے دل تیرے وچہ پایا  
 ضد تعصب والا مادہ تیرا رب گویا  
 ماشاء اللہ ایس کتابوں راہ ہدایت پاویں  
 چھڈ گمراہی والارستہ سدھے راہ ول آویں  
 تے جیکر نال عداوت دیکھیں عیب تینوں دسیاوے  
 ضد تعصب والا ہرگز سدھا راہ نہ پاوے  
 چنگیاں گلاں نال عداوت بریاں نظری آون  
 دشمن نوں پھل وانگ کنڈے اکھ اندر چباون  
 اج کل غیر مقلد اکثر ضد تعصب کردے  
 مشرک بدعتی حنفیاں تا میں کہندے مول نہ ڈردے  
 اہل سنت دے ہر اک کم نوں بدعت پئے بناون  
 مومن اہلسنت نوں بزوری بدعتی کہندے جاون

رات دنے ایہ شرک تے بدعت وٹن لوکاں تاں  
 پھر بھی شرک انہاں دے گھر تھیں مکدا ہرگز ناہیں  
 پر افسوس جو اصلی مطلب ہرگز سمجھن ناہیں  
 بدعت دی تعریف نہ جانن بھلے پئے کو راہیں  
 بدعت شرعی ہر اک بیشک وڈی ہے گمراہی  
 تے شرک کبیروں ساریاں وچوں وڈا بہت ایہائی  
 پر بدعت دے شرعی معنی کولوں انہاں بنائے  
 ایہوں وجہ جو وکھو وکھی ہر اک نے لکھ پائے  
 بدعت شرعی اوہ جو الٹ قرآن حدیثاں آوے  
 یا اجماع یا اثر کسے دے کوئی خلاف بناوے  
 یعنی نال قرآن حدیث مخالف ہووے بھائی  
 اسنوں نوں بدعت شرعی کہندے اوہو منع ایہائی  
 کل بدعة ضلالة جو وچہ حدیثاں آیا  
 ایسے شرعی بدعت نوں گمراہی نبی بتایا  
 وچہ قرآن حدیثاں جے کر دیکھیں نال دانائی  
 ایہو مطلب اس تھیں تینوں ثابت ہوئی بھائی  
 ایہوں معنی شافعی کولوں ابن حجر نے لیاندے  
 تے مجمع وچہ محمد طاہر ایویں ہی فرماندے  
 تے سیرت حلبی اندر ایویں شافعی راہوں آیا

تے اینویں نووی شرح صحیح مسلم دے وچہ لیا یا  
 اینویں عبد الحق محدث شرح اندر فرماوے  
 تے اینویں قطب الدین مظاہر حق دے وچہ لیاوے  
 اہل ایماناں اوپر لازم سوچن اسنوں سارے  
 ضد تعصب دلوں گواکے بن خدا دے پیارے  
 ضدوں برا نہ جانن ہرگز اہل ایماناں تائیں  
 تا بعد از شرع دے ہوون پاوون جنت جائیں  
 خیر انواں طریق نہ ہووے الٹ حدیث قرآنوں  
 اسدے تائیں شرعی بدعت ہرگز مول نہ جانو!

جناب مولانا مولوی نبی بخش صاحب حنفی نقشبندی حلوانی مؤلف تفسیر نبوی رحمہ

اللہ تعالیٰ (لاہور دہلی دروازہ)

حمد صلوة دے پچھے عاجز بندہ عرض گزارے  
 عرض میری نوں توجہ دل دے سنیو سارے  
 نعمانیہ جلسہ دے وچہ مولوی صاحب آئے  
 نصرۃ الحق کتاب بناکے اپنے مال لیائے  
 تا تقریباً لکھن دے کارن انہاں مینوں فرمایا  
 دیکھ کتاب پسند آئی تا عذر نہ مول لیا یا  
 مولوی صاحب اوپر ہر دم ہووے رحمت باری  
 جہاں کتاب بناوون اندر محنت کیتی بھاری

دین رسول اللہ دے خدمت سر اپنے تے چائی  
 فیض اٹھاسن راہ ول آسن مومن مسلم بھائی  
 جہاں لوکاندی حنفیاں نال عداوت ڈاہڑی آئی  
 سراں اتہاں دیاں اوپر واہ وا کاری تیج چلائی  
 پاک نبی نوں اللہ ولوں جوسی علم عطائی  
 منکر اونسے داوچہ اس دے خوب جواب ایہائی  
 نظر نیاز خیرات صدقہ منع کرن جو بھائی  
 انہاں جھولاں دے اوپر خاک مؤلف پائی  
 ہر مسئلہ نوں نال دلائل واضح کر سمجھایا  
 حنفیاں اوپر مولوی صاحب ایہ احسان کمایا  
 دیوے رب جزا لہ نہاں نوں اندر دوہاں جہاناں  
 بس حلوائی جو کچھ لکھیا کافی اہل ایماناں

مولانا مولوی نور الحسن صاحب واعظ حنفی (امام مسجد خراسیاں سیالکوٹ)

حمد الہی سب تمہیں اول آکھاں دلوں بجانوں  
 نصرت باہجہ جدی نہ ہرگز سکاں بول زبانوں  
 عالی ذات معنی سب تمہیں لاشریک کہاوے  
 مشرک بھیڑا روز قیامت اندر دوزخ جاوے  
 فضلوں اوس محبوب اپنے وا ایذا قدر بنایا

کر مبارک سیس انہاں نتے تاج لولاک پہنایا  
 لکھ ہزار درود انہاں تے باہجہ شمار سلا ماں  
 آل اصحاب تمامیاں اتے نالے کل غلاماں  
 اما بعد سنو ہن میرے بھائی مسلم سارے  
 اول تمیں میں آخر تا کر پڑھی کتاب پیارے  
 مسئلہ جو جو لکھیا اس وچہ ہے مصنف جانوں  
 نال دلائل پختہ کیتا ثابت خوب پچھانوں  
 نجدیاں دے بطلان تمامی ایسے توڑ دکھائے  
 جیویں عاصی حضرت موسیٰ ساحراں سحر اوڑائے  
 گویا ایس زمانے اندر ایہ کتاب بھراؤ!  
 مشعل مثل اندھیری شب وچہ ذرہ نہ شک لیاؤ!  
 جس جس مسئلے اندر عامان شک وہابیاں پایا  
 نال حدیث قرآن مصنف سہی شک اوڑایا  
 صحت وچہ مضمون اہدے دے شک نہ رتی رائی  
 کر کے محنت خوب مصنف لکھیا نال صفائی  
 نور الحسن دی ہے عرض اے اگے رب دے بھائی  
 محنت ایس مصنف دی نوں کریں قبول الہی

## وہابی سوالات ذیل کا جواب دیں

- (۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام قبل از آدم علیہ الصلاۃ والسلام نبی تھے یا نہیں؟
- (۲) آپکو جو اوصاف حاصل تھے وہ نبوت کی وجہ سے تھے تو مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۴۳ میں یہ لکھا جاتا ہے کہ آپ سے چہل روز عمر میں چاند باتیں کرتا تھا۔ اور آپ قلم کا آواز اس حالت میں سنتے تھے جبکہ وہ لوح محفوظ پر چلتی تھی، اور عرش کے فرشتوں کی تسبیح آپ اس حالت میں سنتے تھے جبکہ آپ شکم مادر میں تھے (صحیح یا غلط اگر صحیح ہے تو یہ خاصہ روح کا تھا یا جسم کا یا دونوں کا اگر غلط ہے تو کیوں؟
- اگر نبوت کی وجہ سے تھی تو بعد انتقال نبوت چھین لینے پر کون سی دلیل ہے؟
- (۳) حضور اپنی امت کے نیک اعمال سے واقف تھے یا نہیں؟

## سوالات جواب طلب از غیر مقلدین مدام اللہ تعالیٰ

- (۱) آپ نے اپنا لقب کیا پسند کیا ہے، لاندہب، غیر مقلد، موحد، اہل حدیث، محمدی یا کچھ اور جس لقب سے ملقب ہونا آپ کو پسند ہے کیا اس لقب سے صحابہ کرام پکارے جاتے تھے یا نہیں؟ اگر پکارے جاتے تھے تو ثبوت کیا ہے اگر نہیں تو تمہارا لقب پسند کرنا اور اس لقب سے ملقب ہونا بدعت ہو یا نہیں؟
- (۲) چندہ لے کر ہفتہ وار جاری کرنا پھر اس میں غریب فنڈ نام رکھ کر عوض مسئلہ بتانے کے پیسے وصول کرنا، کسی مسئلہ کے چار پیسے کسی کے دو لینا کس دلیل شرعی سے

جائز ہے؟

(۳) مسجدیں پختہ بنانا پتیل و تانبا کی گھڑیوں سے مزین کرنا کس دلیل سے

جائز ہے؟

(۴) قرآن اور حدیث کا مطلب کس طور سے سمجھا جائے، اگر کہئے لغت سے تو

تو اہل لغت کی تقلید لازم آئے گی، اہل لغت کی تقلید دلیل شرعی سے جائز ہے؟

(۵) بخاری کی حدیثوں کو آپ صحیح سمجھتے ہیں تو پھر ان کے راویوں کا ثقہ و معتبر ہونا

اصحاب جرح و تعدیل کی تقلید لازم آئے گی اس تقلید کی کیا شرعی دلیل ہے؟

(۶) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سات طور سے قرآن پڑھنے کی اجازت دی

ہے، بخدیث: انزل القرآن علی سبعة احرف تو آپ نے ایک قرائت کو کیوں

خاص کیا ہے؟ دلیل بیان کرو!

(۷) غیر اللہ کو نافع و ضار کہنا مطلقاً شرک ہے یا مستقل بالذات ماننے سے اگر

مطلقاً شرک ہے تو جو ہر کو ضار و شہد کو نافع جانے وہ مشرک ہو یا نہ۔

(۸) غیر اللہ سے امداد طلب کرنی خواہ زندہ یا مردہ، ذوی العقول ہو یا غیر ذوی

العقول مطلقاً شرک ہے یا مستقل بالذات امداد طلب کرنے سے، اگر مطلقاً شرک ہے

تو جو دینی کاموں میں ایک دوسرے سے مدد طلب کرے بیماری میں حکیموں ڈاکٹروں

سے امداد لے مقدمہ میں ڈپٹی سے فریاد کرے، کنوئیں میں گرے تو غیر اللہ کو کہے کہ

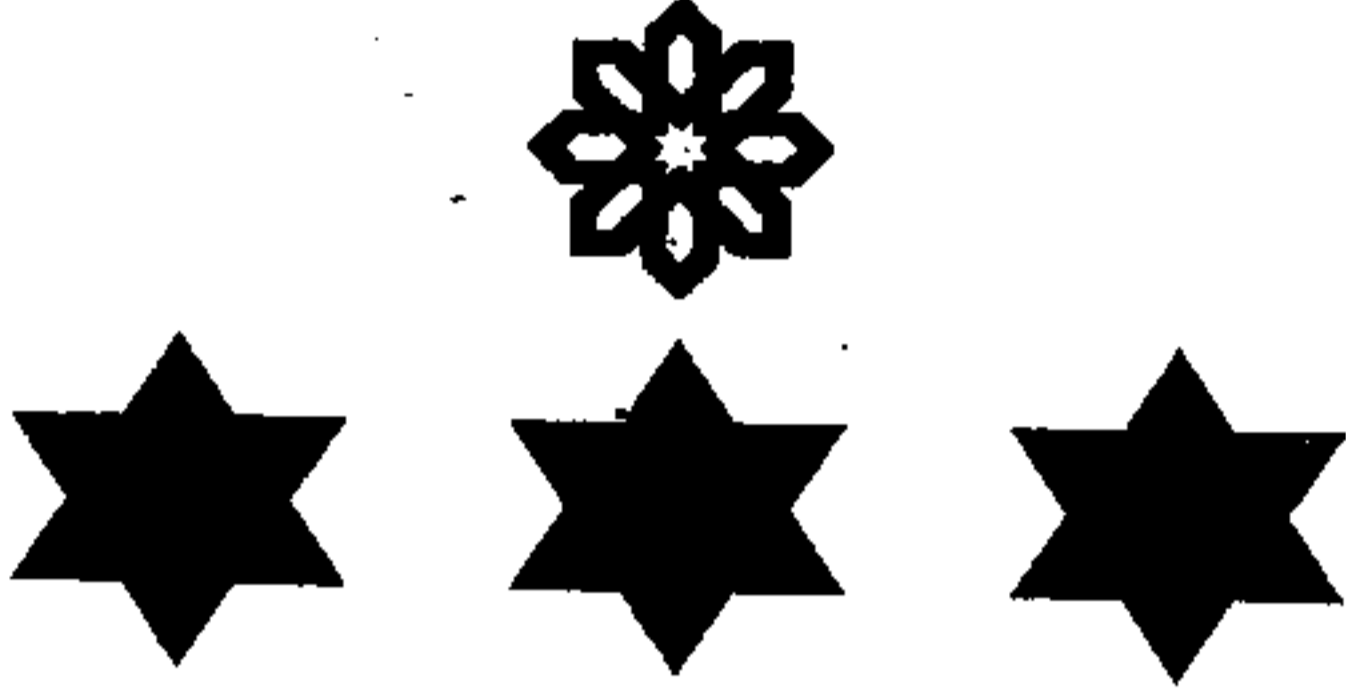
نکالو! مشرک ہو یا نہیں؟

(۹) جس صفت کا اثبات مخلوق میں کسی ایک فرد کے لئے ثابت مانا جائے تو شرک

ہی ہوگا یا نہ جو ایک کے لئے شرک مانے دوسرے کے لئے نہ وہ مشرک ہو یا نہیں؟



(۱۰) خدا کو تم علیم و بصیر و سمیع و حی مانتے ہو یا نہیں اگر نہیں تو کافر ہو، اگر مانتے ہو تو جو انسان کو بھی علیم بصیر سمیع بے عطاء الہی مانے وہ مشرک ہو یا نہ؟ تہلک عشرۃ کاملہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

میلادِ انبیا  
صلی اللہ علیہ وسلم

الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود

مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ عَلَى  
رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِهِ الطَّيِّبِينَ

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

# فہرست

|    |                                 |    |
|----|---------------------------------|----|
| ۵  | ابتدائیہ                        | ۱  |
| ۵  | قول                             | ۲  |
| ۶  | اقول، محفل میلاد کیا ہے؟        | ۳  |
| ۷  | قرآن شریف سے ثبوت               | ۴  |
| ۸  | میلاد شریف کا حدیث شریف سے ثبوت | ۵  |
| ۱۱ | نعت خوانی کا بیان               | ۶  |
| ۱۴ | قیام کا ثبوت                    | ۷  |
| ۱۶ | صف باندھنا                      | ۸  |
| ۱۷ | دوسری حدیث                      | ۹  |
| ۱۹ | قیام فی نفسہ عبادت ہے یا نہیں   | ۱۰ |
| ۲۴ | حضور کا ذکر خدا کا ذکر ہے       | ۱۱ |
| ۲۶ | قیام پر اجماع ہے                | ۱۲ |
| ۲۷ | قولہ، مستحب پر اصرار، اقول      | ۱۳ |
| ۲۸ | اقول، جشن میلاد                 | ۱۴ |
| ۲۹ | حدیث شریف                       | ۱۵ |

|    |    |                                       |
|----|----|---------------------------------------|
| ۳۱ | ۱۶ | قوله                                  |
| ۳۲ | ۱۷ | اقول، پھر بھی نہیں ملتے               |
| ۳۳ | ۱۸ | اعتراض، جواب                          |
| ۳۴ | ۱۹ | ابن عباس کا میلاد منانا               |
| ۳۵ | ۲۰ | قوله                                  |
| ۳۷ | ۲۱ | مجلس میلاد میں شریعی تقسیم کرنا       |
| ۳۷ | ۲۲ | زینت کا بیان                          |
| ۳۸ | ۲۳ | خوش آوازی سے نعت خوانی                |
| ۴۰ | ۲۴ | تشبیہ یہود و شیعہ                     |
| ۴۱ | ۲۵ | میلاد میں حضور کا حاضر رہنا و علم غیب |
| ۴۱ | ۲۶ | اقول                                  |
| ۴۲ | ۲۷ | نبی کریم و نبوت                       |
| ۵۵ | ۲۸ | قوله                                  |
| ۵۶ | ۲۹ | اقول                                  |
| ۵۷ | ۳۰ | عجیب لطیفہ                            |
| ۶۴ | ۳۱ | قوله، ختم و درود، اقول                |
| ۶۷ | ۳۲ | جواز فاتحہ                            |

|    |  |    |
|----|--|----|
| ۷۲ | غیر مقلدین کے امام                               | ۳۳ |
| ۷۲ | روپیہ پر کیوں ختم نہیں                           | ۳۴ |
| ۷۳ | تیجہ، دسواں، چالیسواں                            | ۳۵ |
| ۷۷ | کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا                      | ۳۶ |
| ۷۸ | قولہ، قول ابن الحاج، اقول                        | ۳۷ |
| ۷۹ | دن کا تعین اور خوشی                              | ۳۸ |
| ۸۰ | قولہ، قول مجدد الف ثانی                          | ۳۹ |
| ۸۲ | مولوی مظہر صاحب                                  | ۴۰ |
| ۸۲ | قاضی ثناء اللہ پانی پتی، قولہ، اقول              | ۴۱ |
| ۸۵ | قبروں پر روشنی، قولہ، اقول                       | ۴۲ |
| ۸۸ | قولہ، اقول                                       | ۴۳ |
| ۸۹ | مولوی حسین کے اشعار کا جواب                      | ۴۴ |
| ۹۱ | امام احمد رضا اور میلاد شریف                     | ۴۵ |
| ۹۲ | مولانا عبد السمیع رام پوری                       | ۴۶ |
| ۹۲ | میلاد منانے والے محدثین و فقہاء                  | ۴۷ |
| ۹۶ | تقریظ ابی عبدالقادر محمد عبداللہ برادر اکبر مؤلف | ۴۸ |
| ۹۷ | مولوی محمد شریف برادر مؤلف                       | ۴۹ |

اُس کو دشمن جانو محبوبِ خدا کا دوستو! جو کرے انکار حاصل جاہل محفلِ میلاد میں  
مال و زرد نیائے دوں کا صرف کر کے دوستو! دولت دین کر لو حاصل محفلِ میلاد میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ابتدائیہ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والحمد لله  
والسلام على نبيه الذي ارسله رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه

اجمعين

بعد حمد و ثنا کے عرض ہے کہ آج کل جبکہ محفلِ میلاد بعض اشخاص کو بُری معلوم  
ہوئی اور کفر و شرک کہنے لگے تب علماء وقت نے بھی ان کے عقائدِ باطلہ اور خیالات  
فاسدہ کی تردید میں بہت سارے رسائل تصنیف کئے اور ان کے ہر ایک اعتراض  
دندان شکن جواب دیکھ کر عوام کو ممنون و مشکور فرمایا مگر ابھی تک منکرانِ میلاد فتاویٰ میلاد  
مُصَنَّف احمد علی سہارنپوری و رشید احمد گنگوہی جا بجائے پھرتے ہیں۔

حالاں کہ اس کے مندرجہ دلائل کا جواب قبل ازیں علمائے کرام دے چکے  
ہیں ہاں مستقل جواب اس کا میری نظر سے نہیں گزرا لہذا مختصر جواب اس کا لکھا جا  
ہے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

قول: احمد علی: ذکر کرنا پیدائش شریف ہمارے پیغمبر رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ واصحابہ الف الف تحیۃ و سلام جو صحیح صحیح روایتوں کے ساتھ اٹخ۔

**اقول: حقیقت میں..... صاحبِ محفلِ میلاد کو جائز قرار دیتے ہیں، بلکہ**

فرماتے ہیں: کہ

ایسی مجلس جبکہ ممنوعاتِ شرعیہ سے خالی ہو باعثِ  
خیر و موجبِ برکت ہے (چند سطور کے بعد مفصل لکھ دیا کہ  
) ذکرِ خالصِ برکتِ اشتمالِ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام  
موافقِ شرعِ شریف کے اور درود بھیجنارُوحِ پاکِ آنحضرت  
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور بیان کرنا اور معلوم کرنا صفات  
اور کمالاتِ آن سرور کائنات علیہ التحیات کا موجبِ کثرت و  
برکت اور زیادتیِ رحمت کا اور دو جہان کی نیکیوں باعث  
دینے والا بلندیِ درجات کو نین کا ہے۔

پس یہی ہمارا مدعا ہے اب مولود کے اثبات پر چنداں ضرورت تو نہیں رہی  
کہ کچھ لکھا جائے کیوں کہ مولوی صاحبان تسلیم کر چکے ہیں مگر عوام کے لئے کچھ عرض کر  
دینا ضروری سمجھتا ہوں

## محفلِ میلاد کیا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف کا ذکر کرنا نظماً و نثرًا اور ذکرِ ولادت  
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وعظ کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا اور بیٹھ کر بھی  
صلاۃ و سلام کہنا، شیرینی وغیرہ تقسیم کرنی، آرائشی مکان اور یہ سب امور علی سبیل الانفراد



نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں اس لئے پہلے ذکر میلاد و اوصافِ آں حضرت صلی اللہ علیہ  
وآلہ و صحابہ اجمعین قرآن شریف سے سنئے!

## قرآن شریف سے ثبوت

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ فرماتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ  
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۰۱﴾

البتہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے گراں ہے (بھاری  
ہے) اس پر جو تم تکلیف اٹھاؤ حریص ہے تمہاری ہدایت پر ایمان والوں پر شفقت  
رکھنے والا مہربان۔

دیکھو! خدا تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کے آنے کا ذکر فرمایا اس کے بعد  
آپ کے اوصاف بیان فرمائے۔

یہی مولود شریف میں ہوتا ہے کہ آپ کے عالم غیب سے عالم شہادت میں  
آنے کا ذکر ہوتا ہے اور آپ کے اوصاف و کمالات کو بیان کیا جاتا ہے نظماً یا سراً

خود خدا نے کی ثنائے رحمۃ للعالمین بُتذبانِ قال سے کرتے تھے صف شاہدین  
اور جماد و جانور بھی نعت سے چھوٹے نہیں انبیاء دائم رہے مداح ختم المرسلین  
ہاں مگر شیطان کو شاید ہو تو وہ اس میں کلام ماسوا کی اس نے جب تعظیم سمجھی ہے حرام

ایسا ہی آپ نے خود ذکر کیا اپنی اولیت اور سابقیت و ولادتِ باسعادت کا  
بیان فرمایا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود کرنا

ذکر میلاد حدیث شریف سے ثابت ہے وہو ہذا۔

## میلاد کا حدیث شریف سے ثبوت

کما روی احمد والبخاری والطبرانی والحاکم والبیہقی وابونعیم عن  
العرباض بن ساریة:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَ  
مَا خَبِرْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ دَعْوَةَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةَ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي  
رَأَيْتُهُ وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَيْنَ وَإِنَّ أُمَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
آلِهِ وَسَلَّمَ رَأَتْ حَيْثُ وَضَعَتْ نُورًا أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ (خصائص  
كبرى صفحہ ۳۶)

یعنی عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و  
سلم نے فرمایا: کہ

میں خدا کا بندہ اور خاتم الانبیاء ہوں اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے  
ہوئے تھے اور دیکھو! میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں دعا ہوں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوش خبری ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں اسی طرح  
اور انبیاء کی ماںیں خواب دیکھتی تھیں اور میری ماں نے دیکھا کہ ایک نور نکلا کہ جس سے  
مملک شام کے محل نظر آنے لگے۔

اسی مضمون کی حدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۵ میں بھی موجود ہے نیز مشکوٰۃ

میں بحوالہ ترمذی ایک اور حدیث مذکور ہے:

وَعَنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَهُ  
سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ،  
فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟

فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ،  
إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي  
خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا  
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَإِنَّا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا، (رواه الترمذی)  
حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ بنی ہاشم کے متعلق بعض لوگوں  
سے کچھ ناگوار بات سُن کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آئے، پس کھڑے ہوئے  
آپ منبر پر اور فرمایا: میں کون ہوں؟

محفل میلاد میں جو حاضر تھے انہوں نے عرض کیا:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

آپ نے فرمایا: کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا پھر وہ  
گروہ کئے، سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا، پھر قبائل بنائے اور مجھ کو افضل قبیلہ میں رکھا،  
پھر گھرانے جدا کئے سو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور ذاتی  
فضل بھی عطا فرمایا ہے۔

بخاری میں بہ روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز موجود ہے:

آپ نے اپنی پیدائش کا خود ذکر فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ

الَّتِي كُنْتُ مِنْهُ كَذَا فِي الْمَشْكُورَةِ.

سیدنا ابو ہریرہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری پیدائش بنی آدم کے اس خاندان میں ہوئی جو ہر زمانہ میں بنی آدم کی

جماعتوں میں افضل رہا ہے یہاں تک کہ میں اس جماعت میں پیدا ہوا جس میں پیدا

ہوا۔

پس احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا حال

ولادت باسعادت کئی بار ذکر فرمایا ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش کے حالات اور ان کے اوصاف و

کمالات کا ہم تک پہنچنا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے

لے کر اب تک محفل میلاد ہوتی رہی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں حضور کی پیدائش

کے حالات و اوصاف و کمالات کیسے معلوم ہو سکتے تھے آپ کے اوصاف و کمالات و

حالات پیدائش کا ذکر کرنا بھی مولود ہے۔ خداوند تعالیٰ کا اپنے حبیب کریم کو نام لے کر

خطاب نہ کرنا بلکہ اوصاف حمیدہ کے ساتھ خطاب کرنا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ

خدا تعالیٰ کو نہایت ہی نعت شریف کا اہتمام منظور ہے اور انبیاء کو خدا تعالیٰ نام لے کر

خطاب کرتا رہا ہے کما فی القرآن یا موسیٰ یا عیسیٰ یا نوح وغیرہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو

قرآن شریف میں نام لے کر خطاب نہیں کیا یعنی یا محمد کہیں نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ حضور کے اوصاف کا بیان ہونا خدا کو بہت پسند ہے اسی کو نعت کہتے ہیں خواہ نظم ہو یا نثر ہر طرح خدا اور رسول کو پسند ہوگا۔

## نعت خوانی کا بیان

خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے اوصاف شعروں میں برضا و رغبت

سے:

کما اخرج الحاكم والطبرانی عن خريم بن اوس قال:

هاجرت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منصرفه من

تبوك فسمعت العباس يقول: يا رسول الله اني اريد ان امدحك، قال:

قل لا يقضض الله فاك ا فقال:

|  |   |
|--|---|
| مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ يُخَصَفُ الْوَرَقُ   | مِنْ قَبْلِهَا طَبَّتْ فِي الظَّلَالِ وَفِي |
| أَتَتْ وَلَا مُضْغَةً وَلَا عَلَقُ       | ثُمَّ هَبَطَتْ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ        |
| الْجَمِ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ     | بَلْ نُطْفَةٌ تَرَكَّبُ السُّفِينِ وَقَدْ   |
| إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ         | مُنْتَقِلٌ مِنْ صَالِبِ إِلَى رَحِمِ        |
| فِي صَلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ    | وَوَرَدَتْ نَارَ الْخَلِيلِ مُسْتَبْرًا     |
| خَنَدَفِ عُلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطْقُ   | حَتَّى أَحْوَى بَيْتَكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ  |
| الْأَرْضِ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُنُقُ  | وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتْ         |
| النُّورِ وَسَبِيلِ الرُّشَادِ نَحْتَرِقُ | فَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي       |

جزیم بن اوس کہتے ہیں: میں ہجرت کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے تھے:

میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی مدح میں کچھ شعر کہوں

آپ نے فرمایا: کہو! اللہ تمہارے منہ کو بے دندان نہ کرے (زہے نصیب ان لوگوں کے جو آج کل شعروں میں نعتیں پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں) سو انہوں نے ایک قصیدہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ کی پیدائش دنیا سے بیشتر پاک و صاف تھے، بہشتی درختوں کے سایہ میں اور جنتی مکانوں میں، جبکہ حلقے بہشتی اتر جانے سے آدم اور حوا اپنے ستر عورت کے لئے پتے لپیٹتے تھے،

پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ آپ جامہ بشری میں تھے اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے،

بلکہ نطفہ تھے، اور اسی حال میں نوح کی کشتی پر سوار ہوئے، جبکہ نسر بت کہ لگام دیا گیا تھا، اور اس کے پوجنے والے غرق ہو گئے،

اور باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جب ایک قرن آپ کو ختم ہوا دوسرا شروع ہو گیا جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہو گیا،

آپ ابراہیم کی پشت میں پوشیدہ تھے جبکہ ان کو آگ میں ڈالا پھر بھلا وہ کیوں کر جل سکتے تھے،

اور آپ کی بزرگی یہاں تک کہ آپ کا شرف حاوی ہو گیا بڑے بڑے عالی نسب والوں کو سوہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں،

ایسے ہی کتاب خصائص کبریٰ کے صفحہ ۳۹ میں ہے،

ایسا ہی صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود ہے:  
آپ نے بامر خود حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نعت شعروں میں سنی دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۰۱ جس کا ابتدا یہ ہے:

قال حسان:

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَاجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا رَسُولَ اللَّهِ شِيْمَتَهُ الْوَفَاءُ

((تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکی ہے میں ان کی طرف سے جواب دیتا

ہوں اور اس میں اللہ کے ہاں جزاء ہے۔

تو آپ کے بارے بڑے بڑے الفاظ کہے حالانکہ آپ نیکی کرنے والے پرہیز

گار ہیں، اللہ کے رسول ہیں، ان کی عادت و اخلاق و فادادوی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ بارگاہ رسالت میں نعت بیان کرتے ہیں تو

عرض گزار ہیں کہ میں جو دشمن رسول کو جواب دیتا ہوں تو اس میں میرے لئے جزاء

ہے، نبی کریم نے اس کا رد نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ یہ بات آپ نے درست کہی ورنہ

آپ ارشاد فرماتے کہ اے حسان تو یہ کیا کہتا ہے؟

نیز معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی دشمن مصطفیٰ کو جواب دینا اور اس کی توہین کرنا

پسند ہے ورنہ وہ جبریل کو روانا کرتا اور اس کے خلاف حکم نازل ہوتا، جب یہ نہیں تو معلوم ہوا کہ مدح رسول پسندیدہ امر ہے اور توہین رسول غیر پسندیدہ کام ہے، اور دنیا سے اگر بچ کر دشمن رسول چلا گیا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکے گا، محمد یاسین قادری شطاری ضیائی))

شرح مواہب الدینہ میں زرقانی سے موجود ہے کہ آپ نے خود امر کیا: حسان کو کہ جو مشرک میری ہجو کرتے ہیں ان کو جواب دو! پس حسان کھڑے ہوئے اور کہا: جس کا یہ اول بیت ہے

هَلِ الْمَجْدُ إِلَّا بِسُعُودٍ وَالْعُودُ وَالْتَدَى وَجَاهُ الْمُلُوكِ وَاحْتِمَالِ الْعِظَائِمِ  
بخاری میں خود یہ موجود ہے کہ آپ حسان کے لئے منبر بچھایا کرتے تھے اور کافروں کی ہجو، ان سے سنا کرتے تھے اور یہ فرماتے کہ خدا تعالیٰ حسان کی روح القدس سے مدد فرماتا ہے۔

## قیام کا ثبوت

اب قیام کی بابت عرض کرتا ہوں جو بوقت سننے ولادت شریف کے کیا جاتا ہے۔ خصائص کبریٰ کے صفحہ ۷۴ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عالم دنیا میں تشریف لانے کا وقت ہوا تو اس وقت خدا نے فرشتوں کو یہ حکم فرمایا:

اَفْتَحُوا ابْوَابَ السَّمَاءِ كُلَّهَا وَاَبْوَابَ الْجَنَانِ كُلَّهَا وَاَمْرًا لِلْمَلَائِكَةِ بِالْحُضُورِ فَنَزَلَتْ النُّجُومُ



یعنی تمام دروازے آسمانوں کے کھول دو! اور فرشتوں کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا: استقبال کے لئے حاضر ہو جاؤ حتیٰ کہ حوروں کو بھی حکم ہوا کہ وہاں حاضر ہوں

وَأَقِيمَ عَلَى رَأْسِهَا سَبْعُونَ أَلْفَ حُورًا فِي السَّمَاءِ يَنْتَظِرُونَ  
وَلَا دَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی مائی صاحبہ کے سر کی طرف ستر ہزار حوریں ہوا میں منتظر و لا دت  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی رہیں۔

اب وہ وقت تو ہمیں نصیب نہ ہوا کہ ایسے وقت میں قیام میں شامل ہوتے،  
مگر جب وہ واقعات ہم سنتے ہیں تو فرشتوں کی موافقت کے لئے ہم بھی کھڑے ہوتے  
ہیں تاکہ ان کی موافقت کرنے سے ہمارے گناہ بخشے جائیں، پڑھو! حضور علیہ الصلاۃ  
والسلام کا فرمان عالی شان:

مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ الْمَلَائِكَةُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، رواه البخاری

یعنی جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا تو اس کے پہلے گناہ  
بخشے جائیں گے،

صف باندھنا

نیز جماعت میں صف باندھ کر کھڑے ہونا یہ بھی فرشتوں کی موافقت کی وجہ  
سے ہی ہے:

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَ الصُّبْحِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: أَشَاهِدُ فُلَانًا؟

قَالُوا: لَا

قَالَ: أَشَاهِدُ فَلَانَ؟

قَالُوا: لَا

قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَلَوْ  
عَلِمُونَ مَا فِيهِمَا لَاتَيَّمُوهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا عَلَى الرُّكْبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ  
فَلِي مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ، الْحَدِيثُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ هَكَذَا فِي  
الْمَشْكُورَةِ،

یعنی روایت ہے ابی بن کعب سے:

نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صبح کی پس جب  
سلام پھیرا، فرمایا: کیا حاضر ہے فلان؟

صحابہ نے عرض کیا: نہیں

پھر فرمایا: کیا حاضر ہے فلانا؟ کہا صحابہ نے: نہیں،

آپ نے فرمایا:

تحقیق یہ دونوں نمازیں یعنی فجر اور عشا کی بہت گراں ہوتی ہیں منافقوں پر  
اگر جانتے تم کیا ثواب ہے ان دونوں نمازوں کا البتہ آتے تم ان کے لئے اگر چہ چلتے  
گھٹنوں پر اور تحقیق صف پہلی مانند صف فرشتوں کی ہے الخ۔

دوسری حدیث

جابر بن سمرہ سے روایت ہے:

کہا اس نے: نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس دیکھا ہم کو کھڑے بیٹھے  
میں حلقہ بنائے ہوئے، پس فرمایا: کیا ہے واسطے میرے دیکھتا ہوں تم کو جماعتیں الگ  
الگ پھر نکلے ہم پر، پس فرمایا:

أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا..... الحدیث

یعنی کیا تم صف نہیں باندھتے جیسے فرشتے صف باندھتے ہیں اپنے پروردگار  
کے ہاں؟ الخ

پس ثابت ہوا اس سے کہ بوقت سننے ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے قیام کرنا خدا و رسول کے حکم سے ہے کیوں کہ جب فرشتوں نے حکم الہی  
سے تعظیماً قیام کیا تو ہمیں بھی بہ سبب موافقت کرنے قیام فرشتوں کے قیام کرنا ضروری  
ٹھہرا۔

رہی یہ بات کہ فرشتوں نے تو عین ولادت میں کیا ہمارا سن کر قیام کرنا بھی  
کچھ ثواب رکھتا ہے یا نہیں سو اس کی بابت یہ عرض ہے کہ مشکوٰۃ میں حدیث موجود ہے  
ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
پوچھا:

أَخَذَ خَيْرٌ مِنَّا أَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہم سے بہتر ہوگا ہم اسلام لائے آپ کے

ساتھ جہاد کئے؟

آپ نے جواب دیا:

نَعَمْ قَوْمٌ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْْنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ

ہاں! اور بھی بہتر ہوں گے وہ ایک قوم ہوگی تمہارے بعد جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالاں کہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ بغیر دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لا کر عمل کرنے والا بہت بھاری درجہ کا مستحق بن جاتا ہے۔

نیز اس بات کا پتہ اس حدیث سے بھی ملتا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَطُوبَى لِمَنْ سَبَعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ يَرَأِنِي وَآمَنَ

بِي رَوَاهُ ابْنُ أَحْمَدَ كَذَابِي الْمَشْكُورَةَ بَابُ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

خوشی ہو واسطے اس کے جس نے مجھے دیکھا اور سات خوشیاں ہوں اس کو

جس نے مجھے دیکھا نہیں اور ایمان لایا میرے ساتھ۔

پس معلوم ہوا کہ سن کر مان لینا اور پھر اس پر کارگر ہونا بڑے درجے کو پہنچاتا

ہے خوشی ہو ان لوگوں کو جو ذکر و ولادت شکر آمنا و صدقنا کہہ کر تعظیمنا کھڑے ہو جاتے

ہیں اور صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں۔

## قیام فی نفسہ عبادت ہے یا نہیں

نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ دست بستہ قیام عبادت بھی ہے یا نہیں جب آپ کو

یہ معلوم ہو جائے گا تو آپ قیام کو شرک اور بدعت نہ کہا کریں گے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب پارہ الم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

در حقیقت چیز یکہ نمازی را از غیر نمازی تمیز پیدا کند ہمیں دو فعل اندر رکوع و

سجود، و قیام اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ہم ندارد، اتہی

حقیقت میں جو چیز نمازی کو غیر نمازی سے ممتاز کرتی ہے وہ دو چیزیں ہیں

رکوع اور سجدہ، البتہ قیام نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کسی عبادت کے ساتھ خاص نہیں

ہے۔

شرح کبیر معنیہ میں علامہ حلبی لکھتے ہیں:

والقیام لم یشرع عبادة وحده و ذالك لان سجود غائبة

الخصوع حتى لو سجد لغير الله يكفر بخلاف القیام.

اور قیام تنہا عبادت کے طور پر مشروع نہیں کیونکہ سجدہ انتہائی عاجزی کا نام

ہے حتیٰ کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہوگا بخلاف قیام کے (کہ غیر اللہ کے لئے

قیام کر کے کافر نہیں ہوتا:

پس ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ قیام فی نفسہ عبادت نہیں نماز میں جو قیام

کیا جاتا ہے وہ چند قیود کے باعث ہے طہارت کاملہ استقبال قبلہ قراءت و وسیلہ تکرار

الرکوع والسجود وغیرہ۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ قیام خدا تعالیٰ کی خاص تعظیموں میں سے نہیں ہے

جو دوسرے کے لئے شرک ہو، ہاں! اگر رکوع سجود کو کہو تو البتہ ہو سکتا ہے۔

دیکھو صلاۃ جنازہ اس میں رکوع سجود نہیں یہی وجہ ہے کہ اس میں شرک کی

مشابہت تھی بخلاف قیام کے اس میں روبرو ہونا میت کا مضرت نہیں جیسا کہ رکوع و

سجود میں (بسبب اشتباہ بالشک) مضرب ہے اگر قیام بھی خاص تعظیموں میں شمار ہوتا تو اس میں بسبب روبرو ہونے میت کے شرک کی مشابہت پائی جاتی، اذلیس فلیس۔  
اگر کہا جائے کہ میت کا روبرو ہونا کوئی مضرب نہیں کیوں کہ طلب مغفرت خدا سے ہے۔

تو میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہی ہے تو اس میں رکوع و سجود کیوں نہیں رکھا گیا، اس میں تو خدا کی ہی تسبیح تھی؟ فمما هو جوابکم فہو جو ابنا۔  
معلوم ہوا کہ قیام کوئی خاص تعظیموں میں سے نہیں ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ، رواه البخاری

یعنی اے انصار! کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف!

اگر قیام خاص خدا کی تعظیموں میں ہوتا تو آپ ایسا نہ فرماتے، پوشیدہ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سردار ہیں جیسا کہ ہے بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَسَيْدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..... الحديث

میں تمام لوگوں کا قیامت میں سردار ہوں۔

ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس سے یوں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

أَنَسَيْدٌ وُلِدَ آدَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَا فَخْرَ الْخِ،

اے وانا لم یکن فیہا رکوع ولا سجود لئلا یتوہم بعض الجہلۃ انما

عبادۃ للمیت فیصل بذالک مکذا فی فتح الباری صفحہ ۶۸۲ جلد ۱

میں بنی آدم کا سردار ہوں دنیا اور آخرت میں۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کے لئے قیام کرنا مطابق سنت حمیدہ

کے ہے نیز اس میں صحابہ کا عمل درآ مد بھی پایا جاتا ہے،

عن ابی ہریرہ قال: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا

قَامَ قُمْنًا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضُ بِيُوتِ أَرْوَاجِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

یعنی روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ: ہم لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم باتیں کیا کرتے تھے پھر جب اٹھتے تو ہم لوگ سب اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور

ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ حضرت محل مبارک میں داخل ہو جاتے۔

لیجئے! حضور کے لئے صحابہ سے بھی قیام ثابت ہے۔

محفل میلاد قائم کرنی تعظیموں میں سے ایک جیسا کہ تفسیر روح البیان میں

زیر آیت، وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ لَكُنَّ

وَمِنْ تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَلُ الْمَوْلُودِ

یعنی مجلس میلاد کا منعقد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیموں میں سے

ایک تعظیم ہے۔

اور قیام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیموں میں سے ایک تعظیم ہے۔

جیسا کہ فتویٰ بغداد شریف میں تصریح ہے:

وَتَعْظِيمُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذَا الْقِيَامَ مِنْ

بَابِ التَّعْظِيمِ.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہر مسلمان پر واجب ہے بیشک کھڑا ہونا

(یوقت ذکر ولادت شریف سننے کے) تعظیموں میں داخل ہے۔

امید ہے کہ قیام کو مخالف بھی تعظیموں میں شمار کرتے ہوں گے جب معلوم ہوا کہ قیام ایک تعظیم ہے تو حضور کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا ہمیں اس آیت سے واجب ہوا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا تَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ

وَتُقِرُّوهُ..... الْآيَةُ

البتہ بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد! شاہد اور خوشخبری دینے والا ڈرسانے والا تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر عزت کرو اس کی اٹخ اس سے نتیجہ اظہر من الشمس ہے گویا خدا فرماتا ہے میرے رسول کے لئے قیام کرو، کیوں کہ حکم خدا کا ہے کہ تعظیم کرو اور قیام ایک تعظیم ہے نتیجہ یہ ہوا کہ قیام کرو جب واعظ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم کے لئے سامعین کو حکم کریں کہ قیام کرو تو سامعین پر واجب ہے کہ اسی وقت کھڑے ہو جائیں! دیکھو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں قیام کی بابت ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا  
تَفَسَّحَ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ  
الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٠﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جس وقت کہا جائے واسطے تمہارے کشادگی کرو مجلسوں میں پس کشادگی کرو! تو کشادہ کرے گا اللہ تمہارے لئے اور جس وقت کہا جائے اٹھ کھڑے ہو پس کھڑے ہو! درجوں بلند کرے گا ان لوگوں کو جنہوں نے مان



لیا تم میں سے اور ان لوگوں کو جو دئے گئے علم، اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرے ہو خبردار ہے،

اس آیت شریفہ میں لفظ مجالس ہے بسبب الف لام سبب مجلسوں کو شامل ہے اور مجلس میلاد شریف بھی منجملہ مجالس ہے، پس جب اہل مجلس کو میلاد شریف کی مجلس میں کہا گیا کہ اٹھو تو اٹھنا اس آیت کے حکم سے واجب ہوا، آگے اس آیت میں اہل علم کے رفعت درجات کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مجالس اہل علم مراد ہے اور مجلس میلاد مجلس علم ہے نیز میلاد مبارک میں نزدیک علمائے محققین احناف کرام و اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قیام کرنا واجب ہے۔

چنانچہ کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹۰ و اتباع الکلام علامہ محمد یحییٰ مفتی و مشارق الانوار قدسیہ امام شعرانی و کتاب تنویر و شرح صدور میں امام سیوطی رحمہ اللہ وغیرہ نے بایں طور اڑ قائم فرمایا ہے:

فذكر وان عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم يحضر روحانيته صلى الله عليه وسلم فعند ذلك يجب التعظيم والقيام.  
یعنی بوقت ذکر میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے اسوقت قیام کرنا واجب ہے اور ابو زید علیہ الرحمۃ اپنی مولد میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

۱۔ جب قاری میلاد نے پڑھا  
اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب ☆ تو جو اٹھے ان کے لئے درجے ہیں  
جس نے انکار کیا یا نہ اٹھایا اٹھ ☆ کر چلا گیا وہ خدا کی کلام کا منکر ہوا (امام الدین غنی ح)

عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم القیام واجب لمانہ  
تحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم .

یعنی مجلس میلاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک حاضر ہوتی  
ہے اسوقت تعظیم اور قیام کرنا واجب ہے۔

پس ان تمام عبارات سے ثابت ہوا کہ قیام برائے تعظیم روح مبارک  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے اور آیت کریمہ تعزروہ وتوقروہ اس پر شاہد  
اور آپ کی ذات مبارک کی تعظیم حیات و بعد از ممات ہمارے لئے یکساں ہے اور اس  
سے انکار کرنا محض جہالت و عداوت آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام ہے واللہ اعلم  
بالصواب۔

## حضور کا ذکر خدا کا ذکر ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے! کہ حضور کا ذکر گویا عین ذکر الہی ہے یہ بات حدیثوں  
سے ثابت ہے تفسیر درمنثور، شفاء میں بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ:  
حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذَا ذُكِرْتُ مَعِيَ

یعنی جب میرا ذکر کیا جائے گا ساتھ ہی تمہارا ذکر بھی کیا جائے گا۔

حضور کے ذکر کو خدا کا ہی ذکر مانا گیا ہے۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو! واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جیسا کہ امام سیوطی نے درمنثور میں زیر آیت اَلَا بِسْمِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

الْقُلُوبُ لکھا ہے۔

اخرج ابن الجاشیہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و  
ابو شیخ عن مجاهد اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ قَالَ بِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ  
یعنی مجاہد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر  
سے دل مطمئن ہوتے ہیں مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور اصحاب کا ذکر ہے  
کیا ہی خوب لکھا ہے مولانا مولوی محمد انور اللہ صاحب حیدرآبادی نے اپنی  
کتاب انوار احمدی میں:

پھر ہو ذکر سرور عالم کا کیسا مرتبہ جس کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا  
رفع ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے مطمئن ہوتے ہیں دل ذکر شہ لولہ سے  
پس جو لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت رکھنے والے ہیں وہ تو خوشی  
قیام فرمائیں گے دشمن رسول کو اس سے ضرور نفرت ہوگی اگر مجلس میلاد میں شامل بھی ہو  
گا تو بھی بوقت قیام بھاگ جائے گا جب یہ معلوم ہو چکا کہ حضور کا ذکر عین ذکر خدا ہے  
تو پھر یہ ہر حالت میں مامور من اللہ ہوگا، کما قال اللہ تعالیٰ:

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ!

یعنی یاد کرو اللہ کو کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر!

معلوم ہوا کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے عام حکم دیا ہے یعنی یاد کرو اللہ کو قیام  
میں بیٹھ کر لیٹ کر یعنی جس طرح بھی ہو کھڑے ہو کر ذکر کرو تو بھی بہتر بیٹھ کر روہ بھی  
اچھا لیٹ کر روہ بھی جائز پس لیٹ کر تو معذورین کے لئے خاص ہوا، وہ جو بوقت  
سونے کے ذکر اذکار شروع ہیں جب حضور کا ذکر جس کو اللہ کا ذکر کہا گیا ہے کھڑے ہو

کر کرنا بھی مامور من اللہ ثابت ہوا تو حضور پر صلاۃ و سلام کھڑے ہو کر پڑھنا حکم خداوندی سے ہے، فہو المراد۔

## قیام پر اجماع ہے

کما فی الدر المنظم: قد اجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنة والجماعة علی استحسان القیام المذكور وقد قال: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِي عَلٰی ضَلَالَةٍ:

حضور کی امت اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے اس پر کہ قیام کرنا بوقت ذکر ولادت شریف سننے کے مستحسن ہے اور حضور کا فرمان ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی..... جس سے معلوم ہوا کہ قیام کرنا عند ذکر الرسول مستحسن امر ہے۔

جو بات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم میں زیادہ دخل رکھتی ہو وہ بہت بہتر ہوتی ہے، دیکھو! فتح القدر میں آداب زیارت:

وَ كُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَجْلَالِ كَانَ حَسَنًا

اور ہر وہ چیز جو تعظیم میں زیادہ داخل وہ حسن ہے (اس کا تعظیم کے لئے کرنا

حسن ہے)۔

قیام کرنا حضور کی تعظیم ہے یہ کیوں کر نہ مستحسن ہوگا اور منکر میلاد بھی قیام کو تعظیم سے مانتے ہیں جب تعظیم ہوئی تو قیام مستحسن ہوگا۔

قولہ: صفحہ،

جبکہ یہی امر مستحب اور بوجہ اصرار و تکرار بار بار

کے عوام کے ذہن میں اُلخ (تا) تو اس وقت ایسے امر مستحب کا چھوڑ دینا خود مستحب چہ جائیکہ اکثر عوام اور بعض علما کہ جو دنیا کے علوم میں مصروف ہیں اور حقیقت سنت اور بدعت سے پورا بہرا اور حصہ نہیں رکھتے ہیں وہ تو اس (مولود) مستحب کو مثل واجب اور فرض کے عمل میں لاتے ہیں، بلکہ اس کے چھوڑنے والے کو اپنے اعتقاد میں نماز کی جماعت چھوڑنے والے سے بھی زیادہ برا سمجھتے ہیں اور آگے پیچھے اس کو علوم و مذموم شرعی جانتے ہیں ایسے وقت میں لازم ہے کہ اس مستحب کو چھوڑ دے اُلخ

### مستحب پر اصرار

اقول: مستحب کو مستحب سمجھ کر اس پر ہمیشگی کرنی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے

اس کو مولوی صاحب خود اسی فتویٰ میں ۵ صفحہ ۳ سطر میں مانتے ہیں لکھتے ہیں:  
اگر اعتقاد اس کے وجوب کا فاعل کونہ ہو تو اس کے حق میں بدعت نہ ہوگا۔

مولوی صاحب نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے جو اب لکھنے کی ضرورت ہی نہیں تاہم عوام کے لئے کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھ کر لکھتا ہوں حدیث میں آیا ہے:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ إِذْوْمُهَا وَإِنْ قَلَّ رُوَاهُ الْبُخَارِيُّ

خدا تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ ہوا اگرچہ تھوڑا ہو (صحیح مسلم جلد اول)

(صفحہ ۲۶۶)

پس آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا یہ کہ عمل اگرچہ تھوڑا ہمیشہ کیا جائے تو خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے جس پر خدا خوش ہو وہ کیوں کر نہ ذریعہ نجات ہوگا۔

## جشن میلاد

مستحسن ہوا تو اس پر ہمیشگی کرنی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوئی مجلس میلاد کے قائم کرنے والے اس کو مستحسن ہی سمجھ کر ہمیشہ کرتے ہیں پھر کس طرح ہمیشگی کرنے والے پر الزام آسکتا ہے سورۃ قل اعوذ برب الفلق کا روزمرہ پڑھنا کوئی فرض واجب نہیں جس کے ترک کرنے سے گناہ ہو مگر پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے:

فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تَفُوتَكَ فَأَفْعَلْ (رواہ الحاکم وابن حبان

کما فی حص حصین صفحہ ۲۱۹)

یعنی اگر تو طاقت رکھتا ہے اس سورۃ کو ہمیشہ پڑھا کر و پس کیا کر یعنی پڑھا کر معلوم ہوا کہ مستحب پر ہمیشگی کرنی منع نہیں بلکہ بہت بہتر ہے۔

## حدیث شریف

وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

صفحہ ۳۲۲، اس کے حاشیہ میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں:

بہت پسند ہے دین سے خدا کے نزدیک وہ عمل جس پر حال ہمیشگی کرے نام الدین

الدائمُ أَنْ يَأْتِيَ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ كُلَّ شَهْرٍ بِحَسْبِ مَا يُسْمَى دَوَامًا

عُرْفًا.

ہیشگی کرنی یہ کہ ہر دن یا ہر ماہ مطابق اسکے جس پر ہیشگی کا اطلاق ہو عرفاً۔  
معلوم ہوا کہ محفل میلاد قائم کرنے والے اس پر ہیشگی کرنے والے بڑے اجر  
کے مستحق ہیں۔

آداب وضو اور نماز پر امید ہے کہ مخالف بھی ہیشگی کرتے ہوں گے اصل یہ  
ہے کہ فرض سمجھنے سے فرض ہوتا ہے، واجب سمجھنے سے واجب فقط اہتمام اور ملازمت  
سے فرض واجب نہیں سمجھا جاتا یہ کام ذل کا ہے موقوف نیت پر نہ اہتمام ظاہر پر۔  
دیکھئے! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بہ سبب نماز تحیۃ الوضو پر ہیشگی کرنے  
سے بلال کی تعریف کی میں اس کی جوتیوں کا آواز جنت میں اپنے آگے سنتا تھا  
باوجودیکہ اس نے نہیں سیکھا تھا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنس بلکہ استنباط  
کیا تھا مطلق نماز کے حکم سے اب بتائیے! میلاد شریف کا ہمیشہ کرنا یا بار بار کرنا ثابت  
ہوا یا نہ؟ کہو! ہوا۔

جو شخص میلاد کو برا سمجھے بلکہ اس کے فاعل کو اس محفل سے منع کرے، کہے:

اس مجلس کو نہ قائم کیا کرو!

اس میں شامل بھی نہ ہوا کرو!

وہ بیشک لائق ملامت ہے، کیوں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کی  
علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے حالات بیان کئے جائیں یا سنے جائیں،  
اور یہ شخص سننے سنانے کو برا کہتا ہے ایسا شخص کیوں کر نہ مستحق ملامت ہوگا کسی نے خوب  
کہا ہے۔

سنتا ہے اسی کی بات جس کی دل میں الفت ہو

وہ کب سننے کو آتا ہے جسے دل میں عداوت ہو

محفل میلاد کو برا کہنے والے کے دل میں ایک نفاق کی شاخ ہے، جدہ کے

فتویٰ میں علامہ ابن علی احمد نے تحریر فرمایا ہے:

لَا يُنْكِرُهَا إِلَّا مَنْ فِي قَلْبِهِ شُعْبَةٌ مِّنْ شُعْبِ النِّفَاقِ .

انکار میلاد کا وہی کرے گا جس کے دل میں نفاق کی شاخوں میں سے کوئی

شاخ ہوگی۔

مولانا محمد امین مدینہ کے فتویٰ میں لکھتے ہیں:

فَلَا يُنْكِرُهَا إِلَّا مُبْتَدِعٌ      پس نہیں انکار کرتا اس کا مگر بدعتی،

منکر میلاد اپنی ملامت کو روکتے ہیں۔

علامہ یحییٰ ابن مکرم نے لکھا ہے:

وَلَا يُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ فَعَلَى حَاكِمِ الشَّرِيعَةِ أَنْ يَعْزُرَ!

منکر نہیں ہوتا اس کا مگر بدعتی، سو چاہئے کہ حاکم شریعت اس کے انکار کرنے

والے کو تعزیر دے!

کیا کوئی روزمرہ قرآن پڑھنے والے کو منع کرتا ہے کہ ہمیشہ نہ پڑھا کر!

کیوں کہ قرآن پڑھنا مستحب ہے اس پر اصرار نہیں چاہئے؟ کیا اس کو مومنین متقین

لامت نہ کریں گے؟ ضرور کریں گے، ایسا ہی میلاد کے منکر کی ملامت ہوگی۔

اس کو دشمن جانو محبوب خدا کا دوستو! جو کرے انکار جاہل محفل میلاد سے



قولہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

تم لوگ کہیں ایسا کام نہ کر بیٹھو! کہ تمہاری نماز میں سے کچھ شیطان کے واسطے ہو جائے پس واہنے ہی طرف کے مڑنے کو اپنے اوپر لازم و ضروری سمجھ لو، ایسا کام نہ کیو! اس واسطے کہ پیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف بھی مڑتے ہوئے بہت دفع دیکھا ہے، صاحب مجمع نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امر مستحب مکروہ ہو جاتا ہے جس وقت خوف ہو اس کے رتبہ سے نکل جائے گا۔

طیبی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جو شخص امر مندوب پر ایسا اصرار کرے کہ اس کو واجب اور لازم کر لے کبھی جو اہل عمل نہ کرے تو پیشک ایسے شخص کو شیطان نے گمراہ کیا ہے الخ،

اقول: میں آپ کو سمجھاتا ہوں، سنئے! اس میں عبد اللہ بن مسعود کا منع کرنا

اس صورت میں تھا کہ کوئی اپنے اوپر ایک طرف کا پھرنا واجب نہ کر لے حالاں کہ سنت سے دونوں ثابت ورنہ مستحب پر ہمیشگی کرنی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت بائیں طرف بھی پھرنے کو توڑ کر ایک طرف کو واجب بنا کر کہا تھا سنت تو دونوں ہی طرف پھرنا تھا اس نے اس کے خلاف کیا تب ممانعت کی گئی ورنہ مستحب پر ہمیشگی کرنے میں حدیثیں

اہد ہیں۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ  
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ قَلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ.

اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہونا کہ وہ تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ بیٹھا، مشکاۃ  
دیکھو مستحب پر ہمیشگی کی کیسی ترغیب ہے، فافہم!

جو لوگ محفل میلاد کو منع کرتے ہیں وہ حدیث کے منکر ہیں حضور علیہ الصلاۃ و

السلام پر تہمت لگانے والے ہیں۔ باوجودیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ. مسلم صفحہ ۷۱

جو عمدًا مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنائے!

پھر بھی نہیں ٹلتے!

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا

تَدَامَرْتُمْ بِهِ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا

تَدَاهَيْتُمْ عَنْهُ..... الحديث مشكوة صفحہ ۴۴۴

ابن مسعود فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! جتنی چیزیں جنت میں پہنچانے والی ہیں اور دوزخ سے بچانے والی

ہیں سب کا تم کو حکم کر چکا ہوں اور جو چیزیں دوزخ میں پہنچانے والی اور جنت سے

روکنے والی ہیں تم کو منع کر چکا ہوں الخ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت سے روکنے والی چیزیں اور دوزخ میں لے جانے والی چیزوں کو حضور نے منع فرمادیا ہوا ہے اگر محفل میلاد بھی منع ہوتی تو یہ مجلس بدعت، موجب دوزخ میں لیجانے کا ہوتی تو آپ منع فرمادیتے اب جو کوئی منع کرے اس محفل میلاد کو، وہ عہد حضور پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا رہا ہے۔

## اعتراض

اگر کوئی یہ کہے کہ میلاد کا بھی تو امر آپ نے نہیں کیا یہ کیسے جائز ہوا؟

## جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حکم جیسا کہ حسان کو فرمایا تھا جبکہ اس نے اذن طلب کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا:

قُلْ لَا يُفَضِّلُ اللَّهُ فَاكًا!

بیان کرو (میری حال ولادت باسعادت کو) نہ توڑے اللہ تمہارے منہ کو!

آپ نے حسان کے حق میں دعا فرمائی جس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ

ذکر ولادت کو اچھا جانتے تھے پوری حدیث میں پہلے لکھ چکا ہوں وہاں دیکھیں!

## ابن عباس کا میلاد منانا

مولانا شیخ ابوالنخطان علیہ الرحمۃ بحوالہ بخاری و مسلم رسالہ تنویر میں لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِهِ وَقَاتَعَ وَلَاذِيهِ

سَلَّمَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُونَ وَيَحْمَدُونَ اللهُ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا جَاءَ النَّبِيُّ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي!

ایک روز حضرت ابن عباس وقانع مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع قوم میں بیان کرتے تھے اور اہل مجلس بہن کر خوشی کرتے تھے اور خدا کی تعریف کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام پڑھتے تھے، ناگاہ سرور جن و بشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس بیان و حالات کو ملاحظہ فرما کر فوش ہوئے اور فرمایا کہ حلال ہوئی واسطے تمہارے شفاعت میری،

سبحان اللہ! جس کام کو دیکھ کر شاہ دو جہاں جائز رکھیں اور خوشی فرمائیں اور واسطے حاضرین و سامعین کے مژدہ استحقاق شفاعت سنائیں وہ امر نزدیک منکرین کے سنت نہ ہو بلکہ بدعت ٹھہرے، افسوس، افسوس،

اسی رسالہ تنویر میں ابودرداء سے مروی ہے:

إِنَّهُ مَرَّمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ يُعَلِّمُ وَقَائِعَ وَلَا دَيْتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبْنَائِهِ وَعِترته وَيَقُولُ هَذَا الْيَوْمَ فَقِيَال: اللهُ فَتَحَ لَكَ أَبْوَابَ الْحِكْمَةِ وَالْمَلَكَةَ يَسْتَغْفِرُونَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجَّكَ.

تحقیق ابودرداء گئے نبی کے ساتھ گھر عامر انصاری کے اور عامر انصاری کھاتے حالات ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیٹوں اور یگانوں کو اور کہتے تھے: هَذَا الْيَوْمَ هَذَا الْيَوْمَ پس کہا آں حضرت نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے کھولے واسطے تیرے دروازے رحمت کے فرشتے استغفار کرتے ہیں تیرے لئے جو کرے گا

کام تیرا سنا نجات پائے گا تیری سی۔

اسی طرح ہے مولود شریف ابرار میں صفحہ ۲۶ و ۲۷

اے عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مقام غور ہے کہ ان احادیث سے بھی ممانعت نکلتی ہے، یا اجازت؟ افسوس ان کی حالت پر جو اس محفل میلاد کا انکار کرتے ہیں اور مبارک بادی ان لوگوں کے لئے جو دل و جان سے اس کو کرتے ہیں۔

**قولہ:** صفحہ ۵، اور یہ بھی ہے کہ قید غیر مشروعہ یعنی ایسی قید کہ شارع کی طرف سے مقید اس کے ساتھ نہ ہو زیادہ نہ کی جائے یعنی مطلق کو مقید، مقید کو مطلق کریں یا کوئی چیز حد شرعی پر کہ ثابت نہیں ہوئی زیادہ کریں گویا دینی فی نفسہ بجائے خود اپنی ذات سے مستحب ہو یا مباح یہ بھی بدعات سے ہے۔

جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایت ترمذی باب العطاس میں ہے بروایت رافع کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے چھینک مار کر یہ الفاظ پڑھے الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ حالاں کہ ہم کو نہیں سکھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلکہ سکھایا ہم کو کہا کریں الحمد للہ علی کل حال الخ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص نے جو حضور کے تعلیم کردہ الفاظ ترک کر کے اور الفاظ کہہ دئے تھے اس کو تغیر یا تبدیلی کہتے ہیں زیادتی نہیں کہتے زیادتی تو عند الشرع جائز اور معمول یہ ہے، دیکھو! ابوداؤد باب التمشید

قال: ابن عمر زدت فیہا وحده لا شریک لہ.

میں نے تشہد میں وحدہ لاشرک لہ بڑھا دیا ہے۔

صحیح مسلم صفحہ ۳۵۰ میں

بروایت بائع یہ موجود ہے کہ بعد تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عمر یہ

الفاظ پڑھتے:

لیک لیک وسعدیک والخیر بیدیک لیک والرغباء

الیک والعمل،

مولوی صاحب نے یہ روایتیں نہیں دیکھیں اگر دیکھتے تو ایسا حکم نہ دیتے

معلوم ہوا کہ عند الشرع زیادتی جائز اور معمول ہے منع نہیں جبکہ فردا فردا ہر ایک بات

جائز بلکہ سنت ثابت ہوئی تو بوقت جمع ہونے ان کے کیوں نہ سنت ہوں گی؟

امام غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

فَإِنْ أَقْرَادَ الْمُبَاحَاتِ إِذَا اجْتَمَعَتْ كَانَ ذَلِكَ الْمَجْمُوعُ مُبَاحًا

جو جدا جدا مباح ہو وہ جمع ہونے سے بھی مباح ہوگا، ہاں جبکہ کوئی ممنوع

شرعی پیدا ہو تو اس وقت اس کا حکم جدا ہوگا۔

## مجلس میلاد میں شرعی تقسیم کرنا

اور حاضر کرنا شیرینی یا چائے اور زینت فرش، فروش، روشنی وغیرہ سب کچھ

جائز ہے منع نہیں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیرہ زیر آیہ کلووا شرابوا فرماتے ہیں:

واعلم ان قوله تعالى کلووا شرابوا مطلق يتناول الاوقات والاحوال

ويتناول جميع المطعومات والمشروبات فوجب ان يكون الاصل فيها هو

الحل فی کل الوقات وفي کل المطعومات والمشروبات الا ما خصه  
الدلیل المنفصل والعقل، تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۶

اس کا ما حاصل یہ ہے کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ  
خدا تعالیٰ کا قول کھاؤ اور پیو مطلق ہے اور یہ شامل ہے ہر وقت ہر حالت کو  
(وعظ میں ہو یا غیر وعظ) اور شامل ہے تمام کھانے والی چیزوں کو (مٹھائی ہو یا کھجوریں  
) اور شامل ہے تمام پینے والی چیزوں کو (شربت ہو یا چائے) مگر وہ جس پر دلیل جدا  
قائم ہو۔

پس اس سے اہل ایمان کو تسلی ہو گئی کہ مجلس میلاد میں شیرینی یا چائے تقسیم  
کرنی منع نہیں۔

## زینت کا بیان

رہی زینت کی بات تو اس کی بابت سنئے! خدا فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ.

(پارہ ۱۱ رکوع ۲۴)

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو! کس نے حرام کیا اللہ کی زینتوں کو جو پیدا  
کیں اس نے اپنے بندوں کے لئے اور کھانوں میں سے پاکیزہ اشیاء  
اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

والقول الشانسی انه يتناول جميع انواع الزينة جميع انواع التزيين  
لفظ زینت تمام زینتوں کو شامل ہے ہر قسم کی زینت اس میں داخل ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ ہر ایک زینت جائز ہے تو مجلس میلاد میں زینت فرش  
فروش روشنی اور جھنڈیاں جو ایک زینت ہے کیوں کر منع ہوں گی منع کرنے والے کو خدا  
تعالیٰ بڑے زور سے سبب فرماتا ہے کہتا ہے کون ہے جو اللہ کی زینتوں کو حرام کہتا ہے پس  
معلوم ہوا کہ زینت ہر قسم کی جائز ہے منع نہیں۔

جب ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قیام و شیرینی تقسیم کرنا  
اور زینت فرش فروش روشنی وغیرہ کا جواز ثابت ہوا تو ان سب کو ایک وقت میں ادا کرنا  
کیوں نہ مستحسن ہوگا؟ نہو المراد۔

## خوش آوازی سے نعت خوانی

یعنی یہ بات کہ خوش آوازی سے پڑھنا یہ بھی کوئی منع نہیں بلکہ مسنون ہے،  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا:

لِكُلِّ هَيْءٍ حَلِيَّةٍ وَحَلِيَّةِ الْقُرْآنِ حُسْنُ الصَّوْتِ (سراج المنیر صفحہ  
۳۳۰ جلد ۲)

ہر شے کے لئے زیور ہے اور قرآن شریف کا زیور خوش آوازی ہے۔

اسی کتاب میں ہے براء بن عاذب سے کہ حضور فرماتے ہیں:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ!

زینت دو قرآن کو خوش آوازی سے!

صاحب سراج المنیر اس حدیث کی تفسیر کرتے ہیں:



فالزينة للصوت لالقرآن

یعنی زینت سے آواز کی زینت مراد ہے

ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت وَرَقِلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً میں

زینت پڑھنے والے کی آواز ہے قرآن کی زینت مراد نہیں وهو ہذا۔

قوله تعالى ورتل القرآن ترتيلاً فكان الزينة للمرتل لالقرآن

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے موسیٰ کی قراءت سن کر فرمایا

لَقَدْ أُوتِيَتْ مِزْمَارًا مِنْ مِزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

حضرت داود کی آوازوں میں سے تمہیں بھی آواز دی گئی ہے۔

چوں کہ حضرت داود علیہ الصلاۃ والسلام خوش آواز تھے اس لئے آپ نے

ان کی طرف نسبت کی معلوم ہوا کہ خوش آوازی سے قرآن یا نعت رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا پڑھنا پسندیدہ خدا اور رسول ہے۔

## تشبیہ ہنود اور شیعہ

مخفل میلاد کو شیعوں کے قبہ وغیرہ سے تشبیہ دینی عین حماقت ہے اول تو اس

میں بڑا فرق ہے وہ تصویریں بنا کر امام ہی تصور کرتے ہیں وقت مقررہ کے پس و پیش

جواز کے قائل نہیں ہیں بخلاف میلاد کے یہ جس وقت مجلس قائم کی جائے جائز اور

موجب ثواب ہے اگر یوں ہی تشبیہ ہونے سے منع ہو جائے تو نماز بھی چھوڑ دینی

چاہئے کیونکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں وہ روزے بھی رکھتے ہیں روزے بھی چھوڑنے

چاہیں تشبیہ اعمال میں جب دلیل ممانعت مانتے ہو تو عقائد میں کیوں نہیں مانتے  
عقائد میں کافروں کی مشابہت کرتے ہو کافر حضور کو بشر ہی کہتے تھے:

إِنَّكُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَغَيْرَهَا آفَ أَنْهِيَ كِي مَشَابَهَت سَ حَضْرُو كُو بَشْر  
خیال کرتے ہیں فافہم فتدبر۔

نام انسان ان پہ جو رکھا گیا وہ نہ انساں آب و گل جس کی بناء

یہ فقط ہے نام اے فرخندہ خوا! ورنہ وہ جان جہاں ہیں نور ہو

کافر فجر شام سکھ بجاتے ہیں تم اذان کہتے ہو کافر گنگا سے پانی لاتے ہیں تم

زحرم کا پانی مکہ سے لاتے ہو کافر بت کی تعظیم و بت کو بوسہ دیتے ہیں تم بھی حجر اسود کو

بوسہ دیتے ہو، میں کہتا ہوں کہ تم تو پورے طور پر مشابہت یہود و نصاریٰ کی کرتے ہو

جس کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت فرمایا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَرَأَيْكُمْ سَتَشْرِفُونَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِي كَمَا شَرَفَتِ الْيَهُودُ

كُنَائِسَهَا كَمَا شَرَفَتِ النَّصَارَى بَيْعَهَا. دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۵۴

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں تم میرے بعد مسجدوں

کی عمارتوں کو بلند کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنا عبادت خانہ عالی شان بنایا،

نصاریٰ نے بلند بنایا اپنے معابد کو۔

کیا اس بات میں بھی شک ہوتا ہے جس کو خود حضور فرمادیں باوجود مشابہت

ہونے یہود و نصاریٰ کے پھر بھی آپ مشابہت کرنے سے باز نہیں رہتے بلکہ اسی

حدیث کے بعد حدیث ہے جس میں صاف چو نے گچ نقش و نگار کرنا مسجدوں کا برا عمل

لکھا ہے لیکن پھر بھی آپ عقائد کے رو سے برے عمل سے باز نہیں رہتے۔

**قولہ:** ایسی مجلس کو محل نزول روح پر فتوح حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سمجھنا تا ایسی مجلس مولود کو حقیقت میں اس مجلس کو مجلس شیطان کہنا چاہئے اٹخ۔

## میلا د میں حضور کا حاضر رہنا و علم غیب

**اقول:** لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ایسی پاک مجلس کو مجلس شیطان کہنا کس قدر دلیری کی بات ہے، ہم تو کچھ کہہ نہیں سکتے اسی کی سپرد کرتے ہیں جس کے حبیب کی توہین کی گئی ہے حضور سے عداوت تو مولوی صاحب کی ثابت ہو گئی۔

کیوں کہ دل میں جب کسی کی ہو محبت جاگزیں

اس کو بے ذکر و ثنائے دوست چھین آتا نہیں

جس طرح ہوتا ہے دل میں جب کسی سے بغض و کین

اس کی بدگوئی میں رہتا ہے سدا وہ عیب چھین

قلب کی کیفیتیں اظہار پاتی ہیں ضرور

دل کی موجیں لب پہ جوش اپنا دکھاتی ہیں ضرور

.. پہلے اس بات کو طے کرنا ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جو اوصاف

وفضائل خدا تعالیٰ سے عنایت ہوئے تھے نبوت کی وجہ سے تھے یا نہیں اگر نبوت کی وجہ

سے تھے تو بعد انتقال، نبوت چھین لینے پر دلیل کیا ہے؟ جبکہ آپ کے اوصاف و فضائل

نبی ہونے کی وجہ سے تھے اور آپ بعد انتقال بھی نبی ہیں تو پھر آپ کے اوصاف

و معجزات ایسے ہی شامل حال ہوں گے جیسے قبل انتقال شامل حال تھے۔ قدر!

## نبی کریم اور نبوت

چونکہ حضور پر نور ﷺ قبل پیدائش آدم کے ہی نبی تھے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۵ میں ابی ہریرہ سے مروی ہے:

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟

قَالَ: آدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ کس وقت آپ کے لئے نبوت ثابت ہوئی؟

آپ نے فرمایا: اس وقت کہ جب ابھی آدم زندہ ہی نہ ہوئے تھے۔

اس وقت سے لے کر آپ سے معجزات صادر ہوتے رہے۔

عبدالحی نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! چاند آپ کے

ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا؟ آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اس کی

اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ ان دنوں میں چہل روزہ

تھے یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالاں کہ شکم

مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کا

آواز سنتا تھا حالاں کہ میں شکم مادر میں تھا۔ مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۴۳۔

اس سے وہ لوگ بھی اپنا شکم رفع کریں جو کہتے ہیں یا رسول اللہ نہ کہنا چاہئے کیوں کہ وہ سنتے نہیں غائب ہیں۔

ہمارا تو ایمان ہے کہ آپ جیسے قبل انتقال موصوف بالصفات تھے، مثلاً رحمۃ للعالمین، عزیز، نور، ولی، نصیر، حق، شہید، شاہد، ہادی، رءوف، رحیم، علیم، وغیرہم ویسے ہی بعد انتقال موصوف بالصفات ہیں جیسے آپ بظاہر زندگی میں ہر ایک جگہ کو دیکھتے تھے ویسے ہی آپ بعد انتقال دیکھتے ہیں، آپ کا فرمان عالی شان شاہد ہے:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تَعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ مِنْ سَيِّئَةٍ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ رَوَى الْبِزَارُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: میری حیاتی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھے عمل ہوں تو خدا کی تعریف کرتا ہوں اس پر اگر برے عمل ہو تو دیکھ کر اللہ سے بخشش مانگتا ہوں تمہارے لئے۔

حضور کو ہمارے دل کے خبر ہے اسی لئے اللہ نے آپ کو شاہد کہا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا وَإِيَّاكَ يَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

نیز خدا فرماتا ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ

کیوں کر کفر کرتے ہو حالاں کہ تم پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلِمِي

بَعَلَمَوْتِي كَعَلِمِي فِي حَيَاتِي رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَحَافِظُ مَنْذَرِي وَابْنُ عَدِي

فِي الْكَامِلِ وَابُو يَعْلَى هَكَذَا فِي جَوَاهِرِ الْبَحَارِ جُلْد ۳ صَفْحَه ۴۴۳

بقیہ گزشتہ صفحہ) نبی تمہارے بیچ ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو باتوں کا موجود ہونا بیان فرمایا ہے ایک قرآن دوسرا رسول پس کلام اللہ سے ثابت ہوا کہ حضور ہم میں موجود ہیں ہمارا نعت پڑھنا قیام کرنا آپ کے روبرو ہی ہوگا اب وہ اعتراض جو مخالف کیا کرتے ہیں کہ جب حضرت ہم میں موجود نہیں ان کو خبر نہیں تو قیام کیوں کیا جاتا ہے دور ہو گیا؟ اگر کہا جائے کہ یہ آیت صحابہ کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں تو اس کے لئے نص قطعی چاہئے دوسرا جملہ مکفرون عام ہے اس کا انکار آتا ہے جو کفر ہے گو یہی کہتے جاؤ کہ صحابہ ہی خاص ہیں تو اس جہت سے ہمارے لئے قرآن ہدایت ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ بوقت نزول قرآن صحابہ ہی مخاطب تھے۔ نہیں نہیں یہ سب کے لئے ہدایت ہے یہ تو وہی بات ہوئی۔

بیٹھا بیٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو

آپ تو کبھی وعظ میں مستعد ہوتے ہیں تو جھٹ آیت وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا پڑھ کر سنا دیتے ہیں کہ جو تمہیں رسول دے وہ لو جس سے منع کرے اس سے ہٹ جاؤ! حالاں کہ یہ آیت مال غنیمت کے بارے میں ہے اور صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے آپ اس آیت میں سب کو شامل کرتے ہیں شان نزول کا کوئی لحاظ نہیں کرتے جیسے اس آیت میں سب شامل ہیں ویسے ہی اس آیت میں سب داخل ہوں گے۔ قافیہ المراد۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بعد انتقال بھی مجھے اسی طرح علم ہے جیسے پہلے تھا یعنی قبل انتقال۔

منصف مزاج اہل علم سے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب پوشیدہ نہیں ہے مگر عوام کے لئے کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل انتقال علم دیکھئے!

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (صحیح مسلم جلد ۲)

(صفحہ ۳۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحقیق لپیٹی گئی میرے لئے زمین (یعنی سمٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا گیا) پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

طبرانی میں بہ روایت عمر مروی ہے:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَد رَفَعَ إِلَيَّ الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِي هَذِهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحقیق میرے لئے خدا نے دنیا کو ظاہر فرمایا پس دیکھا میں نے اس کو اور اس

کو بھی دیکھا جو اس میں ہونے والا ہے قیامت تک اس طرح کہ جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

پس جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بعد انتقال بھی ویسا ہی ہے جیسے قبل انتقال تھا تو پھر ہمارا ذکر رسول و تعظیم اوقیام وغیرہ کرنا کیوں نہ آپ کے روبرو ہوگا جب قیام وغیرہ آپ کے روبرو ہوا تو کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

۱ وَلَا شَكَّ أَنْ حُرْمَتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيمَهُ وَتَوْقِيرَهُ

بَعْدَ مَوْتِهِ وَعِنْدَ ذِكْرِهِ كَمَا كَانَ فِي حَيَاتِهِ (مواہب لدنیہ صفحہ ۴۱۴)

اس میں شک نہیں کہ حضور کی تعظیم و توقیر اسی طرح لازم ہے جیسے حیاتی میں تھی آپ کے ذکر میں بھی اسی طرح تعظیم لازم ہے جیسے روبرو تھی۔

اب محفل میلاد میں حضور کا ذکر اذکار شروع رہتا ہے اس لئے وہاں تعظیم ضروری رکھی گئی ہے (امام الدین عفی عنہ)

۲ قرآن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْ نُنَابِذْكَ بِالْحِجَابِ

جب کافروں نے کہا: اے اللہ اگر ہے وہ حق تیری طرف سے تو برسائے ہم پر پتھر آسمان سے (جس طرح اصحاب فیل پر تو نے برسائے تھے) اور لائے ہم پر عذاب دردناک۔

تو خدا نے فرمایا: اے محمد! اوماً كان الله ليعذبهم وانت فيهم  
نہیں ہے خدا کہ عذاب کرے کافروں پر (گویا مانگتے ہیں) درآں حال کہ تو  
اے محمد! ان میں موجود ہے۔

اعتناء الاذکیا۔ مصنفہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے:



النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لهم من السيئات والدعاء و  
يكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض بحول البرکت فیها وحضور  
جنازة من مات من صالحی امتہ فان هذه الامور من اشغاله كما وردت  
بذالك الاحادیث والآثار.

آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخش مانگتے ہیں اور  
دفع بلاء کے لئے دعا فرماتے ہیں اور حدود زمین پھرتے ہیں برکت دیتے ہوئے اور  
جب امت کا کوئی نیک آدمی مرے اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں یہ آپ کے  
اشغال میں سے ہے جیسا کہ یہ احادیث و آثار سے ثابت ہے۔

تفسیر روح البیان آخر سورہ ملک میں امام غزالی سے مروی ہے:

قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالرَّسُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ فِي  
الْخِيَارِ فِي طَوَافِ الْعَوَالِمِ مَعَ أَرْوَاحِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَقَدْرًا

بقیہ گزشتہ صفحہ) اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ عذاب آسمانی سے بہ سبب موجود  
دہونے حضور کے محفوظ رہے آج جو منکرین عذاب آسمانی سے محفوظ ہیں وہ کس وجہ  
سے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم میں رسول خدا موجود ہیں، فہو المراد۔

نیز نسائی صفحہ ۱۳۹ جلد اول میں لکھا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى  
الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

تحقیق اللہ نے زمین پر نبیوں کے اجسام مبارک حرام کر دئے ہیں کہ ان کو نہ  
کھائے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں، فہو المراد۔

## کَثِيرٌ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل ہے تمام جہانوں میں صحابہ کیساتھ پھرتے ہیں بہت اولیاء نے آپ کو دیکھا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب درمبین میں لکھا ہے کہ سید عبد اللہ نے اپنی آنکھوں سے حضور کو دیکھا ہے نیز شاہ ولی اللہ نے خود حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بھی بہت بزرگوں نے دیکھا ہے۔

فیوض الحرمین صفحہ ۱۲۷ اور جمیع مخلوقات کا آپ کو علم حاصل ہے کسی زمانہ کی خصوصیت نہیں تفسیر بغوی اور تفسیر بیضاوی زیر آیت مَا كَانَ لِلَّهِ لِيَدْرَأَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا آتَيْتُمُوهُمُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ لکھا ہے:

قَالَ السُّدِّيُّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَرَضْتُ عَلَىٰ أُمَّتِي فِي صُورِهَا فِي الطِّينِ كَمَا عَرَضْتُ عَلَىٰ آدَمَ وَأَعْلَمْتُ مِنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ مِنْهُمْ لَمْ يُخْلَقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا بَلَّغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى وَآتَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ

۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَلَخِصًا، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنِ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْنِي عَنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ الْحَدِيثُ فرمایا حضور نے: جو شخص چاہے کہ سوال کروں علم غیب سے تو وہ بیشک مجھ سے پوچھے، مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں اسے بتا دوں گا،

ایک حدیث میں فرمایا: سَلُونِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا نَبَّيْتُ لَكُمْ بِمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْبَاتُكُمْ بِهِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَافَةَ السُّهْمِيُّ

فَقَالَ مَنْ ابْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: حُذِيفَةُ فَقَالَ  
عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ  
نَبِيًّا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ  
أَنْتُمْ مُتَّهَوُونَ ثُمَّ نَزَلَ عَلَى الْمِنْبَرِ هَكَذَا فِي التَّفْسِيرِ الْخَازِنِ صَفْحَةَ ۳۰۸ جُلْدًا،  
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: کہ مجھ پر میری امت کی صورتیں  
پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر

بقیہ گزشتہ صفحہ) مجھے پوچھو تو ایسا کوئی سوال نہ ہوگا جو میں نہ بتا سکوں ضرور بتاؤں گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: عَمَّا شِئْتُمْ یعنی جو پوچھنا چاہو  
پوچھو یہ سب حدیثیں صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہیں، جس کو شک ہو وہ کتاب مسلم نکال  
کر دیکھے! اوہابیو! امر جاؤ موتو ابغیظکم نیز بخاری جلد اول صفحہ ۹ میں یہ حدیث  
ہے سَلُّوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ یعنی آپ نے فرمایا جو چاہو پوچھو میں بتا دوں گا اگر کسی نے  
زیادہ تفصیل مسئلہ میں دیکھنی ہو تو میری کتاب نھرۃ الحق دیکھئے (امام الدین کوٹلی  
لوہاراں)

۱۔ امت کی صورتوں کے علاوہ جنت و دوزخ بھی آپ کے روبرو ہیں آپ اسے  
ایسے دیکھتے ہیں جیسے ہم ایک نزدیک کی دیوار کو دیکھتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے وَلَذِي نَفْسٍ مُحَمَّدٌ بِيَدِهِ لَقَدْ عَرَضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ أَنْفَاقِي  
عُرُونِ هَذَا الْحَائِطِ الْخِيعِ یعنی آپ قسم سے فرماتے ہیں پیش کی گئی ہیں مجھ پر جنت  
اور دوزخ جیسے دیوار سامنے ہے اب بتائیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کر کے  
جنت و دوزخ کو میں اپنے روبرو دیکھتا ہوں تو کون مسلمان ہے جو انکار کرے منکروں

ہمیں کہ ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقوں نے سنی تو تم سخر سے کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے آئندہ پیدا کئے جائیں گے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے؟

یہ خبر سن کر آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعنہ کیا وہ مجھ سے سوال کریں اب سے قیامت تک کی میں ان کو خبر دوں گا۔

پس عبداللہ بن حذافہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون

ہے؟

تیس گزشتہ صفحہ) کو تجدید اسلام ضروری ہے ۱۲ منہ امام الدین حنفی عنہ۔

عن عباس انه قال في قوله تعالى ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقين يجدن محمد ان ناته فلان بوادي كذا كذا وما يدريه بالغيب تفسير ابن جرير جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵ اور مشور جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ یعنی ایک شخص کی اونٹن گم ہو گئی تو حضرت نے بتایا کہ فلاں جنگل میں ہے تو ایک منافق نے کہا کہ کیا حضرت غیب جانتے ہیں تو آیت کی لا تعد رواقد کفر تم بعد ایمان کم یعنی بہانے نہ بناؤ تم اتنا کہنے سے کہ کیا حضرت غیب جانتے ہیں کافر ہو جاؤ گے ایمان کے بعد اب جو مطلق علوم غیب کے منکر ہیں وہ بھی اس سے سبق لیں۔

آپ نے فرمایا: حذافہ

پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اللہ کے رب ہونے،

اسلام کے دین ہونے،

قرآن کے امام ہونے،

آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائے! پس

اس حدیث سے بخوبی روشن ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امت

کے اعمال و حالات پر بخوبی واقف ہیں، بلکہ ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

میں تمام امت اپنی کے اعمال اچھے برے کا واقف ہوں۔

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۲۰۷ جلد ۱، و مسند امام احمد

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غُرِضْتُ عَلَى أَعْمَالِ

أُمَّتِي لِحَسَنَاتِهَا وَسَيِّئَاتِهَا.

میری امت کے اچھے برے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے، رواہ ابن ماجہ

طبرانی میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غُرِضْتُ عَلَى أُمَّتِي الْبَارِحَةَ لَدَى هَذِهِ الْحَجْرَةِ حَتَّى لَا نَأْغُرَفَ

بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِصَاحِبِهِ.

رات کو میری سب امت اس حجرے کے پاس مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ

بیشک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے

ساتھی کو پہچانے۔

جب حضور ہمارے اعمال کے واقف ہیں تو وہ کیوں نہ نعت و قیام سے خوش ہوں گے ضرور خوش ہوں گے تمام علماء کا یہی مذہب کہ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ امام ابن الحاج مدخل میں امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

قال علماءنا: رحمهم الله! لا فرق بين موته وحياته صلى الله

بقية گذشته صفحہ) علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

حضور پر تمام خلقت پیش کی گئی:

عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ

كُلَّهُمْ كَمَا عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ

آدم سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات حضور پر پیش کی گئی حضور نے سب کو پہچان لیا جیسے آدم نے تمام نام سیکھ لئے۔

پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ہمارا کوئی فعل زمانہ گذشتہ ہو یا آئندہ مرد ہو یا عورت آپ سے پوشیدہ نہیں۔ فہو المراد۔

۱۔ عالم دنیا میں بھی دیکھ رہے ہیں اور عالم برزخ میں بھی وہ مشاہدہ کرتے ہیں  
کافی مشکوٰۃ صفحہ ۱۵

جب منکر تکبیر قبر میں مردہ کے پاس آتے ہیں تو بٹھا کر پوچھتے ہیں:

من ربک؟ وما دینک؟

پھر فرماتے ہیں: ما تقول فی هذا الرجل؟

اس مرد کے حق میں تو کیا کہتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ہذا حاضر کے لئے ہے غائب کے لئے نہیں جس سے

علیه وسلم فی مشاہدته لامته ومعرفته باحوالهم و نیاتہم وعزائمہم و  
خواطرہم و ذالک جلی عنده لاخفاء بہ۔

ہمارے علماء نے فرمایا: حضور کا موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں حضور اپنی  
امت کو دیکھ رہے ہیں جس میں کسی طرح کی پوشیدگی نہیں ہے علماء ربانیین کا مذہب  
ہے خدا سب کو اسی پر رکھے، آمین!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَذَاعِيَآ إِلَى اللَّهِ  
بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا۔

اے نبی! بے شک بھیجا ہم نے تجھے گواہ اور بولانے والا اللہ کی طرف اس  
کے حکم سے اور چراغ روشن۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ سراج ہیں اور سورج کو بھی خدا نے سراج  
فرمایا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَ  
قَمَرًا مُنِيرًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا۔

سورج کا خاصہ ہے کہ جہاں جاؤ وہاں موجود ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بقیہ صفحہ گزشتہ) ثابت ہو کہ حضور قبر میں جہاں کوئی مرے خواہ مشرق میں خواہ  
مغرب میں خواہ دکن میں خواہ شمال میں وہ جہاں کہیں بھی ہو وہاں حضرت پہنچتے ہیں۔  
عون وغیرہ میں خیال کریں کہ آپ کہاں کہاں جاتے ہیں ایک آن واحد میں، زیادہ  
تشریح دیکھنے ہو تو میری کتاب نصرۃ الحق دیکھئے! پس معلوم جب معلوم ہوا کہ آپ ہر  
جگہ پہنچتے ہیں تو میلاد میں شامل ہونا بعید نہ ہوگا۔ خافہم ۱۲

جانو! وہ بھی ہر جگہ کو ملاحظہ فرما رہے ہیں کوئی جگہ ان سے پوشیدہ نہیں۔

نیز چراغ کا کام ہے اندھیرے کو روشن کرنا ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ظلمت کفر کو دور کر کے جہاں کو روشن کر دیا۔

چراغے روشن از نور خدائے جہاں را دادہ از ظلمت رہائے

چراغ گھر والوں کے لئے امن اور راحت کا سبب ہوتا ہے چور کو شرمندگی

اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے اسی لئے وہابیوں اور دیوبندیوں کو آپ کے نور کی شعائیں

نہیں بھاتیں منیر تاکید کے لئے ہے یعنی ایسا چراغ جو ہر طرح روشن ہے کبھی نہیں بجھے

گا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ اِلٰح

وہابی دیوبندی اس نور کو اپنے عقیدہ میں بجھا چکے ہیں، کہتے ہیں: کہ وہ مرکز

مٹی میں مل گئے ہیں۔

بعض اجہل اپنی مثل سمجھ کر مٹی میں ملنا یعنی خاک ہو جانا مانتے ہیں حالانکہ

حضور نے صاف فرما دیا ہے نبی زعمہ ہوتے ہیں ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی ایسے

رسولوں کے دشمن ہیں کہ ان کو دشمنی نے اندھا کر دیا ہے، کیا کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ سے پھر زندہ ہونا ممکن ہے اگر ناممکن ہے تو پھر ایسے عقیدے والے قطعی کافر

اگر مزہ موت کا چکھ کر پھر زندہ ہونا نبیوں کے لئے ثابت ہے تو پھر کیا اعتراض اگر آیت

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی تشریح درکار ہے جس میں وہابیوں کے تمام شبہوں کے

جواب ہیں تو کتاب آنحضرت کی بشریت منگوا لو! جو لوگ بشر مٹلکم اپنی مثل بشر

کہتے ہیں وہ حضور کو پورے طور پر سورج کی طرح ہر جگہ حاضر سمجھیں کیوں کہ مماثل



ایسا ہی امام قسطلانی مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ میں لکھا ہے:

وقد اجاب الشيخ بدرالدين انور كشي عن سوال رويته جماعة له عليه الصلاة والسلام في ان واحدا قطار متباعدة مع ان رويته حق بانه صلى الله عليه وسلم سراج ونور الشمس في هذا العالم مثل نوره في العوالم كلها وكما ان الشمس يراها كل من في الشرق والمغرب في ساعة واحدة وبصفاته مختلفة فكذلك النبي صلى الله عليه وسلم والله  
در القائل ۷

كالبذر من اى النواحي جتته يغدى الى عينيك ونورا ثاقبا

امید ہے کہ منصف مزاج آدمی ان دلائل کو دیکھ کر انکار نہ کرے گا۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يُّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

قولہ: قیام جو پیدائش کے وقت کیا جاتا ہے سو اس کا ثبوت زمانہ صحابہ اور

تابعین اور تبع تابعین اور امامان مجتہدین سے نہیں ملتا الخ

اقول: قیام کا ثبوت تو میں پہلے لکھ آیا ہوں وہاں دیکھو! اگر کہو کہ اسی

ہیت پر قرونِ ثلاثہ میں نہیں پایا گیا اس لئے یہ جائز نہیں گو علیحدہ علیحدہ ہر ایک عمل جائز

ہے

میں کہتا ہوں: کہ یہ قاعدہ ہمارے ہی لئے ہے یا کہ تمہارے لئے بھی ہے؟

اگر اس بات کو تم بھی مانتے ہو تو مفصلہ ذیل باتیں قرآن و حدیث سے ثابت کرو پھر

بقیہ گزشتہ) نامہ سے یہ اپنی مثل کہتے ہیں یہاں بھی مماثل نامہ سے ہر جگہ حاضر جائیں ۱۱

ان کا عمل قرون ثلاثہ سے ثابت کرو۔

(۱) صرف نحو کا پڑھنا پڑھانا زمانہ نبوت میں نہ تھا تم نے کیوں جائز رکھا ہے؟

(۲) قرآن کے اعراب یعنی زیر بر لکھنا حدیث سے ثابت کرو!

(۳) مخالف اسلام کے رد میں کتابیں تصنیف کرنی قرون ثلاثہ سے ثابت کرو!

(۴) عالم کو امامت کے لئے تنخواہ پر رکھنا مدرسوں اور انجمنوں میں تنخواہ پر رکھنا

قرآن حدیث سے ثابت کرو!

(۵) چندہ لے کر ہفتہ وار اخبار کا جاری کرنا پھر اس میں غریب فنڈ نام رکھ کر

عوض مسئلہ بتانے کے پیسے وصول کرنا کسی مسئلہ کو عوض چار آنہ کسی کا دو آنہ کسی کا ایک

آنہ اس کا ثبوت درکار ہے!

(۶) انجمنوں میں سال بہ سال جلسہ کر کے روپیہ جمع کرنا کس حجت شرعیہ سے

جائز ہے؟

(۷) مسجدوں میں ایک شخص مقرر کرنا تاکہ وضو کے لئے پانی تیار رکھا کرے

قرون ثلاثہ سے ثابت کرو!

(۸) اصول حدیث مقرر کرنا حدیثوں کے نام صحیح ضعیف موضوع منسوخ

متروک موقوف وغیرہ رکھنا حضور سے ثابت کرو!

(۹) قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کر کے فروخت کرنا قرون ثلاثہ سے ثابت کرو!

(۱۰) مسجدیں چوڑے گچ کرانی ان پر پتیل یا تانبہ وغیرہ سے گھڑیاں لگانا یہ

حضور نے کیا نہ حکم دیا نہ ان کے عہد میں ہوا، اس کو کیوں جائز کہا گیا ہے، قلک

عشرة كاملة.

## عجیب لطیفہ

اگر ہٹ دہری سے یہی کہتے جاؤ کہ اسی طریق سے محفل میلاد منعقد کرنا  
قرون ثلاثہ میں نہیں پایا گیا اور نہ ہی آپ نے اس کا حکم دیا ہے۔

تو میں کہتا ہوں: کہ آپ اسی ہیئت سے طریق میلاد کو حضور سے منع ثابت  
کریں اگر ثابت نہ کر سکیں اپنی طرف سے ہی میلاد کو منع کریں تو آپ نے وہ کام کیا جو  
حضور سے ثابت نہیں بتاؤ بدعت کا مرتکب کون ہوا؟

ہمیں الزام دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا



## بدعت

اگر یہی قاعدہ ہے کہ جو قرون ثلاثہ میں ہو وہی سنت ہے تو چاہئے کہ رفض و  
نفاق وغیرہ بھی سنت ہو کیوں کہ قرون ثلاثہ میں رافضی بھی تھے تو اس تمہارے اصول  
سے رافضی اور منافق ہونا بھی سنت ہے تمہارا یہ اصول کہ جو قرون ثلاثہ میں نہ ہو وہ  
بدعت ہے غلط ہے بدعت وہی ہوگا جو قرآن حدیث کے خلاف ہوگا۔

اگر جو قرون ثلاثہ میں نہ ہو وہی بدعت ہوتا ہے تو چاہئے کہ امام بخاری کا یہ  
فعل کہ وہ لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری کا ترجمہ کرنے کے وقت ہر ایک حدیث کے لکھنے

كما قال الشافعي: ما حدث وخالف كتابا وسنة او اجماعا او ائرافه  
البدعة الضلالة.

جو ایسی نئی بات ہو جو مخالف ہو کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قول صحابی کے  
تو وہ بدعت ضلالہ ہوتی ہے۔

جو مخالف نہ ہو اور کام اچھا اور تعریف کیا گیا ہو تو وہ بدعت نہیں جس کی  
مذمت آئی ہے صحابہ قیام کو جائز رکھتے تھے حضرت انس کا یہ قول کہ ہمیں حضور سے زیادہ  
کوئی محبوب نہ تھا مگر آپ کی تشریف آوری کے وقت ہم قیام نہ کرتے ہمیں علم تھا کہ  
آپ کو تکلف پسند نہیں مگر حسان بن ثابت قیام کیا کرتے اس پر صبر نہ کر سکتے کہ حضور  
آئیں اور یہ بیٹھے رہیں اور یہ فرماتے کہ نہیں لائق اس شخص کو جو دین اور عقل رکھتا ہو کہ  
حضور کو دیکھے اور قیام نہ کرے اور حضور نے پسند فرمایا اسی پر اس کو ثابت رکھا۔ (تنبیہ  
المفترین صفحہ ۱۲۷)

حضور کا قیام کرنا بلکہ قیام کا امر کرنا پہلے میں ثابت کر آیا ہوں اب دوبارہ  
سنئے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قوموا الی سید کم اپنے سرداروں کے لئے کھڑے ہو جاؤ!  
تو پھر کیوں نہ ہم اپنے سرداروں جہاں کے لئے کھڑے ہوں بہت سی حدیثوں میں آپ  
کا سردار ہونا مذکور ہے:

انا سید الناس یوم القیمة بخاری مسلم انا سید ولد آدم فی

بقیہ گزشتہ صفحہ) سے پہلے میں نے دو نفل پڑھے ہیں پھر وہ حدیث لکھی ہے سراسر

بدعت ہونا چاہئے کیونکہ یہ قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں ۱۲

## الدنيا والآخرة ولا فخر الحديث

میں دنیا اور آخرت میں سردار ہوں کوئی فخر کی بات نہیں

پس آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ حضور کے لئے قیام کرنا حضور کے حکم سے ہے کیوں کہ آپ سردار ہیں اور سردار کے لئے آپ نے قیام کا ارشاد فرمایا، بعض لوگ سیرۃ شامی کی عبارت لا اصل لہ لکھ کر بتاتے ہیں کہ میلاد کی کچھ اصل نہیں اس کی اگلی عبارت نہیں لکھتے، آگے لکھا ہے:

اذا انفق المنفق تلك الليلة واجمع جمعا، اطعمهم ما يجوز و

اسمعهم ما يجوز بجميع ذلك جائز و يثاب فاعله.

جس نے اس رات کو طیب کھانا کھلایا اور صحیح روایتیں میلاد کی بابت سنائیں

یہ سب کام جائز اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

صاحب سیرۃ نے تو ابن جزری سے منکروں کی یوں مٹی پلید کی ہے۔

لَمْ يَكُنْ فِي ذَالِكَ الْارِغَامِ الشَّيْطَانِ وَسُرُورُ أَهْلِ الْإِيمَانِ.

میلاد میں شیطان کے لئے بھلن ہے ایمانداروں کے لئے خوشخبری ہے،

اس سے عقلمند خود انداز لڑ سکتے ہیں کہ منکرین میلاد کو ابن جزری کس ٹولہ

میں شمار کرتے ہیں؟

مولانا نے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ کسی طرح یہ محفل میلاد ناجائز

قرار دی جائے، کہا: کہ یہ قیام اگر حضور کے لئے ہوتا ہو خاص وقت میلاد میں نہ ہوتا و

غیرہ وغیرہ اور بہت سے عقلی ڈھکونسلے قائم کر کے ایسی پاک مجلس کو کھیل کود کہہ کر ناجائز

قرار دیا ہے۔

افسوس مولوی صاحب کو اتنا پتہ نہیں کہ بظاہر تعظیم ایک وقت یا ایک جگہ مقرر ہوتی ہے ہر جگہ نہیں گودل میں ہر وقت ہو خشوع و خضوع نماز میں خاص ہے اس وقت ضروری ہے کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھا جائے اور نہیں تو اتنا تو ضروری ہے کہ خیال کرے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے حالاں کہ وہ ہر وقت خشوع و خضوع چھوڑا، آپ تو پانچ خانہ پھرنے کے وقت خدا کے روبرو ستر کو کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اس وقت خدا کا ادب نہیں کرتے۔ ان اعتراضوں کا جواب یہی ہوگا کہ خدا نے ایک وقت تعظیم کے لئے مقرر کیا ہے خدا نے اپنے لئے فرمایا:

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. وَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ.

اور حضور کی تعظیم کے لئے فرمایا اور تعزروہ و توقروہ

پس مولوی صاحب کا اعتراض کہ خاص وقت میلاد میں تعظیم کیوں مقرر ہے

رفع ہوا۔

مولوی صاحب تو شاید اَقِيمُوا الصَّلَاةَ اور هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ ذَائِمُونَ۔ سے ہر وقت نماز پڑھنی ثابت کرتے ہوں گے جو عین حماقت ہے اگر ان ہزلیات کا مفصل جواب دیکھنا ہو تو کتاب انوار ساطعہ در بیان مولود فاتحہ منگوا کر دیکھئے! لاہور سے مل سکتی ہے۔

یعنی نبی کی تعظیم و توقیر کو دوسری جگہ ایمان والوں کی صفت میں فرمایا: **فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ عَزَرُوهُ وَنَصَرُوهُ** الخ۔ یعنی امت نبی امی کے وہ لوگ جو نبی پر ایمان لائیں گے اور اس کی تعظیم و توقیر کریں گے ثابت ہوا کہ جو نبی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں انہیں کے لئے خدا نے اپنے رحمت لکھ رکھی ہے۔ ۱۲

چونکہ مولوی صاحب بظاہر مقلد کہلاتے تھے اس لئے ان کو لازم تھا کہ امام صاحب کو وہ دیکھتے کہ قیام تعظیسی جائز رکھتے ہیں یا نہیں سنئے! میں بتاتا ہوں!

وَبِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنبَاهُ كَرَمُ بْنُ أَحْمَدَ أَنبَاءُ ابْنِ عَطِيَّةَ أَنبَاءُ ابْنِ سَمَاعَةَ أَنبَاءُ ابْنِ أَبِي يُونُسَ قَالَ: كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ يُفْتِي النَّاسَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَفَطِنَ لَهُ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَعُرْتُ بِكَ أَوْلَ مَا وَقَفَ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ أَقْعُدُ وَأَنْتَ قَائِمٌ فَقَالَ: لَهُ اجْلِسْ يَا أَبَا حَنِيفَةَ فَاجِبِ النَّاسَ فَعَلَى هَذَا أَدْرَكْتُ أَبَائِي. (مناقب موفق جلد صفحہ ۶۶ مطبوعہ حیدرآباد)

امام یوسف کہتے ہیں: امام اعظم ایک بار مسجد الحرام میں بیٹھے تھے لوگ آتے اور مسائل پوچھتے اور آپ جواب دیتے جاتے تھے، اتنے میں امام جعفر صادق وہاں تشریف لائے اور یہ حالت کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ابو حنیفہ کی نظر آپ پر پڑی فراست سے دریافت کر کے کھڑے ہو گئے تعظیما اور فرمایا: ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر پہلے سے مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کھڑے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ مجھے اس حالت میں نہ دیکھتا کہ میں بیٹھا ہوں اور آپ کھڑے رہیں، آپ نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! بیٹھ جاؤ لوگوں کو جواب دو میں نے اپنے آباء و اجداد کو بھی اسی مسلک پر پایا ہے۔

دیکھئے! امام صاحب جس کے ہم مقلد ہیں وہ کس قدر قیام نہ کرنے کو برا سمجھتے ہیں جب کہ امام صاحب سے قیام ثابت ہوا تو پھر مقلد کے لئے یہ حق نہیں کہ قیام کو شرک یا بدعت کہے قانہم۔

ایسے نیک کام کو جو حضور کی محبت پر ذال ہے منع کرنا اور شک کرنا یہ نیک کام

نہیں گویا عدا اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے:

الْقِيَابِيُّ جَهَنَّمَ كُلُّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ مَّنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ.

ڈال دو! دوزخ میں ہر ایک منکر عناد کرنے والے کو منع کرنے والے کو نیک

کام سے حد سے نکل جانے والے کو شک کرنے والے کو۔

پس جو شخص محفل میلاد سے منع کرے گا وہ ضرور اس آئیہ کا مصداق ہوگا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کا جواب گزر چکا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت

نہیں فلیرجع ثم ابو ایوب کا قول معتمد کے حوالہ سے احمد بن محمد مصری کی طرف سے

عمل مولد مذموم ہونا لکھ مارا حالاں کہ نہ ہی قول معتمد کوئی کتاب ہے، نہ اس میں لکھا ہوا

ہے۔ یہ محض فریب ہے۔ جیسا کہ اذاقۃ الآثام لمانع عمل المولد والقیام میں

امام المحققین ختام المدققین آئیہ من آیات رب العلمین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلیٰ

حضرت سیدنا مولانا مولوی نقی علی خان صاحب مرحوم بریلوی نے لکھا ہے: وہ ہذا

قول معتمد کا حوالہ دیا اور بشیر قنوجی نے غایۃ الکلام اور نواب بھوپالی نے کلمۃ

الحق میں احمد بن محمد مصری کی طرف نسبت کیا ہے اور مطالبہ خصم کے وقت کسی صاحب

سے اس کا وجود بھی ثابت نہ ہو سکا اور بعد چند سطور کے لکھا ہے۔

اور قول معتمد کا اعتبار کیا وجود بھی ڈپٹی امداد علی کی الماری کے سوا تمام عالم

ثابت نہیں کر سکتے پس جس وقت کوئی قول معتمد کا وجود ثابت کرے گا اسی وقت مستحق

جواب کا ہوگا۔

ابن حاج کی عبارت لکھنے میں بھی خدا کا خوف نہ رہا، ان کی عبارت قطع

بریدہ لکھ کر لوگوں کو دھوکا دیا پوری عبارت نہ لکھی۔



دیکھو! علامہ شہاب الدین خفاجی محشی بیضاوی اپنے رسالہ عمل میلاد میں ابن حاج کی پوری کلام لکھی ہے:

قال العلامة ابن حاج فی المدخل المولد مما حدثه الناس وقد احتوی علی بدع ومحرمات كالرقص بالدف والآلات الطرب مما یلیق بسائر الزمان الذی من اللہ علینا فیہ بسید الاولین والآخرین الی ان قال وقد ارتکب بعضهم فیہ مالا ینبغی من اللہو فان خلعا عن ذالک و اقتصر فیہ علی الطعام والمسرة فهو بدعة حسنة.

شہاب الدین خفاجی نے کہا: علامہ ابن حاج نے فرمایا ہے:

مولد جس کو آدمیوں نے نکالا ہے یہ شامل ہے بدعت اور محرمات کو جیسے رقص اور آلات طرب جو کسی وقت کرنے کے لائق نہیں پھر اس وقت میں کیوں کر لائق ہوں گے کہ اس وقت سید الاولین کے پیدا ہونے سے ہم پر خدا نے احسان کیا ہے یہاں تک کہ کہا ابن حاج نے کہ بعض مرتکب ہو گئے لہو کے اور بیہودہ باتوں کے اگر یہ خالی ہو محرمات سے اور اختصار کیا جائے کھانا کھلانے اور مسرت پر تو یہ کام نیا اچھا ہوگا۔

دیکھو! ابن حاج تو میلاد کو جو خالی ہو ممنوعات سے اچھا عمل بتاتے ہیں یہ نام کے مولوی دہوکا دینے سے باز نہیں رہتے۔

قولہ: صفحہ ۱۱، انعقاد محفل میلاد اور اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت

صلعم کیقرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوا، پس یہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس بروز عیدین پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ مرسومہ ہاتھ اٹھا کر دعا کا پڑھنا پایا نہیں گیا البتہ نیابت عن المیت

پھر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے لئے مساکین و فقراء کو دے کر ثواب پہنچانا ثواب ہے۔

## ختم و درود

**اقول:** میلاد کے لئے بار بار لکھنے کی حاجت نہیں عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے عیدین و پنجشنبہ میں افاغہ دینا منع نہیں ہے بلکہ موجب نجات ہے یہ بات تو مخالف بھی ماننا ہے کہ صدقہ مردہ کو پہنچتا ہے یہ بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ قرآن شریف کا ثواب ضرور پہنچتا ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. احدى عشرة مرة ثم

وہب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات. شرح صدور صفحہ ۱۳۰  
جو گزرے قبرستان میں اور گیارہ بار قل شریف پڑھ کر مردہ کو بخشے تو حضرت فرماتے ہیں کہ جتنے قبرستان میں مردے ہوں گے اتنا ہی اس پڑھنے والے کو ثواب ہوگا جبکہ صدقہ میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ أَنَسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ

أَهْلٍ مَيِّتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ إِلَّا أَهْدَاهَا إِلَيْهِ

حدیث ترمذی میں ہے کہ جن لوگوں نے قربانی نہیں کی ان کی طرف سے حضور خود قربانی کیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کے لئے مردہ ہو یا زندہ

صدقہ جائز ہے ۱۲

جَبْرِئِيلُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ: يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ  
الْعَمِيقِ هَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلَكَ فَأَقْبِلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَ  
يَسْتَبْشِرُونَ وَيَحْزَنُ جِيرَانُهَا الَّذِينَ لَا يُهْدَى إِلَيْهِمْ شَيْئًا. شرح صدوق  
کوئی شخص فوت ہو جائے اس کے بعد وارث اس کے یا اور کوئی اصدق

۱۔ ہدایۃ السائل صفحہ ۴۰۹ میں نواب صدیق حسن نے اس مسئلہ کو معصل بیان کیا  
ہے انہوں نے بہت حدیثیں لکھی ہیں: کہ در حدیث ابو ہریرہ آمدہ:

ان رجلا قال للنبي ﷺ ان ابى مات ولم يوص فینفعه ان  
اصدق عنه قال نعم رواه احمد مسلم ونسائی وابن ماجه  
وعن عائشه ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم ان امي  
افتلت نفسها واطهنالو تكلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنها  
قال نعم متفق عليه

وعن ابن عباس ان رجلا قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم  
ان امي توفيت اينفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال فان لي محمد فانا  
اشهدك اني قد تصدقت به عنها رواه البخاري۔

ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور سے پوچھا گیا کہ صدقہ میت کے لئے  
کیا جائے تو پہنچتا ہے یا کہ نہیں میت کو فائدہ ہوتا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں فائدہ  
ہوتا ہے۔

آگے صفحہ ۴۰۱ میں لکھتے ہیں کہ در شرح کنز گفتمہ انساں را میرسد کہ ثواب عمل  
خود برائے غریب گرداند نماز باشد یا روزہ و حج یا صدقہ یا قراءت قرآن از جمیع انواع

کریں، صدقہ کا ثواب روح میت کو بخشیں تو جبرئیل وہی صدقہ ایک نوری طباق میں رکھ کر قبر پر جا کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے: اے قبر والے! یہ ہدیہ لو! تمہارے اہل نے بھیجا ہے پس وہ مردہ قبول فرماتا ہے پس وہ نہایت خوش ہوتا ہے اور اس کے ہمسائے غمناک ہوتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔

شرح اوراد میں کبریٰ سے منقول ہے۔

لَوْ تَصَدَّقَ عَلَى الْمَيِّتِ أَوْ دَعَا لَهُ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْمَيِّتِ

ذَلِكَ عَلَى طَبَقٍ مِّنْ نُورٍ.

اگر کوئی شخص صدقہ میت پر کرے یا اس کے لئے دعائے اللہ تعالیٰ اسے نور

بروح میں میرسد بہ میت نفع میدا اور نزدیک اہلسنت انتہا، مسلم صفحہ ۳۲۲ جلد ۱

## جواز فاتحہ

اینالہ شہر میں جناب میر غلام بھگ صاحب خیرنگ جنرل سیکرٹری جمیہ مرکزیہ تبلیغ اسلام کے مکان پر ایک مختصر سا اہل شہر کا جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا سراج احمد مدرس مدرسہ دیوبندیہ اور چراغ علی صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دیوبندیہ نے محمد مسلم دیوبندی افسر مدرس مدرسہ عربیہ اینالہ چھاؤنی، محمد شیث صاحب جودت، حافظ محمد صدیق امام مسجد کبواہاں اینالہ شہر کی موجودگی میں متفق علیہ یہ فیصلہ کیا کہ فاتحہ کرنا صدقہ دینا اور اس صدقہ کا ثواب میت کو پہنچانا، کھانا دینا کھانا سامنے رکھ کر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کسی طرح قرآن شریف پڑھنے اور کھانے کا ثواب میت کو پہنچانا ہر طرح مستحسن اور جائز ہے مگر کسی دن یا وقت یا شکل فاتحہ خوانی کا اتلزم اس نیت سے کہ اس طرح یا اس دن یا اس لمحے کے بغیر

ایک طبق میں میت کی طرف بھیجتا ہے۔

جو زندہ پیروں فقیروں کو دیا جاتا ہے اس کو تو مخالف بھی مانتے ہیں کہ وہ لیتے

ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

اب سنئے دوسری حدیث!

عَنْ أَنَسٍ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ

أَهْلِ الْجَنَّةِ يُشْرِفُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَهْلِ النَّارِ فَيُنَادِيهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ

يَا قَلَان! أَمَا تَعْرِفُنِي فَيَقُولُ لَا أَعْرِفُكَ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ أَنَا الَّذِي مَرَرْتُ

بِئِي فِي الدُّنْيَا فَاسْتَقَيْتَنِي شُرْبَةَ مَاءٍ فَسَقَيْتُكَ قَالَ: عَرَفْتُ فَاشْفَعْ لِي بِهَا

عِنْدَ رَبِّكَ فَيَسْئَلُ اللَّهُ تَعَالَى فَيُشْفَعُ فِيهِ فَيُخْرَجُ مِنَ النَّارِ. (رواه البيهقي والبيهقي)

یعلیٰ والطبرانی وابن ماجہ صفحہ ۲۷۰ ہذا فی بدور السافرہ)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا کہ جنتی لوگ دوزخیوں کے روبرو کئے جائیں گے ایک آدمی

دوزخیوں سے پکار کر کہے گا،

اے فلاں! کیا تو نے مجھے پہچانا ہے؟ پس وہ کہے گا: میں نہیں جانتا کہ تو کون

ہے پس وہ بیان کرے گا کہ میں وہ آدمی ہوں کہ دنیا میں تو مجھ سے ملا سفر میں یا حضر میں

اور تو نے مجھ سے پانی طلب کیا میں نے تجھے پلایا وہ کہے گا: اب میں نے پہچانا ہے پس

کہے گا دوزخی میرے لئے شفاعت کر اللہ تعالیٰ سے پس وہ شفاعت کرے گا تو وہ دوزخ

بقیہ صفحہ ۶۶) فاتحہ کا ثواب میت کو نہ پہنچے گا یا اس کے ترک سے کوئی گناہ لازم آئے گا

جائز ہے (خاکسار حکیم محمد سمیع اللہ سیکشن انصاری سفیر جمیہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ایٹالہ شہر)

سے نکالا جائے گا۔

کفایہ شععی میں انس بن مالک سے مروی ہے:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِنَبِيَّةِ الْمَيِّتِ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ تَحْمِلَ عَلَيَّ قَبْرَهُ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ نُورٍ فَيَحْمِلُونَنِي إِلَى قَبْرِهِ فَيَقُولُونَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ هَذِهِ هَدِيَّةُ فَلَانِ بْنِ فَلَانٍ إِلَيْكَ قَالَ: فَيَتَلَاأُ قَبْرَهُ وَأَعْطَاهُ اللَّهُ أَلْفَ مَدِينَةٍ فِي الْجَنَّةِ وَرُجْهَ أَلْفِ حُورَاءَ وَإِلَيْهِ أَلْفُ حُلَّةٍ وَقَضَى أَلْفَ حَاقِيقٍ. شرح اوراد یحییٰ میں بھی یہ روایت ہے۔

کہا حضرت انس نے: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: کہ جس وقت کوئی آدمی میت سے صدقہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جبرائیل کو فرماتا ہے: کہ اس کی قبر کے پاس ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ لے جاؤ! اس طرح کہ سب کے ہاتھ میں نور ہو یہ فرشتے اس صدقہ کو اس مردہ کی قبر کے پاس لے جاتے ہیں، پھر کہتے ہیں: السلام علیک یا ولی اللہ! فلاں شخص نے یہ ہدیہ بھیجا ہے، اس سے اس کے قبر روشن ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہزار شہر اس کو بہشت میں دیتا ہے ہزار حوریں شادی کے لئے دیتا ہے ہزار حلہ پہناتا ہے ہزار حاجت بر لاتا ہے۔

پس دانشمندیوں نے اس بات کا نتیجہ پالیا ہوگا کہ جو کسی مسلمان کو کھانا کھلائے یا پانی پلائے اگر فوت ہو تو اس کے روح کو بخشے تو وہ کیوں کر دوزخ میں رہ سکتا ہے۔ زہے نصیب اس شخص کے جو سال۔۔۔ سال یا ماہ۔۔۔ ماہ یا ہفتہ۔۔۔ وار صدقہ کرتا ہے

۱۔ عیدین ۲۔ گیارہویں شریف ۳۔ جمعرات

اور مردوں کے ارواح کو بخشا ہے۔

جبکہ ثابت ہوا کہ صدقہ کرنا اور قرآن پڑھ کر بخشاؤنوں میت کو قاندہ دیتے ہیں تو بوقت کھانا کھلانے کے کچھ قرآن بھی پڑھا جائے زیادہ نہیں تو صرف تین دفع ہی قل شریف پڑھ لیں! وہ بھی قرآن کا حکم رکھتا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ نَفْسُكَ

الْقُرْآنِ (هكذا في المشكوة صفحہ ۱۸۰)

قل شریف تیسرا حصہ قرآن کے ثواب میں ہے جس نے تین دفع پڑھا گویا اس نے پورا قرآن شریف ختم کیا۔

تو کیوں نہ میت کے لئے باعث نجات ہوگا اور بیچ شنبہ و عیدین کی بابت کچھ عرض کر دیا گیا ہے اور کچھ عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ جب حکم صدقہ کا عام ہے جس وقت کیا جائے جائز ہے منع نہیں تو جمعرات و عیدین میں بھی منع نہ ہوگا رہی یہ بات کہ ان دنوں میں ضرور صدقہ کیا جاتا ہے کیا وجہ ہے؟ سو اس کی وجہ یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمٌ عِيدًا وَيَوْمٌ جُمُعَةً أَوْ يَوْمٌ عَاشُورَاءَ أَوْ لَيْلَةَ نَيْصِفٍ مِّنْ شَعْبَانَ تَأْتِي أَرْوَاحُ الْأَمْوَاتِ وَيَقُومُونَ عَلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَيَقُولُونَ: هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَدُكُرُّنَا؟ هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَتَرَحَّمُ عَلَيْنَا هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَدُكُرُّ غُرْبَتَنَا يَا مَنْ سَكَنَتْمُ بُيُوتَنَا وَيَأْمَنُ سَعْدَتُمْ بِمَا ضَقِينَا وَيَأْمَنُ أَقْمَتُمْ فِي أَوْسَعِ قُصُورٍ وَنَحْنُ فِي ضَيْقٍ قُبُورِنَا وَيَأْمَنُ اسْتَدَلَلْتُمْ أَيَّامَنَا وَيَا مَنْ نَكَحْتُمْ نِسَائِنَا هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَتَفَكَّرُ فِي غُرْبَتِنَا وَقُرْبِنَا كُتِبْنَا مَطْوِيَةً وَ كُتِبَكُمْ مَنشُورَةً (خزانة الروایات ہذا فی دقائق الاخبار صفحہ ۷۰، ۷۱)

ابن عباس فرماتے ہیں: جب ہوتا ہے دن عید یا جمعہ یا عاشورہ یا شب قدر کا  
مردوں کی ارواح اپنے دروازے پر آکھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

کوئی ہے جو ہمیں یاد کرے؟

ہم پر رحمت کرے؟

ہماری غریبی کو دیکھے؟

جو ان کے گھروں میں زندہ وارث ہوتے ہیں ان کو روح میت اس طرح

کہتی ہے: تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو،

ہمارے مال سے چین پاتے ہو،

تم فراخ مکان میں رہتے ہو،

ہم تنگ قبروں میں رہتے ہیں،

ہمارے تپسوں کو تم نے ذلیل کیا ہے،

ہماری عورتوں کو تم نے نکاح کر لیا ہے،

ہے کوئی جو ہماری غربت کو سوچے!

ہمارے اعمال نامے لپیٹے گئے ہیں، تمہارے ابھی کشادہ ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن دنوں میں روح گھر آتی ہے ان دنوں میں صدقہ

ضرور کرنا چاہئے تاکہ رو میں خوش ہوں۔

دستور القضاء میں فتاویٰ نسفیہ سے منقول ہے:

إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ يَأْتُونَ فِي كُلِّ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ

فَيَقْرَأُونَ بِفَنَاءِ بِيوتِهِمْ ثُمَّ يَنَادِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِصَوْتِ حَزِينٍ يَا أَهْلِي



وَيَا أَوْلَادِي وَيَا أَقْرَبَائِي أَعْطِفُوا عَلَيْنَا بِالصَّدَقَةِ الْخَيْرِ

ارواحِ موءِ منین ہر جمعرات و جمعہ کو اپنے گھروں میں آتی ہیں اور غم زدہ آواز

سے پکارتی ہیں: اے میرے گھر والو!

اے میری اولاد!

اے میرے قریبوں!

ہمیں صدقہ دو!

ہم اس لئے ان دنوں میں صدقہ کرتے ہیں تاکہ روح میت خوش ہو جائے



## غیر مقلدین کے امام

جبکہ ان کے سامنے کھانا آجائے تو ان کو صبر کیسے آسکتا ہے یہ تو کھانے

جان دیتے ہیں انہوں نے سوچا کہ کھانا سامنے دیکھ کر ہم سے تو صبر ہو نہیں سکتا چلو

درود کو ہی منع کر دو کہہ دو کہ یہ جائز ہی نہیں کھانا کھا کر دعا مانگا کریں گے بے علموں کو

سمجھ نہیں کہ جب کھانے کا نشان ہی کھا کر گم کر دیا تو بخشنے کا کیا خاک۔

پس لائق یہی ہے کہ پہلے کھانا سامنے رکھ کر کلام الہی سے پڑھا جائے

اس کھانے اور کلام الہی کا ثواب روح میت کو بخشا جائے پھر جن کو کھانا دیا گیا ہے

اسی جگہ کھائیں یا گھر لے جا کر کھائیں کھا کر خدا کا شکر بجالائیں! الحمد لله الذی

اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین .



## روپیہ پر کیوں ختم نہیں پڑھتے؟

بعض کم فہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ روپیہ پیسہ پر کیوں وہ نہیں ختم کہتے۔ سو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ان پر اس لئے ختم نہیں پڑھتے کہ اس کا بعینہ مردوں کے پاس پہنچنے کا ذکر نہیں آیا جیسا کہ کپڑے اور کھانے کا بعینہ پہنچنے کا ذکر آیا ہے اور نہ ہی یہ نقدی وہاں کام آتی ہے یوم لا ینفع مال و بنون ہاں اس کا ثواب ضرور پہنچتا ہے ختم اس پر نہیں۔

## دسواں تیجا چالیسواں

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ لَيَقُولُنَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

وہ لوگ جو بعد ان کے آئے ہیں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے بخش ہمیں اور

ہمارے بھائیوں کو بھی بخش جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں ساتھ ایمان کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے دعا مانگنا ضروری ہے زندہ کی دعا سے

بخشے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

أُمَّتِي أُمَّةٌ مَّرْحُومَةٌ تَدْخُلُ قُبُورَهَا بِذُنُوبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُورِهَا

لَا ذُنُوبَ عَلَيْهَا تَمَحَّصُ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِينَ لَهَا. رواه الطبرانی فی الاوسط

عن انس ہذا فی شرح الصدور صفحہ ۱۲۸

حضرت انس فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے:

میری امت مرحومہ ہی قبروں میں گناہ لے کر داخل ہوتی ہے جب نکلے گی پاک نکلے گی گناہوں سے ان کے گناہ بہ سبب استغفار مومنین کے دور ہو جائیں گے آج کل کے نئے فرقے والے بجائے استغفار لٹے ماں باپ کو کافر مشرک بناتے ہیں اپنے آپ کو ہدایت یاب سمجھتے ہیں:

کَمَا قَوْلَهُ تَعَالَى: إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيْطَانَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ.

تحقیق انہوں نے پکڑا شیطانوں کو دوست سوائے اللہ کے گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

لائق تھا کہ کچھ ماں باپ واقارب کو صدقہ یا استغفار سے مدد کی جاتی تاکہ وہ گنہگار بھی ہوں تو بھی بخشے جائیں، جیسا کہ ابی سعیدی خدری سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يَتَّبِعُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ: أَنَّى هَذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارٍ وَ لِدَيْكَ. رواه الطبرانی في الاوسط واليهتمى كذا في الشرح الصدور صفحہ ۱۲۷

حضرت فرماتے ہیں ایک مرد کو دن قیامت کے نیکیاں پہاڑوں کے برابر ملیں گی وہ کہے گا یہ کہاں سے آئیں کہا جائے گا تیرے فرزند نے تیرے لئے استغفار کی تھی پس ضروری ہو اس سے مردہ ماں باپ کے لئے صدقہ درود و فاتحہ استغفار سے مدد کی جائے زیادہ نہیں تو جمعراتِ محرم و عیدین کو تو ترک نہ کیا جائے کیوں کہ ان دنوں میں

ارواح اموات آتے ہیں۔

تفسیر عزیز ص ۱۰۵ میں لکھا ہے:

۱۔ خزائن الروایات میں ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول انه کان یوم عید ویوم الجمعة او یوم عاشوراء اولیلة نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون: هل من یترحم علینا هل من احد یذکر غربتنا یا من سکتتم بیوتنا یا من سعدتم بما شقینا یا من انتم فی اوسع قصورنا ونحن فی ضیق قبورنا یا من استدلتم اتینا منا دیا من نکحتم نسائنا هل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا و کتبنا مطویة و کتبکم منشورہ، ہکذا فی کنز العباد و دقائق الاخبار للامام الغزالی، ۱۲۔

ملخصاً یعنی ابن عباس فرماتے ہیں کہ عید کے روز جمعہ و عاشورہ کے دنوں میں شب قدر میں مردوں کی روح اپنے گھروں کے دروازے پر آ کر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کیا کوئی ہم پر رحم کرتا ہے؟ ہماری غربت کو یاد کرتا ہے؟ اے ہمارے گھروں میں رہنے والو! تم کشادہ گھروں میں رہتے ہو، ہم تنگ قبروں میں وغیرہ وغیرہ نکاح کیا تم نے ہماری عورتوں کو کیا ہماری غربت کا فکر ہے اور تنگ دستی کا ہمارے اعمال نامہ لپیٹے گئے تمہارے کشادہ ہیں،

پس جب مردوں کا جمعرات و عیدین وغیرہ میں دروازہ پر آ کر سوال کرنا ثابت ہوا اگر ان کو کچھ نہ دیا جائے تو کیا وہ بددعا نہ کریں گے ناراض نہ ہو جائیں گے؟ افسوس ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے آباء و اجداد کو مایوس رکھا (امام الدین کوٹلی)

نیز وارد است کہ مردہ در اں حالت مانند غریقیست کہ انتظام فریادری سے  
برو، و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار می آید و ازین جاہ است کہ طوائف  
بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام سے  
نماید۔

(نیز وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں غرق ہونے والے کی طرح ہوتا ہے کہ  
وہ فریادری کرتا ہے اور صدقات و دعائیں اور فاتحہ اس وقت اسے بہت کام آتی ہیں یہ  
ہی وجہ ہے کہ بنی آدم ایک سال تک یا ایک چلہ یعنی چہلم تک اس کی موت کے بعد  
پورے طور پر امداد کی کوشش کرتے ہیں،

شرح برزخ میں ہے:

لائق ہے کہ صدقہ پر ہمیشگی کی جائے میت کے لئے سات روز تک بعض کہتے  
ہیں کہ چالیس روز تک ہر روز صدقہ دیا جائے کیوں کہ میت کو چالیس روز تک نہایت  
شوق رہتا ہے اپنے گھر کا، اس دلیل سے تجاد سوال چالیسواں بھی ثابت ہوا، فہو المراد۔  
اپنے مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۹۲ میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں:

آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایثاں بامداد و ثواب و تلاوت  
قرآن و دعا خیر و تقسیم طعام و شیرینی امور مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعین روز  
عس برائے آنست کہ آں روز تذکرہ انتقال ایثاں می باشد از دار العمل بدار الثواب

سے شاہ عبدالعزیز و القمراذسق کی تفسیر میں لکھتے ہیں صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت  
بسیار بکار وے آید۔

یعنی صدقات، دعائیں اور فاتحہ اس وقت اس کے بہت کام آتے ہیں۔

ولا ہر روز کہ اس عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است کہ ولد صالح یدعولہ و تلاوت قرآن و اہدی راعبادت قرار دادن بر کمال بلاوت و افراد چہل است۔

اب غیر مقلدین شاہ عبدالعزیز پر لگائیں فتویٰ کیا لگاتے ہیں؟

خلاصۃ الفقہ بحوالہ زاد المللیب لکھا ہے:

اگر کسی از ملک خود طعام کند در خلق رنجور اند بے شبہ حلال بود، زیرا آن کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بروح حمزہ طعام شام، سوم و دوہم روز و شش ماہ و سال ہا دادہ و اصحاب نیز اس چشیش کردہ اند ہر کہ ازین منکر باشد فعل رسول علیہ السلام و اصحاب منکر شدہ باشد۔

نیز طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَصَدَّقَ أَحَدُكُمْ

بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ أَبِيهِ فَيَكُونَ لَهُمَا أَجْرَهَا وَلَا يَنْتَقِصَنَّ مِنْ أَجْرِهِ

مِنَّا. كَذَا فِي شَرْحِ الصَّدُورِ صَفْحَةَ ۱۲۹

جب کوئی نقلی صدقہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے تو اس اجر اس کے

ماں باپ کو ملے گا اور صدقہ دینے والے کو بھی خسارہ نہ ہوگا اس کو بھی ویسا ہی ثواب ہوگا

کھانا سامنے رکھ کر دعا

یہ نہ کہیں کہ حضور نے سامنے کھانا رکھ کر دعا نہیں کی دعا کی ہے دیکھو مشکوٰۃ

صفحہ ۵۳۰:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ

مَجَاعَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! اذْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اذْعُ اللَّهُ لَهُمْ  
عَلَيْهَا بِالْبَرَكَهَةِ فَقَالَ: نَعَمْ! فَذَعَابِنِطْعٍ قَبِيضًا ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ  
الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ يَجِيءُ الْآخِرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيءُ الْآخِرُ بِكُسْرَةٍ  
حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَذَعَا رَسُولُ اللَّهِ بِالْبَرَكَهَةِ. الخ  
مختصر اس کا یہ ہے روایت ہے ابو ہریرہ سے جب ہوا دن غزوہ تبوک کا پہنچی  
لوگوں کو بھوک شدید، پس کہا عمر نے: یا رسول اللہ! منگوائیے لوگوں سے (بچا ہوا توشہ  
یہاں تک کہ دعا کی آپ نے اس پر الخ)

اہلسنت وجماعت نے جان لیا ہوگا کہ کھانے پر قرآن سے چند آیات پڑھ  
کر دعا مانگتی روح میت کو ثواب اس کلام الہی وصدقہ کا بخشنا اس کے لئے بخشش خدا سے  
طلب کرنی مطابق سنت حمید یہ کے ہے منع نہیں۔ طبی کے قول کا جواب گذر چکا ہے۔

قولہ: یہ مجلس جو متصارف ان شہروں میں ہے بدعت اور مکروہ ہے اس لئے  
کوئی دلائل شرعیہ اس کے ثبوت پر قائم نہیں ہے، اور جو امر کہ ایسا ہو وہ بدعت حسنہ اور نا  
مشروع ہوتا ہے، ادنیٰ درجہ بدعت سیئہ کا مکروہ ہے، قال ابن الحاج فی المدخل الخ۔

## قول ابن الحاج

اقول: ابن الحاج کی بابت پہلے بھی کچھ عرض کر چکا ہوں اب مختصر سنئے!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب ما ثبت بالنسب کے صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہیں:

ولقد اظن ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثه

الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات المحرمات عند عمل المولد الشريف النخ.

البتہ تحقیق ابن الحاج نے مدخل میں بہت انکار کیا ہے ان چیزوں پر کہ لوگوں نے میلاد شریف کے وقت طرح طرح کے بدعات اور آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا ایجاد کیا ہے۔

پس مخالف کے لئے یہ دلیل بھی کافی نہ ہوئی کیوں کہ اس نے جو آلات محرمہ کو منع کیا ہے اصل میلاد کو نہیں۔

## دن کا تعین اور خوشی

فاکہانی کو علم نہ اے ہونے سے میلاد ناجائز نہیں ہو سکتا ہے، علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالفضل ابن حجر نے اس کو حدیث سے ثابت کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيبُهَا عَلَىٰ أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِينَ مِنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ

اے مولوی عبدالحی فرماتے ہیں: ذکر مولد فی نفسہ امریست مندوب خواہ بہ سبب وجود اور خیر لازمہ یا بسبب اند۔ مثل زیر سند شرعی در کسے ندیش را منکر نشدہ مگر یک طائفہ قلیلہ کہ رب نوع آن طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی است و اورا طاقے نیست کہ مقابلہ بعلماء مستبظین کہ فتویٰ بہ ندب ذکر مولد داوند کند پس قولش دریں باب معتبر نیست، مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳ ہکذا فی الجلد الثالث صفحہ ۱۲۸۔



تَعَالَى فِرْعَوْنَ فِيهِ وَنَجَّامُوسَى فَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ: إِنِّي أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

مجھ کو اس کی اصل ثابت ہوئی ہے وہ یہ کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے یہود کو دیکھا کہ سویں تاریخ محرم کو روزہ رکھتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت کیا کہ کیوں اس دن روزہ رکھتے ہو؟

یہود نے کہا: آج کے روز فرعون کو خدا نے غرق کیا اور موسیٰ کو نجات بخشی اس کے شکر یہ میں ہم روزہ رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تم سے زیادہ موسیٰ سے علاقہ ہم کو ہے آپ نے بھی روزہ رکھا لوگوں کو روزہ کا حکم کیا۔

پس علاوہ اور ثبوت کے اس طریق سے بھی ثابت ہوا کہ دن معین کرنا اور اس روز خوشی کرنا اس میں کچھ عبادت کرنا خدا کی یاد میں لگا رہنا مستحب ہے۔  
قنادہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ، فَقَالَ: فِيهِ وِلْدَانٌ وَفِيهِ أَنْزَلَ عَلَيَّ رِوَاةُ مُسْلِمٍ صَفْحَةَ ٣٦٨.

پوچھا گیا آپ سے پیر کے روزہ کی بابت تو آپ نے فرمایا:

اس روز میں پیدا ہوا ہوں اسی روز مجھ پر وحی اتری۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی ولادت کے دن روزہ رکھنے سے ہمیں بھی لازم ہے کہ اس روز کچھ عبادت کریں روزہ رکھیں یا صدقہ کریں مجلس قائم

کر کے آپ کے اوصاف جن کی ہمیں خوشی ہے سنائیں یا سنیں کیوں کہ ہم پر بھی خدا کا بہت احسان ہے کہ خدا نے ہمیں ایسا نبی بھیجا جو حَمَلٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ہے لَقَلَّمَنُ اللّٰهُ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ میلاد کی تذکرہ بالا حدیث نظر ہے۔

قولہ: چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ارح۔

## قول مجدد الف ثانی

اقول: مجدد صاحب کا انکار اس مجلس سے تھا جس میں اور بھی منہیات

تھے ورنہ اصل میلاد کو وہ بھی منع نہیں فرماتے دیکھو! وہ فرماتے ہیں:

امروز طعام ہائے ملکون فرمودہ ایم کہ

بروحانیت آن سرور عبیدہ طصلاۃ السلام پرندو

مجلس شادی ساز انداز

آج کل رنگارنگ کھانے ہم تیار کر۔۔۔ میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

روحانیت سے بھر پور ہوتے ہیں اور مجلس خوشی بناتے ہیں؟۔

مکتوبات جلد ثالث مکتوب صد و ششم نیز مکتوبات جلد ثالث صفحہ ۱۱۶ مکتوب

ہفتاد و دوم ملاحظہ فرمائیں وہ ہو پڑا

دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ

بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن در قصائد

نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است الخ

دوسرے میلاد شریف کی محفل میں مندرج ہے نفس قرآن خوانی خوبصورت انداز میں اور نعت و منقبت کے انداز میں نعت پڑھنے میں کیا حرج ہے؟  
مجدد صاحب کا قول بھی آپ کو مفید نہ ہو۔ جن کو مجدد صاحب نے منع کیا تھا وہ یہ تھا کہ مجلس سرود وغیرہ میں ذکر میلاد شروع کر دیا جاتا تھا انہوں نے ایسی مجلس میں ذکر میلاد منع کیا ہے ورنہ جس کی قرآن و حدیث میں نظیریں کثرت سے مل سکیں ان کا وہ کب انکار کر سکتے تھے؟

## مولوی مظہر صاحب

حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب نقشبندی مجددی دہلوی مدنی مقامات سعید یہ میں اپنے والد ماجد قدس سرہ کے حالات میں فرماتے ہیں عبارت ان کی یہ ہے میفرمودند کہ خواندن مولود شریف و قیام نزدیک ذکر ولادت با سعادت مستحب است و دریں باب رسالہ خواص دارند و دوران تحقیق فرمودند کہ منع حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غناء است لا غیر اجمت بحرفہا۔ فرماتے تھے کہ میلاد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے اور اس سلسلہ میں آپ کا رسالہ خواص ہے اور دوران تحقیق فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محفل میلاد سے منع فرمانا سماع اور غناء پر محمول ہے نہ کہ اس کے علاوہ پر۔



## قاضی ثناء اللہ پانی پتی

قولہ: صفحہ ۱۳ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہر شمس عرس کو منع فرمایا ہے:

لا يجوز ان

اقول: پہلے دیکھنا چاہئے کہ عرس کیا چیز ہے کس کو کہتے ہیں؟

عرس ہے سال بسال جمع ہونا اس تاریخ پر کہ جس تاریخ میں صاحب قبر کا انتقال ہوا ہے اور ثواب تلاوت قرآن و دعائے خیر و صدقہ و استغفار سے میت کی مدد کرنا، اب بتائیے کہ اس میں کون سی چیز ناجائز ہے دعائے خیر و صدقہ و استغفار سے میت کو فائدہ پہنچنے کا ثبوت تو میں پہلے لکھا آیا ہوں وہاں دیکھئے! اعادہ کی ضرورت نہیں رہا سا بسال قبر پر آنا اس کی بابت سنئے!

ان رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ  
رَأْسَ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ لِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَ  
الْخَلْفَاءُ الْأَرْبَعَةُ هَكَذَا يَفْعَلُونَ تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۰۶

تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال بسال آیا کرتے تھے شہداء کی قبروں پر اور یہ کہا کرتے تھے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ لِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور ابابکر صدیق و عمرو عثمان و علی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے وہ بھی سال بہ سال شہداء کی قبروں پر جایا کرتے تھے۔

پس اس کے معلوم ہوا کہ سال بہ سال قبرستان میں جانا صدقہ و خیرات و

استغفار سے امداد اموات کرنی منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔

نیز زبدۃ النصائح صفحہ ۴۳ میں شاہ عبدالعزیز صاحب حدیث مذکورہ بالا سے

عی تعین عرس جائز فرماتے ہیں وہو انذا:

آرے اے زیارت الخ..... چنانچہ پہلے مجموعہ فتاویٰ سے میں لکھا چکا ہوں،

وہاں دیکھیں!

ایسا ہی شاہ عبدالعزیز نے اپنے فتاویٰ صفحہ ۴۰ میں سوال عرس کے جواب میں

لکھا ہے،

قاضی ثناء اللہ نے بھی اپنے خیال سے یہ لکھا ہے اس واسطے کہ قبر کو سجدہ اور

طواف جائز نہیں قبر کو مسجد نہ بنائیں عید کی طرح خوشی نہ کریں! ان کا یہ اپنا خیال بھی

ہمیں معزز نہیں کیوں کہ ان کا یہی مطلب ہے کہ قبر کو سجدہ نہ کریں عید کی طرح خوشی نہ کیا

کریں ایسا کون کرتے ہیں وہ جو جاہل ہیں سال بہ سال جمع ہو کر صدقہ و خیرات و

تلاوت قرآن پاک و استغفار میت کو انہوں نے منع نہیں کیا ان کی عبارت کو غور سے

دیکھئے!

مولانا مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے فتاویٰ صفحہ ۷۷ جلد سوم میں اسی سوال

کے جواب میں عرس کو جائز و مستحسن لکھا ہے اور حدیث لَا تَجْعَلُوا ۲ قَبْرِیْ عَیْنًا کا

۱۔ پوری عبارت اس کی پہلے گزر چکی ہے امام الدین حنفی عنہ۔

۲۔ اول تو یہ حدیث ہی ضعیف ہے پہلے اس کے سند لکھو پھر پیش کرنا خدا نے جب کہا

ہے:

یہی مطلب ہے کہ عید کی سی خوشی نہ کرو یا عید کی طرح سال بہ سال میں ہی نہ آیا کرو بلکہ اور وقت بھی آیا کرو۔

## قبروں پر روشنی

قوله: لعن اللہ ذرات القبور والمتخذین علیہا السرج و

المساجد الخ

اقول: مولانا ان الفاظ مرتبہ سے کوئی حدیث ہی نہیں ہاں ایک ضعیف

حدیث اس طرح ہے:

والمتخذین علیہا المساجد السرج

بقیہ ص ۸۳) ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جائوک فاستغفروا لہم استغفر

لہم الرسول لوجد اللہ توابا رحیما .

یعنی جن لوگوں نے ظلم کیا تھا اپنے نفسوں پر اگر آتے حضور کے پاس بخشش

مانگتے اللہ سے اور حضور بھی ان کے لئے بخشش مانگتے تو اللہ کو بیشک پاتے توبہ قبول

کرنے والا اور مہربانی کرنے والا دیکھو اس میں حضور کے پاس آنے کا حکم ہے خواہ وہ

ایک بار ہو یا دو یا جماعت کی جماعت جتنے بھی گنہگار ہوں سب کو حضور کے پاس جانے

کا حکم ہوتا ہے عام ہے کہ آپ روبرو ہوں یا پوشیدہ جس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر جمع

ہو کر جانا منع نہیں۔

اب سنئے! اس حدیث کا حال اس کی سند میں ابی صالح جس کو باذام یا باذن کہتے ہیں، علامہ شمس الحق عون المعبود شرح ابوداؤد جلد ثالث صفحہ ۲۱۲ میں لکھتے ہیں:

فان ابا صالح هذا هو باذام يقال باذات مولی ام هانی بنت ابی طالب اور یہ بھی لکھا ہے:

وقد قيل انه لم يسمع من ابن عباس.

اس نے ابن عباس سے نہیں سنا۔

تقریب التہذیب میں لکھا ہے:

ابو صالح مولی ام هانی ضعيف مدلس من الثالثة

ابوصالح لضعيف اور مدلس ہے۔

تہذیب التہذیب صفحہ ۴۱۶ جلد اول میں ہے:

قال عبد الحق في الاحكام ان ابا صالح ضعيف جدا انكر عليه

ذالك ابن القطان في كتابه. وقد قال الجوزقاني انه متروك، قال:

الازدري كذاب، قال ابو احمد الحاكم: ليس بقوى عندهم.

ایسا ہی میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ۱۱۸ میں ہے:

جب ابوصالح کا حال سن چکے ہو کہ وہ سخت مجروح ہے پھر اس کا سننا بھی ابن

عباس سے ثابت نہیں تو پھر کیوں کر اس کی روایت سے دلیل بن سکتی ہے؟ مساجد قبور کا

تو کوئی اختلاف نہیں وہ سب کے نزدیک منع عرس وغیرہ میں کوئی قبر پر نماز نہیں پڑھتا نہ

کوئی قبر کو قبلہ تصور کرتا ہے، رہا بزرگوں کے مزاروں پر چراغ روشن کرنا سوا اس کی بابت

عرض ہے کہ ولیوں کی قبروں پر چراغ روشن کرنا کوئی منع نہیں بلکہ پسندیدہ خدا اور رسول

ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

جو تعظیم کرے اللہ کے نشانیوں کی پس یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

امام نووی شرح مہذب میں اور علامہ نووی علی سمودی نے جواہر العقیدین

میں تحریر فرمایا ہے:

لِأَنَّ عُلَمَاءَ الدِّينِ مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ اللَّهِ۔

علماء دین اعظم شعائر اللہ ہیں۔

شاہ ولی اللہ الطاف القدس میں لکھتے ہیں:

شعائر اللہ عبارت از قرآن و پیغامبر و کعبہ و اولیاء اللہ است و ہر چہ منتسب

بِخدا ہو۔

شعائر اللہ سے مراد قرآن، رسول خدا، کعبہ اللہ، اور اولیاء اللہ ہیں اور جو کچھ

اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ علماء دین و اولیاء کرام کی تعظیم ضروری ہے۔

تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹ میں ہے:

وَكُنَّا إِيقَادًا لِقِنَادِيلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّلْحَاءِ مِنْ

بَابِ التَّعْظِيمِ لِأَجْلِ لَاحِقِ الْأَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصِدُ فِيهَا مَقْصِدُ حَسَنِ وَنَذْرِ

الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلأَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عَلَيْهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ مَحَبَّةً فِيهِمْ جَائِزًا يَضَا

لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ۔

اس طرح ہے حزارات اولیاء پر چراغ جلا نا فاقا نوسوں کا جلا نا یہ بھی تعظیم و تکریم



سے ہے اور مقصود اس میں اچھا ہے اور نذر و روغن و شمع کی اولیاء اللہ کے لئے جو ان کی قبروں کے پاس جلایا جاتا ہے یہ بھی ان کی تعظیم و محبت کے لئے ہے اور یہ جائز ہے اس سے منع کر

اس سے منع ہوا کہ اولیاء کی قبروں پر چراغ روشن کرنا منع نہیں بلکہ موجب نجات ہے۔

حدیقہ الندیہ شرح طریقہ محملیہ میں ہے:

اخراج الشموع الی راس القبور بدعة واتلاف کذا فی  
الیزازیة انتھی وهذا کله اذا خلا عن الفائق واما اذا کان فی موضع  
القبور مسجد او کان القبور علی الطريق او کان هناك احد جالس او  
کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من العلماء المحققین تعظیم الروح  
المشرقة علی تراب جسده کا شراق الشمس علی الارض اعلام  
للناس انه ولی لیتبرکوا به ویدعوا الله تعالیٰ علیه ویستجاب لهم فهو  
امر جائز لا یمنع منه والاعمال بالنیات۔

قبر کے نزدیک چراغیں روشن کرنا بدعت و اسراف کرنا مال کا ہے جیسا کہ  
فتاویٰ یزازیہ میں ہے، یہ اس صورت میں ہے جبکہ قائم نہ ہو لیکن جبکہ قبروں میں مسجد  
ہو یا قبرستان راستہ میں ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی کی خانقاہ ہو یا کسی عالم کا مقبرہ  
ہو تو چراغ روشن کرنا اور لے جانا منع اور بدعت نہیں اگر کسی بزرگ کی قبر ہو تو وہاں روشنی  
کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ حبرک مقام ہے استجاب کا موجب ہے  
اس نیت سے قبر کے پاس چراغ جلانا منع نہیں کیوں کہ کام نیت پر موقوف ہے حدیقہ

ندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۹۔

پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ولیوں کی قبروں پر چراغ روشن کرنا منع نہیں بلکہ موجب ثواب ہے۔

قولہ: مولوی اسماعیل صاحب عالم صالح متقی تا تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔

اقول: مولوی اسماعیل پر فتویٰ دیکھنا ہو یا اس کی کتاب تقویۃ الایمان پر عمل کرنے یا عوام کو پاس رکھنے اس کے حکم دیکھنا ہو تو کتاب بھونچھال بر لشکر دجال صفحہ ۳۹ یا ۵۸ اور ابطال الاباطیل صفحہ ۱۶ تا ۱۷ اور دو گاڑہ خدائی لاندہ ہوں کی فنا ہے اور اللوکنبہ الشہابیہ و سل السیوف الہندیہ و فتاویٰ حرین شریف مطبوعہ اہلسنت و جماعت بریلی و ازالۃ العار دیکھو!

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بیشک ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے بشرطیکہ وہ مندرجہ عقائد کتاب تقویۃ الایمان سے توبہ نہ کی ہو بے توبہ مر گیا ہو۔

## مولوی حسین کے اشعار کا جواب

مولوی محمد حسین کے اشعار میں کوئی آیہ حدیث نہیں جو لائق جواب ہوتا ہم

پھر بھی اس کا جواب شعروں میں تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا ہے وہ ہوندا۔

مباح حسب روایت ہے محفل میلاد روا از روئے روایت ہے محفل میلاد

ضرور مورد رحمت ہے محفل میلاد کہ بزم ذکر ولادت ہے محفل میلاد

شعار اہل محبت ہے محفل میلاد عدو کی جان پر آفت ہے محفل میلاد

کلید مخزن برکت ہے محفل میلاد در مدینہ رحمت ہے محفل میلاد

بیان تولد حضرت کا جس مقام میں ہو اسی جگہ سے عبادت ہے محفل میلاد

رسول پاک نے یہ خود بیان فرمایا نہیں خلاف روایت ہے محفل میلاد

ہوا جب ایسا عمل صحابہ سے منقول کہاں سے کہتے ہو بدعت ہے محفل میلاد

سہاں یہ دیکھنے سے رکھتا ہے تعلق خوب زمین پہ صورت جنت ہے محفل میلاد

درود پڑھ کے محبت کا درے ہیں ثبوت یہ مومنوں کی علامت ہے محفل میلاد

ادب سے بیٹھے ہوئے حاضرین محفل میں ثبوت حسن عقیدت ہے محفل میلاد

ادب سے اپنے پیغمبر کا نام لیتے ہیں نشان الفت ہے محفل میلاد

ادب سے بیٹھے ادب سے اٹھتے ہیں رسول پاک کی حرمت ہے محفل میلاد

قیام بھی ہے ضرور ایک امر مستحسن وہ مستحب ہے تو سنت ہے محفل میلاد

ہزاروں ایسے ہیں اہل علوم ماضی و حال کہ جن کے قول سے حلت ہے محفل میلاد

تمہارے منع پہ پھر کون اعتبار کرے کہ ان سے صاف اجازت ہے محفل میلاد

محققانہ نظر گر کرو تو ہو معلوم پسند اہل حقیقت ہے محفل میلاد کوئی دلیل بھی ہے اور کوئی محبت بھی جو کہہ رہے ہو کہ بدعت ہے محفل میلاد کسی فقیہ و محدث سے کب یہ ثابت ہے کہ مصطفیٰ کی حقارت ہے محفل میلاد نہ کیوں فلک سے ملک اس جگہ نزل کریں کہ بزم قدس کی صورت ہے محفل میلاد نہ کیوں شگفتہ ہو پڑ مر وہ دل یہاں آ کر بہار گلشن صنعت ہے محفل میلاد جہاں ہو جلوہ نما انبیاء و شاہ رسل وہ بارگاہ کرامت ہے محفل میلاد جہاں ہے فضل الہی کا شامیانہ پاپا وہ بزم گاہ فضیلت ہے محفل میلاد اب اس کے بعد نہ ہمیں کبھی سمجھنا تم کہ جائے رطعن و ملامت ہے محفل میلاد کوئی سبب بھی ہے معقول حضرت والا کہ جس سے باعث نفرت ہے محفل میلاد جو بد عقیدہ ہیں یاں کسلئے وہ شامل ہوں کریگا جس کو ارادت ہے محفل میلاد نہ کیوں شریک ہو جو ہر یہاں مل و جانے کہ کار خیر سعادت ہے محفل میلاد اب میں چند اشعار جناب صاحب حجت قاہرہ مجدد مائتہ حاضرہ عالم اہلسنت ناصر دین و ملت قانع بدعت اعلیٰ حضرت مرشد نادا وانا مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خان بریلوی پر اکتفا کرتا ہوں بیت دربارہ

### امام احمد رضا اور میلاد شریف

دشمن احمد پہ شدت کیجئے طہدوں کی کیا مروت کیجئے  
 ذکر ان کا چھیڑے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے  
 مثل قارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے  
 کیجئے چرچا انہیں کا صبح شام جا کافر پہ قیامت کیجئے  
 آپ درگاہ خدا میں وجہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے  
 حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالحبت کیجئے  
 اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے  
 لمحوں کا شک نکل جائے حضور شرک جانب ماہ پھر اشارت کیجئے اس برے  
 ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب مذہب پہ لعنت کیجئے  
 ظالموں محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے  
 والضحی حجرات الم شرح سے پھر مومنو! اتمام حجت کیجئے  
 بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجا و استعانت کیجئے  
 یا رسول اللہ دہائی آپ کی گو شمال اہل بدعت کیجئے  
 غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر سے پاک ملت کیجئے  
 یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہا اولیاء کو حکم نصرت کیجئے  
 میرے آقا حضرت اچھے میاں ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

### مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری

نہ ہوں شاد کیوں اہل دیں چار سو بفضل من اللہ فلیفرحوا :-

خدا کا بڑا ہم پہ احسان ہے نبی ہم پہ بھیجا وہ ذیشان ہے

کریں کیوں نہ ہم انبساط و سرور کیا ایسے سلطان نے ہم پہ ظہور

خدا خود کرے جب صفات رسول پڑھیں ہم نہ کیوں معجزات رسول  
یہ اہل سخن کی مثل خوب ہے کہ محبوب کا ذکر محبوب ہے  
پڑھے جو کہ میلاد خیر العباد کرے اس کی اللہ پوری مراد  
ورود ایسے محبوب سبحان پر سلام ایسے سلطان ذیشان پر

## محدثین و فقہاء کی نظر میں میلاد مستحب ہے

(۱) شیخ عمر الدین محمد الملاء الموصلی من الصالحین المشہورین

(۲) علامہ ابو الخطاب ابن وحیہ اندلسی جو وحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے

ذکر الرزقانی اور علماء صلحاء سلطان ابوسعید مظفر کی محفل میں آتے تھے ان کی اسماء نگاری  
کہاں کی جائے جن کو جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے:

حضر عنده في العلماء والصلحاء من غير نكير منهم

(۳) علامہ ابو الطیب السبئی نزیل قوس من اجلۃ العلماء المالکیۃ ذکرہ الرزقانی

(۴) امام ابو شامہ استاد نووی

(۵) علامہ ابو الغریح بن جوزی محدث فقہیہ حنبلی

(۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی

(۷) امام القراء المحمدین حافظ شمس الدین بن جزری

(۸) حافظ محمد الدین کثیر

(۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری

(۱۰) علامہ ابو قاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی

(۱۱) شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی

(۱۲) علامہ سلیمان برسوی

(۱۳) علامہ ابوالقاسم شمس الدین

(۱۴) اطولی حسن البحری

(۱۵) علامہ ابو الخیر سخاوی

(۱۶) سید عصفیہ الدین شیرازی

(۱۷) علامہ ابن حجر عسقلانی

(۱۸) شیخ جلال الدین سیوطی

(۱۹) محمد بن علی دمشقی مصنف سیرۃ شامی

(۲۰) شیخ شہاب الدین صاحب قسطلانی صاحب مواہب الدنیہ و شارح صحیح

بخاری۔

(۲۱) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی

(۲۲) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب

احادیث۔

(۲۳) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری

انہوں نے مولد شریف میں ثابت کیا ہے عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر و

شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد ہندوستان و مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرقا جمیع بلاد اسلامیہ

سے ثابت ہے اور لکھا اس میں ملا علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی

مشائخ و علماء اس میں شامل ہونے سے انکار نہیں کرتا اگر میں شمار کروں جو میلاد کو جائز

اور مستحسن کہتے ہیں تو مجھ سے ہو ہی نہیں سکتا

اگر کسی کو شوق ہو تو دیکھئے انوار ساطعہ جب میلاد شریف کو علماء و صلحاء جائز فرماتے ہیں تو بموجب فرمان عالیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرنا واجب ہوا۔

روی عن ابی سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا فی سنة فقال ینظر فیہ العابدون امن المؤمنین سنن دارمی .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے ایسے امر سے جس کا ذکر بظاہر قرآن و حدیث میں نہ ہو تو آپ نے اسے علماء کی نظر پر محمول فرمایا علماء کرام صدہا سال سے اس مجلس مبارک کو کرتے چلے آئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے فرماتے ہیں:

لے محیط میں لکھا ہے: ماراہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن خصوصا اذا استمر فی بلاد الاسلام والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزله لاجماع و کذا العادة اذا استمر واشہرت .

جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے خاص کر جب مسلمانوں کے ملکوں اور شہروں میں ہمیشہ جاری ہو جاتا ہے تو قائم مقام اجماع کے ہو جاتا ہے اور اسی طرح عادت بھی جب ہمیشہ جاری ہو اور مشہور ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اگر محفل میلاد کا ثبوت بہت کذا یہ نص سے تسلیم نہ کیا جائے تو بھی اس کے جواز اور استحباب کے لئے عمل صلحاء و علماء و فقراء و اولیاء و مشائخ امت عموما و خصوصا شرقا و غربا و جنوبا و شمالا ہمارے لئے کافی ہے (امام الدین کوٹلی)



فمن اعرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما في كتاب الله  
فان جاءه امر ليس في كتاب الله فليقض بما قضى به النبي صلى الله  
عليه وسلم فان جاءه امر ليس في كتاب الله ولا قضى به نبيه فليقض  
بما قضى به الصالحون الخ رواه النسائي جلد دوم صفحہ ۲۶۲- صفحہ ۱۸۴

جس شخص کو آج کے دن بعد کوئی حادثہ پیش آئے تو اس کا فیصلہ قرآن سے کیا  
جائے یعنی کلام اللہ سے فیصلہ کرے اور اگر قرآن میں وہ فیصلہ بظاہر نہ ملے تو حدیث پر  
فیصلہ کرے اگر حدیث میں بھی وہ مذکور نہ ملے تو نیک لوگوں کے فیصلہ پر فیصلہ کرے  
اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے فیصلہ پر فیصلہ دینا چاہئے چونکہ محفل  
میلاد تمہارے قول پر قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہوا تو بھی اس مجلس میلاد کا قائم  
کرنا حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا چونکہ نیک لوگوں کا فیصلہ یہ ہے کہ مجلس میلاد مستحسن  
اور مستحب ہے چند اسماء گرامی بطور شہادت اوپر ذکر کئے گئے جو محفل میلاد کا منکر ہے وہ  
رسول کے فرمان کا منکر ہے فقیر نے عند اللہ سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے حق ظاہر  
کر دیا ہے خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق دے! آمین!

## تقریظ

۱۔ ابی عبدالقادر محمد عبداللہ امام مسجد جامع کوٹلی لوہاراں

برادر اکبر مصنف

ثبوت مولود شریف میں یہ رسالہ نہایت عمدہ پیرایہ میں لکھا گیا ہے اس کے استدلال ذہ ہیں جو ہرگز ہرگز مخالف کو بشرط انصاف ان میں سے کسی میں انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور انکار کس طرح سے ہو جب کہ اس کے اثبات میں علاوہ اور دلائل کے ایک ایسی زبردست دلیل پائی جاتی ہے کہ جس پر ہرگز ہرگز چون و چراں نہیں کیا جاسکتا وہ یہ کہ پروردگار عالم نے اپنے پاک اور برگزیدہ کلام قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ .

جس میں غور کرنے سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے یہاں اس امر میں اپنے محبوب کے مولود شریف کا ذکر فرمایا ہے کہ پہلے تمام مخلوق یا بعض کو جمع و مخاطب فرما کر اپنے پیارے حبیب کی پیدائش اور ان کی طرف آنے کی خبر دی اور پھر ان کی صفات جمیلہ و اخلاق حمیدہ کو بیان فرمایا کہ وہ اپنی امت پر نہایت مہربان و رحم والے ہیں اور ان کے ایمان و ہدایت پر حریص ہیں اور انہیں اپنی امت کا محنت، مشقت رنج و غم، درد و الم میں مبتلا ہونا عذاب الہی کی مصیبت میں گرفتار ہونا سخت ناگوار ہے۔ اور یہی طریقہ مروجہ میلاد میں ہوتا ہے تو جو شخص اس کو بدعت یا زبون کہے تو وہ گویا اپنے رب کے طریقہ و فعل کو ناجائز و گمراہ کہتا ہے۔



## مولوی محمد شریف برادر مؤلف

میرے بھائی نے لکھ کر ذکر محمود  
 لکھا اثبات محفل میں رسالہ  
 بہت پر زور ہیں اس کے دلائل  
 بہت عمدہ رسالہ یہ بنایا  
 ہمیں تو پہلے ہی اس کا ہے اقرار  
 بھلا جس کو محبت کا ہو اقرار  
 یہ مجلس مورد رحمت خدا ہے  
 نبی کا ذکر ہے ذکر الہی  
 خدا کے ذکر کی مجلس لگانا  
 نبی کا ذکر ہے اللہ کو مرغوب  
 محبت جس کو ہے خیر النوری کی  
 کیا اونچا خدا نے ذکر ان کا  
 خدا اونچا کرے اور تو گھٹائے  
 خدا فرما چکا قرآن کے اندر  
 پھر اس کو شرک یا بدعت بتانا  
 صحابہ نے پڑھی نعت پیغمبر

کیا ہے مومنوں کے دل کو خوشنود  
 دیا آیت حدیثوں کا حوالہ  
 ہر اک مومن ہے ویسے اس پہ مائل  
 فتاویٰ منکروں کا سب اوڑایا  
 نہیں منکر کو بھی اب تاب انکار  
 کرے کیوں محفل سرور سے انکار  
 کہ اس میں شرح خلق مصطفیٰ ہے  
 حدیثوں سے ملے اس کی گواہی  
 نتیجہ اس کا ہے بخشش کا پانا  
 وہ ہے پیارا خدا کا اور محبوب  
 وہی پاتا ہے بس رحمت خدا کی  
 ارے منکر تیرا ہے حوصلہ  
 بھلا تو کون جو اس کو مٹائے  
 کرو تعظیم اور تو قیر سرور  
 سراسر اپنا ہے ایمان گوانا  
 نبی کے سامنے اشعار پڑھ کر

نبی ذکر ولادت خود سنایا  
یہ مجلس باعث رحمت ہے بھائی  
نبی رحمت ہیں رحمت پر ہے فرحت  
عرب میں گھر یہ گھر اس کا ہے چرچا  
مدینہ میں بھی ہے با صدوزینت  
یمن میں روم میں اور شام میں بھی  
ابوشامہ جو نووی کا ہے استاد  
محدث ابن جوزی جو ہے مشہور  
سخاوی اور محدث ابن جزری  
جمال الدین و ہمدانی سیوطی  
شہاب الدین صاحب قسطلانی  
وہ دمیاطی و اسماعیل حقی  
محدث شیخ عبد الحق کامل  
بہت علماء مشائخ اور بھی ہیں  
ڈرو! ان سب کو مشرک نہ بناؤ!  
خدا ایسوں کے فتنہ سے بچائے

صحابہ تابعینوں سے بھی آیا  
یہ مجلس موجب برکت ہے آئی  
نبی نعمت ہے نعمت پر ہے فرحت  
خدا کے گھر میں بھی ہے اس کا شہرا  
کریں میلاد میں اظہار فرحت  
مصر میں جا بجا فرحت ہے اس کی  
لکھا ہے اس نے بھی جائز ہے میلاد  
عماد الدین حافظ بھی ہے سرور  
عراقی اور مجد الدین و ہروی  
مصنف سیرت شامی و حلبی  
محدث ابن حجر عسقلانی  
خفاجی اور زرقانی و سکی  
محدث دہلوی بھی اس کا عامل  
مجوز محفل مولد سبھی ہیں  
نبی سے شرم رب سے خوف کھاؤ!  
ہوا ان کی کسی کو نہ لگائے

آمین بجاہ النبی الکریم



اویسی بک سٹال کی ایک اہم پیشکش

بَلِّغِ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفِ الدَّيْجِ بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

☆☆☆☆☆



مرتبہ

قاضی غلام رسول غازی سیالوی

نظر ثانی — محمد نعیم اللہ خاں قادری

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ گوجرانوالہ  
پیپلز کالونی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# وہابیوں کی امامت

مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ  
مَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَعَلَى  
أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عداوت کو بددین سے فرض جانو  
وہابی کو دشمن شریعت کا مانو  
نہ پڑھنا نماز ان کے پیچھے بھراؤ  
مرمت کروانگی جس جا پہ جاؤ

## اِسْتِـفْتَاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام الحی دو ہیں ایک غیر مقلد  
دوسرا حنفی، مگر حنفی چنداں پرہیزگار نہیں، غیر مقلد پرہیزگار غلط خواں، کس کے پیچھے نماز  
پڑھی جائے یا اکیلے پڑھی جائے، بینواتو جروا!

شیخ عبدالستار موضع فرید پور

مورخہ ۵ جون ۱۹۲۱ء

## الـجـواب

غیر مقلد کے پیچھے ہرگز نماز درست نہیں، ان کے گندے عقائد کے علاوہ  
طہارت میں جو نماز کے لئے اعلیٰ رکن ہے بہت سافرق ہے ان کے نزدیک جب تک  
رنگ، مزہ، بو، نہ بدلے پانی پلید نہیں ہوتا، ایک کنوئیں میں ایک پاؤ بول (پیشاب)  
سے تغیر نہیں آتا، اور یہ پاک سمجھتے ہیں، ایسے پانی سے وضو، غسل طہارت لباس سے  
امامت کریں تو حنفی کی نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے، زید سے حنفی امام چونکہ قرآن اچھا  
پڑھتا ہے بحکم حدیث اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَبُهُمْ زید کو لازم ہے کہ وہ حنفی امام جو قرآن صحیح  
پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھا کرے۔

میں اس مسئلہ میں ذرا وضاحت سے لکھتا ہوں، سنئے! اللہ تعالیٰ نے حضرت  
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔



میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا:

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي.

میری اولاد میں سے بھی کسی کو امام بنائے گا؟

خدا نے جواب دیا:

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ.

میرا عہد ظالموں کو امام بنانے کا نہیں ہے۔

قرآن شریف میں کفار کو بھی ظالم کہا گیا ہے، دیکھو پارہ ۳ رکوع ۲۴

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ.

ظالم کفار ہی ہیں، معلوم ہوا کہ کفر امامت کا مستحق نہیں۔

امام دو قسم کی ہے: ایک امام کبریٰ ، دوسری امامتِ صغریٰ

امامتِ کبریٰ خلافت ہے، امامتِ صغریٰ امام نماز ہے دونوں کفار کے لئے

ممنوع دونوں ناجائز ہیں، نہ کافر خلیفہ بن سکتا ہے نہ نماز کا امام بن سکتا ہے، معلوم ہوا

کہ امامت کے لئے مومن ہونا شرط ہے صرف زبانی کلمہ گوئی مفید نہیں، اگر زبانی کلمہ

گوئی مفید ہوتی تو خدا یہ نہ فرماتا:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

منہ سے کلمہ پڑھنے والے دل سے مکروں کے لئے اسفل طبقہ دوزخ کا ہے،

کیا مسیلمہ کذاب خدا کو نہیں مانتا تھا؟

کیا مرزا غلام احمد قادیانی خدا کو نہیں مانتا تھا؟

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے سے کوئی خدا کا بیٹا نہیں بن سکتا جیسے بیٹا باپ کو جو تیاں

مارے گا لیاں دے بیٹا ہونے سے نہیں نکلتا، یونہی جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لیا، اب وہ

چاہے خدا کو جھوٹا کہے چاہے پیغمبر کی توہین کرے گا لیاں دے، اسلام سے نہ نکلے، نہیں یہ بات نہیں، ذرا بھی اگر خدا تعالیٰ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کریگا فوراً اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

غیر مقلدوں کا خدا کو جھوٹ پر قادر ماننا اور خدا کو وعدہ خلافی پر قادر ماننا اس سے بڑھ کر گندہ عقیدہ کیا ہوگا؟

کذب وہ بد کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو کاذب کہہ کر ان پر لعنت کی ہے، یہ کام اس سے کیسے ممکن ہوگا تفسیر کبیر میں ہے کہ کذب کا گمان کرنا اللہ تعالیٰ پر کفر ہے، جب خدا کو بھی خالی نہ چھوڑا تو نبی یا ولی کو کب خالی چھوڑ سکتے ہیں۔

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانانی

نعوذ باللہ جب خدا ہی جھوٹ بولے گا تو کیا سچ عبد الوہاب نجدی میں ہوگا، ایک عقیدہ خدا کی بابت ان کا یہ ہے (دیکھو کتاب احتوا مصنفہ نواب صدیق حسن مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ فصل نہم لکھا ہے)

کہ خدا کے ہاتھ پاؤں پنڈلیاں وغیرہ سب کچھ ہیں، عرش پر پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوا ہے۔

(بلکہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہل حدیث میں لکھا ہے کہ:

عرش پر پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوا ہے اس کے بوجھ سے عرش چینیوں اور چیمبوں کرتا ہے، مولوی وحید الزمان غیر مقلد اپنی کتاب ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۰۱ میں لکھتا ہے اللہ تعالیٰ جب آسمان دنیا کی طرف آتا ہے تو عرش خالی رہتا ہے اور بذاتہ اترتا ہے۔

۱۔ قرآن مترجم ترجمہ وحید الزمان حاشیہ آیت الکرسی

جب خدا کے لئے انہوں نے مکان ثابت کیا، بوقت اترنے کے عرش کو خالی سمجھا تو معلوم ہوا کہ خدا ہر جگہ نہیں،

کوئی جگہ خالی بھی رہتی ہے،

پھر خدا کا مکان ثابت کیا،

یہ ہے ان کا خدا پر ایمان،

وحید الزمان! یہ بھی لکھتا ہے کہ:

خدا جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے، ہدیہ المہدی جز اول صفحہ ۷  
معلوم ہوا کہ خدا گائے نیل کی صورت میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے، پھر کفار کا  
گائے کو پوجنا عین توحید ہوئی۔

ابن تیمیہ فتویٰ حدیثیہ صفحہ ۸۷ میں فرماتے ہیں:

خداوند تعالیٰ فاعل مختار نہیں اور یہ بھی اس صفحہ پر لکھتا ہے کہ

خدا عرش کے برابر ہے، نہ چھوٹا ہے نہ بڑا، دیکھو خدا کو محدود اور اس کی جگہ  
بھی مقرر کر دی، وہابیوں کی کتاب البیان المرصوص (مصنفہ کی حسن خان) صفحہ ۱۷۳  
میں لکھا ہے کہ

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے، یعنی جو اللہ اللہ کہہ کر ذکر کرے وہ بدعتی  
ہے، سبحان اللہ یہ ہے اہل حدیثی جس میں خدا کا نام لینا بھی بدعت ٹھہرا یہ ہے ان کا  
ایمان کلمہ کی پہلی جزا لا الہ الا اللہ پر۔

اب دوسرے جملہ محمد رسول اللہ پر ان کا ایمان دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
وہ مبارک وسلم پر ایمان تب ہی ہوتا ہے جبکہ محمد کو محمد مانا جائے یعنی حمد کیا گیا لغت میں اس  
کے معنی یہ ہیں:

هُوَ الَّذِي يُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ.

جس کی پے درپے حمد کی جائے اس کو محمد کہا جاتا ہے۔

حضرت عبدالمطلب سے کسی نے پوچھا کہ تم نے محمد کیوں نام رکھا آباء و اجداد

سے کیوں نہ کوئی نام رکھا، آپ نے فرمایا:

أَرَدْتُ أَنْ يُحَمِّدَهُ اللَّهُ فِي السَّمَاءِ وَيُحَمِّدَهُ النَّاسُ فِي الْأَرْضِ

(خصائص کبری جلد اول صفحہ ۷۹)

اس لئے رکھا ہے کہ خدا آسمان میں اس کی حمد کرے اور لوگ زمین میں اس کی حمد کریں۔

سو آج تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے، اور ہوتا چلا جائے گا، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. حسان کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اسْمِهِ لِجَلِيَّةٍ

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

محمد محمود سے ہے، محمود خدا ہے، جو لائق تعریف ہے اور یہ نبی محمد ہے جس کے معنی بھی وہی ہیں، یعنی حمد کیا گیا۔

اگر کسی نام میں معنی مراد نہ ہوں، تو غیر مقلد کبھی نام، پیرا نہ دتا، غلام دستگیر، عطاء محمد کونا جائز قرار نہ دیں، جو محمد کی حمد یعنی صفت و ثناء نظم یا نثر یا تقریر میں کرنے کو منع کرے اس نے محمد کو کب محمد مانا، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا وہ کب مسلمانوں کا امام بن سکتا ہے؟

جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے کسی ایک صفت کا منکر خدا کا منکر ہے ویسا ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت کا منکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہوگا، حضور کے اوصاف میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ آپ عالم الغیب بھی ہیں، یہاں تک کہ آپ جنتی اور دوزخی فرد کو بھی جانتے ہیں، جو اس بات کا منکر ہو اس نے کب رسول کو مانا جب رسول کو نہیں مانا تو وہ کب کلمہ گوؤں میں داخل ہو سکتا ہے، میرے اس قول کی تصدیق کتب تفاسیر میں ملتی ہے، عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے، فرماتے

ہیں:

قال فی قوله تعالى وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ  
قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُتَفِقِينَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ أَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا وَمَا  
يَدْرِيهِ بِالْغَيْبِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ بَهْدَانِي دَر الْمَشْهُورِ جُلْد ثَالِثَ صَفْحَةِ ٢٥٣۔

## آیت کا شان نزول

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا،  
چونکہ آپ کو علم غیب حاصل تھا، آپ نے فرمایا: کہ فلاں جنگل اور فلاں مکان میں ہے  
ایک منافق نے کہا کیا محمد غیب جانتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:  
کیا اللہ اور اس کے رسول کو ٹھٹھا کرتے ہو، یہاں نہ بناؤ تم ایمان کے بعد  
کافر ہو گئے ہو۔

دیکھو اس آیت میں اتنا کہنے سے کہ کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب  
جانتے ہیں کفر کا فتویٰ لگ گیا جو مطلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو وہ  
کیوں نہ کافر ہوگا؟

اخبار اہلحدیث ۷ ذی الحج ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۲۱ء اس کے ماننے کا  
یہ عذر لکھتے ہیں کہ

یہ مرسل حدیث ہے، اس میں ابن عباس کا نام نہیں۔

اول تو محدثین کے نزدیک مرسل حدیث قابل حجت ہے۔

لیجئے! بخاری پارہ ۱۸ صفحہ ۶۶۵ میں ابن عباس سے استہزاء اونٹنی کا سوال

موجود ہے۔

پڑھئے! مولوی ثناء اللہ کا بعد تسلیم یہ تاویل کرنا کہ اتفاقاً یہ امر ہے کہ آپ نے

بتا دیا۔

محض نفسانیت ہے، ارتفاقیہ طور تو ہر ایک تسلیم کرتا ہے، اس پر استہزاء کیسا؟  
تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۰۸ پر آیت مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ  
عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ.  
فرمانِ نبوی ملاحظہ فرمائیے:

وقال السدي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عَرَضْتُ  
عَلَىٰ أُمَّتِي فِي صُورِهِمَا فِي الطَّيْنِ كَمَا عَرَضْتُ عَلَىٰ آدَمَ وَعَلِمْتُ مَنْ  
يُؤْمِنُ بِي وَمَنْ يُكْفِرُ بِي فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُنْفِقِينَ فَقَالُوا اسْتَهْزَأَ أَرْعَمُ  
مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يُكْفِرُ مِنْ لَمْ يَخْلُقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا  
يَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ  
فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَىٰ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا  
تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ حَذَافَةَ السُّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ..... الخ.

اس حدیث میں صاف صاف آپ نے ارشاد فرما دیا:

اے منافقو! میرے علمِ غیب میں ٹھسٹھا کرتے ہو؟ مجھے تو ہر ایک فردِ امت کا  
حال یاد ہے کہ فلاں جنتی ہے، فلاں دوزخی ہے، اگر تمہیں یقین نہیں، تو قیامت تک جو  
بات ہونے والی ہے مجھ سے پوچھ لو بڑی خوشی سے بتاؤں گا۔

اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا اگر آپ غیب جانتے ہیں تو

بتائیں میرا باپ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔

بخاری جزء اول صفحہ ۱۹ میں یہی مضمون موجود ہے کہ آپ نے فرمایا:

سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، یعنی جو پوچھنا چاہو پوچھ لو!

تو ایک شخص نے اپنے باپ کا پتہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: حذافہ

دوسرے نے پوچھا میرا باپ؟

تو آپ نے فرمایا: سالم ہے۔

بتاؤ! اب بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب میں شک ہے، کیا

یہ بھی رافقاہیہ ہے، ہرگز نہیں، اور یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کہ فرمایا ہو شریعت کا حکم پوچھو، نہیں عام فرمایا جو چاہو پوچھو! حاضرین نے بھی عام ہی سمجھا، تب تو باپ کا پتہ پوچھا۔

کوٹلی بوہڑ والی کا ایک وہابی حدیث غرضت علیٰ اعمال امتیٰ کو تسلیم

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ بذریعہ فرشتوں کے اعمال امت آپ کو دکھائے گئے تھے،

(پنجابی کی مثل مشہور ہے، کسی نے کہا کہ تو پاخانہ کھاتا ہے وہ بولا نہیں تنکا کے ساتھ)

وہی مثل بوہڑ والے کی ہے، ہمارا تو یہ بیان کرنا مقصود تھا، کہ آپ امت کے اعمال سے

واقف ہیں، سو یہ اس نے مان لیا، فرشتوں کے ذریعہ ہی سہی، مانو تو سہی، کہ ہاں آپ کو

اعمال امت معلوم تھے اس مسئلہ علم غیب کی زیادہ تفصیل درکار ہو تو میری کتاب نصرۃ

الحق دیکھو!

نیز جس کا یہ عقیدہ ہو کہ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال کرنا

بدتر ہے اپنے گدھے کے خیال سے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

خیال آنے سے ان کی تعظیم دل میں جم جائے گی، صراطِ مستقیم صفحہ ۹۵ کیا اس میں صریح

آیت وَتَعَزُّوهُ وَتُقِرُّوهُ كَاصْفَانِكَارِئِيسَ، کیا حدیث لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ

أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. کا خلاف نہیں؟

ضرور ہے، حضور تو فرمائیں کہ جو مجھے سب سے محبوب نہ جانے مومن نہیں،

یہ کہتے ہیں اس کی محبت و عزت دل میں نہ لائے، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ يَه ان کا ایمان؟  
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے  
 ظالموں! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے  
 جس نے تشہد میں درود پڑھا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا، کیا اُس کو محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے گا؟ خیال آیا تو کیا وہ مشرک ہوا؟ اس سے معلوم ہوا کہ نماز  
 پڑھنے والا ان کے نزدیک مشرک ہے، یہ ہے ان کا جملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان،  
 اب یہ عقائدِ فاسدہ سن کر کوئی ان کو کلمہ گو کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں، جب یہ کلمہ گو نہ ہوئے تو  
 یہ ہماری نماز کے امام کس طرح بن سکتے ہیں، ہرگز نہیں ہرگز نہیں!

## غیر مقلدوں کی طہارت و حِلّت

پہلے ان کی خوراک ملاحظہ ہو!

مولوی عبداللہ غازی پوری کا فتویٰ مطبوعہ ۲۳ / ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

رنڈی کا مال زنا بعد توبہ حلال

کافر کا زبیحہ حلال۔ عرف الجادی صفحہ ۲۳۷

ایک وقت میں جتنی عورتیں چاہے مرد نکاح کر سکتا ہے۔

عرف الجادی صفحہ ۱۱۵ اظہر الاضیٰ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲۔

خشکی کے تمام جانور جن میں خون نہیں حلال ہیں، بدور الابلہ صفحہ ۳۲۵

حیض و نفاس کے سوا سب خون پاک ہے، عرف الجادی صفحہ ۱۰۔

تجارت کے مال میں زکوٰۃ نہیں، بدور الابلہ صفحہ ۱۱۲۔

چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ نہیں (بدور الابلہ صفحہ ۱۰۱)

شراب پاک، (بدور الابلہ صفحہ ۱۵) عرف الجادی صفحہ ۲۳۵،



سونے چاندی کے زیوروں میں سود نہیں یعنی ان میں سود جائز ہے، دلیل

الطالب صفحہ ۵۷۵۔

جو ان لڑکوں کو زیور چاندی کا پہننا جائز ہے، (بدور الاہلہ صفحہ ۵۶) طافی مچھلی کے سوادریا کے سب جانور مردہ زندہ حلال ہیں، عرف الجادی صفحہ

(۲۳۷)

چاندی سونے کے برتن جائز (بدور الاہلہ صفحہ ۳۵۴) خارپشت حلال جس کو پنجابی میں جھاچوہا کہتے ہیں، عرف الجادی صفحہ ۲۳۳) ذبح کے وقت زشم اللہ نہیں پڑھی کھاتے وقت پڑھ لے، مردہ جانور پاک ہے، دلیل الطیب صفحہ ۲۲۲۔ خنزیر پاک ہے، بدور الاہلہ صفحہ ۳۲۱۵۔

## طہارت کو دیکھئے!

- (۱) مشت زنی جائز عرف الجادی صفحہ ۲۱۴۔
- (۲) منی پاک، بدور الاہلہ صفحہ ۵، تمام چوپایوں اور جانوروں کی حرام ہوں یا حلال۔
- (۳) بول پاک ہے (نزول الاہرار، و بدور الاہلہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۶)۔
- (۴) پانی اگرچہ کتنا ہی قلیل ہو نجاست سے پلید نہیں ہوتا، بول یا براز پانی میں پڑے، اگر رنگ مزہ، بونہ بد لے تو پاک ہے۔ عرف الجادی صفحہ ۹ و نزول الاہرار)۔
- (۵) ناپاک بدن سے نماز باطل نہیں ہوتی (بدور الاہلہ صفحہ ۳۸)۔
- (۶) بعض صحابہ فاسق تھے، نعوذ باللہ، (البیان المنصوص صفحہ ۱۸۴)۔
- (۷) صحابہ کی تفسیر قرآن حجت نہیں (بدور الاہلہ صفحہ ۱۳۹)۔

(۸) حضرت علی رضی اللہ نے تین سو مسئلہ میں غلطی کی ہے، (فتویٰ حدیثیہ مصنفہ

ابن تیمیہ صفحہ ۸۷)

(۹) رام چندر، لچھن، کشن جی انبیاء و صلحاء تھے، ہدیۃ المہدی صفحہ ۸۵۔

لوٹڈے اور عورت سے جو لواطت کرے اس کو منع نہ کیا جائے، ہدیۃ المہدی

صفحہ ۱۱۸۔

(۱۰) متعہ کرنا، شطرنج کھیلنا جائز ہے، (ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۱۹)

(۱۱) گانا بجانا تفریح طبع کے لئے مستحب ہے، اسرار الطغۃ پارہ ششم صفحہ ۸۶ مولوی

ثناء اللہ اخبار الہدیث ۲ محرم ۱۳۴۰ھ میں گانا بجانا اجرت بلا اجرت شادیوں میں جائز

لکھتا ہے۔

(۱۲) چوڑوں میں ذکر داخل کرنا مستحب ہے، بدور الابلہ صفحہ ۱۷۵۔

(۱۳) مرغ کی قربانی جائز ہے، بلکہ ۴ یا ۸/ کا گوشت لے کر تقسیم کر دے، تو جائز

ہے۔ مقاصد الانامہ صفحہ ۵

(۱۴) ابوالقاسم بناری بھی قائل ہے کہ مرغ کی قربانی جائز ہے۔ اخبار اہل حدیث

۱۳۲۲ھ۔

(۱۵) تمام حلال و حرام جانوروں کا جھوٹا پاک، نزول الابرار صفحہ ۳۷ و ہدیۃ المہدی

(۱۶) جو چوپائے سے دوٹی کرے اس پر غسل نہیں، ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۴۔

(۱۷) مولوی عبدالوہاب کو ظلی نبی مانتے ہیں، رسائل عقائد قاسدہ صفحہ ۳ مصنف

عنایت اللہ وزیر آبادی۔

(۱۸) مٹی خیال آنے سے نکل جائے تو غسل نہیں، ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۳۔

(۱۹) زینا کی بیٹی سے نکاح جائز، عرف الجادی صفحہ ۱۱۳۔

(۲۰) نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں، دلیل الطالب صفحہ ۳۶۴، عرف

الجدی صفحہ ۳۲۔

(۲۱) بدن سے خواہ کتنا خون ہے وضو نہیں ٹوٹتا، بدورالابلہ صفحہ ۲۸۔

(۲۲) دبر آدمی میں جو وحی کرے اس پر غسل واجب نہیں، ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۴۔

ناظرین یہ اہل حدیث کے مزید مسائل جو آپ کے سامنے نمونہ کے طور  
پیش کئے ہیں، جو طہورت و نجاست، حلال و حرام، جائز و ناجائز میں فرق نہیں جانتا، وہ  
بھلا مسلمانوں کا امام کیسے ہو سکتا ہے؟

جو چار عورتوں سے زیادہ جمع کرنے کو جائز کہے،

لوٹا پانی میں چلو بول کرنے سے پلید نہ سمجھے،

زنا کی بیٹی ہاتھ لگے نکاح کر لے،

رنڈی توبہ کرے مال حرام اس کا حلال جانے،

خون، منی، جانوروں کا بول پاک

سود لینا ہو تو حیلہ کر کے وصول کر لے،

دریائی اور خشکی کے جانور کو طیبات جانے،

اللہ اللہ کا ذکر بدعت کہے۔

باقی رہے صحابہ جن پر دین کا مدار تھا وہ بھی قاسق،

شراب پاک کتنا ہی خون نکلے، وضو ایسا مضبوط کہ ٹوٹتا ہی نہیں،

کافر کا ذبیحہ کھانے والا،

عورتوں کے زیور زکوٰۃ ہضم کرنے والا،

بندوق سے مراہو اشکار کھانے والا،

ہاتھوں میں زیور پہننے والا، کیسے امام بن سکتا ہے؟

غرض غیر مقلد ہو گیا، تو دنیا میں جنت سب کچھ موجود ہے۔

ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ علیہ کے نزدیک نماز کے لئے طہارت شرط ہے،  
 بول و براز حیوانات شراب وغیرہ ان کے نزدیک پلید،  
 غیوبتِ حشفہ سے غسل واجب،  
 حیوانات کا بول کپڑوں کو لگے ناپاک،  
 نجاست پڑنے سے پانی پلید،  
 نمازی کا بدن پاک ہونا شرط،  
 منی نکلنے سے غسل واجب،  
 حرام جانوروں کا جھوٹا پلید،  
 نمازی کے کپڑے پاک ہونا شرط،  
 خون نکلنے سے وضو مفقود۔

جو شخص زنا کے مال سے کافر کا ذبح کیا ہوا گوشت کھا کر دس عورتیں گھر رکھ  
 کر بول و براز والے پانی سے وضو کر کے ناپاک بدن اور ناپاک کپڑے سے بہتے  
 ہوئے خون سے نماز کی امام کرے تو امام صاحب کے نزدیک اس کے پیچھے نماز نہ  
 ہوگی، دیکھو کتب فقہ بول کے بعد ڈھیلہ مٹی سے بول خشک کرنا جو اس کو بدعت کہے اس  
 کے پیچھے نماز کیسے درست ہوگی کسی پنجابی نے کیا اچھا کہا ہے۔

بعد پیشابوں جو وٹوانی نہ کرے سو دوزخ جاوے

وگدا بول جو اٹھ کھلووے وگدا دوزخ جاوے

اگر کوئی غیر مقلد مولوی یہ کہے کہ ہمیں ایسا موقعہ کبھی نہیں ہوا، کہ ان مسائل  
 مذکورہ پر عمل کیا ہو تو جواباً گزارش ہے، کہ اگر آپ اس پر عمل نہیں کرتے تو بیچارے عوام  
 کی نمازوں اور روزوں کو کیوں خراب کرتے ہو، اگر مذکورہ مسائل درست ہیں تو کرتے  
 کیوں نہیں، کیا ارشادِ خداوندی یاد نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ.

اے ایمان والو کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

یہ بھی نہ کہا جائے گا کہ تمہارے گنویں سے وضو کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، کیوں کہ مشرک اگر غسل کر کے مسجد میں آئے تب بھی، اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ۔ کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا، گندے عقائد کی نجاست سے وہ تو پلید ہی پلید ہے۔

شافعی المذہب کی اقتداء پر قیاس کرنا غلط ہے، وہ مقلد ہے، پھر بھی وہ متعصب ہو تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

هَذَا إِذَا عَلِمَ بِالِاخْتِرَازِ عَنِ مَوَاضِعِ الْخِلَافِ فَلَوْ شَكَ فِي الْإِخْتِرَازِ

لَمْ يَجُزِ الْاِقْتِدَاءُ مُطْلَقًا۔ جامع الرموز

ہاں اگر حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہو تو پھر اس کی اقتداء جائز ہے، جیسا کہ کعبہ شریف میں امام شافعی المذہب کرتا ہے، فتویٰ عالمگیری میں ہے۔

الْاِقْتِدَاءُ بِشَافِعِي الْمَذْهَبِ اِنْ مَا يَصِحُّ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَتَخَامَى

مَوَاضِعَ الْخِلَافِ بِاَنْ يَتَوَضَّأَ مِنَ الْخَارِجِ النَّجَسِ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ

كَالْفَصْدِ وَلَا يَكُونُ مُتَعَصِّبًا وَلَا يَتَوَضَّأُ فِي الْمَاءِ الرَّاِكِدِ الْقَلِيلِ يَغْسِلُ

ثَوْبَهُ مِنَ الْمَنِيِّ وَيَضْرُكُ الْيَابِسُ مِنْهُ وَيَمْسَحُ رُبْعَ رَأْسِهِ هَكَذَا فِي

النِّهَايَةِ فِي قَاضِيْخَانَ وَالْكِفَايَةِ وَلَا يَتَوَضَّأُ الْقَلِيلَ الَّذِي وَقَعَتْ فِيهِ

النَّجَاسَةُ كَذَا فِي قَاضِيْخَانَ وَلَا بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ هَكَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ

الخ.

جب شافعی مذہب متعصب کے پیچھے نماز جائز نہیں، تو غیر مقلدوں کے پیچھے

بطریق اولیٰ نماز ناجائز ہوگی۔

مخالف کا یہ کہنا کہ امام صاحب نے فرمایا ہے:

لَا نُكْفِرُ أَهْلَ الْقِبْلَةِ      ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔  
 اس کا جواب علمائے کرام کئی بار دے چکے ہیں۔ اگر دیکھنا ہو تو ملاحظہ فرمائیے  
 اہل کبر میں لکھا ہے:

لَا نُكْفِرُ مُسْلِمًا بِذَنْبٍ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ كَانَتْ كَبِيرَةً إِذًا لَمْ يَسْتَحِلِّهَا  
 ہم کسی مسلمان کو کسی بھی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی  
 کیوں نہ ہو جب کہ وہ اس کے حلال نہ سمجھتا ہو۔  
 ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمُرَادَ بِعَدَمِ تَكْفِيرِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهُ لَا نُكْفِرُ مَا لَمْ يُوجَدْ شَيْءٌ مِنْ أَمَارَاتِ الْكُفْرِ وَعَلَامَةٍ وَلَمْ  
 يَصُدَّرْ شَيْءٌ مِنْ مُوجِبَاتِهِ.

جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت نہ ہو، اور کوئی بات موجب کفر اس کی  
 صادر نہ ہو۔

در مختار میں ہے:

لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الاسلام وان كان  
 من اهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات.

اس کے کفر میں شک نہیں جو ضروريات دین کا منکر ہو اگرچہ قبلہ کی طرف  
 تمام عمر نماز پڑھتا رہا ہو۔

شامی والا فیصلہ کرتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے وہابی عبد الوہاب نجدی کے پیرو  
 بعد ازاں اہل خارجوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کر  
 کے ان کے لشکر سے خروج کیا تھا پس لامذہب مثل خارجوں کے ٹھہرے، اور خارجی  
 باغیوں کے ہوئے جو حکم باغیوں کا ہے وہی لامذہبوں کا ہے۔

کما فی البدائع ولا یصلی علی بغاة بل یکفون ویدفنون۔

باغی مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کفن دے کر دفن کر دیا جائے

وَحُكْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جَمْهُورِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ حُكْمُ الْبَغَاةِ

وَمَذْهَبُ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ إِلَى كُفْرِهِمْ، شَامِي جلد اول صفحہ ۳۳۷۔

خود امام صاحب سے منقول ہے کہ اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

روی عن محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف ان الصلوة خلف

اهل الأهواء لا تجوز کما فی العینی علی الہدایۃ۔

غیر مقلدوں سے پرہیز عین خدا و رسول کی اتباع ہے، اس پر بکثرت آیات و

احادیث شاہد ہیں کہ ان سے الگ رہنا عین ایمان ہے۔

پس نوح بابت باہتست خاندان نبوتش گم شد

خدا تعالیٰ نے راہ مستقیم بتا دیا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان عذاب الہی

سے نجات پا کر جنت الفردوس حاصل کر سکتا ہے، راستہ گمراہی کا بھی بیان فرما دیا کہ اس

راستہ سے لوگ باز رہیں:

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔

انسان کے لئے جو مفید باتیں تھیں سب کی خبر دے دی۔

تا کہ بندہ کا کوئی عذر باقی نہ رہے، اور نقصان دینے والی باتوں سے آگاہ فرما

کر صاف منع فرما دیا:

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمْسُكُمُ النَّارُ فَلَا تَقْعُدُونَ بَعْدَ الدَّكْرِى

مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

نہ ملو ان کو جو ظالم ہیں، ورنہ تم کو بھی آگ پہنچے گی، اور نہ بیٹھو نصیحت کے بعد

ظالموں کے ساتھ۔

اب جو کوئی نیک و بد کی تمیز نہ کرے، ہر ایک سے ملاپ رکھے، بلکہ ایسا ملاپ کہ اس کو اپنا امام بنائے، تو کیا وہ خدا کا تابع دار کہلائے گا، ہرگز نہیں خدا کا تابع دار وہی ہوگا جو مسلمانوں سے محبت رکھے، بے دینوں سے عداوت، صحابہ کرام کا یہی معمول تھا۔

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ،

کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

اور دیگر مسلمانوں کی بھی یہی تعریف ہے۔

أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ.

مومنوں کے لئے نرم دل اور کافروں کے لئے نہایت سخت دل ہیں۔

یہ تو عام حالت ہے، خاص حالت میں تو بطریق اولیٰ مخالف سے پرہیز کرنی چاہئے مثلاً نماز ہے، اس میں جہاں تک ہو سکے مخالف کو جگہ نہ دے، قوم موسیٰ کی دعاء ایک شخص کی وجہ سے نامقبول ہوئی، چہ جائے کہ مخالف کو آگے کیا جائے، قوم موسیٰ میں سے چند اشخاص نے ماندہ کی ناشکری کی، مگر سب کے لئے ماندہ بند ہو گیا۔

درمیان قوم موسیٰ چند کس بے ادب گشتند کو سیر و عدس

منقطع شد خوان و نان از آسماں ماند رنج و زرع و نبل و اسماں

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے

کہ جو تم سے بہتر ہو، اس کو امام بناؤ!

اور جو بدتر کو امام بنائے وہ کیوں نہ بے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ہوگا، حدیث یہ ہے۔

إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلَواتُكُمْ فَلْيُؤْمِكُمْ خِيَارُكُمْ

جس کو پسند ہو کہ میری نماز قبول ہو اس کو چاہئے کہ سب سے بہتر امام کھڑا



کریے!

ایک اور حدیث میں صاف امر فرمایا:

لَمَّا خَلَفَ كُلٌّ بَرًّا وَفَاجِرًا نَمَّ فَإِنَّهُمْ وَقَدْ كُمُ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ.

کہ جب نماز پڑھو تو بہتر امام بناؤ!

معلوم ہوا کہ وہابی جس کو وہ غلطی پر سمجھتا ہے پھر ایسے کو وہ امام بنائے گا تو اس کی نماز ہرگز قبول نہ ہوگی اگر پڑھ چکا ہے تو دوبارہ پڑھے اگر اس کو حق پر جانتا ہے تو خود متناقض ہوگا کیوں کہ دل میں وہابی مذہب رکھتا ہے بظاہر حنفی مسلمان ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہر دو باتیں منع ہیں، وہابی کا امام بنانا وہابی کو حق پر جانتا ہے۔

میں نے ایک فتویٰ ۵ جون ۱۹۲۱ء میں لکھا تھا کہ وہابیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں،

اس پر اڈیٹر اہلحدیث نے طیش میں آ کر زور دیا کہ ہمارے پیچھے نماز ہو جاتی ہے کیوں کہ اے بد کے پیچھے بھی تو ہو جاتی ہے یعنی تم بدوں کو بھی آگے کر لیا کرو، دلیل لائے، صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ، دیکھو اخبار اہلحدیث ۲۴ جون ۱۹۲۱ء۔

پھر میں نے اس کا جواب ۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء "الفقیہ" میں دیا۔

پھر اس کا جواب مولوی ثناء اللہ نے اخبار اہلحدیث ۱۲ اگست ۱۹۲۱ء میں لکھا پھر میں نے اس کا جواب ۲۰ اکتوبر کے "الفقیہ" ۱۹۲۱ء میں دیا جس کا جواب آج تک نہیں دیا، اور نہ ہی دے سکیں گے۔

حدیث تولائے، صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ مگر یہ خبر نہیں کہ یہ حدیث ہمارے لئے حجت نہیں، کیوں کہ وہابی مرسل حدیث کو حجت نہیں گردانتے، ہاں امام صاحب کے مقلد ہو کر یہ حدیث پیش کرتے ہیں، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک مسلمان گنہگار کے پیچھے نماز پڑھ لو، نہ کہ اس کے پیچھے جس کے ایمان میں شک ہو۔

الصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ

عَمِلَ الْكَبَائِرَ.

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وهذا يدل على جواز الصلوة خلف الفاسق و كذا المبتدع اذالم

يكن مايقوله كفرا، مرقاة

فاسق فاجر کے پیچھے اس وقت نماز درست ہے جبکہ اس سے کفر صادر نہ ہو،

اگر اس سے کفر صادر ہو تو پھر جائز نہیں، کیوں کہ وہ مومن نہیں فقہ اکبر میں

تصریح ہے، الصَّلَاةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ جَائِزَةٌ

نیکو کار اور گنہگار مومن کے پیچھے نماز جائز ہے نہ کافر کے پیچھے۔

وہابیوں کے نزدیک جبکہ اعمال صالحہ جزو ایمان ہے، تو فاسق کے پیچھے ان

کے نزدیک بطریق اولیٰ منع ہوگی، ان کی نزدیک تو وہ مومن ہی نہیں۔

کیا حدیث صلوٰہ خلف کل بر و فاجر سے بے وضو کے پیچھے بھی ہو جائے

گی، جنبی کے پیچھے پلید کپڑوں والے کے پیچھے بھی ہو جائے گی، نہیں ہرگز نہیں، ہماری

ایسے شخص کے پیچھے جو بے وضو پلید بدن پلید لباس والا بد عقیدہ ہو ہرگز اس کے پیچھے

نماز نہیں ہوتی۔

ہماری نزدیک تو جملہ شرائط نماز موجود ہوں تو نماز ہوگی ورنہ نہیں خود ایڈیٹر

الحدیث ۲۶ ذیقعد ۱۳۲ھ کے پرچہ الحدیث میں ایک سائل کا سوال ہے۔

سوال: ایک شخص جتنی پرستش کی باتیں ہیں کرتا ہے اور کرواتا ہے اس کے لئے کیا

حکم ہے؟

جواب: جواب میں لکھتے ہیں ایسا فعل حرام ہے، کرنے والا مشرک ہے جب تک توبہ

نہ کر لے امام نہ بنایا جائے۔

ناظرین! ان دونوں فتوؤں کو غور سے پڑھیں، یہاں صلوا خلف والی حدیث یاد نہ آئی، پس جو معنی وہاں لیں گے وہی معنی یہاں ہیں۔  
میں نے جو لکھا تھا کہ غیر مُقَلِّدِ خُدا کو جھوٹ پر قادر مانتے ہیں، اس میرے کہنے کی ایڈیٹر اہلحدیث نے تصدیق کر دی، مان گئے کہ ہم خُدا کو جھوٹ پر قادر مانتے ہیں۔

چنانچہ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:

خُدا اپنی بتائی ہوئی خبر کے خلاف کرنے پر قادر ہے۔

یہ ہے امکانِ کذب کی احسن تصویر، اہلحدیث ۱۱۲ اگست ۱۹۲۱ء۔

پس جس شخص کا ایمان ہو کہ خُدا وعدہ خلافی کر سکتا ہے جھوٹ بول سکتا ہے،

اُس نے خُدا تعالیٰ کو ہر عیب اور نقصان سے پاک کیسے مانا، صریح آیات کا انکار نہ کیا؟

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ ..... الخ

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى ..... الخ

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا،

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا،

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ.

ایڈیٹر اہلحدیث نے امکانِ کذب پر خلفِ وعید کا سوال پیش کیا اور ساتھ ہی

جواب بھی دے دیا کہ خلفِ وعید جائز ہے، اول تو جواب اس کا یہ ہے کہ امکانِ کذب

اور ہے اور خلفِ وعید اور ہے، امکانِ کذب پر ثبوت پیش کرنا چاہئے تھا۔

میں اس بابت اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر بادشاہ حکم کرے کہ یہ جو کام کرے گا

سزا پائے گا، ساتھ ہی اس فرمان میں یہ بھی کہہ دے کہ ہم چاہیں گے معاف بھی کر دیں

گے، تو کیا وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے تو اپنے پہلے حکم میں وہ جھوٹا پڑے گا، ہرگز

نہیں، وقس علیٰ هذا۔

ایڈیٹر الہدیت نے جو قرآن شریف سے ثبوت کیا ہے، وہ سراسر غلط جو خلاف عقل اور نقل کے ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”اس کی قطعی دلیل سننی چاہو تو سنو! حضرت عیسیٰ علی الصلوٰۃ والسلام اپنی مشرک امت کے حق میں عرض کریں گے:

وَإِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ.

اے مولا کریم اگر تو ان مشرکوں کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں، اگر تو ان کو بخش دے تو تو بڑا غالب حکمت والا ہے۔

کیا لطیف پیرایہ سے اشارہ کمال قدرت ہے، خدا اپنی بتائی خبر کے خلاف کرنے پر قادر ہے، یہ ہے امکان کذب کی احسن تصویر،

سنئے! جناب آپ کا یہ عقلی ترجمہ اہل علم کے نزدیک مسموع نہیں ہو سکتا، تا وقتیکہ کوئی نقل موجود نہ ہو، اس آیت شریفہ سے یہ ثابت نہیں، کہ مشرکوں کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرمائیں گے، کہ مشرکوں کو بخش یا نہ بخش، نہیں اس کا یہ مطلب ہے، کہ کافر مشرک بھی تیرے بندے ہیں، گویا تیری مخلوق ہیں،

يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ.

اللہ جسے چاہے گمراہ کرے جسے چاہے ہدایت دے۔

خواہے ایمان دے کر ان میں سے نجات دے، خواہے کفر پر مرنے والوں کو عذاب دے، دونوں تیرے ہی بندے ہیں، دیکھو تفسیر جلالین۔

اس میں اس آیت کی تفسیر یوں لکھی ہے:

إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ أَيْ مِنْ أَقْصَامِ عَلَى الْكُفْرِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَأَنْتَ

مَالِكُهُمْ تَتَصَرَّفُ فِيهِمْ كَيْفَ شِئْتَ لَا اعْتِرَاضَ عَلَيْكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ أَيُّ مَنْ  
آمَنَ مِنْهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

اگر عذاب کرے اس شخص کو جو کفر پر قائم رہا ان میں سے پس تیرا بندہ ہے  
یعنی تو مالک ہے اپنی ملکیت میں تیرا ہی تصرف ہے، جائے اعتراض نہیں اگر ان میں  
سے اس شخص کو جو ایمان لایا بخش دے پس تو ہی ہے غالب حکمت والا ہے۔

اسی طرح فتح البیان میں ہے: تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

فَإِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ .

اگر تو نے ان کو فوت کیا کفر پر تو عذاب کر ان کو وہ تیرے بندے ہیں، تمہیں  
ایسا ہی چاہئے اگر تو نے اپنی توفیق سے ظلمت کفر سے نور ایمان کی طرف دنیا سے اٹھالیا  
ہے، تو بخش دے ان کو جو پہلے گناہ ہیں ان کے، یہ بھی تمہارے لئے ایسا ہی ہے،  
مدارک میں بھی ایسا ہی لکھا ہے:

جمل حاشیہ تفسیر جلالین بزرگ تفسیر، مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ لکھا ہے:

فلا یرد ان یقال کیف جاز بعیسی علیہ الصلاۃ والسلام ان یقول:

ان تغفر لهم فتعرض سواله لللعنوا عنهم مع علمه بانہ تعالیٰ قد حکم بانہ من  
یشرك بالله تقدحرم الله علیه الجنة۔

وان تغفر لهم سے لمن آمن مراد لینے سے یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ  
حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مشرک کے لئے بخشش کی  
سوال پیش کرتے باوجودیکہ ان کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ مشرک کے  
لئے جنت حرام ہے۔

دوسری جگہ کلام اللہ میں دیکھو!

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ تَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ

نُعَذِّبُ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ.

مدارک میں لکھا ہے:

ان نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ بِتَوْبَتِهِمْ وَاخْتِلَاصِهِمُ الْإِيمَانَ بَعْدَ النِّفَاقِ  
نُعَذِّبُ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ مَصْرِيْنَ عَلَى النِّفَاقِ غَيْرِ تَائِبِينَ مِنْهُ ان  
يَعْفُ تَعَذِّبُ طَائِفَةً غَيْرِ عَاصِمٍ -

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مشرک کے لئے تعریض کرتے، جبکہ انبیاء کو معلوم تھا۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ أَوْ فَلَانِ  
يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ تُوِيَه كَس طِرْح مِرَاد لِيَا جَائِي، جَوَائِدِ يَثْرَاهُ مَحْدِيثِ سَمَجْهِ بِيْطْهِي هِي۔

### عقیدہ دیگر

حُضُورُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ عِلْمِ غَيْبِ كَيْفَ مُتَعَلِّقٌ بِهِي أَيْدِيْثْرَاهُ مَحْدِيثِ نِي  
انکار کیا ہے، ناظرین بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں، کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عزت و حرمت ہے، حضور پر کس قدر ان کا ایمان ہے، کہتے ہیں  
کہ ان کو اپنا پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا، اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا گویا حضرت کو خدا  
کی کلام اور اپنی رسالت میں بھی شک تھا، تب ہی تو یہ مطلب بنے، ورنہ خدا تو یہ کہہ چکا  
ہے:

لِيَغْفِرَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ.

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى. وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

فَتَرْضَى.

یہ کوئی نئی بات نہیں، پہلے بھی مخالف اسی طرح کہتے تھے:

كَمَا فِي الْجَمَلِ، حَاشِيَهُ جَلَالِيْنَ وَلَمَّا نَزَلَتْ فَرِحَ الْمُشْرِكُونَ

والیہود والمنفقون وقالو کیف تتبع نبیاً لا یدری ما یفعل بہ ولا بناوانہ  
لا فضل لہ علینا ولولاناہ ابتدع الذین لقولہ من تلقاء نفسہ لا خبرہ الذی بعثہ  
بما یفعلہ بہ فنزلت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر  
مخالف بعد نازل ہونے آیت ما یفعل بی ولا بکم خوشی سے کہنے لگے  
کہ ہم ایسے نبی کی تابعداری کیوں کریں جس کو اتنا نہیں پتہ کہ میرے اور ان کے ساتھ  
کیا کیا جائے گا، ہم سے اس کو کوئی فضیلت نہیں اگر نبی ہوتا تو اس کو خبر ہوتی، تو خدا نے  
یہ آیت لیغفر اللہ لک..... الخ نازل فرمائی۔

یعنی آئندہ حادثات کی خبر دے دی کہ تمہارے لئے فکر کی بات نہیں، تمہاری  
سب لغزشیں اگلی پچھلی معاف ہیں، باقی لوگوں نے سوال کیا کہ ہمارا کیا حال ہوگا، تو  
آیت لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتہ الأنهار  
اور آیت بشر المؤمنین بان لهم من اللہ فضلاً نازل ہوئیں۔  
مومنوں کے لئے جنت ہے مومنوں کا بھی حال بتا دیا اس سے صحابہ کی تسلی  
ہوئی، وہ جان گئے، منافقوں نے نہ مانا جیسے اب نہیں مانتے۔

جب خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرما دیا کہ تیری پچھلی حالت  
پہلی سے بہتر ہوگئی، تجھے خدا راضی کرے گا۔ آپ کے پس و پیش قصور سب معاف ہیں  
تو ایسی تسلیوں کے بعد وہ کیوں کر ان معنوں کے ساتھ کہہ سکتے تھے جن معنوں سے  
ایڈیٹر اہلحدیث سمجھ بیٹھے۔

اپنی کتاب ”مذہب اہلحدیث“ کے صفحہ ۷۱ میں ایڈیٹر نے اس آیت کے یہ معنی

لکھے ہیں:

اے رسول تو ان سے کہہ دو کہ مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ کیا کیا امور پیش آنے  
والے ہیں اور تمہیں کیا کیا، اور یہاں تک کہ ایک اور شرط بڑھادی کہ نہیں معلوم آئندہ

زندگی میں کیا امور پیش آئیں گے۔

پہلے یہی لکھتے رہے کہ آپ کو قیامت کا پتہ نہیں کہ کیا ہوگا مجھ سے اور تجھ سے، جب علمائے حنفیہ نے اس باطل عقیدہ کا رد کیا، تو اس طرف پلٹے کہ زندگی میں کیا کیا امور پیش آئیں گے۔

الحمد للہ کہ پہلے قول سے تو تائب ہوئے امید ہے کہ آہستہ آہستہ یہ بھی مقنن جائیں گے کہ آئندہ زندگی میں جو امور پیش آنے تھے ان کی بھی آپ کو خبر تھی۔ آئندہ امور سے ایک اپنی جان کا خطرہ تھا مگر اس کا بھی آپ کو علم تھا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ .

آئندہ امور میں یہ بھی تھا کہ لڑے تو کیا ہوگا، مگر یہ بھی آپ کو معلوم تھا۔

وَإِنْ يُقَاتِلُواكُمْ يُوَلُّوكُمْ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ .

اگر لڑیں گے تو بھاگ جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ ہوگی کفار مکہ کو مقابلہ پر شکست ہوگی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ .

قریب ہے کہ جماعت اہل مکہ ہزیمت کھا جائے گی، اور پشت پھیریں گے وہ لوگ۔ یہ ہے آئندہ امور کا علم جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا۔

آئندہ امور سے یہ بھی تھا کہ ہمارا دین پھیلے گا یا نہ، مگر آپ کو یہ بھی علم تھا۔

وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ .

خدا دین حق کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔

آئندہ امور سے خلافت اور سلطنت بھی تھی مگر اس کا بھی آپ کو علم تھا۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ .

ضرور نیکو کاروں کو خلیفہ کرے گا۔



آئندہ امور سے غربت اور غناء بھی ہے، مگر اس کا بھی آپ کو علم تھا کہ ہمیں بہت سامال ملے گا۔

وَعَدَّكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا  
اور وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا.  
آئندہ امور سے دخول مسجد حرام بھی تھا، مگر آپ کو اس کا بھی علم تھا۔  
لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

آپ مسجد حرام میں ضرور داخل ہوں گے۔

آئندہ امور سے یہ بھی تھا کہ اگر کوئی مرتد ہو گیا، تو کیا کیا جائے گا، ہم کفار سے مقابلہ کریں گے، مگر اس کا بھی آپ کو علم تھا۔

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.  
یعنی خدا ایک قوم لائے گا جو اللہ کے راستہ پر جہاد کرے گی اور کفار پر غالب ہوگی۔

یہ سب قرآنی آیات ہیں ان کے سوا اور بھی بہت سے ثبوت ہیں کہ آپ کو سب کچھ یاد تھا، آیت مَا أَذْرِيْ كَاوَهُ مَطْلَبِ نَبِيْسٍ جَوَائِدِ يَثْرَاهُ لِحَدِيثِ نِيْسٍ خِيَالِ كِيَا هِيْ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ نہیں جانتا میں، علم بِالْاِسْتِقْلَالِ پر خود لفظ ادري شاہد ہے، یعنی اپنی درایت سے فہم المراد۔ میں آپ کو بلکہ کل رُوئے زمین کے اہلحدیثوں کو کہتا ہوں کہ بعد نزول قرآن کوئی یہ ثابت کر دے کہ آپ نے کہا ہو کہ مجھے علم غیب نہیں، یا فلاں شے آپ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا ہو کہ میں نہیں جانتا۔

وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ..... الخ.

یہاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب بیان کرنا میرا مقصود نہیں صرف یہ

منہ ہے کہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو وہابی ایسا مانتے ہیں، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر کسی کو مناظرہ کا شوق ہو تو بڑی شے سے میں تیار ہوں، جہاں کہتے ہیں میں فوراً حاضر ہوں گا۔

اگر تحریری مناظرہ کا شوق ہو تو بھی میں تیار ہوں بشرطیکہ پہلے ان باتوں کا اب تحریری بھیجے تاکہ آسانی سے مسئلہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حل ہو سکے،

وہ سوالات یہ ہیں۔

- (۱) غیب کی تعریف کیا ہے؟
  - (۲) خدا کو علیم، سمیع، بصیر، جانتے ہو یا نہیں؟ اگر جانتے ہو تو انسان کو کی بظاہر الہی ان اوصاف سے متصف مانتے ہو یا نہیں؟ اگر مانتے ہو تو شرک ہو آیا میں؟ اگر نہیں مانتے تو آیت فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا. وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ. کل شئی حی کے منکر ہو چکیا نہ؟
  - (۳) جس صفت کا اثبات کسی ایک فرد کے لئے شرعاً شرک ہو، وہ اگر کسی فرد کے لئے ثابت کیا جائے شرک ہی ہو گا یا نہیں؟
  - (۴) اگر کوئی کسی بندہ میں صفتِ الہی بظاہر الہی مانے دوسرا کہے کہ شرک ہے، بایں وجہ کہ یہ صفتِ الہی ہے آیا وہ کافر ہو آیا نہ؟
  - (۵) اگر کوئی اوصافِ الہی کسی بندے میں دوامی قدیم نہ مانے بلکہ بعد وجود بظاہر الہی مانے شرک ہو گا یا نہیں؟
  - (۶) غیر خدا کو کسی طرح نافع و ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اس صورت میں کہ اسے نفع اور ضرر میں مستقل بالذات مانے؟ بینوا۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی پر ایک یہ آیت پیش کی

جاتی ہے:

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ.

میں اگر غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔

فائدہ یہ نکالا جاتا ہے کہ چونکہ آپ کو غیب کا علم نہ تھا، اس لئے خیر کثیر آپ

حاصل نہ ہوئی۔

اب اہل اسلام اندازہ کر سکتے ہیں کہ دہابیوں کا بڑا چیدہ لیڈر اڈیٹر اہلحدیث

حضور علیہ الصلاۃ پر کس طرح ایمان رکھتا ہے، لکھتا ہے:

ان کو زیادہ تر بھلائی حاصل نہ تھی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ پس انہی وجوہات

سے ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ.

اللہ نے اتاری تم پر کتاب اور حکمت۔

اور فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا.

جس کو دی گئی حکمت پس دی گئی اُسے خیر کثیر۔

نتیجہ کیا ہوا کہ اے محمد دی گئی تھے خیر کثیر، نیز نتیجہ کی تائید خود قرآن میں موجود

ہے، اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكُوْنُزَ.

اس کی تفسیر صاحب فتح البیان یوں فرماتے ہیں:

اِنَّا اَعْطَيْنَكَ يَا مُحَمَّدُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ الْبَالِغَ فِي الْكَثْرَةِ اِلَى الْغَايَةِ.

اے محمد ہم نے تھے دی خیر کثیر بے انتہا۔

جب ثابت ہوا کہ آپ کو خیر کثیر حاصل تھی تو علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہوئی

جب حصولِ خیر کثیر موقوف تھی حصولِ علم پر تو حصولِ خیر کثیر کے اثبات سے حصولِ علمِ غیب ثابت ہوا، فهو المراد۔

جن دلائل سے غیب کی نفی ثابت ہے وہاں نفی مستقل مراد ہے، حدیثِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی مطلب ہے، نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی درایت ہے جس کو مخالفِ حجت نہیں جانتے۔  
ملا علی قاری نے بھی مستقل غیب جاننے والے پر فتویٰ دیا ہے نہ یہ کہ خدا کا بتایا ہوا بھی علم کسی میں ماننا کفر ہے۔

خود ملا علی قاری حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب کو مانتے ہیں، مرقاة کو ملاحظہ فرمائیں شرحِ شفا کا مطالعہ کریں خود فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ تعلیمِ الہی سے غیب کا علم حاصل ہوتا ہے۔

تجب یہ ہے کہ آگے چل کر خود مانتے ہیں، کہ خدا نے نبی کو غیب کی خبریں بتائی ہیں ایڈیٹر الحمدیث کا یہ سوال کہ آیت من انباء الغیب میں علمِ غیب پر دلالت کرنا کون سی دلالت ہے؟

میں کہتا ہوں کہ اگر امتحاناً پوچھتے ہو، تو کئی دفعہ اتفاق پڑے گا روبرو پوچھ لینا تاکہ حاضرین کو بھی اطلاع ہو، آپ نے اسی طرح سوال کر کے کچھ علم حاصل کیا ہے، ورنہ آپ کا علم تو وہی ہے جو اخبار میں آپ لکھ چکے ہو۔

یعنی مولوی فاضل۔ علمائے حنفیہ نے بھی آپ کو پوچھنے پر سب کچھ بتا دیا مگر آپ ایسے لائق شاگرد کہ استادوں کی ایک نہ مانی۔

اس دلیل کا علمِ غیب متنازعہ پر دلالت کرنا وہی دلالت ہے جو لو کنت اعلم الغیب کا اور لیتلکم علی الغیب کا متنازعہ علمِ غیب پر دلالت کرنا ہے آپ بڑی خوشی سے اعتراض کریں۔

صحاب سنیہ کو دیکھیں کہیں ذکر ہے، آپ فرماتے ہیں۔

سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ۔  
پوچھو جو چاہو!

اس وقت بھی جبلی موجود تھے، کوئی کچھ پوچھتا کوئی کچھ کوئی باپ کا پتہ پوچھتا کما فی البخاری آپ بتائے جاتے جب وہ یہ بتا سکتے تھے، تو وہابیوں کی داہڑی کے بال نہ بتا سکتے تھے، داہڑی سے نطفہ کا حال معلوم کرنا زیادہ غیب ہے یہ تو افضل الانبیاء ہیں، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو جبکہ انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت چاہی تو عرض کیا:

اِنْ تَدْرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاَجْرًا كٰفِرًا۔

خدا یا اگر ان کو تو نے چھوڑا، تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے، ان کی نسل میں سے کوئی مومن نہ ہوگا کافر فاجر ہی ہوں گے۔

دیکھئے کفار کی نسل میں نظر کر کے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دیا کہ ان کی نسل سے کوئی مسلمان نہ ہوگا خدا نے ان کے اس علم غیب کی تصدیق فرما کر سب کو ہلاک کر دیا، یہ ہے نبیوں کا علم غیب۔

آپ نے فرمایا:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا عَٰلَمْتُكُمْ، بخاری۔

عَرِضْتُ عَلَيَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيْ الْاَرْضَ فَرَايْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عَرِضْتُ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنَهَا وَسَيِّئَهَا، مُسْلِمٌ،

لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهِ (مُسْلِمٌ)

ان سب کا مطلب یہ ہے کہ کہیں آپ نے فرمایا:

کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں۔

اور مجھ پر جنت و دوزخ پیش کی گئی۔

لپٹی گئی میرے لئے زمین مشرق و مغرب کو میں نے دیکھا۔

مجھ پر پیش کئے گئے میری امت کے نیک اور بد سب اعمال۔

اور کوئی ایسا سوال نہیں جو میں نہ بتا سکوں۔

غرضیکہ بہت دلائل ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت

ہے زیادہ تفصیل درکار ہو تو میری کتاب ”ذکر الحمد و منکوا کر دیکھو!

شرح عقائد نسفی میں صاف لکھا ہے

لا کلام فی کراهة الصلوة خلف الفاسق والمبتدع هذا اذا لم يؤد

الفسق او البدعة الى حد الکفر اما اذا ادى اليه فلا کلام فی عدم جواز

الصلوة خلفه۔

فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہے مگر اس وقت تک کہ اس کا فسق اور

بدعت کفر تک نہ پہنچا ہو، اگر کفر تک پہنچ جائے تو پھر بالکل ناجائز ہے۔

ناظرین دہابیہ کے کفریات ملاحظہ کر چکے ہوں گے زیادہ دیکھنے ہوں تو میری

کتاب ”نصرة الحق میں دیکھو۔

خود امام صاحب سے روایت ہے:

آپ نے اہل ہوا جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں جس آیت حدیث کو چاہا مان

لیا جس کو دل چاہا چھوڑ دیا ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔

روی محمد عن ابی حنیفة و ابی یوسف رحمہما اللہ ان الصلوة

خلف اهل الهواء لا يجوز (فتح القدير)

طحاوی نے تصریح کر دی ہے:

من كان خارجا من هذا المذنب فهو من اهل البدعة والنار۔

یعنی جو خارج ہو چاروں مذہبوں سے دوزخی ہے۔

پس جب غیر مقلد دوزخی ہوئے تو وہ نماز میں امام کس طرح بن سکتے ہیں، ہر گز نہیں پس حنفی بھائیوں سے عرض ہے کہ جب کبھی ایسا ہو مولانا حضرت اقدس جناب اعلیٰ حضرت صاحب بریلوی صاحب مرحوم اپنے ملفوظات میں صفحہ ۸۵ حصہ اول میں کسی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں سائل نے پوچھا وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے ارشاد فرمایا:

نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت بلکہ ان کی مسجد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہ ملے گا، وہ مثل گھر کی ہے (ملفوظات بریلوی حصہ اول صفحہ ۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُم مِّنَ الْأَحَادِيثِ مِمَّا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَآبَائُكُمْ فَأَيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتُونَكُمْ..... الخ.

آخر زمانے میں جھوٹے دجال ہوں گے تمہارے پاسی ایسی حدیث لائیں گے جو نہ تم نے اور نہ تمہارے باپ دادوں نے سنی ہوں گی، پس ان سے بچو ان کو اپنے سے بچاؤ، تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں فتنہ میں نہ ڈال دیں روایت کیا اس کو مسلم نے۔ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس حدیث کے مصداق فرقہ غیر مقلدین کے سوا کوئی اور نہیں پہنچا ہے، یہی لوگ ہیں جو حدیثوں کے ایسے معنی پیش کرتے ہیں جو سلف کے خلاف ہیں اس لئے حضور کے اس فرمان کے مطابق ہمیں بچنا لازم ہے، نماز میں بطریق اولیٰ ان سے پرہیز چاہئے۔

بعض لوگ وہابیوں کو قرآن پڑھتے دیکھ کر کلمہ گو سمجھ لیتے ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایسا فرقہ بھی ایک نکلے گا جو قرآن پڑھے گا اور اس میں ایمان نہ ہوگا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ  
لَهُمْ أَلْسُنَانِ سَفَهًا لِأَخْلَامٍ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ  
فَيَجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ.

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے میں ایک قوم کم سن  
م عقل ان کی زبان میں ہوگا، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں گے قرآن کو  
اترے گا ان کے حلق سے نیچے بھاگیں گے دین سے جیسا تیر بھاگتا ہے کمان سے  
تح بخاری و مسلم۔

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ دیکھ لیا کریں کہ امام مومن بھی ہے یا نہیں۔

کیوں کہ قرآن پڑھنے والے سب ایمان دار نہیں ہوتے پہلے میں لکھ چکا  
ہوں کہ فرقہ غیر مقلدین صحابہ کو بھی نہیں چھوڑتے، صحابہ کو بھی برا کہتے ہیں، اور صحابہ کو  
را کہنے والے کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنئے!۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم: إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابِي فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارِي وَجَعَلَهُمْ  
ضَهَارِي وَأَنَّهُ مَبِجِيءٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُونَهُمْ الْآفِلَاتَا كُلُّهُمْ  
لَا فَلَ تَشَارِبُوهُمْ الْآفِلَاتَنَا كَحُرِّهِمْ الْآفِلَاتُ صَلُّوْا مَعَهُمْ الْآفِلَا  
تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ (رواه الحاكم)

فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار کیا اللہ نے مجھ کو اور اختیار کئے  
میرے لئے اصحاب میرے اور کیا ان کو سسرال اور مددگار میرے جلدی ہوں گے آخر  
زمان میں لوگ کہ نسبت نقصان کی کریں گے طرف صحابہ کے، خبردار نہ ان کے ساتھ مل  
کر کھانا، اور نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ ان کے ساتھ ناطہ رکھنا، نہ ان کے ساتھ نماز  
پڑھنا اور نہ ان پر نماز (جتازہ) پڑھنا وہ مستحق لعنت کے ہو گئے ہیں۔



دیکھئے کیسا صاف واضح طور پر ان کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان کی نماز جماعت میں شریک نہ ہونا مرجائیں تو جنازہ نہ پڑھنا، جو شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے، یا ان کا جنازہ پڑھے، وہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہو کر جہنمی ہوگا۔

نیز امام بنانا گویا اس کی عزت کرنی ہے جس نے اس بدعتی فرقہ کی عزت کی اس نے اسلام کو گرا دیا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مَنْ وَقَرَّ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ، رواہ ابو داؤد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایک آدمی نے جو امام تھا قبلہ کی طرف تھوکا آپ نے دیکھ کر فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو!

عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَادٍ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ قَوْمًا قَبِضَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَّغَ لَا يُصَلِّ لَكُمْ..... الخ (مشکوٰۃ)

سائب روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی امامت کراتا تھا، اس نے قبلہ کی طرف تھوکا آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے!

دیکھئے! ایک تھوڑی سی بے ادبی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کر دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں ان کو حیوانوں سے ملائیں، ان کے تصور کو گدھے سے بدتر کہیں تو ان کے پیچھے کیوں نہ منع ہوگی۔

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ کوئی اپنی مسجدوں میں وہابی اور دیوبندی امام نہ

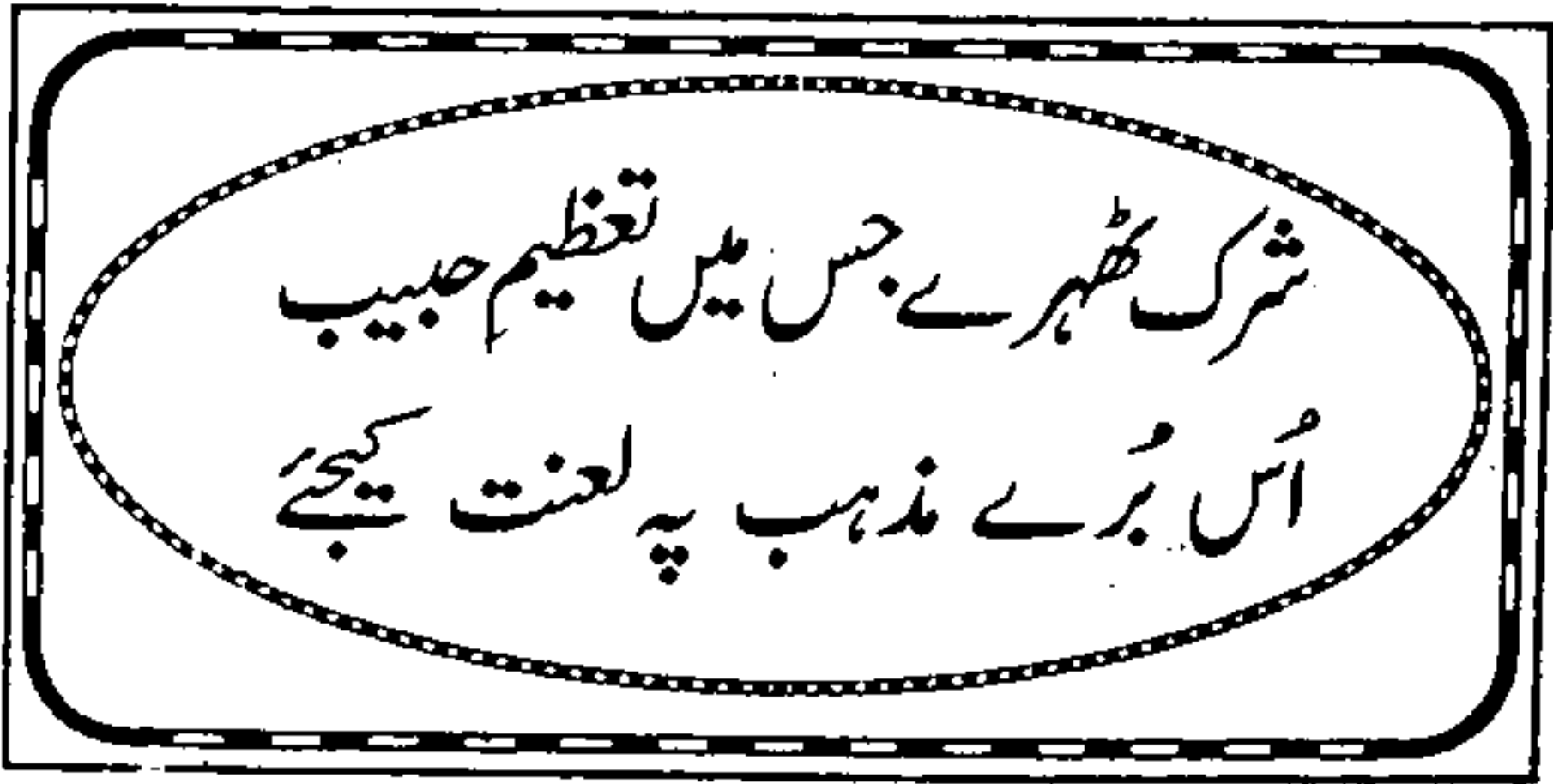
رکھے اگر رکھے گا، تو سب کی نمازوں کا وہ شخص جس نے امام مقرر کیا ہے ضامن ہوگا، اگر کوئی ایسا موقع ملا جہاں وہابی دیوبندی نماز پڑھاتا ہو تو اس وقت اکیلے نماز پڑھ لے ان کی جماعت جماعت نہیں کہ گنہگار ہو۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقائد پر جو دیوبند کا تعلیم یافتہ ہوگا، اس کے پیچھے ہرگز نماز درست نہیں وہ فتاویٰ رشیدیہ میں عبدالوہاب نجدی کے مقلدوں کو حق پر لکھتا ہے، حصہ اول صفحہ ۸ رشیدیہ صفحہ ۱۹ حصہ دوم۔

جن عقائد مردودہ سے دیوبندیوں کو برا سمجھا گیا ہے، اگر وہ عقائد کسی تعلیم یافتہ دیوبند میں نہ پائے جائیں تو وہ حنفی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہوگی۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

ت



حرمین طیبین کے پُر نور نظارے،  
عازمین حج و عمرہ و دیگر زائرین کے لئے رہنما کتاب

## جواہر الحرمین

تالیف: زائرین حرمین شریفین  
علامہ مولانا الحاج ابوسعید محمد سرور قادری گوندلوی

رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ پر انمول تحفہ

## سیرت رسول عربی ﷺ

تالیف: علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

علماء کرام، واعظین و طلباء کیلئے نادر و نایاب تحفہ

## فیضانِ فیضِ ملت (دو جلد)

فیضِ ملت حضرت علامہ الحاج مفتی فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ گوجرانوالہ  
پیپلز کالونی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# پراپرٹیاں الشریعہ

مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## غرضِ تالیف

آج کل جو اسلام کو زوال آ رہا ہے وہ مسلمانوں کی غفلت سے آ رہا ہے اگر مسلمان اسلام پر مضبوط رہتے تو کبھی تنزل کا منہ نہ دیکھتے جو شخص میٹھی نیند سو جاتا ہے وہی اپنا گھر لٹا دیتا ہے۔

رہسداے گھرنوں چور چو طرفوں چاہوں سن لگائی

اوہ کیوں غفلت کرے نکارا، نیند رکیونکر آئی

سبب غفلت کا صرف یہی ہے، کہ خدا پر پورا ایمان نہیں اگر ہے تو خدا کو اب

عاجز سمجھ رکھا ہے، حالانکہ خدا ہی طاقت کا مالک ہے پارہ ۲۰ رکوع آخر

جس طاقت سے اس نے قوم نوح کو تباہ کیا تھا،

جس طاقت سے اس نے قوم لوط کو پتھروں سے اوڑایا تھا،

جس طاقت سے اس نے قوم عاد کو فنا کیا تھا،

جس طاقت سے اس نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا تھا،

جس طاقت سے فرعون کو معہ لشکر پانی میں غرق کر دیا تھا،

جس طاقت سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو مسخ کر دیا تھا

خدا نے اپنی طاقت کو اپنی کلام میں بیان فرمایا:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَكَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ

تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يُلَبِّسَكُمْ سُيُوعًا..... الخ: پارہ ۲۰ رکوع آخر.

یعنی کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو قد برت ہے کہ بھیجے عذاب

تم پر تمہارے اوپر یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا ٹھہرائے تم کو فرقے فرقے،  
جب یہ آیت اتری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت فکر لاحق ہوا، آپ نے  
دعا فرمائی جیسا کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنْعَنِي وَاحِدَةً (مشکوٰۃ)

یعنی میں نے تین دعائیں مانگیں دو قبول ہو گئیں، ایک کی اجازت نہ ہوئی۔  
وہ بھی دعائیں تھیں کہ خدایا میری امت کو تلے اوپر کے عذاب سے بچانا اور  
میری امت کی صورتیں بھی مسخ نہ ہوں، یہ دونوں قبول ہوئیں، جب میں نے عرض کیا  
کہ خدایا میری امت میں اختلاف نہ ہو تو خدا نے فرمایا کہ یہ نہ کہو!  
پس مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہو کہ عذاب دنیا میں قسم پر ہے،  
عذاب زیر و بالا مسخ یہ دونوں بہ سبب مانگنے دعا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
موقوف ہوئے، ایک تفرقہ باقی رہا جو آج کل نمودار ہو رہا ہے۔

کوئی خدا کا منکر مثل دہریہ کے،

کوئی رسول کا منکر مثل چکڑالوی کے،

کوئی خلفاء ثلاثہ کا منکر مثل شیعہ کے،

کوئی ائمہ اربعہ کا منکر مثل وہابیوں کے،

کسی نے خدائی نئی بنالی مثل قادیانی کے،

یہ کیوں ہوا اس لئے کہ لوگوں نے اسلام کو چھوڑ دیا، اور تفرقہ کے عذاب کے

مستحق ہو گئے۔

غرضیکہ تفرقہ بھی ایک عذاب ہے، جس کو خدا نے شیعہ کے نام سے موسوم کیا

ہے جو آج کل مثل وباء کے پھیل رہا ہے خدا تعالیٰ اس عذاب سے مسلمانوں کو بچائے

! آمین!

اگر کوئی تقدیر اسلامی کام کرتا بھی ہے، تو پورا نہیں کرتا اگر نماز ہے تو وہ بھی کم کر دی، ایک فرقہ نے نفل چھوڑ دئے، ایک فرقہ نے سنتیں بھی چھوڑ دیں، ایک امام حسین کے عاشق انہوں نے فرض بھی چھوڑ دئے اور کہا کہ یہ ظاہری نماز کا کہیں حکم نہیں، باطنی نماز ہی ہے، داڑھی چٹ موچھیں چوہے کی طرح دراز بھنگ جس خوراک خدا و رسول کا حکم پس پشت ڈال دیا خود بھی گمراہ ہوئے لوگوں کو بھی گمراہ کیا، جاہل لوگ جو پہلے ان سے بیزار تھے فوز امان کر شیعہ نام رکھ لیتے ہیں اور بجائے السلام علیکم یا علی مدد کہنا شروع کر دیتے ہیں ان سادہ لوگ مسلمانوں کے لئے یہ چند حروف لکھتا ہوں کہ مسلمان بے چارے اس و باء شیعہ مذہب سے بچ جائیں۔

میں ان لوگوں کے عقیدہ کو قرآن ہی سے رد کروں گا، کیوں کہ حدیثوں کی بابت یہ فرقہ کہہ دیتا ہے کہ جھوٹ ہے، چونکہ عوام کے پاس کتابیں نہیں ہوتیں، نہ وہ پڑھنا جانتے ہیں، اس لئے حدیثیں پیش کرنی کارگر نہیں ہوتیں، اب میں بطور سوال و جواب کے شیعہ و اہل سنت کی سُرخی سے لکھوں گا۔

شیعہ: السلام علیکم کہنا سنیوں کی علامت ہے ہمارے پاک مذہب میں یا علی مدد ہے  
اہل سنت: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، پارہ ۷، رکوع ۱۱،

یعنی جب تمہارے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایمان والے لوگ آئیں تو ان کو السلام علیکم کیا کرو، اس پر خدا تعالیٰ رحمت نازل فرمائے گا۔  
معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات السلام علیکم کہنا خداوندی ارشاد ہے۔  
جس کو شیعہ لوگ عدا ترک کرتے ہیں۔



قرآن شریف پارہ ۱۸، رکوع ۱۳ میں خدا کا حکم ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنی جانوں پر السلام علیکم کہا کرو۔

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ  
مُبَارَكَةً طَيِّبَةً.

جب تم داخل ہو اپنے گھروں میں تو اپنی جانوں پر سلام کیا کرو یعنی اپنے دین والوں پر (اس لئے کہ سب ایمان والے ایک جان کی مثل ہیں) سلام کہنا اللہ کی طرف سے دعا ہے بڑی برکت والی پاک۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ جب اپنے دین والے ملے تو السلام علیکم کہا کریں، جو خدا تعالیٰ کے فرمان کو ترک کرے اس کی بجائے یا علی مدد کہے وہ بے شک خدا کا منکر بے دین ہے۔

قرآن شریف پارہ ۱۸ رکوع ۹ میں حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ  
تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا.

اے ایمان والے لوگو! غیر کے گھروں میں نہ داخل ہو، یہاں تک کہ اجازت حاصل کرو اور اس گھر والوں پر سلام بھی کرو،

یہ نہیں فرمایا: کہ غیر کے گھروں میں جا کر یا علی مدد کہو! جو شخص بجائے السلام علیکم کے یا علی مدد کہے وہ خدا کی کلام کو بد لئے والا ہے خدا کی اس پر لعنت ہے۔

پارہ ۵، رکوع ۳، آیت:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَٰةَ عَنْ مَّوَاضِعِهَا ۗ وَلَكِن لَّعَنَهُمُ  
اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ.

یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں

اور لیکن اللہ نے ان پر لعنت فرمائی۔

پڑھو خدا ان پر لعنت کرتا ہے، جنہوں نے قرآن مجید کو بدل ڈالا بجائے السلام علیکم یا علی مدد مقرر کر لیا ہے۔

جَنَّتْ: کے فرشتے جب جنتی لوگو کو دیکھیں گے کہیں گے:

مَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبْتُمْ فَادْخُلُوا خِلْدِينَ. پارہ ۲۴، رکوع ۴

تم پر سلام ہو تم اچھے ہوئے تو داخل ہو جاؤ باغوں میں ہمیشہ کے لئے۔  
اس میں بھی وقت ملاقات السلام علیکم کہنا ہی ثابت ہوا جن کو شیعہ لوگ عمداً ترک کرتے ہیں،

اگر کوئی اجنبی شخص آجائے اگر وہ السلام علیکم کہے تو اس کو مومن جانو!

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا. پارہ

۵، رکوع ۹،

جو تم پر السلام علیکم کہے تم اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان دار کی پختہ نشانی ہے کہ وہ السلام علیکم

کہا کرے، اگر یہ نہ کہے تو اسے کون مومن کہہ سکتا ہے؟

شیعہ: داڑھی کٹا کر مونچھیں دراز رکھنی چاہئیں کیوں کہ یہ شاہ پر ہیں۔

اہل سنت: تم اس لئے یہ کام کرتے ہو کہ مسلمانوں کی مخالفت کی جائے ورنہ

حضرت علی نے داڑھی شریف کٹائی، نہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلکہ شیعہ لوگوں

کے بوڑھے مولوی بھی نہیں کٹاتے۔

خاص کر شیعہ جب جوانی سے ڈھل جاتے ہیں، تو داڑھی رکھ لیتے ہیں، جوانی

دکھانے کے لئے داڑھی کٹاتے ہیں،

اور حضرت علی کا نام بدنام کرتے ہیں، انہوں نے واڑھی تو بوڑھے ہونے تک نہیں کٹائی، چنانچہ انہی کی کتاب اطواق الحمایت میں لکھا ہے:

ثُمَّ قَبَضَ عَلِيٌّ لِحَيْتِهِ وَهِيَ بَيْضَاءُ.

یعنی واڑھی اتنی تھی کہ پنچہ میں آسکتی تھی، اور سفید تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوہ طور پہاڑ سے واپس آئے تو حضرت ہارون پر غصہ ہوئے اور واڑھی پکڑ لی، تو حضرت ہارون نے کہا:

يَا بَنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي. پارہ ۶۱ ع ۱۳،

اے میری ماں کے بیٹے نہ پکڑ میری واڑھی، اور نہ پکڑ میرا سر!

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ واڑھی رکھنا طریقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے، واڑھی رکھنے کے بارہ میں حدیثیں شیعہ و سنی کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں، مگر میں کلام الہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

شیعہ: شراب اور بھنگ کا گھوٹا مجذوبی اور فقر کا خاصہ لازمہ ہے، اگرچہ بظاہر بھنگ و شراب ہے، مگر حقیقت میں دودھ ہوتا ہے۔

اہل سنت: کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کوئی بڑھ کر فقیر ہے؟ جب انہوں نے شراب اور بھنگ نہیں پیا، تو آج کون شخص ہے جو ان سے بڑھ کر، فقیری دعویٰ کرے اور حرام چیز کھائے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید پارہ ۷ رکوع ۲ میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

اے ایمان والو! شراب اور جو اور بت اور پانسے پلید ہیں کام ہیں شیطان

کے، پس ان سے بچو! تا کہ تم خلاصی پاؤ۔

پس جو نشہ لانے والی شے ہے، وہی خمر ہے، وہی شراب ہے اس میں جو زمت کی علت ہے، وہی علت بھنگ میں ہے، اس لئے بھنگ بھی حرام ہوئی۔

پارہ ۲ رکوع ۱۰ میں ہے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ، قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ.

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرتے ہیں آپ سے جوئے اور شراب کے بارے میں تو آپ فرمادیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔

پس جب شراب کو جو نشہ لانے والی چیز ہے، خدا نے پلید اور گناہ فرمایا، تو اس کو پاک اور ثواب کہنے والا کیوں نہ خدا کا مخالف سمجھا جائے گا، جو خدا کی بے فرمانی کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا:

وَمَنْ يُعَصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا. پارہ

۹۲ رکوع ۱۱.

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بلاشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوزخ ہمیشہ کافروں کے لئے ہے تو گویا بھنگ شراب پینے والا کافروں کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

شیعہ: یہ ظاہری نمازیں پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، یہ ملاں لوگوں نے بنائی ہیں، اصل نماز دل کی ہے۔

اہل سنت: یہ بات مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

ان کے ساتھ نہ کوئی نبی نہ کوئی امام نہ کوئی اور مل سکتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ تو کی قصہ مختصر

تو جب انہوں نے دلی نماز پر اکتفا نہیں کیا، یہ ظاہری نماز پڑھتے رہے، تو ان سے بڑھ کو کون ہے جو اس نماز کو ترک کرے خدا تعالیٰ اپنی کلام میں فرماتا ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. پارہ ۲۱، ۶۷.

یعنی پڑھو نماز مشرک نہ بنو!

معلوم ہوا کہ نماز کا انکار شرک ہے جس کے لئے بخشش نہیں۔

پارہ ۱۵، ۶۷ میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا.

پس ان کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ ضائع کیا انہوں نے نمازوں کو اور پیروی کی خواہشوں کی پس قریب ہے کہ ڈالے جاٹھلے گے دوزخ میں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جب لوگوں نے اپنے نفسوں کی پیروی کی بھنگ چرس میں مشغول رہے نماز ترک کر دی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

جنتی لوگ

وہ لوگ جو جنت میں ہوں گے دوزخ دیکھنی چاہیں گے تو حکم ہوگا، کہ دیکھو! جب وہ دوزخ پر آئیں گے تو دیکھیں گے وہاں وہ لوگ بھی ہوں گے جو دنیا میں مسلمان کہلاتے تھے اور اہل بیت کی محبت کا دعویٰ رکھتے تھے، جنتی لوگ پوچھیں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَفَرٍ.

تم کو یہاں کون سی چیز لائی؟

وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ دیتے تھے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نَطْعِمُ الْمَسْكِينِ

پارہ ۲۹۵، سورہ مدثر۔

معلوم ہوا کہ بے نمازی کا ٹھکانا جہنم ہے،

شیعہ: ہمارے مذہب میں جمعہ پڑھنا حرام ہے، جیسا کہ ہماری کتاب مصائب التواصب میں لکھا ہے:

فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَقْوَالٌ أَحَدُهَا بِالتَّحْرِيمِ وَهُوَ قَوْلُ مُرْتَضَى.

یعنی نماز جمعہ میں تین قول ہیں ایک جمعہ حرام ہونے کا ہے وہی قول حضرت علی مرتضیٰ کا ہے۔ شیعہ پلٹ حصہ دوم صفحہ نمبر ۷۱۔

اہل سنت: افسوس نص قرآنی کا خلاف کر کے پھر بھی مسلمانی کا دعویٰ تف ایسی مسلمانی پر!

خدا تعالیٰ پارہ ۲۸، سورہ جمعہ میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.

اے ایمان والو جب جمعہ کی اذان ہو، تو خرید و فروخت چھوڑ کر چلے آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہ کام جس کو خدا بہتر کہتا ہے حرام ہے، بتاؤ جو خدا کے حلال کو حرام کہے خدا کے ناجائز کو جائز کہے وہ بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

شیعہ: اہل سنت اہل بیت کے دشمن ہیں ان کو اچھا نہیں جانتے نہ ہی معصوم جانتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ان کا معصوم ہونا نص قطعی سے ثابت ہے،

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ..... الخ:

سبب شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کر دے.....

اہل سنت: یہ تمہارا کہنا سراسر جھوٹ ہے، ہم تو ان کو اپنا سرتاج سمجھتے ہیں، آپ ہی لوگ ان کو برا کہتے ہو، حضرت علیؑ بلکہ کل آل نبیؐ پر الزام دیتے ہو، کہ انہوں نے اپنی تمام عمر میں حق چھپا رکھا، پہلے بھی ان کی نامردی ظاہر کی یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ حق چھپانے والا منافق ہوتا ہے، اور جو منافق کہے وہ محبت کہلائے اور جو مومن اور چوتھا خلیفہ مانے اس کو دشمن کہا جائے۔

آیت مذکورہ بالا میں لفظ اہل بیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حق میں وارد ہے، نہ کہ آل رسول کے حق میں، آل رسول تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگ کر داخل کیا تھا۔

قرآن شریف کو غور سے پڑھو اور سوچو! کہ اہل بیت خدا نے کس کو کہا ہے پارہ ۲۱ سے ۲۲ تک پڑھو، تمام رکوع میں حضور کے ازواج ہی مراد ہیں، شروع آیت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا سَلَاةً وَاعْتَدْنَا لَهُم رِزْقًا كَرِيمًا تَكُنَّ كَالْعِهْنِ عَلَى عُنُقِكُمْ إِن يَدْرَأْنَ عَلَيْكُم مِّنْ شَيْءٍ مِّنْ لَّدُنَّ يَأْتِيَنَّكُمْ إِن يَدْرَأْنَ عَلَيْكُم مِّنْ شَيْءٍ مِّنْ لَّدُنَّ يَأْتِيَنَّكُمْ

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کو مخاطب فرمایا:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ..... إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ..... الخ

اے نبی کی عورتو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو پس نرم نرم بات نہ کہو پھر طمع کرے گا وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے: اور بات اچھی کہو، اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو، باہر نہ نکلو جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا، نماز پڑھا کرو، زکوٰۃ دیا کرو خدا اور رسول کی تابعداری کیا کرو، تحقیق اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے بری باتیں، اے گھر والو اور پاک کر دے تم کو پاک کرنا۔

پھر آگے فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ

كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا.

یعنی یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت،

تحقیق اللہ تعالیٰ بھیدوں کا خبر رکھنے والا ہے۔

حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یعنی انما یریدو اللہ الخ اور واذکرن

ما یتلی علیکم کا یہ ہے کہ اے نبی کی بیویو! ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تم کو آلودگی

گناہوں سے پاک رکھیں اور تم پر لازم ہے کہ جو آیتیں ہم بھیجیں ان کو اپنے گھروں

میں دن رات تلاوت کیا کرو تحقیق اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

لفظ اہل بیت سے اکثر عورت ہی مراد ہوتی ہے، فارسی میں اہل خانہ عربی

میں اہل بیت سے گھر کی عورت ہی مراد ہوتی ہے، پنجابی میں بھی جس کی عورت مر

جائے تو کہتے ہیں کہ اس کے گھر والی فوت ہو گئی ہے، یا کوئی سائل کسی کے گھر جائے

اگر اس گھر میں رہنے والا نہ ہو تو اس میں اس کی دختر یا داماد ہی کیوں نہ ہو تو یہی کہیں

گے کہ گھر والی گھر نہ ہے ایسا اس آیت سے نہ حضرت علی مراد ہیں نہ حسن نہ حسین

صرف آپ کی بیبیاں مراد ہیں۔

## قرآن شریف

قرآن شریف میں دوسری جگہ یہاں لفظ اہل بیت آیا ہے وہاں بھی زوجہ ہی

مراد ہے۔

حضرت ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام کی بیوی کو جب فرشتوں نے بیٹا ہونے کی

خوشخبری دی تو مائی صاحبہ سائرہ نے کہا ہائے افسوس کہ میں جنوں کی، حالانکہ میں بوڑھی



ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے، یہ نہایت تعجب ہے، فرشتوں نے کہا:

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ  
الْبَيْتِ ، إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ . پارہ ۱۲ ، رکوع ۶۶ .

کہا فرشتوں نے: کیا تو تعجب کرتی ہے خدا کے حکم پر، اللہ کی رحمتیں اور  
برکتیں ہیں تم پر اے گھر والو تحقیق وہی تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اس سے یہ بھی اعتراض دفع ہو گیا کہ بطہر کہنہ کر کا صیغہ ہے، یہاں بھی  
علیکم مذکر ہی ہے مگر مراد اس سے مونث ہے۔

اس جگہ بھی لفظ اہل بیت سے بِالْإِتِّفَاقِ شیعہ و سنی حضرت سارہ علی مراد ہے،  
پھر آیت متنازعہ فیہا میں اہل بیت سے مراد خلاف محاورہ قرآن غیر ازواج کیوں ہو،  
جب بیٹیاں یا نواسے یا داماد دوسرے گھروں میں رہائش کر لیتے ہیں، تو ان پر لفظ اہل  
بیت کا اطلاق کس طرح صحیح ہو سکتا ہے، اپنے گھر میں حضرت علی رہتے تھے، حضرت  
فاطمہ بھی نکاح کے بعد حضرت علی کے گھر چلی گئیں، آپ کے گھر صرف بیٹیاں ہی تھیں  
اس لئے اہل بیت سے حضور کے ازواج ہی مراد ہیں۔

اگر اہل بیت سے پنچتن پاک ہی مراد ہیں تو بھی ان کی معصومیت ثابت نہیں  
ہوتی۔

کیوں کہ ایسا تو عام مومنین کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے، پارہ ۶، ع،  
وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ .  
یعنی ارادہ کرتا ہے پاک کر دے تم کو اور پوری کر دے اپنی نعمتیں تم پر تاکہ تم  
شکر کرو۔

جیسا کہ اہل بیت کے حق میں بِطَهْرٍ كُمْ فرمایا: ویسا ہی عام مومنین خصوصاً  
خلفاء ثلاثہ کے حق میں وارد ہوا ہے: اس میں پنچتن کی خصوصیت کیا؟

ہاں اگر خصوصیت ہے تو اس میں ہے کہ اگر سادات میں سے کوئی غیر شرع کام کرے تو اس کو دو گنی سزا ہے۔ پارہ، ۲۱، رکوہ ۱۹، میں ارشاد ہے:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَعَّفُ لَهُ الْعَذَابُ  
ضِعْفَيْنِ، كَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا.

اے نبی کی بیویو! جو تم سے ظاہر بُرا کام کرے اس کو دو گنا عذاب ہے اور یہ

اللہ پر آسان ہے۔

علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں یوں فرماتے ہیں:

دو گنا عذاب کیوں ہے؟ اس لئے کہ غیر کی زوجہ کو تو گناہ کی سزا ہے، تو زوجہ نبی کو ایک گناہ کی دوسری حضور کو ایذا پہنچانے کی کیوں کہ ان کا گناہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج میں ڈالنا ہے، ایسا ہی حضور کی اولاد کے لئے ہے، کیونکہ ان کا گناہ کرنا بھی حضور کو ایذا دینا ہے۔

إِنَّ زَوْجَةَ الْغَيْرِ تُعَذَّبُ عَلَى الزَّانَا بِسَبَبِ مَا فِي الزَّانِمَنِ الْمَعْصِيَةِ  
وَزَوْجَةُ النَّبِيِّ تُعَذَّبُ إِنْ آتَتْ بِهِ لِذَٰلِكَ وَلَا يَذَّاءُ قَلْبُهُ وَلَا زُرَّاءُ بِمَنْصَبِهِ  
عَلَى هَذَابَاتِ النَّبِيِّ كَذَٰلِكَ.

علامہ نے یہ بھی وجہ بیان کی ہے کہ غیر نبی سے اگر اس کا تعلق ہوگا تو گویا اس نے غیر نبی کو پسند کیا، اور بہتر اور اولیٰ جانا اور نبی کو اولیٰ جانا چاہئے تھا اپنی جانوں سے بھی۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ.

نبی مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔

اس لئے بھی دو گناہ عذاب ہے اس کے علاوہ اور بھی انہوں نے وجہ لکھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کو زیادہ خطرہ ہے۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ اہل بیت یا سید لوگ خواہ غیر شرع ہو ان کو کوئی نہیں وہ بخشے ہوئے ہیں، اس کا جواب بھی خدا نے تھوڑے ہی لفظوں میں دیدیا ہے اور فرمایا:

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا.

ہے یہ اللہ پر آسان۔

اس کے تلم امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

أَيُّ لَيْسَ كَوْنُكَ تَحْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَكَوْنُكَ شَرِيفًا جَلِيلًا مِمَّا يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْكَ أَلَيْسَ أَمْرُ اللَّهِ كَأَمْرِ الْخَلْقِ حَيْثُ يَتَعَذَّرُ عَنْهُمْ تَعْدِيْبُ الْأَعْزَةِ بِسَبَبِ كَثْرَةِ أَوْلِيَائِهِمْ وَأَعْوَانِهِمْ أَوْ شَفَعَائِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ.

تمہارا نبی کی بیوی ہونا اور شریف ہونا عذاب کو دور نہیں کر سکتا، یہ حکم مخلوق کی طرح نہیں ہے کہ کسی کے کہنے سے یا سفارش سے رہائی ہو جائے، ہرگز نہیں ایسا ہی ان کی اولاد کے لئے ہے۔

دیکھو حضرت نوح جب کشتی پر سوار ہوئے اور دعا کی کہ میرے بیٹے کو بھی یا خداوند تعالیٰ طوفان سے بچانا۔

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي

یعنی میرا بیٹا میری اہل بیت ہے۔

تو خدا تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ يٰ نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ. پارہ ۱۲ ع ۳۔

یعنی تیرا اہل بیت نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت یا آل رسول اگر برے عمل کرے تو اس کو دو گنی سزا ہے، اس کو حسب نسب کوئی فائدہ نہ دے گی ہاں اگر عمل صالح کریں تو ان کو دو گنا

ثواب ہوگا۔ شروع پارہ ۲۲۔

وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ ضَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا  
مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا.

یعنی جو تم میں سے خدا اور رسول کی تابعداری کرے اور نیک عمل کرے اس کو دو گنا ثواب ہم دیں گے اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کی ہوئی ہے۔ اور کوئی یہ کہے کہ اہل بیت پنجتن اور ان کی اولاد ہی مراد ہے ان کو طہارت حاصل ہو چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہی مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ سید جو بھی ہو گناہوں سے پاک ہو، ان میں نجاست کفر و شرک وغیرہ کی نہ ہو مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی کہتا ہے کہ میں اہل بیت اور سید ہوں اور اس کی یہ حالت ہے کہ نہ نماز ہے نہ روزہ، بھنگ اور چرس خوراک ہے۔ بتاؤ خدا کو سچا سمجھا جائے جو یہ فرماتا ہے:

میں نے ان سے نجاستیں دور کر دی ہیں، یا اس نام کے سید کو سید مانا جائے جس میں غیر شرع ہونے کی نجاست موجود ہے؟ نہیں خدا ہی سچا ہے وہ شخص جھوٹا ہے، سید نہیں۔

خود شیعوں کی کتاب معانی الاخبار صفحہ ۲۶ میں موجود ہے:

مَنْ كَانَ مَنَافِلَهُمْ يُطِيعُ اللَّهَ فَلَيْسَ مِنَّا.

یعنی امام رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو سید ہو کر خدا کا تابع نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عمدة البیان صفحہ ۲۰۷ امام علی بن موسیٰ رضا سے ہے:

وہ سید جس میں نورِ فاطمہ روشن ہے اور تخمِ حسین سے پھر نور ہے وہ اصلی سید ہے نہ آگ میں جلے گا، نہ جنگل میں شیر و چیتا و ہاتھی خواہ کتنا بھی بھوکا ہوگا کھائے گا، جس کو کھا جائے وہ سید نہیں آج کل کے سیدوں کو تو کھیاں دم نہیں لینے دیتیں، اس کی

اصل میں فرق ہے، یہاں بِالْاِتِّفَاقِ نَجَاسَتِ عِقَادِکِی ہے جس کا عقیدہ اہل سنت ہو وہی سید لائق تعظیم ہے، اگر اس کا عقیدہ شیعہ مذہب ہو علی کو تمام انبیاء سے افضل ماننا ہو، بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا ماننا ہو، وہ کسی صورت میں سید نہیں ہو سکتا، مقولہ

شیعہ

کوئی مولا کہیں اور کوئی خُدا کہتے ہیں  
یا علی جو تمہیں کہتے ہیں بجا کہتے ہیں  
کیوں کر کہے نہ قوم نصاریٰ خدا علی  
رکھتے ہیں اختیارِ بقاؤ فنا علی

(شیعہ پلٹ حصہ دوم صفحہ ۱۰)

اصول کافی صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے:

امامت نبوت سے افضل ہے، حضرت ابراہیم کو نبوت ملی اس کے بعد امامت  
ملی اس سے ثابت ہوا کہ درجہ امامت درجہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔

شیعوں کی کتاب انوار الہدیٰ مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے:

شبِ معراج میں رسولِ خدا سیر کرتے ہوئے، ایک موقعہ آسمان پر پہنچے،  
وہاں ایک شیر تھا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ و  
سلّم نے اپنی انگوٹھی شیر کے منہ میں دے دی، جب آپ قابِ قوسین میں شیر برنج  
کھانے لگے تو ہاتھ خدا کی طرف سے نکلا، اس ہاتھ میں وہی انگوٹھی جو شیر کے منہ میں  
دی تھی پہنی ہوئی نظر آئی، جب آپ زمین پر آئے تو حضرت علی کو دیکھا وہی انگوٹھی ان  
کے ہاتھ میں ہے اسی دن سے آپ کا لقب اسد اللہ ہو گیا جس سید کا یہ عقیدہ ہو وہ ہرگز سید  
صحیح النسب نہیں ہے، اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

شیعہ: ہمارا وجود قدیم سے ہے تمام پیغمبر شیعہ تھے۔ آدم۔ نوح۔ عیسیٰ۔ ابراہیم۔

موسے۔ سب شیعہ تھے، رسولِ پاک بھی شیعہ تھے۔

اہل سنت: توبہ کرو گویٰ پیغمبر شیعہ نہ تھا، بلکہ شیعوں کی ہدایت کے لئے وہ آئے تھے۔

خدا تعالیٰ اپنی کلامِ پاک پارہ ۴ رکوع ۱ میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِعَابِ الْأَوَّلِينَ

ہم بھیج چکے ہیں رسول تم سے پہلے اگلے شیعوں میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء خود شیعہ نہ تھے بلکہ شیعوں کو اسلام سکھانے کے

لئے آئے تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے خاص کر فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِعَابًا لَسْتُ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ

جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈال دیا اور شیعہ ہو گئے (اے محمد) تو ان میں

سے نہیں ہے۔

جب خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ تم شیعوں میں سے نہیں ہو، تو

پھر ان کو شیعہ کہنا کس قدر توہین ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت کرے شیعوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ

شیعہ خارجی کا وجود تو اس وقت سے ہے جب بقول ان کے غصبِ خلافت ہوا۔

## خارجی اور رافضیوں کی پہچان

جو لوگ تین یاروں کو مانتے اور ایک حضرت علی کو نہیں مانتے وہ خارجی

کہلاتے ہیں، جو ایک حضرت علی کو مانتے اور تین کو نہیں مانتے وہ شیعہ اور رافضی

کہلاتے ہیں۔

پھر پیغمبروں نوح، ابراہیم، موسیٰ، کا شیعہ ہونا چہ معنی دارد، جب نہ حضرت

تھے نہ باقی یارانِ نبی اور حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر شیعہ ہوتے تو

تین یاروں کو ان کے دربار میں جگہ کا ہے کو مکتی، وہ رسول کے شام و سحر کے رفتی سفر اور  
 حضر کے ہدم کیوں ہوتے، حضور ان کو بیٹیاں نہ دیتے نہ ان کی بیٹیاں لیتے یہ تو فیصلہ ہو  
 گیا کہ آپ شیعہ نہ تھے ورنہ ان کے مشیر کار کسی امر میں معین و مددگار نہ بنے رہتے، ان  
 کے پیچھے نمازیں نہ پڑھتے، غنائم سے حصہ نہ لیتے، اپنے فرزندوں کے نام ان کے  
 ناموں پر نہ رکھتے اپنی بیٹی ام کلثوم خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں نہ  
 دیتے ان کی مدح و توصیف میں رطب اللسان نہ رہتے۔

غرض یہ کہ دربارِ مرتضوی میں بھی دربارِ مصطفوی کی طرح شیعیت کو جگہ نہ ملی  
 بلکہ آپ مجمع عام میں برسرِ منبر اصحابِ رسول کی تعریف کر کے شیعیت کی مذمت  
 فرماتے رہے ہر چند تلاش کرو شیعیت کا سراغ چلتا ہے تو اسی ابنِ سبا سے جس کو جناب  
 امیر علیہ السلام نے دھکیل کر مدینہ رسول سے نکال دیا تھا اور ملک بملک مارا مارا پھرتا رہا  
 اب ہم قرآن شریف کی طرف رجوع کرتے ہیں، کہ قرآن مجید میں  
 شیعیت کی نسبت کیا فیصلہ ہوا شیعہ بڑا ناز کیا کرتے ہیں کہ ہمارا نام قرآن مجید میں بھی  
 ہے لیکن سنیوں کا نام و نشان قرآن میں نہیں ملتا، یہ معلوم نہیں کہ قرآن میں جہاں کہیں  
 لفظ شیعہ لکھا ہے مراد اس سے کفار اشرار ہیں۔

پس آؤ قرآن پاک کی ورق گردانی کریں، پھر شیعہ تفاسیر سے اس کا معنی  
 تلاش کریں شاید شیعہ حضرات میں سے کسی کو سمجھ آئے کہ یہ منحوس نام قرآن میں نیکوں  
 کی بجائے بدوں کے حق میں استعمال ہوا ہے۔  
 لفظ شیعہ کی مذمت قرآن میں۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا أَهْلَهَا شِيَعًا. پارہ ۲۰ رکوع ۳

فرعون نے زمین میں غرور کیا اور کر دیا ان کے رہنے والوں کو شیعہ شیعہ اور  
 شیعہ، فرعونی رعیت کا نام ہے، جس کا سر کردہ فرعون ہے: شیعہ مبارک ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۗ پارہ ۸

دوسرا پاؤ۔

یعنی جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے وہ شیعہ شیعہ، اے میرے حبیب تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیعہ کی مستند تفسیر عمدۃ البیان جلد پہلی صفحہ ۳۷۹، میں اس کا خلاصہ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس جگہ شیعہ شیعہ کا لفظ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار پر استعمال ہوا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيعًا. پارہ ۷ پاؤ ۳،

اللہ اس بات پر قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تم شیعہ شیعہ ہو جاؤ!

آپس میں لڑائے، یعنی ایسے عذاب میں اللہ تم کو خراب کرے عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۵۳ میں ہے کہ یہاں شیعہ شیعہ کا لفظ شریروں میں فتنہ بازوں اور فساد یوں پر استعمال ہوا ہے۔

وَتَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا. پارہ ۵، ع ۲۱، ۶،

یعنی نہ ہو تم مشرکوں سے جنہوں نے تفرقہ ڈال دیا اپنے دین میں اور ہو گئے شیعہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ شیعہ مشرک لوگ تھے۔

كَمَا فَعَلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ، إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكِّ مُرِيبٍ. پارہ ۱۲، ع ۱۱،

یعنی ایسا کیا گیا اگلے شیعوں کے ساتھ بیشک وہ سخت شک میں تھے، یہاں بھی ان کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے جو کعبہ کو گرانے آئے تھے۔



وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا شِيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ . پارہ ۲۷، ع ۹،

البتہ ہم نے اگلے شیعوں کو ہلاک کر دیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا

اشیاع جمع شیعہ کی ہے، اس آیت میں بھی پہلے کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنَنْحَضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ

جَنَّتِهَا. ثُمَّ لَنُنذِرَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا. پارہ

۱۶، ع ۷۔

پس قسم ہے تیرے رب کی البتہ ہم ان کا اور شیطانوں کا حشر کریں گے، پھر

ان کو کنارے دونوں کے زانوں کے بل لائیں گے پھر ضرور کھینچ لائیں گے ہر شیعوں

سے جو ہوگا، بہت سخت خدا پر سرکشی کی راہ سے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شیعوں کا حشر جو کافر تھے شیطانوں کے ساتھ ہوگا

یہی خدا کے بے فرمان ہیں خدا تعالیٰ ایسے گروہ سے بچائے، آمین۔

ان تمام آیات میں لفظ شیعہ کا اطلاق کفار مشرکین، فتنہ باز، فساد یوں، یہود و

نصاری سرکش شیطان صفت گروہ پر ہوا ہے، پھر شیعہ خود ہی غور کریں کہ کیا وہ اس لفظ کا

مصدق بنا چاہتے ہیں، لفظ شیعہ پر ناز ہے تو لیجئے ان آیات کا مصداق بنا گوارہ کیجئے،

آخر قرآن کے لفظ تو ہیں، بقول شخصے۔

کعبے سے ان بٹوں کو بھی نسبت ہے دور کی

گو واں نہیں پر واں سے نکالے ہوئے تو ہیں

ان دو آیات میں لفظ شیعہ کا اطلاق بظاہر اچھے معنے میں نظر آتا ہے جس نے

شیعہ اپنی قدامت پر استدلال بھی کیا کرتے ہیں۔

هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ. (پارہ ۲۰، پاؤ ۲)

یہ اس کے گروہ سے ہے اور یہ اسی کے دشمنوں سے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہاں شیعہ کا معنی دوست و رفیق ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے، لیکن یہ شخص شیعہ کی خوش فہمی اور عدم تدبیر فی القرآن کا نتیجہ ہے، وہ پہلا شخص گو حضرت موسیٰ کے قبیلہ بنی اسرائیل میں سے تھا، مگر منافق و مشرک تھا، اور اسی گروہ میں سے تھا، جو اس سے پہلی گو سالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تھے بلکہ مفسرین فرماتے ہیں کہ اسی کا نام سامری تھا جو گو سالہ پرستوں کو استاد تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دن بھی اسی شیعہ کو لفظ مجرمین میں شمار کیا۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ.

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے رب جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا پھر میں کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ ہوں گا۔

یعنی میں نے ایک مفسد بدکار کی مدد کر کے ایک جان کو ضائع کیا ہے، پھر ایسا کبھی نہ کروں گا پھر دوسرے دن تو اس کی نسبت صاف صاف فرمادیا:

إِنَّكَ لَفَوِيٌّ مُّبِينٌ.

یعنی تو ایک مفسد بدخواہ بظاہر گمراہ ہے۔

پھر یہاں بھی لفظ شیعہ کا اطلاق اچھے شخص پر نہیں، بلکہ بُرے شخص پر اطلاق ہوا ہے یہ شخص موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست نما دشمن منافق تھا جس کی وجہ سے آپ کو شہر چھوڑ کر مدین کی طرف بھاگ جانا پڑا بڑی صعوبات سفر برداشت کرتے ہوئے، ایک نیک مرد شعیب کے ہاں جا کر پناہ لی، کئی سال اپنے وطن سے جلا وطن رہے غرض اس آیت سے بھی شیعہ کا مدعا پورا نہیں ہوتا، بلکہ ان کی تردید ہوتی ہے۔

(۲) وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ

وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ. پارہ ۲۳، ج ۶۔

اس کے گروہ میں سے تھا ابراہیم جب کے آیارب اپنے کی طرف سلامت  
دل لے کر۔

شیعہ کہتے ہیں کہ یہاں شیعہ کا لفظ ابراہیم پیغمبر پر اطلاق ہوا ہے، اور ابراہیم  
شیعہ تھے لیکن یہ بھی ان کی خوش فہمی اور قرآن دانی کا نتیجہ ہے، معنی آیت کا یہ ہے کہ  
ابراہیم کا تولد قوم شیعہ کفار میں ہوا جس سے نکل کر آپ اپنے رب کی طرف صاف دل  
ہو کر آگئے۔ یہ پڑھو!

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آذِرْ أَتَّخِذُ آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ  
قَوْمًا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ.

جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آذیر سے کیا تم بتوں کو اپنا معبود بناتے ہو  
میں دیکھتا ہوں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں۔

اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خود شیعہ نہ تھے، بلکہ یہ ہے کہ قوم شیعہ اور قوم  
کفار سے نکل کر آپ ہدایت یافتہ ہو کر اپنے رب کے پاس آگئے جو نوح کے مخالف  
گمراہ قوم چلی آتی تھی، اور نوح کے وعظ و نصیحت سے ان کو کچھ اثر تک نہ ہوا تھا یہ اس  
آیت کی تصدیق ہے، جس کا مضمون ہے:

اے رسول! ہم تجھ سے پہلے اگلے شیعوں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں جو  
پیغمبروں کو ایذا پہنچاتے تھے۔

یہ دونوں آیا بھی پہلی آیات کی طرح شیعہ کے سخت مخالف ہیں، ہاں ان کی  
تفسیر کا فرق ہے۔

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ  $\text{لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ}$   
شیعہ کہتے ہیں کہ سنیوں کا قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں، اس لئے ہم لفظ  
سنت کی قرآن میں تلاش کرتے ہیں۔

## قرآن میں لفظ سنت

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنْنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ ..... الخ  
 ارادہ کرتا ہے اللہ کہ بیان کرے تمہارے لئے اور ہدایت کرے تم کو ان لوگوں  
 کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے (پیغمبروں کی سنت)۔

سُنَّةً مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا. پارہ

ع ۷، ۷

یعنی طریقہ سنت ان رسولوں کا ہے، جو ہم نے پہلے بھیجے ہیں تجھ سے اور نہ  
 پائے گا تو ہماری سنت میں تفاوت ایک جگہ۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِنَا تَبْدِيلًا، پارہ ۶، ۲۶ رکوع ۱۰ آیا ہے

یعنی نہ پائے گا تو ہماری سنت کو بدلتا۔

پس قرآن شریف سے ثابت ہو گیا کہ لفظ شیعہ کا استعمال کافر، مشرک، مجرم  
 غوی، بے فرمان، ٹھٹھا باز، رعیت فرعون، دین حق سے برطرف پیغمبروں سے جدا شدہ  
 رسول سے بے زار بد مذہب فرعون پر ہوا ہے۔

اور لفظ سنت قرآن شریف میں انبیاء کے طریق پر استعمال ہوا ہے، پس  
 ثابت ہوا کہ اہل سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے طرق پر ہیں، اور شیعہ کافر  
 مشرک فرعون کے طریق ہیں۔

## تعزیر پرستی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ  
 رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ. فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ  
 آمَنُوا لَهُمْ مِنْ خَلْفِهِمْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. پارہ ۳، ۷

مت گمان کرو تم ان لوگوں کو جو خدا کے راستہ پر قتل ہوئے ہیں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دئے جاتے ہیں، خوش ہیں ساتھ اس کے جو دیا ہے اللہ نے ان کو اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ساتھ ان کے جو ابھی نہیں ملے ان سے پیچھے سے اس لئے کہ نہ ان کو ڈر ہے اور نہ غم کھاتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شہید لوگ کھاتے پیتے اور خوشیاں کرتے ہیں کسی طرح کا غم و فکر نہیں اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خوش و خرم ہوں گے کھاتے پیتے ہوں گے کیوں کہ وہ بھی شہید ہوئے ہیں، اور جب وہ خوش و خرم ہیں کھاتے پیتے ہیں، تو پھر ان کا ماتم کرنا کیسا، اصل بات یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوش رہنا کھانا پینا ان کو نہیں بھاتا، اسی واسطے یہ روئے چلاتے ہیں کہ ہائے یہ کیوں کھاتے پیتے اور خوش ہیں۔

جب خدا کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں، ان کو مردہ نہ کہو تو پھر زندوں پر کیوں ماتم کیا جائے ہاں ان کی زندگی کا تمہیں علم نہیں سو اس کو یوں سمجھو کہ جیسے، کوئی تمہارا قریبی دور دراز ولایت چلا گیا ہو اور تم کو بڑا معتبر آدمی کہے کہ وہ قریبی تمہارا زندہ اور عیش و عشرت میں ہے تو اس کو سن کر تم کسی اس کی پہلی مصیبت کو یاد کر کے ماتم نہ کرو گے، بلکہ اس کی مصیبت دور ہو جانے اور راحت حاصل ہونے پر خوش ہو گے ایسا ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھو!

یا اس کی مثال یوں سمجھو کہ کسی کا دوست رجب کی ۱۲ تاریخ کو بیمار ہوا ہو یا ایذا پائی ہو پھر تھوڑے عرصہ کے بعد اس کو خدا نے کئی صحت عطاء کی ہو پھر یہ کہ نعمت کھانے پینے لگ جائے کوئی درد و غم اس کو نہ ہو زندگی نہایت چین میں بسر کرتا ہو، پھر اس کا دوست ہر چار تاریخ رجب کو سوگ کرے سمجھانے پر بھی نہ سمجھے تو اس کو پاگل کہا جائے گا یا نہ؟ ضرور کہا جائے گا، وہ دیوانہ ہے کیوں کہ گو اس کو تکلیف رہی مگر اب صحت

یاب ہے، پھر سوگ کیا ایسا ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانو!  
 اسلام میں پہلا واقعہ وقاحتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مگر نہ اہل  
 بیت نہ صحابہ کرام نے نوحہ کیا، نہ سینا کو بی کی نہ مرثیہ خوانی کی پھر اس کے بعد جناب علی  
 کو نہایت بیدردی سے مسجد میں شہید کیا گیا، حسین نے ان کا ماتم نہ کیا نہ کوئی مجلس ماتم  
 کی پھر امام حسن زہر سے شہید ہوئے حسین نے کوئی مجلس ماتم نہ کی نہ تعزیہ بنایا حضرت  
 آدم سے لے کر رسولِ پاک تک نہ تعزیہ بنا نہ مہندی نہ دلدل حالانکہ کئی نبی کفار کے  
 ہاتھوں شہید ہوئے۔

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ. پارہ ارکوع ۶۔

ناحق نبیوں کو قتل کرتے۔

نہ کسی پیغمبر کی امت نے ایسا اکھاڑا بنایا ڈھول طنبو باجے وغیرہ اکٹھا کیا، نہ  
 مرثیہ پڑھا نہ کاغذ نہ بانس کی مورتیں بنائیں، نہ ان پر چڑھے چڑھائے، جب کسی نے  
 یہ کام نہیں کیا تو پھر ایسا کام کیوں نہ بدعت ہوگا؟

اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسی کوئی گھوڑے کی تصویر بنا کر پھر اس کے آگے  
 چارہ ڈالے، یونہی شیوہ لوگ اپنے اماموں کی تصویریں بنا کر چڑھاتے ہیں ماتم اس کا  
 ہوتا ہے جو نہایت رنج اور عذاب میں پہنچا پو شیدہ نہیں ہے کہ یزید سخت عذاب میں ہوگا،  
 سوائے غم کے کوئی خوشی کا سماں نہ ہوگا، اب تعزیہ نکالنے والے یزید کو عذاب میں جان  
 کر صبر نہ کر سکے، گزریہ و بکا شروع کرنا اپنا معمول بنا لیا یہ کیوں اس لئے کہ ان کی یزید  
 کے ساتھ محبت ہے، اگر محبت نہ ہوتی تو یزید کی پیروی نہ کرتے یزید نے پہلے یہ کام خود  
 کیا سر امام حسین کا کٹا ہوا دیکھ کر کونے والوں نے بڑی خوشی کی سر مبارک ایک  
 ٹاپوت میں رکھ کر خاطر انعام سب کے سب ڈھول اور باجے بجاتے گھوڑے سنکارے  
 ہوئے ٹلیاں کھڑکاتے خوشیاں کرتے ہوئے یزید کے پاس پہنچے یزید ایک مجلس ماتم

کر کے تخت سپر بیٹھانا چ اور نقلیں شروع ہوئیں اتنے میں سر مبارک حاضر کیا گیا بڑے قریشی امراء بھی مجلس میں موجود تھے، سر مبارک دیکھ کر سب کے سب چیخنے چلانے لگے سینہ کوبی شروع کی ۵۰ یزید نے بھی رونا شروع کر دیا اور شمر کو بلا کر غصہ ہوا اور کہا تم خدا کی لعنت ہو اے بدکار تو نے ظلم کیا اگر تمہارے لہ میں قرابت ہوتی تو ایسا ظلم کرتا ابن زیاد جو لشکر کا افسر تھا اس کو قتل کر دیا، غرضیکہ اس نے اہل بیت کی بہت تعریف کی مرثیہ پڑھے اب بھی جو کوئی مثل ہنوداں جو دہنسر کا تابوت بتاتے ہیں اور راجہ و پچھمن کا سوانگ بتاتے ہیں تعزیرہ نکالے گا یزید ہی کہلائے گا، مسلمانو! ایسے واہیات کام سے بچو!

## بت پرستی

بت پرستی ایسا عمل ہے جس کو خدا نے جا بجا منع فرمایا ہے بت وہی کہلا گا، بت وہی ہوتا ہے، جو جاندار چیز کی شکل ہو جیسے سامری نے پچھڑا بنایا۔  
وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ مَّ بَعْدِهِ مِنْ خَلِيهِمْ عَجَلًا جَسَدًا  
خَوَارِ. پارہ ۹، ع ۶.

بنالیا موسیٰ کی قوم نے اس کے بعد اپنے زیور سے شکل پچھڑے کی وہ آدھ بھی کرتا تھا، معبود جو نہ کلام کرتا اور نہ راہ دکھاتا تھا وہ ظالم۔

پھر آگے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ ..... الخ:  
یعنی جن لوگوں نے پکڑ لیا پچھڑے کو ان کو پہنچے گا غضب ان کے رب کا۔  
دیکھو جنہوں نے مجسم مورت بنائی اس کو ماننا شروع کیا تھا، خدا نے ان ظالم قرار دیا ان پر غضب نازل کیا، ایسا ہی جو تعزیرہ بنائے گا اہل بیت

حاشیہ:- شیعوں کی اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷،

۲ اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷

۳ جلا العیون صفحہ ۴۔ و اخبار ماتم صفحہ ۹۶۷

۴ اخبار ماتم صفحہ ۱۰۰۷

۶ اخبار ماتم صفحہ ۱۰۰۲۔

کی مجسم مورتیں بنائے گا وہ سامری کا تتبع ظالم مغضوب علیہ میں سے ہوگا،  
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ واپنی قوم کو مورتوں سے منع کیا  
تھا۔

وَإِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ. پارہ

۱۷، ع، ۴،

کہ یہ نقلی بت ہیں جن کے ارد گرد تم منہ کئے ہوئے ہو۔  
تعزیہ محرم خالی از مقبور ہونے میں جھوٹی قبر ہو کر بوجہ محرم پرستوں کے اپنے  
ارد گرد اعتکاف نشینی کی صورت میں مثال بت ہیں یعنی جھوٹی نقل۔  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا وَ مَثَلًا مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ

الإِسْلَام، شیعوں کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ صفحہ ۶۰ جلد ۱۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قبر بنائی نئی پہلے وہ  
قبر نہ تھی بغیر مردہ کے یا مثال بنائی قبر پس وہ خارج ہوا اسلام سے۔

یہ سب کو یاد ہے کہ تعزیہ میں مردہ نہیں ہوتا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
فیصلہ بھی منظور نہ کیا تو پھر ان کے شیدائی منکر علی کیوں نہ ہوں گے، تعزیہ بانس اور کاغذ کا  
وہ منزلہ یا چار منزلہ مصنوعی مقبرہ بنانا بے فیصلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام سے



خارج ہونا ہے،

## دوسری حدیث

دوسری حدیث بھی سنئے آپ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ ابِلَا مَقْبُورٍ وَهُوَ عَلَيْهِ اللَّعْنُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی جو کسی قبر کی زیارت کرے جس میں مردہ نہیں اس پر خدا کی لعنت ہے

قیامت تک۔

یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ تعزیہ ایک ایسی قبر ہے جس میں مردہ نہیں ہے اس میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں ہیں پس ایسے مقبرہ کی جس کو تعزیہ کہتے ہیں، زیارت کرنی موجب لعنت ہے، مسلمان بے چاروں کو اتنی خبر نہیں کہ ہم کس قدر گناہ عظیم کر رہے ہیں: مسلمانو! بچو! تعزیہ بنانا تو ایک طرف اس کا دیکھنا بھی سخت گناہ ہے اب میں رسالہ کا پہلا حصہ ختم کرنا ہوں انشاء اللہ دوسرا حصہ بھی جلدی تمہارے ہاتھوں میں ہے، دوسرے حصہ میں فضائل اصحاب ثلاثہ و خلافت آن و بارغ فدک و دیگر شہادت شیعہ کا جواب لکھا ہے۔

تمت بالخیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ان الذين فرقوا دينهم كانوا شيعة

تفصيله الشيعة

في الحديث الشريف

حصه دوم

مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

قبل ازیں میں نے ایک رسالہ مُسَمَّیٰ بہ ہدایت الشیعہ لکھا تھا اُس میں یہ وعدہ کیا تھا کہ عنقریب اس کا دوسرا حصہ بھی لکھوں گا، اب میں اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں اس رسالہ میں ان کے چند سوالات کے جوابات صرف قرآن شریف سے ہی دئے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ شیعہ لوگ قرآن شریف کو کہاں تک مانتے ہیں۔

ہندو، آریہ، سکھ، بگمان خود اپنی اپنی کتاب لئے بیٹھے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پریشور کی کتاب ہے مگر شیعہ مذہب ایسے ہیں کہ ان کے پاس کوئی کتاب الہی ہے ہی نہیں بھنگیوں کی طرح ان کے زبانی دعوے ہیں۔

حقیقتاً جو کتاب الہی ہے جس پر مسلمانوں کا ایمان ہے اس کو تو یہ مانتے نہیں کہتے ہیں کہ جو قرآن جبریل لایا تھا وہ ستر ہزار آیتیں تھیں:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: اِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِیْ جَاءَ بِهِ جِبْرِیْلُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُحَمَّدٍ سَبْعَةَ عَشَرَ..... آیات ۱۰ اصول کافی صفحہ ۱۷۱۔

یعنی امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

تحقیق وہ قرآن جس کو جبریل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تھے وہ ستاراں ہزار آیتیں تھیں۔

اب موجودہ قرآن میں سات ہزار کئی سو آیتیں ہیں معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن شیعہ لوگوں کا نہیں ہے وہ بڑا تھا کہ اب تک اس کی کسی کو زیارت بھی نصیب نہ ہوئی ان کا تو قرآن ہی علیحدہ تھا جو ستر گز لمبا تھا جس کے عرض کا ذکر نہیں کہ کتنا چوڑا تھا دیکھو! اصول کافی صفحہ ۱۳۶۔

(نوٹ: اب کی گنتی اور تحقیق سے قرآن کریم کی کل آیات ۶۶۶۶ ہیں، نیز اس جگہ فروع الکافی کے حوالہ سے عبارت درج بالا کا معنی سترہ آیات ہیں اور عبارت بھی غلط ہے میرے پاس فروع الکافی ہوتی تو میں اسے درست کر کے نقل کرتا، قادری) عن ابی عبد اللہ الخ وَإِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ وَمَا يُثَرِّبُهُمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ: قُلْتُ: جَعَلْتَ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ؟ قَالَ: صَحِيفَةٌ طَوَّلَهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی ابی بصیر امام جعفر صادق سے بیان فرماتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

ہمارے پاس ایک جامع ہے تمہیں کیا خبر کہ جامع کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں جامع کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ قرآن ہے جس کا طول رسول اللہ کے گز کے ساتھ ستر گز

ہے۔

حضرت فاطمہ کا قرآن موجودہ قرآن سے تین حصہ زیادہ ہے۔

وَإِن عِنْدَنَا مُصْحَفٌ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا مُصْحَفُ  
فَاطِمَةَ، قَالَ: مُصْحَفٌ قَبْلَهُ مِثْلُ قُرْآنِكُمْ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاللَّهِ مَا فِيهِ مِنْ  
قُرْآنِكُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ (اصول کافی صفحہ ۱۳۶)

یعنی امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

ہمارے پاس قرآنِ فاطمہ ہے تمہیں کیا معلوم کہ کیا قرآن ہے۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ وہ قرآن تمہارے اس قرآن سے تین حصہ

زیادہ ہے اور اس قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے۔

اب بھی مسلمانوں کو شک ہے کہ یہ موجودہ قرآن کے منکر نہیں، ضرور منکر

ہیں یہاں تک کہ اس کے ایک حرف کو بھی خدا کا کلام نہیں سمجھتے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ:

مَا ادَّعَى أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَمَا أَنْزَلَ إِلَّا

كُذِّبَ وَمَا جَمَعَهُ وَحَفِظَهُ كَمَا نَزَّلَهُ اللَّهُ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَلَا آئِمَّةٌ

مِنْ بَعْدِهِ (اصول کافی صفحہ ۱۳۹)

یعنی جابر روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر کو یہ کہتے سنا:

جو دعویٰ کرے اس بات کا کہ قرآن سب جمع ہو گیا ہے جس طرح نازل ہوا تھا

تو وہ جھوٹا ہے اس کو کسی نے سوائے حضرت علی کے جمع نہیں کیا نہ ہی کسی نے اس کی

حفاظت کی ہے۔

پس شیعہ مذہب والوں کا اس موجودہ قرآن کو کلامِ خدا نہ سمجھنا جو اس کو منزل

من اللہ کہے اس کو جھوٹا کہنا انہی کے اماموں سے انہیں کی کتابوں سے ثابت ہو گیا جس کو یہ کلام الہی کہتے ہیں وہ اس کا امام غار میں لے گیا جس کا اب تک شیعوں کو دیدار بھی نصیب نہیں ہوا۔

جب یہ قرآن جمع کیا ہوا شیخین و حضرت عثمانؓ کا ہے (نہ عند الشیعہ حضرت علی کا جمع کیا ہوا) تو یہ جھوٹ میں داخل ہوا، استغفر اللہ نعوذ باللہ معاذ اللہ۔

جب یہ قرآن جمع کیا ہوا اور دیا ہوا خلفاء ثلاثہ کا ہے اور شیعوں کے نزدیک وہ دشمن اسلام تھے لہذا ان کے جمع کردہ عطا کردہ قرآن پر اعتبار ان کا ہو بھی نہیں سکتا تو پھر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں اگر یہ لوگ شرم کے مارے تقیہ کر کے کہہ دیں کہ ہم اس قرآن کو مانتے ہیں تو ان سے یہ اقرار لو کہ جو قرآن موجودہ نہ مانے یا محرف کہے یا ناقص کہے وہ بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اگر وہ اس قرآن کو مانیں تو ان کو یہ آیت پڑھ کر سناؤ، اور کہو کہ دیکھو تمہارے عقیدے میں حضرت علی پر کیا الزام آتا ہے۔

## شیعوں کا حضرت علی پر بہتان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (پارہ ۴، ۲۷)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۳۷﴾

یعنی تم سب ان امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں تم اچھے

کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا کچھ لوگ ان میں سے مومن ہیں اور اکثر لوگ ان میں بدکار ہیں۔

خُدا تعالیٰ جَلَّ شَانُهُ ان مسلمانوں کو مخاطب فرماتا ہے جو بوقتِ نزولِ اس آیت کے موجود تھے یعنی صحابہ کرام کو بہترین امت فرمایا ان کی یہ صفت بیان فرمائی کہ نیک باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ایمان والے فرمایا۔

خدا تعالیٰ تو صحابہ کرام کو ایمان والے اور بہترین امت فرمائے اور شیعہ کہیں کہ وہ ایمان دار نہ تھے، نعوذ باللہ! بتاؤ یہ سچے ہیں یا خدا؟

نہیں خدا سچا ہے! شیعہ سراسر جھوٹے ہیں۔

بلکہ شیعہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام بدتر سے بدتر تھے ان میں ایمان نہ تھا، انہوں نے ظلم کئے،

حضرت علی سے خلافت چھین لی ان کی گردن میں رسی ڈال کر بہ جبران سے

بیعت لی،

باغِ فدک کھولیا،

نمازِ تراویح جو بڑا گناہ تھا رائج کی،

مُتَعہ جیسی عبادت بند کی،

قرآن کو بدل دیا،

اصلی قرآن کے نسخے جلا دیئے،

تمام لوگوں کو بے دین کر دیا،



میں کہتا ہوں: یہ سب کچھ صحیح ہے تو یہ سارے کام حضرت علی کے روبرو ہوئے انہوں نے نہ روکا۔

بتاؤ! پھر حضرت علی خیر امت میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں؟  
اگر اس وقت ڈرتھا تو اپنی خلافت میں ہی درست کر دیتے یہ ہے شیعوں کا  
حضرت علی پر بہتان۔

اس آیت میں بزعیم شیعہ امام مہدی کے زمانے کے لوگ بھی مراد نہیں ہو سکتے  
کیوں کہ یہاں حاضر کے صیغے ہیں غائب کے نہیں، یہ ہو نہیں سکتا کہ حاضرین سے کوئی  
بھی نہ ہو غائب ہی مراد ہوں اس کی نظیر نہیں ملتی، اگر کہا جائے کہ اس آیت کے مخاطب  
حضرت علی ہیں تو یہ بھی غلط ہے کیوں کہ آیت ہذا میں جمع کے صیغے ہیں اور لفظ امت خود  
جمع پر دل ہے نہ فرد واحد پر۔

اگر مان ہی لیا جائے کہ حضرت علی ہی مراد ہیں تو بموجب کتب شیعہ حضرت  
علی میں یہ اوصاف نہ تھے، جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں کیوں کہ  
انہوں نے ظالموں کے ہاتھ پر بیعت کر لی،  
ان کے سامنے قرآن کو تغیر و تبدل کیا گیا اصلی قرآن کو جلا دیا گیا،  
فدک غصب کیا گیا،

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے عزتی کی گئی مار پیٹ تک نوبت پہنچی،  
متعہ حرام کیا گیا،

نماز تراویح رائج ہوئی،

مگر انہوں نے کچھ نہ کیا بھلا ایسے شخص میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی

صفت کہاں ہوئی؟ پھر طرہ یہ کہ اپنی خلافت میں بھی کچھ نہ کیا،  
جب انہوں نے ناجائز کام روبرو ہوتے ہوئے دیکھے تو نہ روکا،  
پھر وہ امت میں بہتر کیسے ہو سکتے ہیں؟ قدر۔

## حضرت علی پر شیعوں کا دوسرا بہتان

تفسیر لوامع التنزیل جز ثانی صفحہ ۶۶۲ علامہ حائری لکھتے ہیں:

دلیل خامس حدیث متواتر، قال صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي

أَبَدًا كِتَابُ اللَّهِ وَعِترَتِي..... الخ۔

یعنی مکرر پیغمبر مخاطب بصحابہ دامتہ فرمود تحقیق من در میان شما دو شے نفس

گرا نمایہ و بہانہ ادم اگر شما تمسک ہر دو معاشدیدا بآبدا الی الآخرۃ گمراہ نخواہید شد و آں

کتاب ہذا و اولاد من اندر و عترۃ با جماع امتہ ائمہ اہلبیت و فاطمہ زہرا اند..... الخ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دو

چیزیں چھوڑیں ہیں ایک قرآن دوسری اہل بیت اور فرمایا کہ ان دونوں کو نہ چھوڑنا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت علی نے اس پر عمل کیا ہے یا کہ نہیں؟ جب حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد (بقول شیعہ) لوگ مُرتد ہو گئے کتاب

الہی میں کمی بیشی کر دی وہی قرآن ناقص پھیلا یا بلکہ اپنی خلافت میں بھی اپنا صحیح قرآن

نہ پھیلا یا یہی قرآن ناقص اپنی نمازوں میں پڑھتے رہے شیر خدا نے بھی ذرا دھمکی نہ دی

جنہوں نے قرآن کو بدلا اور نہیں تو اپنی خلافت میں ہی مکمل قرآن شائع کرتے، بتاؤ!

حضرت علی نے کتاب اللہ کو کیا مضبوط پکڑا بلکہ (بقول شیعہ) وہ اس آیت کے مصداق بنتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَعَنَهُمُ اللَّعْنُونَ ﴿٢٤٢﴾ (پارہ ۲۷ ع ۲)

جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے انہیں صاف حکم اور ہدایت بعد اس کے کہ ہم نے اسے بیان کر دیا تھا واسطے لوگوں کے کتاب میں یہی لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

جب حضرت علی نے کتاب اللہ کو جمع کیا پھر اس کو چھپا رکھا تو اس آیت سے ان کو کیا درجہ ملا۔

جب خدا تعالیٰ نے فرمادیا تھا:

جَاهِدُوا الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ

یعنی کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو!

لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

یعنی کافروں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا کا غضب ہے۔

بتاؤ ان آیات پر حضرت علی نے کیا عمل کیا بلکہ خلفائے ثلاثہ کے ہم نوالہ ہم پیالہ

رہے۔

اب عترت کو لیجئے! جب منافقوں نے جناب سیدہ فاطمہ پر زیادتیاں کیں باغ فدک جو حق فاطمہ کا تھا وہ دشمنوں نے لے لیا منبر پر کھڑے ہو کر گالیاں دیں آپ کے شکم پر ایسی ضرب لگائی کہ حمل ساقط ہو گیا بتائیے ایسے موقعہ پر حضرت علی نے کیا

عزت کا ادب کیا ایسے موقعہ پر ادنیٰ ایمان والا بھی جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے باوجود قدرت کے اس قدر ظلم و ستم دیکھ کر وہ خاموش رہتا ہے جس میں ایمان کی بلکہ ایمان کے ساتھ غیرت کی بُو بھی نہ ہوگی۔

اس سے بڑھ کر دیکھئے وہی اصحابِ ثلاثہ جس کو شیعہ کافر و مشرک کہتے ہیں، حضرت علی کی دختر کو چھین کر نکاح میں لائے یہاں تک کہ اولاد بھی ہوئی جس پر شیعہ لوگ آج تک پیٹ رہے ہیں مگر حضرت علی نے کچھ نہ کیا، کیا کوئی ایماندار ایسا کر سکتا ہے کہ طاقت ہوتے ہوئے لڑکی کفار کے حوالہ کر دے ہرگز نہیں! معلوم ہوا کہ شیعوں کے مسائل من گھڑت کو ماننے سے حضرت علی (معاذ اللہ! استغفر اللہ!) ملعون، غیر مومن، بزدل اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔

## شیعوں کا تیسرا بہتان

قرآن شریف میں جا بجا خدا نے فرمایا ہے: کہ مومن خدا اور رسول کے تابع دار ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہتے ہیں اور دشمن کافر و مشرک ہمیشہ مقہور و نامراد رہتے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے: (پارہ ۲۴ ع ۱۰)

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

یعنی ہم رسولوں اور ایمان والوں کو اس دنیا میں کامیاب کرتے ہیں اور مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں۔

دوسری جگہ خدا فرماتا ہے: (پارہ ۲۱ ع ۷)

فَأَتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۷﴾

یعنی ہم نے مجرمین سے انتقام لیا اور ہم پر لازم تھا مومنوں کی مدد کرنا،  
پھر فرمایا:

فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۱﴾ (پارہ ۶ ع ۱۱)  
پس تحقیق اللہ کی جماعت خلاصی پانے والے ہیں۔

پارہ ۴ ع ۴ میں فرمایا:

وَأَنْتُمْ الْأَغْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲﴾  
یعنی تم ہی غالب ہو اگر ایمان دار ہو۔

اور یہ بھی فرمایا:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الْأَرْضِ (پ ۱۸، ع ۱۲)

یعنی وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک

عمل کئے کہ ضرور خلیفہ کرے گا ان کو زمین میں،

إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿۱۳﴾ (پارہ ۷ ارکوع ۶)

یعنی زمین کے مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (پارہ ۲۶ ارکوع ۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کافروں پر سخت ہیں۔

کافروں اور منافقوں کے حق میں ارشادِ خداوندی

هَمْؤًا بِمَا لَمْ يَنَالُوا (پ ۱۰، ع ۱۵)

یعنی وہ اپنے مطلب کو نہ پہنچے۔

مَالَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۵﴾ (پ، ۱۰، ع، ۱۵)  
یعنی مومنوں کا مطلب ناکام کرنے کے لئے کوئی ان کا مددگار نہیں  
یعنی کوئی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ (پ، ۴، ع، ۷)  
یعنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی کہ مغلوب  
ہوتے ہیں دل کی بات نہیں کہتے۔

وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (پ، ۱۵، ع، ۸)

یعنی نہیں ظالموں کو مگر خسار یعنی ناکامیابی۔

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ  
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ ﴿۱۶﴾  
یعنی منافق اگر باز نہ آئے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے شہر میں  
جھوٹی خبر اڑانے سے تو البتہ ہم تجھ کو ان پر مسلط کریں گے نہ تمہارے قریب رہنے  
پائیں گے مگر بہت تھوڑے، ہیں پھٹکارے ہوئے۔ (پ، ۲۲، ع، ۴)

پھر خدا تعالیٰ اس دعوے کی تصدیق پر مثالیں بیان فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْتِيهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ إِبْرَاهِيمَ وَ

أَصْحَابِ مَدْيَنَ ..... الخ.

یعنی کیا ان کے پاس پہلے لوگوں کی خبریں نہیں آئیں قوم نوح، قوم عاد،

قوم ثمود، قوم ابراہیم کی اور مدین والے لوگوں کی۔

## میرے ناکام شیعہ دوستو!

قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ جب مومن اور کافر کا خدا کے دین قائم کرنے میں مقابلہ ہوتا ہے تو جو خدا کی طرف ہوتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ گو ابتداء میں اس کو تکلیفیں ملیں ایک دو دفعہ شکست بھی ملے مگر آخر کار اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے، جو جھوٹا مشرک کافر منافق ہوتا ہے وہ ناکام مقہور و نامراد رہتا ہے اس کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ اس خدائی اصول کے مطابق حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ

حضرت عثمانؓ اپنی مراد کو پہنچ گئے اور اس بات کا افسوس کرتا ہوں کہ آپ کے عقیدہ کے موجب حضرت علیؓ بالکل مقہور اور ناکام رہے یعنی آپ کے قول کے مطابق حضرت علیؓ برابر پچیس سال تک بے چارے مار پیٹ کھاتے رہے خلافت نہ ملی جب خدا خدا کر کے خلافت ملی تو حضرت معاویہؓ نے ساری عیش منقص کر دی ابھی اس پر قابو نہ پائے تھے کہ ابن ملجم نے شہید کر ڈالا آپ کے بیٹے خلیفہ ہوئے مگر چھ مہینے گزرے تھے کہ باپ کی سنت کے خلاف ساری سلطنت اپنے باپ کے دشمن کے حوالہ کر دی۔

آپ کے قول کے مطابق امام حسینؓ کو جو ناکامی اور شکست کر بلا کے میدان میں نصیب ہوئی جس کا اعتراف ہر کوچہ و بازار اور درو دیوار پر سیاہ پوشی نیم ہوشی سر شکنی سینہ کوئی زنجیر بستنی جگر سوزی نالہ زاری اور بے قراری جیسی مختلف حرکات سے جب آپ کرتے ہیں تو ہم کو بھی رحم آ جاتا ہے۔

ان کے بیٹے آپ کے قول کے مطابق اپنی ناکامی دیکھ کر برابر چالیس سال تک ایک گوشہ میں بیٹھے روتے رہے اور پھر آپ کی اولاد امام ابی جعفرؓ امام ابی عبد اللہؓ

حضرت نقی و نقی حسن عسکری کھل کر بات بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی دیوار کے پیچھے سے نہ سن کر خلیفہ وقت کو جا کر کہدے پھر جان کے لالے پڑ جائیں پھر آپ کے عظیم الشان آخری امام اپنی ناکامی اور شکست کو محسوس کر کے ایسے بھاگے کہ پوچھنے پر پتہ نہیں ملتا پس آپ پر یہ سوال پیدا ہوتے ہیں۔

## سُؤالات

- (۱) کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے مسلمان اپنے مشن یعنی دین الہی کے رواج دینے میں کامیاب نہیں ہوئے؟
- (۲) کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ پیغمبروں اور مسلمانوں کے مقابل دین الہی کے مٹا دینے کی کوشش کرنے والے مقہور بنا کام نہیں رہے؟
- (۳) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوئے حالانکہ آپ کے مزعومہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس بات کا اعتراف ہے۔

روضہ کافی صفحہ ۲۹۔ احتجاج صفحہ ۳۳۲ پر فرماتے ہیں:

مُتَعَدِّ حَلَالٌ كَرَدِيًّا فَدَكَ اَمْلَ بَيْتٍ كَوَدِ اِجْلٍ كَرَدِيًّا، جَمَاعَتٌ تَرَاوَحَ بِنَدِّ كَرَدِيًّا  
مگر ابو بکر و عمر کا مشن کامیاب ہے کہ لوگ مجھ سے فی الفور باغی ہو جائیں گے کہ دیکھو  
اس نے عمر کی سنت یعنی اس کے مشن کو تبدیل کر ڈالا۔

- (۴) کیا آپ کے مزعومہ حضرت علی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کے مقابلے میں



کامیاب ہوئے؟

(۵) اگر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کامیاب ہوئے تو کیا بنے اور علی ان کے مقابلہ میں ناکام رہے تو وہ کیا ہوئے؟ صاف بات یہ ہے کہ عقائد شیعہ کے رُو سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہی ثابت نہیں ہوتے۔

## خبردار! اے ابنِ سبا کی اُمت

میں نے تجھے پہچانا تیرے اندر یہودیت کی رُو بول رہی ہے خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز ایک منٹ کے لئے بھی حضرت ابوبکر و عثمان کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہمیشہ معاون مددگار مشیر سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے آپس میں بھائی، بھائی بالکل دوست دو مغز ایک پوست تھے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٦٢﴾

## خلفاءِ ثلاثہ کامل مومن تھے

لَسِنُ لَمْ يَنْتَه الْمُنْفِقُونَ وَالذِّينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنْفَرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ ﴿٦٣﴾

(پارہ ۲۲، رکوع ۴)

یعنی اگر منافق اپنی شرارت اور بد خیالی سے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان کے برخلاف ورغلائیں گے پھر وہ تیرے نزدیک نہیں رہنے پائیں گے مگر تھوڑے دن لعنت کی زندگی سے۔

یعنی کافر منافق قیامت تک مدینہ منورہ شہر میں عزت اور شان و شوکت کا

زندگی نہیں حاصل کر سکتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان اپنی ساری حیاتی اسی شہر میں نہایت شان و شوکت سے سلطنت کرتے رہے ہزاروں ان کے غلام لاکھوں ان کے خوشامدی مگر افسوس کہ تقیہ کرنے والوں کو یہ عزت حاصل نہ ہوئی۔

پس بھائیو! خدا نے کہا: کافر و منافق مدینہ کے اندر عزت اور سلطنت حاصل نہیں کر سکتا حضرت ابو بکر و عمر و عثمان نے اسی شہر میں تا دم زیت بڑی عزت پائی اور سلطنت کرتے رہے اگر خلفاء اربعہ کو مومن نہ مانا جائے تو خدا کا وعدہ جھوٹا ثابت ہوتا ہے جب خدا کا وعدہ سچا ہے تو معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کامل ایمان دار تھے اگر ایمان دار نہ ہوتے تو عزت اور سلطنت حاصل نہ کرتے۔

## دلیل دوم

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ

(پارہ ۱۳، رکوع ۲۴)

یعنی اے شیطان تو میرے بندوں پر ہمیشہ کے لئے قبضہ نہیں پائے گا یعنی ہمیشہ تو ان کو اپنی مرضی کے موافق نہیں چلا سکتا مگر جس نے تیرا بعداری کی گمراہوں میں سے ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے۔

حضرات شیوعہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پچیس سال تک خلفاء ثلاثہ حضرت علیؑ امام حسن و امام حسین پر قابض رہے یعنی ان کو اپنی مرضی پر چلاتے رہے اپنے ماتحت رکھا یہ بزرگوار ان کی بیعت میں داخل ہوئے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے ان کی غنیمت کا مال کھاتے رہے بلکہ حضرت امام حسین غنیمت کے مال سے لوٹدی نکاح میں لائے جس

کی اولاد سب سید ہیں یہ حضرت عمر کے جہاد کی غنیمت شدہ شہر بانو تھی اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد کی غنیمت شدہ خولہ بنت جعفر کو حضرت علی اپنے نکاح میں لائے، اگر حضرات خلفاء ثلاثہ مسلمان نہ تھے تو ان کا جہاد جہاد نہ ہوا، وہ دونوں لونڈیاں غصب ہوئیں تو وہ مسلمانوں کے لئے حرام ہوئیں تو بتاؤ سید کون ہوئے اور حضرت علی کس بات کے مستحق ہوئے اور خدا کے بندوں میں سے حضرت علی ہوئے یا اصحاب ثلاثہ۔

دلیل سوم

خدا تعالیٰ منافقوں کا ذکر فرماتا ہے:

هَمْؤًا بِمَالِهِمْ يَنَالُوا مَالَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيِّيَّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٥٠﴾

یعنی مومن اللہ کے دین کو رواج دینا چاہتا ہے، اور کافر و منافق ایڑی اور چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ حق کو دبا دے مگر اپنی مراد کو نہیں پہنچتا اور ملک بھر میں کوئی اس کا مددگار نہیں ہوتا۔ (پارہ، ۱۰، ۵۰)

شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت حاصل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کو زور لگایا ایک گدھی پر بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سوار کر کے امام حسن اور حسین کو آگے کر کے ایک مہاجر کے گھر گئے ایک انصاری کے در پر پھرے بہت روئے اور چلائے (اور بہت کوشش کی) ان کو اپنے حقوق جتلائے مگر کسی نے آپ کی مدد نہ کی اور حضرت ابو بکر سے آپ نے خلافت نہ لے سکے، اب حضرات شیعہ اپنے عقائد پر خلافت کا انکار کرتے ہوئے حضرت علی

سے منافق ہونے کا ازالہ کریں۔

## دلیل چہارم

لَسِنُ لَمْ يَنْتَه الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ  
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ ﴿٢٢٥﴾  
(پارہ ۲۲۵، رکوع ۴، ع ۴)

یعنی اگر منافق اور شرارت سے باز نہ آئے وہ مدینہ میں عزت کی زندگی نہیں  
بسر کر سکتے، بلکہ لعنت کی زندگی بسر کریں گے۔

اور شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ فدک مانگنے گئیں، واپس آ رہی  
تھیں کہ عمرؓ نے ان کو برا بھلا کہا ایک لات بھی ماری جس سے اسقاطِ حمل ہو گیا آپ  
کے گھر کو آگ بھی لگا دی حملہ حیدری میں لکھا ہے

بدست عمر بودیک ریسمان وگر در کف خالد پہلوان  
فگندند در گردن شیر ز کشیدند او را بر بوبکر  
یعنی عمر اور خالد نے جا کر حضرت علی کی گردن میں رسہ ڈالا، اور گھسیٹ کر ابو  
بکر کے پاس لائے۔

پس دونوں کی ذلتوں میں سے اس سے زیادہ ذلت اور بے عزتی اور کیا ہو  
سکتی ہے کہ کسی شریف آدمی کی عورت کو سر بازار لوٹا جائے پھر اس پر سختی سے زد و کوب کیا  
جائے کہ حمل گر جائے گھر کو آگ لگائی جائے شریف اور کنواری بیٹی غصب کر کے نا  
جائز استعمال کیا جائے۔ صافی کتاب الحجہ جز ۳ حصہ اول صفحہ ۲۸۲۔ فروع کافی جلد دوم

صفحہ ۱۴۱۔ گردن میں رسی ڈال کر رسوا کیا جائے اور یہ سب کچھ ہو بھی مدینہ میں  
ذلتیں منافقوں کی علامتیں ہیں۔

اب شیعہ صاحبان حضرت علی سے منافقت دور کر کے دکھائیں!

## دلیل پنجم

خدا تعالیٰ قرآن میں منافقوں کا اس طرح ذکر فرماتا ہے:

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ (پ، ۴، ۷)

یعنی منافق کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور زبان پر کچھ،

اور چونکہ مغلوب ہوتا ہے اس لئے دل کی بات نہیں کہہ سکتا۔

اور شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

خلافت صرف زبان سے تسلیم کرتے تھے، مگر دل سے نہیں مانتے تھے۔

مہربانی فرما کر منافقت کی یہ علامت تمہارے عقیدہ کے موجب حضرت علی پر

چسپاں ہوتی ہے اسے دور کریں ہمارے نزدیک حضرت علی دل و جان سے خلفاء ثلاثہ کی

خلافت کو تسلیم کرتے تھے۔

## دلیل ششم

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

رَسُولًا (پ، ۲۹ سورۃ مزمل)

تحقیق ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول جو شاہد ہے تم پر جیسا کہ بھیجا ہم نے

فرعون کی طرف رسول۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مماثل قرار دیا ہے کیوں کہ ان کے حالات ان سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر سے ہجرت کی تھی اسی طرح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی فرق یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمام قوم بنی اسرائیل تھی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رفیق تھا جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰ کا پیچھا کیا تھا اسی طرح کفارِ مکہ نے حضور کا تعاقب کیا جس طرح فرعون اور اس کے لشکر کو اصحابِ موسیٰ دیکھ کر گھبرا گئے تھے اسی طرح کفارِ مکہ کو نزدیک غار کے دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے تھے، قرآن میں یوں آیا ہے:

فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرِكُوكَ ﴿٦٠﴾

پس جس وقت دونوں طرف کے آدمیوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو اس وقت موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ اب ہم پکڑے گئے۔

حضرت موسیٰ نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا میرا رب میرے ساتھ ہے کوئی صورت بچاؤ کی مجھے بتائے گا۔

اب دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف! خدا فرماتا ہے:

إِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا نَّبِيًّا إِذْ هُمْ فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ

لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا..... الخ

جس وقت نکالا اس کو ان لوگوں نے جو کافر تھے دو میں سے دوسرے کو جب

وہ دونوں عار میں تھے، جب اس نے کہا ساتھی اپنے کو نہ غم کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

محققین نے اس میں بہت نکات بیان کئے ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کلام میں معیت کو اول بیان اور رب کا نام بعد فرمایا یعنی مَعِيَ رَبِّي اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے اللہ کا نام بعد میں معیت کو ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مُرید کا حق رکھتے تھے کیوں کہ آپ نے اپنے سے حق کی طرف دیکھا اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حق سے اپنی طرف دیکھا۔

یعنی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر خدا کا حضور نے پہلے خدا کا ذکر کیا پھر اپنا ذکر کیا، پس مُرید اور مُراد میں یہ فرق ہے کہ مُرید کو جو کچھ کہا جائے کرتا ہے مُراد جو کچھ کہے وہ عمل میں لایا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو تو خدا نے مان لیا فرمایا:

فَلَنُؤَيِّنَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (پ، ۲، رکوع ۱۴)

یعنی پھر دیں گے تجھ کو اس قبلہ، کی طرف جس پر تم راضی ہو،

قیامت میں بھی خدا حضور کی رضا پر کام کرے گا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ﴿۱۰﴾

یعنی قریب ہے کہ دے گا تجھے تیرا رب پس تو راضی ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معیت خدا کے اوصاف سے بیان کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی ذات سے بیان کی قول موسیٰ مَعِيَ رَبِّي اور قول

حضور صل اللہ علیہ وسلم ان اللہ معنا ہے۔

اس سے حضور کے درجہ عالی اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے درجہ میں فرق

دیکھنا چاہئے!

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی ہی ذات کے ساتھ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب کو ساتھ رکھ کر جمع کے صیغے سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا نے جو فرمایا ہے:

فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ كَسْ بَشَرٍ مِّنْ دُونِهِ ذَرِيعَةُ ابْنِ بَكْرٍ صَدِيقِ هَيْبَةَ اس سے

ثابت ہوا کہ ابوبکر کی رفاقت خدا کی مدد تھی۔

ایسے نازک وقت میں گو اور بھی اصحاب موجود تھے مگر ان کو آپ نے پسند

فرمایا اور ساتھ لیا جس سے نہایت وفاداری پر خدا اور رسول کو اعتماد تھا ورنہ کسی کو ایسے سفر میں کوئی رفیق نہیں کرتا۔

جو کچھ اس وقت میں مصیبت تھی وہ ان دونوں کے ساتھ مخصوص تھی اور جو اس

کا اجر تھا اس میں بھی صدیق اکبر شامل تھے جو کسی کو بھی حاصل نہ ہوا۔

إِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو نکالا تھا ابوبکر کو تو کسی نے نہیں نکالا تھا انہوں نے خود حضور کی محبت سے وطن

چھوڑا آرام و راحت چھوڑی اس سے کیسا پختہ ایمان ثابت ہوتا ہے۔

صاحب کے لفظ سے ثابت ہوا کہ ابا بکر ساتھی تھے اور حضور کے ساتھیوں کی

صفت قرآن میں پڑھو!۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ.....



لاتخزن سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابا بکر کے ساتھ نہایت محبت تھی ان کا رنجیدہ ہونا حضور کو گوارا نہ ہوا ان کو تسلی دی، یہ ظاہر ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت و محبوب ہے وہ خدا کا محبت و محبوب ہے۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فِي ضَمِيرِ مُتَكَلِّمٍ مَعَ الْغَيْرِ كِي هِيَ جَوْ مُوَافِقِ قَاعِدِهِ يَهِيَ جَاهِتِي هِيَ كَه  
 مُتَكَلِّمٍ كَه سَاتَه كَم اَز كَم اِي كِ اَو رَه مَوْ مَعْلُومِ هَوَا كَه حَضُورِ نِي اِي نِي لِي اَو رَا اِي بَكْرِ كَه لِي  
 مَعِيَّتِ بِيَانِ فَرْمَا لِي۔

پس ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی فضیلت حاصل ہے ان کی فضیلت میں کوئی نہیں ملتا، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں انہیں کو امام بنایا قبر میں بھی ساتھ رکھا۔

حدیث شریف میں آیا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَغْشَى

الْكَذِبُ (بخاری)

تمام زمانوں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے متصل ہیں پھر ان کا جو ان سے متصل ہیں پھر پھیلے گا جھوٹ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین زمانے بہترین ہیں ایک صحابہ کا دوسرا تابعین کا تیسرا تبع تابعین کا اس کے بعد میں جھوٹ ظاہر ہوگا۔

الحمد لله! امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہترین زمانوں میں سے ہیں جو لوگ ان کو برا کہتے ہیں اور ان کی پیروی نہیں کرتے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں۔

## نکتہ

قرنی کے چاروں حروف ہیں ان سے خلفاء اربعہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے  
چاروں خلیفہ کے آخری حرفوں سے قرنی بنتا ہے۔

(ق) ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری حرف ہے اور

(ر) حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور

(ن) حضرت عثمان (غنی ذوالنورین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور

(ی) حضرت شیر خدا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

فیصلہ فرمادیا کہ خلفاء اربعہ کا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے، فہی المراد۔

خدا نے بھی اس بات کی تائید فرمادی اور فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ

بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا..... الخ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُودِ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

سے ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رُكَّعًا سُجَّدًا سے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں، اور یہی پنجتن پاک ہیں جن کی محبت کا حکم ہو رہا

حدثنی سیدی علی بن علی الرضا عن ابيه عن آباءه عن  
الحسین بن علی علیہم السلام قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:  
إِنَّ أَبَا بَكْرٍ مَنِيٌّ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَإِنَّ عُمَرَ بِمَنْزِلَةِ الْبَصْرِ وَإِنَّ عُثْمَانَ  
مَنِيٌّ بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ..... الخ۔

یعنی حسین ابن علی کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ابا بکر بمنزلہ میرے کان کے ہے اور عمر بمنزلہ آنکھ کے اور عثمان بمنزلہ دل  
کے پس اس شیعوں کی حدیث سے بھی اصحابِ ثلاثہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔  
معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ سنتے تھے ابا بکر کے ذریعہ سنتے تھے  
جو دیکھتے تھے وہ عمر کے ذریعہ دیکھتے تھے اور جو سمجھتے تھے وہ عثمان کے ذریعہ سمجھتے تھے

تب ہی تو خدا نے فرمایا:

لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ.

یعنی اے نبی تمہاری خاطر گزشتہ و آئندہ سب کی لغزشیں معاف کرے گا۔  
یہ نہیں کہ ہاتھ پاؤں اور منہ کے گناہ معاف کرے گا اور آنکھ کان دل کے  
گناہ معاف نہ کرے گا،

اور یہ کہنا کہ اصحابِ ثلاثہ کو ان اعضاء سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ خدا

فرمایا ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا.

یعنی کان آنکھ دل سب سے پوچھا جائے گا۔

افسوس شیعوں کے علم پر جنہوں نے اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا کہ اصحاب

ٹلٹلہ کو پوچھ ہوگی یہ نہیں خبر کہ کان آنکھ دل والے سے سوال ہوگا اس کی جواب دہی ان اعضاء والے پر ہوگی جس کے وہ اعضاء ہیں نہ یہ کہ ہر ایک کے اعضاء جدا کر کے اعضاء کو پوچھ ہوگی بے فرمان ہوئے تو اعضاء کو دوزخ میں ڈالا جائے گا، اور اعضاء والے کو جنت میں۔

## خلافت کا بیان

حدیث: غزوہ خیبر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:  
 کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ پر راضی ہوگا، اللہ اس پر راضی ہو  
 گا اس کے نام پر فتح ہوگی صحابہ یہ سن کر دل میں تمنا رکھتے تھے کہ ہمیں جھنڈا ملے گا آخر  
 حضرت علی کو ملا۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب اوصاف جو حضور نے بیان کئے تھے اس کا  
 مصداق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ایسا ہی آیت وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ كَامَصْدَاقٍ خَلَفَاءِ اَرْبَعَةٍ تَحْتِي  
 یعنی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَسْتَخْلِفْنَهُمْ فِي  
 الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي  
 ارْتَضَى لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي  
 شَيْئاً، وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (پ، ۱۸، ع، ۱۲)  
 یعنی وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے تم میں

سے اور عمل کئے نیک، کہ البتہ خلیفہ کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا پہلوں میں سے اور البتہ محکم کرے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے لئے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن میری ہی بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، جنہوں نے کفر کیا اس سے پیچھے پس وہ لوگ گنہگار ہیں۔ صحابہ جو اس وقت موجود تھے ان سے خدا تعالیٰ چند وعدہ بصدقہ استقبال فرمائے

ہے ایک لَيْسَتْ خَلِيفَتُهُمْ اَنْبِيَا خَلِيفَةً كَرَّيْ غَا  
دوسرا لَيُمْكِنَنَّ اِنْ كَادِيْنَ مَحْكَمًا كَرَّيْ غَا،  
اور تیسرا لَيُبَدِّلْنَهُمْ. اور ان کے خوف کو امن میں بدلے گا۔

اس سے صاف ظاہر ہے ان وعدوں کا ظہور بہ نسبت زمانہ نزول آیت کے زمانہ آئندہ میں ہوگا، اول وعدہ یہ کہ خلیفہ کرے گا ان کو زمین میں دوسرا وعدہ یہ کہ اپنے پسندیدہ دین ان کے لئے قائم کرے گا تیسرا وعدہ یہ ہے کہ کفار دشمنان دین سے جو ان کو خوف ہے وہ امن سے بدل دے گا اور یہ وعدہ صحابہ سے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخَلِّفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۰۷﴾ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ میں سے کس کس کو یہ نعمت نصیب ہوئی یہ اظہر من الشمس ہے کہ یہ نعمت خلفاء اربعہ کو ہی نصیب ہوئی وہی اس آیت کا مصداق ہیں اس آیت مذکورہ میں جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں وہ ان چاروں میں تھے مثل حدیث غزوہ خیبر کے جب جھنڈا اسلامی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو معلوم ہوا کہ جو حضور نے اوصاف بیان کئے تھے وہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہیں ایسا ہی خلفاء اربعہ کو جائے خلافت بھی ملی ان کا دین بھی ایمان بھی خدا کا پسندیدہ امن بھی ان کو حاصل۔ توحید

قائم، شرک سے کوسوں دور الحمد للہ! خلفاء اربعہ کی خلافت ان کا کامل مؤمن ہونا اس آیت سے ثابت ہوا۔

شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغت چھاپہ تہران صفحہ ۹۳ و ۹۵، میں حضرت علی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وعدہ کے موعود وہی لوگ ہیں جن کو سنی لوگ موعود مانتے ہیں یعنی خلفاء راشدین،

ومن کلامہ علیہ السلام بعمر بن خطاب لما استشارہ عمر فی الشیخو ص للقتال الفرس ان هذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرة قولہ بقتلہ وهو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ .

اس کی شرح مصباح السالکین میں علامہ کمال الدین بن شمیم بحرانی نے ان الفاظ سے کی ہے:

ثم وعدنا بموعود هو النصر والغلبة والاستخلاف فی الارض کما قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنو منکم و عملو الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم وکل وعدہ من اللہ فهو منجز لعدم الخلف فی خبرہ..... الخ .

ترجمہ:- حضرت امیر علیہ السلام کے کلام سے ہے جب مشورہ لیا ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک فارس کے جہاد میں خود جانے کے لئے حضرت علی نے فرمایا اس دین کی مدد کرنا اور نہ کرنا قلت اور کثرت پر نہیں یہ اللہ کا دین ہے جس کو ظاہر کیا اور اسی کا لشکر ہے جس کو تیار کیا اور مدد ی یہاں تک پہنچا جہاں تک پہنچا اور نکلا جہاں سے

نکلا اور ہم اللہ کے وعدے پر یقین کئے ہوئے ہیں۔

شارح نے اس پر یہ لکھا ہے پھر وعدہ کیا ہم سے مدد اور غلبہ اور زمین کی خلافت کا جیسا کہ وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے جو ایمان لائے اور کئے عمل نیک اس بات کا کہ خلیفہ بنائے گا ان کو زمین میں جیسا خلیفہ بنایا پہلوں کو، پھر شارح لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے ہیں کیوں کہ اس کے وعدے میں خلاف نہیں ہو سکتا پس حضرت علی سے بھی یہی ثابت ہوا کہ خلفاء اربعہ ہی اس آیت سے مراد ہیں۔

وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَرْوَاجِهِ حَدِيثًا (پ: ۲۸، ع: ۱۹)

جس وقت خفیہ بات کہی نبی نے کسی بی بی سے۔

اس کی تفسیر شیعوں کی کتاب مجمع البیان میں یوں مذکور ہے:

أَخْبَرَ حَفْظَةَ أَنَّهَا يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعِثْمَانُ

آپ نے پوشیدہ طور پر حفظہ کو خبر دی کہ میرے بعد مالک ابو بکر پھر عمر پھر

عثمان ہوں گے۔

کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک رہا ہے جبکہ شیعہ ہی قرآن سے خلافت خلفاء

عشہ کی ثابت کرتے ہیں تو پھر انکار کیسا؟

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي

فِيكُمْ فَأَقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (ترمذی)

یعنی حدیفہ فرماتے ہیں:

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا:  
پتہ نہیں کہ کب تک تم میں رہوں میرے بعد ابو بکر کی تابعداری کرنا پھر اس  
کے بعد عمر کی۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ نُؤْمِرُ بَعْدَكَ قَالَ تُوْمِرُوا اَبَا  
بَكْرٍ تَجِدُوهُ اَمِيْنَا لَخ.

یعنی حضرت علی نے فرمایا: عرض کی گئی:

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بعد کون امیر ہوگا؟

آپ نے فرمایا:

ابا بکر تمہارا امیر ہوگا تم اسے امن پاؤ گے، مشکوٰۃ،

دیکھو! حضرت علی سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابا بکر کی

رہنمائی ہے۔

### علاقت نبوی اور امامت نماز

امامت نہایت مشکل کام ہے اور صحابہ کرام کی امامت اور بھی مشکل تھی لیکن  
حضرت ابو بکر کو دو مرتبہ یہ عظیم الشان شرف حاصل ہوا، ایک بار بنو عمر بن عوف میں کچھ  
جھگڑا ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصالحت کے لئے تشریف لے گئے نماز کا وقت  
آیا، تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور کہا کیا آپ نماز  
پڑھائیں گے؟

”بولے ہاں“ اگر تم چاہو!



حضرت ابو بکر نے نماز شروع کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں لیکن حضرت ابو بکر نماز میں اس قدر منہمک ہو جاتے تھے کہ ان کو مطلق خبر نہیں ہوتی تھی، جب زیادہ زور سے دیر تک تالیاں بجیں تو حضرت ابو بکر نے مڑ کر دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز کے بعد حضرت ابو بکر سے پوچھا تم اپنی جگہ پر کیوں نہ رہے؟ میں نے تو اجازت دی تھی۔ انہوں نے کہا پسر ابو قحافہ کی یہ مجال نہیں کہ آپ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔

لیکن جب آنحضرت علیل ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خدمت انجام دینا پڑی آپ نماز کی اقامت خود فرماتے تھے جب مرض میں زیادتی ہوئی اور مؤذن (بلال) نے آکر مطلع کیا تو آپ نے فرمایا:

مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصَلِّ بِالنَّاسِ.

ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں

یہ عشاء کا وقت تھا لوگ انتظار میں تھے لیکن حضرت عائشہ مزاحم ہوئیں اور عرض کی کہ ابو بکر رقیق القلب ہیں جلد رونے لگتے ہیں آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ حضرت عمر کو فرمائیں کہ وہ پڑھائیں، آپ نے پھر ابا بکر کے لئے فرمایا:

پھر حضرت عائشہ نے مائی صاحبہ حفصہ کو کہا:

تم ہی حضرت عمر کے لئے کہو!

مائی حفصہ نے بھی کہا:

پھر آپ نے فرمایا: تم یوسف والیاں ہو،

ابا بکر کو کہو! نماز پڑھائے (بخاری کتاب المغازی)

غرضیکہ ابا بکر نے نماز پڑھائی بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف

لے آئے تو آپ آگے ہو گئے، ابا بکر پیچھے ہو گئے اس حدیث سے پورے طور پر روشن

ہو گیا کہ آپ اپنی زندگی میں ہی ابو بکر کو منصبِ امامت عطا فرما دیا تھا،

## اعتراض

شیعوں کا یہ اعتراض کہ صحابہ نے ابا بکر کی اقتداء کی ہوتی تو سقیفہ میں جب

انصار دربارہٴ خلافت جھگڑا کر رہے تھے کیوں نہ امامت ابا بکر کو بطور دلیل پیش کیا گیا؟

## جواب

تو جواب یہ ہے کہ اس وقت امامت ابو بکر کو بطور دلیل پیش کیا گیا تھا،

دیکھو! حدیث جو حاکم نے مستدرک اور ابو عمر نے استیعاب میں عبد اللہ بن

مسعود سے روایت کی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَنْصَارٌ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ قَالَ:

فَإِنَّهُ عُمَرُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ يَوْمَ النَّاسِ فَأَيُّكُمْ يُطِيبُ نَفْسَهُ  
أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟

فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ.

کہا عبداللہ بن مسعود نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو

انصار نے کہا:

ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو!

کہا اس نے کہ حضرت عمر فاروق ان کے پاس آئے اور کہا:

اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

ابوبکر کو لوگوں کا امام بنایا تھا؟ پس تم میں سے کون ہے جو اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ

اپنے نفس کو صدیق پر مقدم کرے؟

پس کہا انصار نے کہ نعوذ باللہ! کہ ہم یہ کام کریں، ہرگز نہیں

اس حدیث کو باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار کی جلد فتن میں استیعاب

سے بلنظہ نقل کیا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ فَقَالَ:

أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟

قَالَ: عَائِشَةُ،

فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟

فَقَالَ: أَبُو هَارَةَ،

فَقُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟

فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (بخاری و مسلم)  
یعنی عمرو بن عاص نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے:

کون شخص ہے لوگوں میں سے آپ کو بہت پیارا؟

آپ نے فرمایا عائشہ،

پھر عرض کیا کہ مردوں میں سے؟

آپ نے فرمایا: باپ اس کا۔

پھر پوچھا: بعد اس کے؟

آپ نے فرمایا: عمر بن خطاب۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی امامت ابو بکر کی تصدیق فرمائی  
ہے چنانچہ کتاب اسد الغابہ میں ایک حدیث حسن بھری سے روایت کی ہے جس کے  
الفاظ یہ ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى بِالنَّاسِ  
وَإِنِّي شَاهِدٌ غَيْرُ غَائِبٍ وَإِنِّي لَصَحِيحٌ غَيْرُ مَرِيضٍ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُقَلِّمَنِي  
لَقَلِّمَنِي فَرَضِينَا الدُّنْيَا نَأْمَنُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَرَسُولُهُ لِدِينِنَا بِلَفْظِهِ  
یعنی حسن بھری نے حضرت علی سے روایت کی، کہ حضرت علی نے کہا:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو نماز پڑھانے کے  
لئے مقرر کیا اور میں موجود تھا غائب نہ تھا تندرست تھا مریض نہ تھا اور اگر میری تقدیم  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہوتی تو ضرور مقدم فرماتے اس لئے ہم پر فرض ہوا کہ

ہم دنیا کے لئے اسی کو قبول کریں جیسے اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہے ابن عسا کرنے بھی بسند حضرت علی اسی حدیث کو قلم بند کیا ہے۔

پس ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کو امامت کے لئے فرمایا تھا حضرت علی بھی اس وقت صحیح و سالم پاس موجود تھے اگر حضرت علی کو امامت دی ہوتی تو آپ ان کو فرماتے کہ نماز پڑھاؤ! یا کم سے کم صحابہ ہی اعتراض اٹھا لیتے کہ آپ ان کو مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْہِ مَوْلَاہُ کہہ دیا ہے اب دوسرے کی کیا حاجت ہے مگر کسی نے نہیں کہا بلکہ اگر کہا ہے تو حضرت علی کو کہا ہے کہ خلافت مانگو،

چنانچہ بخاری میں حدیث ہے: مرضِ موتِ رسول اللہ میں کہا، حضرت عباس نے علی سے کہ طلب کر لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت اپنے لئے حضرت علی نے جواب دیا کہ میں نہیں طلب کرتا کیوں کہ ڈرتا ہوں اس بات سے کہ مانگوں تو آپ نہ دیں۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْہِ مَوْلَاہُ سے خلافت مراد نہیں۔

حضرت علی نے خود فرمایا ہے:

مہاجرین و انصار کا منتخب کیا ہوا امام خدا کا پسندیدہ ہوتا ہے اس کا ماننا سب مسلمانوں پر واجب ہے جو نہ مانے واجب القتل ہے۔

نیج البلاغت مجموعہ مصر صفحہ ۷۷ میں نیج البلاغت مع شرح کے صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے:

انہ با یعنی القوم الذین بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان علي ما

بایعوم علیہ ولم یکن لشاہدان یختارو لالغائب ان یردوا انما  
الشوری لملہا جرین والانصار فان اجتمعو علی رجل وسموہ اماما  
کان ذلک لله رضیا فان خرج من امرہم خارج بطعن او بدعة ردوہ  
الی ما خرج منه فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ  
اللہ ماتولی .

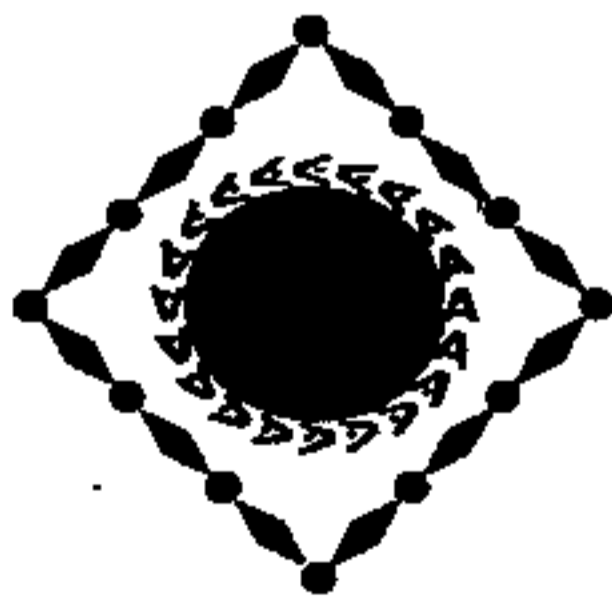
یعنی تحقیق مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر و عمر و عثمان  
سے بیعت کی تھی اور نہ حاضر کو اختیار ہے اور نہ غائب کو یہ کہ رد کرے، میری خلافت  
کو اور سوا اس کے نہیں کہ خلیفہ مقرر کرنے کے مشورہ کا حق مہاجرین و انصار کا ہے،  
اگر لوگ کسی شخص پر اکتفا کر لیں اور امام بنا لیں وہ نزدیک اللہ کے بھی  
پسندیدہ ہے اگر کوئی ان کے حکم سے باہر نکلے کوئی اعتراض کر کے یا کوئی نئی بات نکال  
کر مسلمان اس کو اسی طرف واپس لائیں جس سے وہ نکلا ہے پس اگر وہ نہ آئے انکار  
کرے تو اسے قتل کر دو اس جرم پر کہ اس نے مسلمانوں کا طریقہ چھوڑ دیا ہے پھر دے  
گا اللہ تعالیٰ اس کو جس طرف وہ پھرا ہے۔

### ایک عجیب لطیفہ

جب بقول شیعہ اصحابِ ثلاثہ مسلمان تھے تو ان کا جہاد اسلامی جہاد نہ ہوا ان کا  
آپس میں لڑنا بڑھنا ایک دوسرے کا حق غصب کر لینا عند الاسلام مسلمانوں کے لئے  
کب درست ہو سکتا ہے، غنیمت کا مال وہ حلال ہوتا ہے جو اسلام کی حفاظت کرنے پر  
لڑتے ہوئے ملے لڑنا محض خدا کے لئے ہونے طمع مال کی خاطر اگر اصحابِ ثلاثہ مسلمان نہ

تھے طمع دنیاوی رکھتے تھے تو ان کا مالِ غنیمت کب مسلمانوں کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔  
 دیکھئے! حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے جہاد کی اسیر شدہ حضرت خولہ بنت  
 جعفر کو حضرت علی کی زوجہ بنایا جن سے حضرت محمد حنیف پیدا ہوئے اور حضرت عمر  
 فاروق نے اپنے جہاد کی اسیر شدہ حضرت شہربانو امام حسین کی زوجیت میں دی جس  
 سے امام سجاد پیدا ہوئے اسی سے سب سید پیدا ہوئے اب بتاؤ اگر خلیفہ تین کا جہاد  
 اسلامی جہاد نہ تھا تو بیگانی عورتیں جبراً چھینی ہوئی کب حلال ہو سکتی ہیں اور حلال نہ  
 ہوئیں تو سید کو کیا لقب ملا۔

اب میں اس رسالہ کو یہاں ہی ختم کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تیسرے حصے میں  
 باغِ فدک کا بیان شروع کروں گا ناظرین غور سے پڑھیں اور انصاف کی داد دیں وَاللّٰهُ  
 يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# ابطال نتائج

(سات جنم والا عقیدہ باطل ہے)

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ عَلَى  
رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ



نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ

بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤٠﴾

یعنی اے محمد اصلی اللہ علیہ وسلم جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری

آیتوں پر ایمان لائے ہیں ان سے کہدو! تم پر سلامتی ہو! تمہارے رب نے رحمت

فرمائی اپنے ذمہ کر لی ہوئی ہے تحقیق جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت کی وجہ

سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو خدا کی شان یہ کہ وہ بخشنے والا رحم

کرنے والا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے، خاص کر صحابہ کرام کو تو بڑی

بھاری نعمت ہے جن پر آپ سلام کرتے تھے خدا فرماتا ہے، کہ جن پر تو سلام کرتا ہے،

ان پر میں اپنی رحمت بھیجی لازم کر لیتا ہوں چونکہ آپ حریص تھے اس لئے آپ جب

کسی کو ملے تو پہلے سلام کرتے، تاکہ میری دعا سے یہ لوگ بخشنے جائیں!

یہ تو زندوں کے لئے باعث نجات ہے اب مردوں کو دیکھئے! مردہ لوگوں کے بارے جب آپ دعا مانگتے تو خدا ان کو بخش دیتا یعنی جو شخص مر جاتا آپ اس پر نماز جنازہ ہی ادا کر دیتے تو بھی خدا بخش دیتا۔

إِنْ صَلَوَتِكَ سَكَنَ لَهُمْ.

دعا کر ان پر تمہاری دعا ان کو تسکین دینے والی ہے۔

عام لوگوں کو نعمت حاصل ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ دیں تو بھی خدا ان پر دس بار رحمت فرما دیتا ہے اور دس گناہ بخش دیتا ہے۔ دس درجہ بلند کر دیتا ہے جو گنہگار ہیں ان پر خدا کا انعام یہ ہے اگر وہ سچے دل سے تائب ہو جائیں پھر گناہ نہ کریں تو خدا ان کے گزشتہ گناہ بخش دیتا ہے۔

اس کی یہ صفت ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے گزشتہ گناہ تائب کے معاف کرنے پر کئی آیات شاہد ہیں:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا

رَحِيمًا

یعنی جو کوئی برے کام کرے اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ بخشش مانگے اللہ سے تو پائے گا اللہ کو بخشنے والا مہربان۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ. الخ.

یعنی اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص، قریب ہے کہ تمہارے گناہ رب دور کر دے۔

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ يُعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ.

اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے،  
ان آیتوں کے علاوہ یہ بھی آیا ہے کہ برائیاں دور ہی نہیں کرتا بلکہ بجائے  
برائیوں کے نیکیوں میں بدل دیتا ہے،

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ

حَسَنَاتٍ.

جو گناہ کر کے پھر توبہ کر لے ایمان لے آئے اور عمل کرے اچھے، پس یہی

لوگ ہیں جن کی برائیوں کو خدا نیکیاں بنا دیتا ہے،

دیکھئے! مسلمانوں کا خدا کیسا رحیم اور مہربان ہے کہ بندہ کا قصور معاف کر

دیتا ہے آریوں کا خدا ایسا ہے کہ جب تک مجرم کو سزا نہ دے لے خلاصی نہیں کرتا، ہزار

بار کڑ کڑائیے چلائیے منت سماجت کرئیے ایسا سخت دل خدا سزا دئے بغیر نہیں چھوڑتا۔

جس کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ حاکم ہرگز بغیر سزا دئے نہ چھوڑے گا اس

سے کیا بھلائی کے امید ہو سکتی ہے، اس سے محبت کب ہو سکتی ہے، جو شخص کہ تمام عمر گناہ

سے بچتا رہے پھونک پھونک کر قدم دھرتا رہا مگر اتفاق سے اس سے کوئی گناہ ہو گیا، اس

کی ساری عبادت خاک میں مل گئی جب تک بندر، سورنہ بن جائے رہائی نہیں، دنیا کے

حکام بھی مجرموں پر رحم کرتے ہیں ہر ایک انسان ایک دوسرے پر رحم کرتا ہے، ایسی

صفت والے کو ہر ایک جانتا ہے ایسی صفت اچھی ہے تو اللہ میں ضرور ہونی چاہئے مگر

آریوں کے خدا میں کوئی اچھی صفت نہیں۔

اب دیکھئے! ایک گنہگار شخص کو کس مذہب میں تسلی کا پیغام ملتا ہے۔

آریہ مذہب سے تو اسے جواب ملتا ہے کہ دیکھو! دیا مندا اپنے ستیارتھ پرکاش باب ۷ صفحہ ۲۳۸ میں لکھتے ہیں:

سوال:- ایشورا اپنے بہکتوں کے پاپ معاف کرتا ہے یا نہیں

جواب:- نہیں وہ پاپ معاف کر دے تو اس کا انصاف جاتا رہتا ہے،

سنئے! جس جج کی نسبت مجرم کو یقین ہو کہ یہ حاکم مجھ پر رحم نہیں کرے گا، وہ

مجرم کو کبھی پیارا نہ ہوگا جس کو یہ یقین ہو کہ مجھے شاید حاکم چھوڑ دے تو اس کو حاکم سے

محبت ممکن ہے دوسرے کو نہیں، سچ فرمایا:

إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ.

آریہ مذہب کی حماقت دیکھئے!

کہتے ہیں: گناہ ہوں کے عوض بندہ سوربن جاتا ہے،

مطلب یہ کہ ہندو یا ویدک دھرم کی رو سے انسانی روح اپنے اعمال کی سزا

وجزا بھگتنے کے لئے درختوں حیوانوں وغیرہ میں چکر لگاتی پھرتی ہے، اس کو کتی نہیں۔

یعنی نجات نہیں۔

کیا حیوان بننے سے وہ انسانی عذاب محسوس کرتا ہے ہرگز نہیں بلکہ انسانی

جسم سے حیوانی جسم میں خوش رہتا ہے۔

انسان تھا تو مکلف تھا اسے حکم تھا کہ کسی کی عورت کو ہاتھ نہ لگانا، اب گنہگار ہوا

تو حیوان کی جون میں آیا اب آزاد ہے جو مل جائے سب مباح کوئی روک ٹوک ہی

نہیں، انسان تھا نمرود، کمزور تھا، باہ کچھ نہ تھی دوسری جون میں گدھا ہوا سب فرق نکل گیا

، کیا وہ عذاب میں گنا جائے گا؟ ہرگز نہیں جب بندہ نے گناہ کیا تھا اس کا جسم انسانی تھا

جو بوجہ اور محنت کا متحمل نہ تھا کمزور انسان تھا اب اسے خچر یا گھوڑا یا ہاتھی، یا شیر، کا جسم

ملا آگے سے اس کو زور اور وزن دار جسم بھی مل گیا بتاؤ اسے کیا تکلیف ہوئی؟

عقل سے تکلیف محسوس ہوتی ہے، جب عقل ہی چھین لی تو پھر تکلیف کیسی۔

دیوانہ آدمی کو دیکھئے اسے چوٹ لگے کوئی مارے پیٹے اسے کوئی تکلیف

معلوم نہیں ہوتی ایسا ہی حیوانات ہیں جسم کے ساتھ روح نے بے فرمانی کی ہے وہ تو

جسم ہی نہیں جسم بے فرمان تو جلا کر پانی میں بہا دیا گیا بے کار جسم اور ملا یہ انصاف

خداوندی سے بعید ہے۔

آریوں کا خام خیال ہے کہ جو یہ کہتے ہیں، کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے

نکال دیا جائے ان کو اتنا پتہ نہیں کہ ہندوستان سے ہمارا ہی نشان مٹ جائے گا اس لئے

کہ قیامت میں جب ہندوستان سے لوگ اٹھیں گے تو مسلمان ہی اٹھیں گے ہندو کہیں

دریا میں غوطے کھاتے ملیں گے، ہندوستان میں ان کا ختم بھی نہ ملے گا۔

الحاصل آریوں کا مسئلہ او اگون یعنی تناخ نہایت غلط مسئلہ ہے۔

عقل سلیم والا انسان کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کتا اور کتبیہ کو والدین تصور کرنا

ان ہی کا کام ہے، پھر بھی آریہ مذہب والے کو غیرت نہ آئے یہی کہتا جوئے کہ یہی سچ

ہے اس جیسا بے حیا کون ہوگا؟

منوسمرتی، جو ان کی بڑی معتبر کتاب ہے جس کا سیا رتھ پرکاش میں بھی حوالہ

دیا جاتا ہے اس کے اوہیا نمبر ۱۱ شلوک نمبر ۵۵، میں لکھا ہوا ہے:

کتا، سور، گدھا، اونٹ، گھوڑا، بھینٹ، بکرا، ہرن، چرند، پرند، چانڈال، پکسن

انہوں کی جون میں برہمن کا مارنے والا جاتا ہے۔

اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ جس گائے بیل کی ہندو اس قدر تعظیم کرتے ہیں، وہ پچھلے جنم کے برہمن ہتیا کرنے والے انسان ہیں برہمن ہتیا کرنے والوں کی اس قدر تعظیم کرنا بالکل نامناسب ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤں مادہ کی کمی مسلمانوں کے کھانے سے نہیں بلکہ برہمن ہتیا کے سبب سے ہے۔

آج برہمن کو لوگ مارنا شروع کر دیں تو گائیوں کی کثرت ہو جائے جو گائے کی کثرت چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ برہمن ہتیا کی لوگوں کو تعلیم دے تاکہ گائے کی نسل میں ترقی ہو۔

اور منو سمرتی اوہیا ۱۲ شلوک نمبر ۵۶ میں لکھا ہے:

چھوٹے بڑے کیڑے پتنگے غلیظ کھانے والے پرند مارنے کی خصلت رکھنے والے شیر وغیرہ انہوں کی، یوں ہی شراب پینے والا برہمن جاتا ہے، اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ برہمنوں کی قوم تو صرف ہندوستان میں ہی ہے، اور یہاں پر بھی ان کی آبادی دو ڈھائی کروڑ سے زیادہ نہیں ہے، ان میں شراب پینے والے برہمنوں کی تعداد بہت کم ہوگی چند ہزار یا چند لاکھ ہوگی روئے زمین پر تو ایک صرف خود ہندوستان بلکہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبے بلکہ ضلع کے بھی ایک چھوٹے سے گاؤں میں کیڑے مکوڑوں کی تعداد کو دیکھئے! پھر خیال کیجئے! کہ یہ کیڑے سب اس گاؤں کی شراب نوش برہمن ہیں؟ کیا فضول خیال ہے کیڑے مکوڑوں کی جون میں شراب نوش برہمن تصور کرنا ہے۔ برہمن قوم کی ہتک کرنا ہے۔

تناخ (مرنے کے بعد سات جنم پھر پیدا ہونا) ایسا مسئلہ ہے کہ ہر ایک ادنیٰ

واقعی سمجھ سکتا ہے کہ یہ سراسر لغو و بیہودہ خیال ہے۔

کیوں کہ تناخ کے ماننے سے یہ لازم آئے گا کہ انسانی روحیں جب تک مرتکب گناہ کے نہ ہوں دنیا کا کاروبار نہ چلے گا اگر کاروبار بند ہو تو عبادت کرنی مشکل، زمینداروں کے لئے حیوانوں کی ضرورت تو سب رزق مفقود، زمینداری نہ ہو تو ستر عورت کے لئے کپڑا کہاں سے؟ کپاس ہو تو کپڑا بنتا ہے معلوم ہوا کہ دنیا کی تمام نعمتوں کا حاصل ہونا بدکاریوں پر منحصر ہے کوئی گناہ کرے تو گائے کے جنم میں آئے تو آپ لوگ دودھ پئیں، کوئی گناہ کرے تو گھوڑے کے جنم میں آئے تو آپ لوگ اسواری کریں، کوئی گناہ کرے تو خچر اور گدھے کی جنم میں آئے تو تمہارا بوجھ اٹھائیں کوئی گناہ کرے تو عورت کی جون میں آئے تو آپ لوگوں کو جور و نصیب ہو اس سے معلوم ہوا کہ خدائی سلسلہ سب گناہوں کی طفیل چل رہا ہے، گنہگار نہ ہوتے تو پر میثور کچھ بھی نہ تھا، گنہگاروں کے سوا تو وہ از سر نو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا پھر پر میثور کارو حوں پر قبضہ کرنا شاید کسی اگلے جنم میں نیک عملوں کا سبب ہوگا۔

اگر مسئلہ تناخ صحیح ہے تو ممکن ہے کہ کسی شخص کی والدہ یا دختر یا ہمشیرہ یا دادی یا ثانی مرنے کے بعد عورت کی جون میں آ کر اس کی جو رو بن جائے، قربان جائے! ایسے مذہب پر جو والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کو جو رو بنائے۔

دوسری یہ بات ہے کہ ایک شخص نے پہلے اچھے عمل کئے مکتی پا گیا، یعنی نجات مل گئی پھر اس کو مار کر بندہ ہی بنانا ہے تو اس کو پہلی بار مارا ہی کیوں؟ پھر پر میثور حسد کرتا ہے کہ کسی بندے کو ہمیشہ کے لئے راحت ملے۔

قید خانہ کی آریہ مثال پیش کرتے ہیں، کہ قید بھگت کر پھر باہر نکالا جاتا ہے قید



خانہ میں کوئی نیک کام نہیں کرتا۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ جو جرم نہ کرے وہ کبھی جیل کا منہ نہیں دیکھتا ایسا ہی نیک آدمی چاہے کہ وہ بھی ہمیشہ زندہ رہے۔ موت کا منہ نہ دیکھے! میں آریوں سے پوچھتا ہوں: پر میثور اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے نیک بندے کو ہمیشہ کے لئے مکتی دے یعنی نجات دے دے اگر قادر ہے تو پھر کیوں سختی کرتا ہے کہ اول ایک بندہ ایسا مقرب بنا کر اوتار کرتا ہے اس پر ویدنازل کرتا ہے پھر اس کی ناحق عزت بگاڑ کر رفتہ رفتہ مختلف جانوروں میں ڈال کر اس کی کیڑے مکوڑے تک نوبت پہنچاتا ہے اگر قادر نہیں تو خدائی کے لائق نہیں۔

اگر کوئی آریہ کہے:

اگر تناخ نہ مانا جائے تو اعتراض آتا ہے: کہ خدانے ہر ایک کو ایک جیسا کیوں نہ بنایا کسی کو امیر کیا، کسی کو غریب، کسی کو لنگڑا، کسی کو لنبہ وغیرہ وغیرہ۔

تو جواب اس کا یہ ہے کہ شروع دنیا میں جب انسان پیدا ہوئے تھے وہ ایک جیسے تھے یا درجہ بدرجہ تھے جیسا کہ دیانند وستیا رتھ پرکاش اوشیا نمبر ۷ صفحہ ۲۶۴، میں سوال کا جواب دیتے ہیں۔

سوال: ان چاروں رشیوں پر ہی ویدنازل کئے اور وہ پر نہیں کئے اس سے ایثار طرفدار ٹھہرتا ہے؟

جواب: و ا

پاک ا

یعنی سب ایک جیسے ہی انسان تھے، ان کی زندگی کے لئے کیا چیز تھی کیا کھاتے پیتے تھے گائے بھی نہ تھی جو دودھ پیتے نباتات بھی نہ تھے جس سے غلہ حاصل کرتے یا اس کے پتے کھاتے پھر مزہ کی بات یہ ہے کہ وہ عبادت جس کو آریہ مذہب میں ہون کہتے ہیں جو آریہ دھرم میں فرض ہے۔

وید کی رشی کیسے ہون کرتے تھے، جب اس کے لئے گھی کا ہونا ضروری ہے، گھی گائے ہو تو حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی نہیں تو پھر ہون ایسا ضروری فرض کس طرح آدا ہوتا ہوگا۔

اگر کوئی آریہ کہے کہ اس دنیا کی ابتداء نہیں۔

تو میں کہتا ہوں: ابتداء ہے جو وید بتا رہا ہے، وید کی خود یا نندنے بھی اپنی کتاب رگ ویدادی بھاشا بھومکا کے صفحہ نمبر ۷۷ میں دیکھو عبارت اس کی یہ ہے، ”جس وقت یہ ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی، اس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شوئیہ اکاش بھی نہ تھا کیوں کہ اس وقت کچھ کاروبار نہ تھا..... الخ“

ہمارے پیارے آریہ سماجی غور کریں، کہ وید دنیا کا نو پیدا ہونا کیسا صاف بتا رہا ہے، معلوم ہوا کہ دنیا کا ابتداء تھا فہو المراد۔

بطلان تناخ پر عجیب دلیل

یہ تو ہر ایک مذہب میں مانی ہوئی بات ہے کہ ہر ایک شخص کو نیک کام کرنا چاہئے، برے کاموں سے بچنا چاہئے خود معتقد تناخ بھی نیک کام کرنے اور برے سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ سب انسان حق پرست اور نیک بن

جائیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سب لوگ نیک ہو جائیں آئندہ حیوانات یا نباتات کے قابلوں میں نہ جائیں اور جو حیوانات یا نباتات کے قابلوں میں سزا پارہے ہیں وہ اپنی اپنی سزا ختم ہونے پر انسانی قابلوں میں آئیں گے۔

تو پھر ایک دن دنیا میں انسان ہی انسان نظر آئیں گے۔ نہ کوئی جانور ہوگا نہ پودانہ درخت کھانے کے لئے غلہ مفقود ترکاری پھل ساگ وغیرہ کوئی چیز میسر نہ ہوگی۔ پینے کے لئے دودھ نہیں ہوگا۔ یعنی پوجا کے لئے گھی نہیں پہننے کے لئے روئی نہیں سواری کے لئے گھوڑا یا ٹٹو نہیں بوجھا اٹھانے کو خیر وغیرہ نہیں۔

غیر ضیکہ انسانوں کے لئے ضرورتیں پوری نہ ہوں گی، نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا، اگر اس کا آریہ انتظام کرنا چاہیں تو نیک کاموں سے پرہیز کرنے کی ترغیب دیں زوف ایسے مذہب پر جو بدیوں پر منحصر ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ

ضرورتِ مُرشد

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

جاننا چاہئے کہ جیسے آنکھ ناک کا مطلب اصلی دیکھنا سونگھنا اور زبان کان کا اصلی مطلب بولنا سننا ہے، ایسا ہی ہر انسان کا اصلی مطلب اپنے خالق کی عبادت کرنا ہے جیسے آنکھ ناک زبان کان دیکھنے سونگھنے بولنے سننے کے لئے بنائے گئے ہیں، ایسا ہی بنی آدم خدا کی اطاعت کے لئے بنائے گئے ہیں،

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ.

نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں زمین سے لے کر آسمان تک جس چیز پر نظر پڑتی ہے، وہ انسان کے کارآمد نظر آتی ہے، مگر انسان ان میں سے کسی کام کا نظر نہیں آتا، دیکھو زمین پانی ہو چاند سورج نہ ہوں تو ہمارا جینا محال ہے ہم نہ ہوں تو ان چیزوں کا کوئی حرج نہیں، پس جب ہم مخلوقات میں سے کسی کے کام کے نہیں تو بالضرور ہم اپنے خالق کے کام کے ہوں گے، ورنہ ہماری پیدائش فضول ہوگی، جس سے خالق کی طرف فضول کام کا الزام عائد ہوگا، اور ہماری طرف بھی نکتے ہونے کا عیب راجع ہو جائے گا۔

أَلْحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنْتُمْ لَا تَرْجَعُونَ.

یعنی کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو نکما پیدا کیا ہے، اور تم ہماری طرف

نہ پلٹو گے۔

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سب چیزیں کام کی ہوں اور انسان کسی کام کا نہ ہو معلوم

ہو کہ انسان کو بھی خدا نے کسی کام کے لئے بنایا ہے، وہ کام کیا ہے عبادت ہے

ہمہ از بہر تو گشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری  
الحاصل مطلب اصلی انسان کی پیدائش سے یہی ہے کہ یہ خدا کے کام آئے  
اور کسی کام میں مشغول نہ ہو، نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم کھانے پینے کے لئے  
پیدا ہوئے ہیں، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

خردن برائے زہستن و ذکر کردن است

تو معتقد کہ زہستن از بہر خوردن است

اگر انسان عبادت کے سوا کسی اور کام میں مشغول ہوگا تو یہ اس کی کم نصیبی ہے  
خدا کی غرض کو مٹانے والا ہوگا، اس وقت اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے فرض کیجئے پائے  
چار پائی کے بنے تھے کہ چار پائی بنائی جائے یا کپڑا بنانا تھا پہننے کو عوض ان کے اس نے  
پائے اور کپڑا اجلا کر روٹی پکالی تو کیا اس کی صریح غلطی نہ ہوگی، ضرور ہوگی، ایسا ہی انسان  
کو خدا نے عبادت کے لئے پیدا کیا تھا اگر یہ عبادت چھوڑ بیٹھے گا تو سراسر اس کی کم عقلی  
اور بے نصیبی ہوگی۔

ایسے شخص کو کوئی عاقل نہ کہے گا وہ جاہل بے عقل ہوگا اس کا دل سلامت نہیں،  
دل بیماری کو بڑھاتا ہے۔

بیماری گو اس صفت کو کہتے ہیں جو بدن کو لاحق ہو کر حد اعتدال سے خارج  
کر دے، اور افعالِ سلیمہ میں خلل و نقصان ڈال دے، ایسا ہی روحانی بیماری ہے، مگر  
روحانی جو بعض اعراضِ قلبیہ ترکِ عبادت، حسد، کینہ، بد اعتقادی، گناہوں کی طرف  
میلان کرنا اور ہلاکت کا سبب ہوا کرتی ہے، اسی طرح یہ اعراض بھی روحانی ہلاکت  
کے موجب ہوا کرتے ہیں۔

پس جس شخص میں علامات مذکورہ پائی جائیں گی وہ ضرور بیمار ہے اسے  
طیب حازق کی تلاش کرنی چاہئے، جو روحانی بیماری کو دور کر دے تاکہ قیامت میں  
صحتِ روحانی اس کو نجات دے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ.

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ الْمَرَضِ إِذْ لَيْسَ فِي بَطْنِ الْأَرْضِ إِلَّا مَيِّتٌ وَلَا أَعْلَى

ظَهَرَهَا إِلَّا السَّقِيمُ.

بے شک دنیا بیماری کا گھر ہے اس لئے کہ جو زمین کے اندر ہے وہ مردہ ہے

جو اوپر ہے وہ بیمار ہے۔

روحانی بیماریاں جسمانی بیماریوں سے زیادہ ہیں:

اور یہ تین سبب سے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ روحانی بیمار اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتا۔

دوسرا یہ کہ روحانی بیمار کا انجام موت سے پہلے نظر نہیں آتا بخلاف مرضِ بدنی کے

اس کا انجام موت نظر آتی ہے۔

تیسرا دل میں یہ خیال جمالینا کہ دنیا میں طیب ہے ہی نہیں اس بد عقیدگی سے کسی

کے پاس نہ جانا انہی وجوہات سے روحانی بیمار زیادہ ہیں۔

اگر یہ تینوں وجہیں نہ ہوں تو انشاء اللہ دنیا میں روحانی بیمار کوئی نظر نہ آئے۔

روحانی بیماری کے لئے خدا نے طیب اولیاء اللہ مقرر فرمائے ہیں جن کے

کہنے پر عمل کرنے سے انسان کامل صحت حاصل کر لیتا ہے جن کی صحبت سے ہی بیماری



کا فور ہو جاتی ہے

یک زمانہ صحبت بہ اولیاء بہتر از صد سال عابد بے ریا  
ایک ساعت صحبت دل سوختہ تجھ کو کردے مثل گل افروختہ  
خاک شودر پیش شیخ باصفا تا ز خاک تو بروید کیما

آیت : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ.

کا اسی طرف اشارہ ہے یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے

ڈرو اور سچے لوگوں کی رفاقت حاصل کرو!

جیسے ہاتھ پاؤں وغیرہ بیمار ہو جائیں یعنی جس کام کے لئے وہ مخلوق ہوئے  
ہیں وہ کام نہ دیں تو خوا مخواہ انسان اس کے علاج میں سرگردان رہتا ہے، مثلاً خدا نے  
آنکھیں دیں دیکھنے کو اور جب وہ دیکھنے سے کوتاہی کریں تو فوراً فکر ہوتا ہے کہ ان کا  
علاج کروں ایسا نہ ہو کہ نظر بند ہو جائے، ایسا ہی کام انسان تارک الفرائض کا سوچنا  
چاہئے کہ جب کہ مجھ سے وہ کام نہیں پایا جاتا جس کے لئے مجھے خدا نے پیدا کیا ہے تو  
میں ضرور بیمار ہوں مجھے طبیبِ حاذق کی طرف رجوع کرنا چاہئے جب طبیب کے  
پاس آئے تو پہلے سوچ سمجھ لے کہ یہ طبیب کیسا ہے؟

فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ

تو تم دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین لے رہے ہو۔

اگر طبیب صحیح العقیدہ طبابت سے پورا واقف ہو تو بہتر ورنہ خام حکیم سے

ایمان ضائع نہ کر لے، اعلیٰ حضرت صاحب مرحوم بریلوی کے ملفوظات حصہ دوم صفحہ

۴۱، میں ہے آپ فرماتے ہیں:

کہ بیعت اس شخص کی کرنی چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت

جائز نہیں۔

اولا <sup>و</sup>صحیح العقیدہ ہو

ثانیا کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔

ثالثا اس کا سلسلہ حضور تک متصل ہو۔

رابعاً فاسق معطن نہ ہو، عامل بالسنۃ ہو

اور یہ بھی دیکھئے کہ خوشامد پرست تو نہیں دولت مند کا لحاظ کر کے امر معروف اور نہی عن المنکر تو ترک نہیں کرتا اگر ایسا ہے تو اس کے نزدیک نہ جائے وہ مثل اس حکیم کے ہے جو بیمار کو پرہیز نہ بتائے بلکہ کہے کہ فلاں چیز کھاؤں تو حکیم کہے کھا لو، تو یہ یاد رکھو کہ ایسا بیمار جلدی ہلاک ہوگا، اگر ایسا پیر ہے کہ امر معروف نہیں کرتا، درہم و دینار سے ہی واسطہ ہے تو اس کے نزدیک نہ جائے، اگر حکیم حاذق یعنی پیر کامل کی طرف رجوع کرے گا اس کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کرے گا، تو بیشک عذاب الہی سے سلامت رہے گا۔

## حکایت

اے طبیب درد ہر خورد و کلاں! ہے کوئی وارو گناہ کا بھی عیاں  
سُن کے وہ یہ بات چپکا رہ گیا وہ جو دعویٰ تھا غلط سو بہ گیا  
ایک دیوانہ کہیں بیٹھا تھا وہاں یوں لگا کہنے ادھر آ رہے میاں

میں گناہ کی تیری رکھتا ہوں دوا ایک نسخہ پاس میرے ہے لکھا  
 لیکن اس نسخہ میں ہیں سب تلخ چیز پی نہیں سکنے کا تو اس کو عزیز  
 بولے اس سے تب یہ سن کر بایزید تلخ ہی دارو تو ہوتی ہے مفید  
 لا مجھے تو دے کہ لے جاؤں شتاب اسکے پینے سے شفا پاؤں شتاب  
 سنے دیوانے نے تب اس دم یہ کہا پہلے جا توں بیچ درویشی لے آ  
 ساتھ اس میں برگِ صبر اے یار کر اور ہلیلہ حلیم کا تیار کر  
 لے ہلیلہ رائقاء کا بایزید آملہ میں کر تو وضع کی مزید  
 کوٹ ان کو دستہء توفیق سے رکھ نہیں پھر دیکھی میں فکر کے  
 بعد ازاں آبِ محبت اس میں بھر دیکے آتش شوق کی پھر تیز کر  
 جوش میں جب آوے تو پھر چھانڈال <sup>نڈ</sup> فضلہ حرص و ہوا اس سے نکال  
 ساغرِ اُمید میں پھر اس کو بھر شہد ذکر اللہ کا داخل تو کر  
 خَلْق میں پھر تو گنہ کے اس کو ڈال تا شفا دیوے خدائے ذوالجلال  
 جو کہ ہو بیمارِ عصیاں بایزید اُس کے حق میں یہ دوا ہے بس مفید

روحانی بیماریوں سے ایک بیماری سکتے ہے مثل جسمانی کے، جو بہ سبب غافل  
 ہونے ذکر اللہ سے بشکلِ مردہ پڑے ہوئے ہیں۔

بخاری میں بروایت ابو موسیٰ اشعری آیا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

مَثَلُ الذِّئْبِ يَدُ كُرْبَةً وَ لَا يَدُ كُرْبَةً مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ

ور مردہ۔

یعنی ذاکر زندہ ہے غافل مردہ، یہاں مردہ سے وہی مردہ ہوگا جو علاج کرنے سے زندہ رہ سکے وہ مردہ بعارضہ سکتا ہی ہوگا، جو ذکر اللہ سے زندگی حاصل کر سکتا ہے بخلاف فانی کے پس ایسے مریض کے لئے لائق ہے کہ طبیب حاذق یعنی خدا کے خالص بندے کے پاس جائے اس کی بیعت کرے اس سے نسخہ ذکر اللہ مع اوراد و اوقات سمجھ کر اس پر عمل کرے خدا تعالیٰ اس کو پاک زندگی عطا کرے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً.  
یعنی جو عمل نیک کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ہم پاک زندگی عطا کریں گے۔

ہاں جو شخص اپنے آپ کو بیماروں سے نہ سمجھے اور حکیم کے پاس نہ جائے بلکہ کہے کہ شرک ہے کفر ہے میں خود ہی اپنی بیماری کا علاج کر لوں گا بلکہ لوگوں کو بھی منع کرے کہ کسی سے کیوں پوچھتے ہو خود کتابیں دیکھ کر علاج کر لو تو ایسا شخص ضرور ہلاک ہوگا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّا هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْهَوْنَ عَنْهُ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ.

کہتے ہیں کافر نہیں ہے مگر یہ کہاوتیں ہیں پہلوں کی اور وہ اس سے منع کرتے ہیں اور اس سے دور رہتے ہیں نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور نہیں سمجھتے۔  
اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طبیب کے پاس جانا فرض ہے۔

جب صحتِ بدنی کو قائم رکھنا ضروری ہے تو صحتِ روحانی کو قائم رکھنا کیوں نہ ضروری ہوگا بعض بیماریوں میں سے ایک بیماری قبض بھی ہے اور وہ عند الاطباء یہ ہے کہ کھانا پیٹ میں ہی رہنا پیٹ میں رہ کر سڑ جانا اور اس کے تعفن سے بیماری کا پیدا ہونا اس کا نام قبض ہے قبض کے لغوی معنی ق سے قبضہ کرنا، بند کرنا، ض سے ضرر پہنچانے والی اشیاء کا یکجا جمع ہونا اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پانچ چیزوں سے نکلو تو کہو!

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي، ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ  
یعنی شکر ہے خدا کا جس نے میرے پیٹ سے تکلیف دینے والی بلا نکالی  
چیز بدن کے لئے مفید تھی باقی رکھی۔

ایسا ہی روحانی بیماریوں سے بعض بعارضہ قبض بیمار ہیں ان کے دل میں مال کی محبت نے قبضہ کیا ہوا ہے، مال کو بند رکھا ہوا ہے ایسا مال قیامت میں ان کے لئے مضر ہوگا۔

وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَبِشْرِهِمْ بِعَذَابِ الْيَوْمِ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكْوَىٰ بِهِ  
جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ  
تَكْنِزُونَ.

۱۔ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ.

تو جو کوئی مجبور ہو سرکشی کرنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہے۔

اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ  
کرتے ہیں ان کو خوش خبری سنا دو ورنہ ناک عذاب کی جس دن وہ گرم کیا جائے گا  
بے دوزخ سے پھر اُس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغ دی جائیں گی  
ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے سونا چاندی جسے تم اپنے لئے جمع کرتے تھے۔

ل دوم

میل خدانے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

چنانچہ سورۃ فاتحہ میں تعلیم ہے:

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ.

عبادت کرو تو خاص میری ہی عبادت کرو اس میں کسی کو شریک نہ کرو! نہ  
میرے سوا کسی کی تابعداری کرو نہ میرے سوا کسی کا حکم مانو، نہ میرے سوا کسی کو سجدہ کرو  
یوں کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

شرک کی بخشش نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.  
بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے کو نہیں بخشتے گا اور اس کے سوا جسے چاہے گا  
بخشتے گا۔

رکت فی الحکم کی ممانعت

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا. پارہ ۱۵، ع ۱۵۔

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

إِنِ الْحُكْمُ لِلَّهِ. پارہ ۳ رکوع ۱۴۔

اللہ تعالیٰ کے سوا حکم کسی کا نہیں ہے۔

### شرکت فی الاتباع کی ممانعت

اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ. پار

۸ رکوع ۷۔

یعنی اس چیز کی تابعداری کرو جو تمہارے رب نے تمہاری طرف اتاری ہے

اس کے سوا کسی کی تابعداری نہ کرو۔

### شرکت فی السجدہ کی ممانعت

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن

كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. پارہ ۲۴ رکوع ۱۹،

سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اس کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر

اسی کی عبادت کرتے ہو۔

حاصل ان آیات کا یہ ہوا کہ غیر اللہ کی تابعداری شرک غیر اللہ کا حکم مان

شرک غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک جو غیر اللہ کی تابعداری کرے وہ شرک جو غیر اللہ کا حکم

مانے شرک جو غیر اللہ کو سجدہ کرے شرک بخلاف قیام کے اور شرک کے لئے جنت

نماز جنازہ میں قیام مسنون بخلاف سجدہ کے سجدہ اس میں جائز نہیں اس لئے کہ

جاہل یہ نہ سمجھیں کہ میت کو سجدہ ہے کیوں کہ سجدہ خاص خدا کے لئے ہے، نہ قیام

حرام ہے۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

اب دیکھئے غیر اللہ کا حکم ماننا فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک

فی ما شجرَ بینہم.

یعنی کبھی کوئی مومن نہ ہوگا، جب تک اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے

تنازع میں آپ کو حاکم نہ بنائیں،

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنے انبی کا حکم ماننا فرض فرمایا ہے۔

اب دیکھئے! غیر اللہ کی اتباع

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

فُتُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. پارہ ۳.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو

میری تابعداری کرو، خدا تم کو دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ بخشنے

والامہریان ہے۔

اس آیت میں خدا نے اپنے سوا حضور علیہ والصلوة والسلام کی اتباع کو بھی

فرض فرمادیا۔

بقیہ گزشتہ) وَأَمَّا لِمَ يَكُنْ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سَجُودٌ لِنَلَايَتِهِمْ بَعْضُ

الْجَهْلَةِ أَتَاهَا عِبَادَةٌ لِلْمَيِّتِ فَيَضِلُّ بِذَلِكَ. فتح الباری ۱۲.



## حضور کے سوا علماء مجتہدین کی اتباع

علم دو قسم ہے علم احکام و علم مکاشفہ ہر دو کے لئے امر ہے۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ.

علم احکام کی خبر نہیں تو اہل علم سے پوچھو!

اگر علم مکاشفہ کی ناواقفی ہے تو اہل کشف کی طرف رجوع کرو!

اس آیت سے ثابت ہوا کہ پیر کے پاس جانا مأمور من اللہ ہے، آیت

وَآتِبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ . اور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي

سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی

راہ میں جہاد کرو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیات بھی انہی معنوں کی مؤید ہیں:

اب ان آیات اور سابقہ آیات میں بظاہر تناقص نظر آتا ہے مگر حقیقت میں

کوئی تناقص نہیں کیوں کہ سوا خدا کے جس کسی کی تابعدار ہوگی خدا کے حکم سے ہوگی وہ

خدا ہی کی ہوگی، نہ غیر کی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری خدا کی عبادت ہے اور

نبی کا حکم باننا خدا کی عبادت ہے، علمائے مجتہدین کی تابعداری خدا کی عبادت پیر کی

تلاش اور اس کی تابعداری خدا کی عبادت اور نہایت اجہل ہے جو یہ کہتا ہے کہ خدا اور

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا دوسرے کی تابعداری منع ہے ہرگز نہیں اولاد کو

والدین کی تابعداری شاگرد کو استاد کی تابعداری عورت کو خاوند کی غلام کو مالک کی، سب خدا کی عبادت ہے۔

## دلیل سوم

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنْ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنْ مِنْهَا لَمَا يَشْقُقُ فَيُخْرِجُ مِنْهُ الْمَاءَ وَإِنْ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ..

اس آیت میں خدا فرماتا ہے: کہ ان کے دل سخت ہو گئے ہیں مثل پتھروں کے یا اس سے بھی زیادہ اس لئے کہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہوتی ہیں، بعض پھٹ جاتے ہیں ان میں سے چشمے جاری ہوتے ہیں۔

بعض خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں

جو تم عمل کرتے ہو اس سے خدا غافل نہیں ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دلوں کو پتھروں سے مشابہت دی ہے اس لئے کہ دلوں کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) ایک وہ دل ہے جو نورِ الہی سے منور اور اس میں مستغرق ہیں پس ان سے علم کی نہریں جاری ہوتی ہیں جس نے اس میں سے پیازندہ رہا مثل انبیاء و اولیاء

وَإِنْ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ. کا اشارہ اس طرف ہے،

(۲) دوسرے وہ دل ہیں جنہوں نے علم سیکھا فہم واستنباط کیا اور پھیلا یا اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا، اس سے علماء مجتہدین و صوفیاء کرام مراد ہیں، وَإِنْ مِنْهَا لَمَا يَشْقُقُ

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ كَأْسِي طَرَفِ إِشْرَاهِ.

(۳) تیسرے وہ دل جو خوفِ خدا سے گر پڑتے ہیں جیسے عام مسلمان <sup>م</sup> وَإِنَّ مِنْهَا لَمَّا يَلْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ كَأْسِي طَرَفِ إِشْرَاهِ.

(۴) چھوٹے وہ دل ہیں جو ان تینوں گروہوں سے الگ یا ان سے تعلق نہیں رکھتے اور اشد قسوة کا اسی طرف اشارہ ہے انبیاء و اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کہنے پر عمل کرنا پہلے گروہ کی تابعداری ہے، علماء مجتہدین و صوفیاء کرام کو مضبوطی سے پکڑنا دوسرے گروہ کی تابعداری ہے مومنوں کے راستہ پر چلنا تیسرے گروہ کی اتباع ہے اگر تیسرے گروہ کی بھی اتباع نہ کرے تو جہنمی ہوگا۔

وَيَتَّبِعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ. نساء/ ۱۱۵

الحاصل صوفیائے کرام کی اس آیت سے تابعداری کرنی لازمی سمجھی گئی قرآن کے ماننے والے کو اس سے انکار نہیں ہے جو شخص صوفیائے کرام سے فیض حاصل نہ کرے گا ان سے نفرت کرے گا، وہ چوتھی قسم میں سے ہوگا، جس کو خدا نے اَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً فرمایا:

## دلیل چہارم

ہے جاننا چاہئے کہ انسان کی زندگی کا میدان ایک مسافرت کا میدان ہے جہاں ہمیشہ ٹھہرنا نہیں بلکہ یہاں سے گزرنے کی ضرورت ہے جو یہاں سے ٹھیک طور پر گزرے گا اس کا بیڑا پار ہے یہ مسافرت بالکل چھوٹی ہے کیوں کہ یہ دو بڑے بڑے عدموں کے درمیان ہے انسان پہلے کچھ بھی نہ تھا۔

وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا.

یعنی انسان پر وہ زمانہ بھی تھا کہ اس کا ذکر بھی نہ تھا۔

پھر وہ زمانہ جو بعد الموت ہے اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے، آپ کو معلوم

ہے کہ جس جگہ راہزن زیادہ ہوں چوراچکے بہت ہوں، وہ تھوڑا سا راستہ بھی لمبا ہو جاتا

ہے ایسے راتے میں تقدیر ایمان بالغ ہونے سے لے کر گور تک صحیح سالم لے کر پہنچنا

کامیابی ہے فی زمانہ کتنے بڑے لٹیرے ایسے ملیں گے، جو خیر خواہ بن کر تقدیر ایمان چھین

لینے کے منتظر کھڑے ہیں، وہابی، مرزائی، چکڑالوی، شیعہ، آریہ وغیرہ ذرا سی غفلت

ہوئی انہوں نے اپنا کام کر لیا، ایسی مسافرت کے واسطے ایک سیدھے راستے کی

ضرورت ہے جو منزل مقصود تک جلد پہنچا دے اور راستہ بھی ایسا ہموار ہو کہ جس پر اندھا

بھی چل سکے (مثلاً مذاہب اربعہ خصوصاً مذہبِ حنفی) اور وہ راستہ آباد ہو لوگ اس پر

گزرتے ہوں اس راستہ میں ایسے لوگ بھی ہوں جو راستہ دیکھے ہوئے ہیں (مثلاً

صوفیاء و عظام) اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا کرنے کی تعلیم دی گئی

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یعنی خداوند! ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا

ہے کہ جب تم سفر میں بہت آدمی ہو تو ایک کو امیر بنا لو جو سن (عمر) سے زیادہ دنیا سے کم

راغب ہو وہ عالم اور صاحبِ اخلاق اور صاحبِ تقویٰ اور سخاوت میں سب سے بڑھ کر

ہو اس کی اتباع کرو! اس حدیث شریف میں مقلد کی ضرورت ثابت ہوئی ہے اور

طریقت میں مرشد کی ضرورت اور اس کی تابعداری ثابت ہوئی، فہی المراد۔

قربان جائے ایسے ہادی پر جس نے ایسا سبق دیا جس سے سفر آسانی سے طے ہو سکے اگر ایک شخص کی تقلید نہ کے جائے تو آپس میں تنازع پڑھ جائے گا کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ پھر دقت پیش آئے گی۔

## مثنوی شریف

پیر را بگریں کہ بے پیرایں سفر، ہست پس پر آفت و خوف خطر  
آں رہے کہ بارہا تو رفتہ بے فلا در زندانِ آلِ شفتہ  
پس رہے را کہ زفتی تو ہیچ ہیں مرد تنہا ز رہبر سر میچ  
ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد از غولان گمرہ دور چاہ شد  
گر نباشد سایہ پیراے فضول! پس ترا سرگشتہ دار و بانگِ غول  
یہ ایسا راستہ ہے کہ سوائے مرشد کے اس میں گزرتا محال ہے عقلمند آدمی  
راہبر کے قدم پر چل کر منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔

دامن او گیر زود تر بے گمان تار ہی از آفتِ آخر زمان  
اگر رہبر نہیں یا رہبر پکڑ کر پھر دامن اس کا چھوڑ دیا تو ضرور ہلاک ہوگا۔

## دلیل پنجم

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ تعالیٰ کے شیطانِ مردود سے۔

استعاذہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان جب باتوں سے مردود  
ہوا ہے ان باتوں سے بچنے کی دعا کرنا گویا یہ کہنا کہ خدایا شیطانی عقائد و اقوال سے

مجھے بچائے رکھنا!

شیطان بندے کو دیکھتا ہے۔

إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ.

بیشک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں ایسے دیکھتا ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔

جب بندہ اس کو نہیں دیکھتا تو بندے کو چاہے کہ اس سے فریاد کرے جو شیطان کو دیکھتا ہے، اس لئے اَعُوذُ بِاللّٰهِ پڑھنے کا حکم ہوا، شیطان نظر کیوں نہیں آتا اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے بندوں کا دشمن ہے دشمن کو دیکھنا پسند نہ کیا حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کی دونوں آنکھیں بند ہو گئیں کہ وہ اپنے بیٹے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمنوں کو نہ دیکھیں خدا فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ يَدْعُوَالِي دَارِ السَّلَامِ.

خدا جنت کی طرف بلاتا ہے۔

لیکن شیطان روکتا ہے۔

فَبِمَا آغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ.

یعنی شیطان کہتا ہے کہ بسبب اس کے کہ تو نے مجھے اغواء کیا ہے اب میں

ضرور صراطِ مستقیم پر بیٹھوں گا۔

پس شیطان مردود مثل گتے کے جنت میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے اس

کی مثال یوں سمجھو کہ کوئی سخی اعلان کرے کہ جو میرے پاس آئے انعام حاصل کرے

مگر راستہ میں ایک زبردست گتتا ہے وہ اندر نہیں جانے دیتا اب اس گتے سے تین آدمی

بچ سکتے ہیں۔

ایک تو وہ ہے جو ہمیشہ اس نخی کے پاس آتا جاتا نخی سے محبت رکھتا ہو وہ بے دھڑک جاسکتا ہے اس کو کتا کچھ نہیں کہتا وہ سمجھتا ہے کہ یہ انکا اپنا بندہ ہے۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ.

یعنی میرے بندوں پر تیری حکومت نہ ہوگی۔

اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا کہ جس پر شیطان کا دخل ہو گا وہ خدا کا مقرب نہ ہو گا اس کو پیرو مرشد بنانا سخت بے دینی ہے۔

دوسرا وہ شخص اس کتے سے بچ سکتا ہے جو خدا کے مقرب بندے کے ساتھ چلا جائے، خدا فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ.

یعنی اے مومنو خدا سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ!

چونکہ ہم کو خدا کا قرب تو حاصل نہیں ہمیں لازم ہے کہ ہم ایسے بندوں کے دامن کو پکڑ لیں جو خدا کے مقرب ہیں تاکہ منزل مقصود کو پہنچ جائیں یہی وجہ ہے مرشد پکڑنے کی۔

تیسرا وہ شخص ہے جس کو ایسا شخص نہ ملے تو وہ کتے کے حملہ کرنے کے وقت گھر والے کو پکارے کہ اے صاحب خانہ اس کتے سے بچاؤ! اور وہ بھی اس کتے سے بچ سکتا ہے اور اندر جا کر انعام حاصل کر سکتا ہے، اسی لئے ہمیں حکم ہوا کہ اعوذ باللہ پڑھا کرو! پس انسان کے لئے لازم ہے کہ کسی خاص خدا کے مقرب بندے کی تلاش کرے اس کی معیت حاصل کرے تو پھر اس کے ساتھ آنے جانے سے کتا کچھ نہ کہے گا پھر وہ بھی مقرب ہو کر دوسروں کو لے جایا کرے گا۔

## حکایت سعدی علیہ الرحمۃ از بوستان

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن کی حالت میں عید کے روز باپ کے ساتھ باہر گیا باپ نے مجھے کہا کہ میرا دامن نہ چھوڑ ورنہ بھول جائے گا میں کھیل وغیرہ دیکھنے لگ گیا، اور دامن چھوڑ دیا جب میں فارغ ہو کر باپ کو نہ پایا تو رونے لگا جب میرے باپ نے رونے کا آواز سنا تو آواز پر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

اے شوخ چشم آخرت چند بار بگفتم کہ دستم ز دامن مدار بہ تنہا نداند شدن طفیل خرد کہ مشکل بود راہ نا دیدہ برد تو ہم طفل را ہے بسعی اے فقیر برو دامن نیک مرداں بگیر مریداں بقوت ز طفلان کم اند مشائخ چو دیوار مستحکم اند پیاموز رفتار زان طفیل خورد کہ چوں استعانت بدیوار برد یعنی اے سعدی کتنی دفعہ تم کو کہا کی میرا دامن نہ چھوڑنا کیوں کہ چھوٹا لڑکا راہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ مکان کو نہیں پہنچ سکتا۔

سعدی علیہ الرحمہ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو بھی زاہد طریقت کا ناواقف ہے تو بھی گویا بچہ ہے کوشش کر کے کسی نیک مرد کا دامن پکڑ مرید لڑکوں سے بھی کم طاقت ہے جیسا کہ لڑکا دیوار کے آسرے پر چلنا سیکھتا ہے، تو بھی اس سے سبق حاصل کر تو مشائخ کے آسرے پر چلنا سیکھ!

مرید گوا اپنی غلطی سے پیر کی مجلس سے محروم رہے مگر تاہم بھی بوقت مشکل پیر کو



پکارے گا تو پیر اپنے تعلق کے سبب سے اُس کے پاس پہنچے گا، اس کو رنج سے نجات دے گا، جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے غفلت سے دامن چھوڑ دیا مگر باپ نے اس کی آہ وزاری سن کر گلے لگا لیا۔

پے نیک مرداں ببايد شتافت کہ ہر کس سعادت طلب کر دیا فت  
پیر چونکہ خدا کا مقبول بندہ ہوتا ہے اُس کے علاقہ پیدا کرن اس کی مجلس کرنی  
اس سے محبت کرنی نہایت مفید ہے، خدا تعالیٰ اس کی مجلس کرنے سے ہی بخش دیگا۔

جامہ و کعبہ را کہ مے بوسند مراد نہ از کرم پیلہ نامی شد  
باعزیز سے نشست روزے چند لا جرم ہچو او گرامی شد  
یعنی کعبہ کے کپڑے کو لوگ چومتے ہیں اس لئے نہیں چومتے کہ یہ ریشمی ہے  
بلکہ اس لئے چومتے ہیں کہ متبرک مکان کیساتھ یہ کچھ دن رہا ہے۔  
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نیکیوں کی صحبت عطا فرمائے،

آمین

تمت بالخیر

ابوالیاس محمد امام دین  
امام مسجد جامع کوٹلی لوہاراں  
مغربی ضلع سیالکوٹ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جوازِ حَقِّقِ

مؤلف

علامہ مولانا ابوالریاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سوئے من نظر کن

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء میں اباحت رکھی ہے اسی لئے جس چیز کے حرام ہونے پر قرآن و حدیث سے دلیل نہ ملے وہ یقیناً مباح ہے۔ حضرت علامہ مولانا ابوالیاس محمد امین قادری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ نے یہ جامع رسالہ لکھ کر اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ حقہ کے بارے میں کوئی دلیل بین اسے حرام قرار دینے کے لئے موجود نہیں ہے لہذا یہ مباح ہے زیادہ سے زیادہ اس میں کراہت تزیہی ہے، اس لئے آپ نے اس کا ایک نام رکھا:

”مبین البرہان علی شرب الدخان فی جواب ﴿من ہوقائل

بحرمة الدخان﴾“

یعنی دھواں (مراد اس سے سگریٹ یا حقہ ہے) پینے پر دلیل کو روشن کرنے والا اس کتاب کے جواب میں جس کا نام ہے تمباکو نوشی کی حرمت کا قائل کون ہے؟ چونکہ اس رسالہ کے لکھنے میں آپ کی مراد اصلاح المسلمین ہے اس لئے آپ نے فرمایا:

”المسمى به الصلح بين الاخوان في اباحة شرب الدخان“

”اس کا نام تمباکو نوشی کے مسئلہ میں بھائیوں کے درمیان صلح کروانا،“

مشہور نام اس کا ”جواز حقہ“ ہے۔

اس کے جواز پر دلائل دینے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ ہر کوئی اسے پینے

شروع کر دے بلکہ یہ بتانا مقصد ہے کہ اسے استعمال میں لانے والا گناہگار نہیں جیسا کہ حرام خور و حرام نوش گناہگار ہوتا ہے، اگر کسی کو مجبوراً یا دواءً اسے استعمال کرنا پڑتا ہے تو وہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا نہیں ہے۔

یہ بات تو کسی سے مخفی نہیں ہے کہ تمباکو نوشی صحت انسانی کے لئے مضرو

نقصان دہ ہے لہذا اس سے بچنا ہی بھلا ہے؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل ہم دیکھا دیکھی بڑے عمل کرتے ہیں کسی کو کچھ کرتے دیکھ کر اس کی نقل میں کرنا شروع ہو جاتے ہیں یہ سوچتے نہیں کہ وہ کیوں کر رہا ہے اس کو بطور دوا تو ضرورت نہیں تھی میرے لئے مفید ہے یا نہیں میں اسے استعما کر کے نقصان تو نہ اٹھاؤں گا مجھے دیکھ کر کوئی اور اس کا عادی نہ بن جائے کیا اس سے مجھے دنیا میں کوئی نقصان تو نہیں آخرت میں اس سے میری پکڑ تو نہ ہوگی کہیں اس کی وجہ سے پھنس نہ جاؤں یہ میرے لئے جہنم کا سبب نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ، کاش قوم مسلم کے ہر فرد کو ایسی باتیں سوچنے کی توفیق مل جائے تو معاشرہ بہترین ہو جائے۔

جیسے انگریز کی نقل میں داڑھی منڈھانا آج کل تو ایک نیا ڈیزائن داڑھی کا انگلستان سے چلتا ہوا آ گیا ہے اور لوگ شاید اسے نبی کی سنت سمجھ کر رکھتے ہوں جو شیوہ کرتے ہوئے باریک سی دھار بالوں کی بنا کر مونچھ اور داڑھی کو ملا کر عجیب کیفیت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

بعض تو مکمل شیوہ کے ساتھ نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے اوپر نشان بنا لیتے ہیں، جیسے نکھیاں بیٹھنی ہوئی ہوں یا زخم پر خشک ہو کر سکر آ گیا ہو۔

اس طرح کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں، مسلمانوں کو اس طرح کی نقلیں اتارنے سے بچنا چاہئے غیر مسلم تو یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے دور ہو، کیونکہ یہی دوری ان کے لئے مفید اور ہمارے لئے انتہائی نقصان کا سبب ہے۔

مولانا کی تحقیق کا مطلب یہ واضح کرنا ہے کہ اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ فتویٰ لگانا درست نہیں، اگر کوئی پیتا ہے تو شرعاً کوئی حرج نہیں، ناپیئے تو یہ الگ بات ہے، البتہ اسے حرام و مکروہ کہنے سے کف لسان چاہئے کیونکہ اس طرح لوگ حرام کا ارتکاب کرنے والے ثابت ہو کر گناہگار ہوں گے جب کہ اس کی حرمت ثابت نہیں تو گناہ گار ہونا بھی ثابت نہ ہوگا۔

آج کل ڈاکٹری طور اس اس کی جو تحقیق ہو چکی ہے وہ انسان کے لئے اسے مضر صحت قرار دیتی ہے، اس لئے  
میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری قوم کے جوانوں کو اس مضر صحت جیسی چیز سے بچنے کی توفیق دے آمین!

## يَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جَمِيعًا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا سَبِيْلَ الْحَسَنَاتِ وَاجْتَبَانَا مِنَ الْمَحْرَمَاتِ

بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰی

اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ رَضِيَ عَلَيْهِمُ الرَّحْمٰنُ!

اما بعد! فقیر حقیر پر تقصیر محمد امام الدین قادری نقشبندی عفی اللہ عنہ التقصیر قلیل

و کثیر و صغیر! جملہ اہل اسلام سے عرض کرتا ہے کہ آج کل حقہ نوشی کی بابت بہت چرچا

ہو رہا ہے، کوئی حرام کوئی مکروہ کوئی مباح کہتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس کی بابت جو عند

الشرع حکم ہے پبلک کے روبرو پیش کیا جائے۔

جہاں تک میں نے غور کیا تمباکو مباح ہی مباح نظر آیا کیوں کہ خدا تعالیٰ

فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جَمِيعًا

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے ہی لئے زمین کی سب چیزیں پیدا کیں

تفسیر مواہب الرحمن میں زیر آیہ ہذا لکھا ہے:

اسی واسطے علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس

میں اصل اباحت ہے یعنی سب چیزیں اصل میں مباح ہیں پھر جس کسی چیز کی نسبت

دلیل خاص قائم ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تو فقط وہی چیز حرام ہوگی، اور

حلال کے لئے دلیل ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر فتح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

ان الاصل فی الاشیاء المخلوقات الاباحۃ حتی یقوم دلیل یدل

علی النقل عن هذا الاصل -

مختصر یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک خلاف اس کے دلیل

قائم نہ ہو۔

قائدہ مسلمہ ہے کہ ”الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ“،

اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

جب ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو تمباکو مباح ٹھہرا، اب اس

کی حرمت پر کوئی دلیل قائم ہو تو حرام ہوگا ورنہ قائل حرمت خود مرتکب حرام کا ہوگا۔

حدیث میں اس بات کی تائید ہو رہی ہے دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۴

عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرَكُونَ أَشْيَاءَ

تَعَدُّرَ فَبَعَثَ اللَّهُ نَبِيَّهُ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ

حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا..... الخ

ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

اہل جاہلیت کئی چیزیں کھاتے اور کئی چیزیں چھوڑ دیتے کراہت سے پس

خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو پیدا کیا، اپنی کتاب اس پر نازل کی جو حلال کیا وہ حلال ہوا، جو

حرام کیا وہ حرام ہوا، اور جس چیز کا ذکر نہیں کیا وہ معاف ہے اور پڑھی یہ آیت:

نہیں پاتا میں اس چیز میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف حرام کھانے والے

پر جو کھاتا ہے مگر یہ کہ ہو مردہ..... الخ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی حرمت ثابت نہیں وہ معاف ہیں ان کا کائی مواخذہ نہیں۔

عَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: سُنِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفُرَاءِ

قَالَ: الْحَلَالُ مَا حَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَى عَنْهُ بِرِوَاةِ ابْنِ مَاجَهٍ صَفْحَةَ ۲۳۹۔

یعنی سلمان فارسی روایت کرتے ہیں کہ پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دربارہ گھی و پنیر جنگلی گاؤں کے تو آپ نے فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا ہے حرام وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے جو چیز کا ذکر نہیں کیا وہ ان میں سے ہے جن کو خدا نے معاف فرمایا ہے۔

اشعة اللمعات میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

ایں دلیل است بر آں کہ اصل در اشیاء اباحت است

یعنی یہ اس بات پر دلیل ہے کہ چیزوں میں اصل مباح ہوتا ہے۔

اسی طرح مرقاة میں بزرگ حدیث ہذا و شامی صفحہ ۳۲۲ جلد ۵ میں لکھا ہے:

مختار یہی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ

قارئین کو بہ خوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ تمباکو کو کھانا یا پینا درست ہے کوئی منع

نہیں کیونکہ اصل تمام چیزوں میں اباحت ہے۔

علامہ محقق علاء الدین دمشقی در مختار میں عبارت اشباہ نقل کر کے فرماتے ہیں:

قُلْتُ: فَفَهُمْ مِنْهُ حُكْمُ النَّسَنِ

شامی میں ہے:



وهو الاباحه على المختار

یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں۔

اور پھر فرمایا:

ہمارے استاذ عبدالرحمن دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے سیرو پیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ لکھا ہے۔

علامہ سیدی ابوسعود اور علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیہ در مختار میں فرمایا:

لا یخفی ان الکراهة تنزیہیة بدلیل الالحاق بالثوم والبصل

والمکروہ تنزیہا یجامع الجواز۔

اس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ کراہت تنزیہی ہے اور دلیل یہ ہے کہ یہ تمباکو

تھوم اور پیاز کے ساتھ لاحق ہے اور جو مکروہ تنزیہی ہو وہ جواز کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکروہ کہا جاوے تو مکروہ تنزیہی ہوگا جو جواز

کے منافی نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی جواز کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

تفسیر مدارک میں آیت قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مِحْرَمًا کے تحت

لکھا ہے:

وفیه تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی من اللہ وشرعہ

لابھوی النفس۔

یعنی اس سے ثابت ہے کہ کسی شے کا حرام ہونا وحی سے ثابت ہوتا ہے

نفس کی خواہش سے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ تمباکو نہ حرام ہے نہ مکروہ ہے کیونکہ اس پر شارع

کوئی دلیل حرمت وغیرہ کی نہیں، بلا کراہت جائز ہے؟

آیت کُلُوا وَاشْرَبُوا کی تفسیر میں لکھا ہے:

وفى الآية دليل على ان جميع المطعومات والمشروبات حلال  
الا ما خصه الشرع بدليل فى التحريم لان الاصل فى جميع الاشياء  
الاباحة الا ما خصه الشارع ويثبت تحريمه بدليل منفصل ، خازن  
یعنی یہ آیت جس میں حکم ہے، کھاؤ پو! دلیل ہے اس پر کہ تمام کھانے والی  
چیزیں تمام پینے والی چیزیں حلال ہیں، مگر وہ حرام ہوں گی جن کو شریعت نے خاص کر  
حرام کیا ہوگا، کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

ہاں کسی چیز کو علیحدہ دلیل سے شارع نے منع کیا ہو تو وہ منع ہوگی اور حرام ہوگی  
پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمباکو مباح ہے کیونکہ شارع نے منع نہیں کیا۔ فھو المراد۔  
نیز خازن نے زیر آیت قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي..... الخ لکھا ہے:

ان الآية على العموم فيدخل تحته كل ما يستلذ ويشتهي من  
سائر المطعومات الا ما نهى عنه ورد نص تحريمه، صفحہ ۸۲ جلد ۲۔

یعنی اللہ کی اس آیت میں کہ کون حرام کرتا ہے اللہ کی زینتوں کو اس کی تفسیر میں  
صاحب خازن فرماتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے اس میں سب لذیذ چیزیں جن پر دل  
چاہے کھانے پینے والی چیزیں داخل ہیں مگر حرام وہ ہوں گی، جن کی حرمت پر نص ہو  
ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ حقہ کشی یعنی تمباکو پینا منع نہیں کیوں  
کہ اس کی ممانعت شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں۔

یہی قاعدہ اکرم المحققین اعظم الفقہاء والحدیثین والمفسرین بقیۃ السلف حجۃ  
الخلف امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا وسیدنا و استاذنا و مرشدنا مولوی حاجی احمد رضا  
خاں صاحب مرحوم بریلوی نے اپنی کتاب ”الاعلیٰ من السكر“، صفحہ ۵ میں لکھا ہے:

شریعت مطہرہ میں طہارت و حلت اصل ہیں اور اس کا ثبوت خود حاصل اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، اور حرمت و نجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک و ظنون سے ان کا اثبات ناممکن کہ طہارت و حلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور نہ اظن لاحق یقینی سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیم ہے، جس پر ہزار ہا احکام متفرع یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ تین چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبنی اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا وہ صد ہا وسواں حائلہ وقتہ پر دازی و اوہام باطلہ و دست اندازی ظنون عاقلہ سے امان میں رہا۔

صحیح حدیث میں ہے:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ ..... الخ رواه المالك والبخاري و

المسلم عن ابی ہریرة

یعنی بچو ظن سے ظن اکثر جھوٹ ہوتا ہے یہ نفس ضابطہ نہ صرف اسی قسم کے مسائل میں بلکہ ہزار ہا جگہ کام دیتا ہے، جب کسی کو کسی شے پر منع و اتکار کرتے اور اسے حرام یا مکروہ یا ناجائز کہتے سنو جان لو کہ بار ثبوت اس کے ذمہ ہے جب تک دلیل واضح شرعی سے ثبوت نہ دے اس کا دعویٰ اسی پر مردود اور جائز و مباح کہنے والا بالکل سبکدوش کہ اس کے لئے تمسک باصل موجود، مولانا وسیدنا العارف عبدالغنی نابلسی اپنے رسالہ ”الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان“ میں لکھتے ہیں کہ تمباکو کی حرمت و کراہت پر کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی کوئی اس بات پر دلیل ہے کہ یہ مسکر ہے یا مفتر یا مضر، جب ایسا نہیں تو اس کو حرام یا مکروہ نہ کہا جائے گا کیوں کہ یہ دونوں حکم شرعی ہیں عبارت ان کی یہ ہے۔

فانهما حکمان شرعیان لا يدلہما من دلیل ولا دلیل علی ذلك  
 فانه لم یثبت اسکاره ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل  
 تحت القاعدة "الاصل فی الاشیاء الاباحه"، وان فرض اضراره للبعض  
 لا یلزم منه تحريم علی کل احد فان الاصل یضر باصحاب الصفراء  
 والغالبه وربما امر منهم مع انه شفاء بالنص القطعی وليس الاحتیاط فی  
 الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراهة الذین لا يدلہما من دلیل  
 بل فی القول بالاباحه التي هی الاصل، شامی۔

یعنی حرمت وکراہت شرعی حکم ہیں ان کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، اور  
 تمباکو پر کوئی دلیل حرمت وکراہت کی نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ مسکریا مفتری یا مضر  
 ہے بلکہ بہت سے نفع ثابت ہیں، پس داخل ہوگا تمباکو اس قاعدہ کے نیچے کہ اصل  
 اشیاء میں اباحت ہے، اگر فرض کیجئے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت  
 ثابت نہیں ہوتی، کیوں کہ شہد نص قطعی سے ثابت ہے کہ وہ شفاء ہے مگر صفراء والے  
 یعنی گرمی والے کو مضر اس سے شہد کی حرمت نہ ہوگی، تمباکو کو حرام یا مکروہ کہنے میں  
 افتراء علی اللہ سے بچاؤ نہیں اس لئے کہ اس پر دلیل نہیں جیسا مذکور ہوا ہے یہ اپنے اصل  
 پر ہی رہے گا یعنی مباح۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّسَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تَبَدَّلَكُمْ تَسُدُّكُمْ وَإِنْ  
 تَسَلُّوا عَنْهَا حِينَ يُنزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلَكُمْ عَفَى اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ  
 حَلِيمٌ، پارہ ۷، رکوع ۳،

یعنی ایمان والو! سوال نہ کرو ایسی چیزوں کا اگر ظاہر کیا جائے تم پر نہیں تو برا  
 معلوم ہو تم کو اور اگر پوچھو گے اس شے کے متعلق اس وقت کہ اتارا جاتا ہے قرآن

ظاہر کیا جائے گا تمہارے لئے، معاف کر دیا ہے اللہ نے ان کو اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔  
اس سے بخوبی روشن ہو گیا کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول نے سکوت  
فرمایا ہے وہ شے معاف ہے اس معافی کو قبول کرنا چاہئے، ناشکر نہ ہونا چاہئے!  
تفسیر نیشاپوری میں ہے:

وكان عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ یقول ان اللہ احل و حرم  
فما حل فاستحلوه و ما حرم فاجتنبوه و ترك بين ذلك اشياء لم يحللها ولم  
يحرمها فذلك عفو من اللہ تعالیٰ فاقبلوه ثم تلا الآیة۔  
یعنی عبید فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حلال بھی کیا اور حرام بھی کیا پس جو حلال کیا اس کو حلال جانو  
جو حرام کیا اس سے بچو اور جن چیزوں کا بیان چھوڑ دیا نہ حلال کہا نہ حرام پس وہ معافی  
ہے اللہ سے اسے اس کو قبول کرو پھر پڑھی یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تستلوا الخ۔  
بہت افسوس ہے ان لوگوں پر جو خواجواہ ادھر ادھر کی باتیں بنا کر (مثل  
شاہد رے والے کے اور امیر باز خان سہارنپوری کے) حرام یا مکروہ کہتے ہیں طرہ یہ  
کہ پھر اس کو تقویٰ خیال کرتے ہیں، شاید ان کے خیال میں خدا تمہا کو کی حرمت بیان  
کرنے کو بھول گیا ہے جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں خدا تو ان باتوں سے پاک ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں خدا تعالیٰ ذکر فرماتا ہے:  
قَالَ عَلِمُهَا عِنْدِي فِي كِتَابٍ لِّكَ يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسِي «پارہ ۱۶ سورہ طہ،  
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو جواباً فرمایا:

یعنی اس کا علم میرے رب کے پاس ہے لکھا ہوا نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بھولتا

جب خدا تعالیٰ نے بغیر بھولنے کے سب کچھ بیان فرمایا حلال بھی اور حرام بھی اب اگر کوئی کسی چیز کو حرام کہے تو اس کی غلطی ہے کیوں کہ فی زمانہ کوئی مجتہد نہیں تو امیر خان سہارن پوری کے استدلال **فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ** کو کیسے مانا جاسکتا ہے اس کے تمام دلائل و دیگر منکرین کے دلائل کیسے مان لئے جائیں جب کہ وہ ان کی من گڑھت اور ناقابل سماعت ہیں۔

اور نہ ابو حنیفہ نے اس کو منع کہا ہے، علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں نقل فرمایا ہے کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے اس کی حلت پر فتویٰ دیا ہے، ہذا فی الشامی حاشیہ در مختار۔

مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ میں حدیث موجود ہے:

**إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيَعُوهَا وَحَرَّمَ حُرْمَاتٍ لَا تَنْهَكُوهَا وَحَدُّوْهَا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَّتَ عَنِ الْأَشْيَاءِ مِنْ غَيْرِ نُسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا**

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق خدا تعالیٰ نے فرض کئے کتنے فرض پس نہ ضائع کرو ان کو اور حرام چیزوں کو حرام کیا پس نہ نزدیک جاؤ ان کے اور اس نے حدود مقرر کئے پس ان سے آگے نہ بڑھو اور بعض چیزوں سے سکوت فرمایا سوائے بھولنے کے ان میں جھگڑا مت کرو!

بروایت ابن جریر و ابن منذر یہ لفظ مروی ہیں:

**مِنْ غَيْرِ نُسْيَانٍ وَلَكِنْ رَحْمَةً مِنْكُمْ فَاقْبَلُوهَا وَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا!**  
یعنی سوا بھولنے کے لیکن یہ رحمت ہے خدا سے تمہارے لئے پس اسے قبول کرو اس میں جھگڑا مت۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی حرمت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان نہیں کی یہ اس کی رحمت اور مہربانی ہے اسے قبول کرنا چاہئے جو سکوت والی اشیاء کو مباح نہ سمجھے، سکوت اختیار نہ کرے اس نے گویا خدا کی رحمت کو رد کر دیا خود خدا کی رحمت سے دور رہا۔

جب معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں طہارت اور حلت ہے جیسا کہ طریقہ محمدیہ شرح حدیقتہ الندیہ میں لکھا ہے:

الاصول فی الاشیاء الطہارۃ

اور تمباکو کی حرمت و نجاست پر کوئی نص نہیں تو پھر اس پر کھوج کرید کرنی حدیث مذکورہ سے منع ہوئی اگر کوئی ایسی چیز کو حرام یا مکروہ کہے جیسے تمباکو جس کو شارع نے حرام قرار نہیں دیا تو ایسا شخص بیشک تعدی کرنے والوں سے ہوگا جس کو خدا دوست نہیں رکھتا، کما قال اللہ تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۗ  
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۗ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

حدود اللہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرما دیا یعنی جو حلال تھیں وہ بھی بیان فرما دیں جو حرام تھیں وہ بھی بیان کر دیں اور ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ جس کا میں نے ذکر نہیں کیا وہ معاف ہے، اب اگر کوئی حلال کو حرام اور حرام کو حلال سکوت شدہ کو حرام یا مکروہ کہے گا وہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا ہوگا ظالموں میں شمار ہوگا۔

سکوت شدہ اشیاء پر حرمت یا مکروہ کا حکم کرنا غلو فی الدین ہے جس کی ممانعت آیت **لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ** میں کی گئی ہے حدیث میں بھی غلو فی الدین کی ممانعت ہے:

عَنِ النَّبِيِّ أَيُّكُمْ وَالْغُلُوفِيُّ الدِّينِ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ  
بِالْغُلُوفِيِّ الدِّينِ (ابن ماجہ و نسائی)

یعنی حضور فرماتے ہیں کہ غلوفی الدین سے بچو اس کے باعث پہلے لوگ  
ہلاک ہوئے ہیں۔

اس آیت سے مبالغہ کرنا دین میں منع ہے یعنی خدا کی رعایت کو بھی منظور نہ کرنا  
جس کو دل چاہے حرام کہہ دینا تقویٰ نہیں ہے یہ غلوفی الدین ہے جو منع ہے۔

غلوفی الدین کی مثال نسخہ کی مثال سمجھنی چاہئے کسی طبیب نے نسخہ میں چھ  
ماشہ دوا لکھی اگر کوئی مفید سمجھ کر بجائے چھ ماشہ کے تولہ دوا ڈال دے وہ ہرگز فائدہ نہ  
دے گی بلکہ نقصان دے گی ایسے لوگوں کے لئے خدا نے فرمایا: وَلَا تَعْتَدُوا یعنی تعدی  
نہ کرو۔

بعض صوفی تمباکو کو حرام کہہ کر اپنا کمال دکھاتے ہیں اس کو زہد تصور کرتے  
ہیں حالانکہ یہ زہد نہیں زہد وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے بیان  
فرمایا ہے:

لَيْسَ الزُّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلَكِنَّ  
الزُّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْ تَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ الْخَيْرُ،  
ابن ماجہ صفحہ ۳۱۱۔

زہد یہ نہیں کہ حلال چیزوں کو حرام کر لو یا مال کو ضائع کر دو زہد یہ ہے کہ اپنی  
تدبیر اور سامان پر بھروسہ نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل ہو، ہاں کسی مصلحت کے  
لئے منع کریں تو مضائقہ نہیں، مثل پرہیزانڈا، مچھلی، گوشت وغیرہ۔

حاشیہ ابن ماجہ میں اس حدیث پر لکھا ہوا ہے:



قوله بتحريم الحلال كما يفعله بعض الجهال زعمانهم ان هذا  
من الكمال فيمتنع من اكل اللحم والحلواء والفواكه ولبس ثوب الجديد  
ومن التزوج ونحو ذلك وقد قال الله تعالى:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرَمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ  
اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

یعنی بعض جاہل صوفی گوشت، حلوا میوہ وغیرہ نیا کپڑا پہننا، نکاح کرنا چھوڑ  
دیتے ہیں پھر اس کو کمال کہتے ہیں، حالانکہ خدا نے فرمادیا ہے:

اے ایمان والو پاک چیزوں کو حرام نہ کر لو وہ تو حلال ہیں تم پر،  
اس پر مجدد اعلیٰ حضرت صاحب مرحوم اسی کتاب الاحلی من السکر کے صفحہ ۵  
میں لکھتے ہیں:

اسی طرح جو عادات و رسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے ان کی  
حرمت و شناعیت نہ ثابت ہو ان میں اپنے ترفع و تنزه کے لئے خلاف وجدائی نہ کرے  
کہ یہ سب امور استیلاف و موافقت کے معارض و مراد و محبوب شارع کے مناقض ہیں،  
ہاں ہاں ہوشیار و گوشدار کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ و حکمت جلیلہ و کوچہ سلامت و جاوہ کرامت  
ہے جس سے بہت زاہدان خشک و اہل تقشف غافل و جاہل ہوتے ہیں وہ اپنے زعم میں  
مخاطب اور دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت و مقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں  
اس پر بہت سی کتب سے نقل عبارات مندرج ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاں حقہ نوشی  
کا رواج اس سے موافقت و مجالست قائم ہو وہاں ممانعت حقہ سے تفرقہ پانا گناہ ہوگا۔

علامہ کردری کا قول

علامہ کردری تبیان میں فرماتے ہیں:

در شریعت محمدیہ ثابت شدہ کہ اصل در نباتات و اشجار اباحتہ است الا اگر  
وانتہ شود ضرر بدن یا عقل، و در حقہ نوشی ضررے بعقل و بدن نداشتیم با وجود گذشت  
زمانہا و کثرت استعمال عوام و خاص و علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بغداد و مصر و اکثر  
جوانب زمین و بلاد و باوجود آنکہ عقل او شان پاک و حاکم اند و ابدان او شان تندرست  
و شرب او مریض نشوند (تعامل الناس)

جب معلوم ہوا کہ عرب و عجم مشرق مغرب تمام ملکوں اور شہروں میں اس کا  
رواج ہے اور لوگ پیتے ہیں تو اس پر عدم جواز کا فتویٰ دینا عام امت مرحومہ کو معاذ اللہ  
قاسق بتاتا ہے جسے ملت حنفیہ گوارا نہیں فرما سکتی، علماء حرمین شریفین کا جو معمول ہو وہ بھی  
عند الشرع دلیل ہے، صرف عوام و عادت پر حکم کرنا جائز ہے، کیوں کہ جس مسئلہ میں  
نص مصرح موجود نہ ہو اور عموم بلوی قرار پایا ہو نو فتویٰ اباحت پر دیا جاتا ہے، جیسے اشباہ  
میں اسباب تخفیف کے بیان میں لکھا ہے:

السادس عشر عموم البلوی كالصلوة مع النجاسة المعفو عنها الخ،  
فتویٰ مولوی عبدالرشید میں لکھا ہے۔

ولما صار في جذب دخان التباك عموم البلوی لزم التحميف في

الفتویٰ علی الاباحۃ الخ۔

اور رد المحتار میں ہے:

ان الافتاء بحله دفع الحرج من المسلمين فان اكثرهم مبتلون به

فتحليله اليسر من تحريمه الخ،

تمباکو میں عموم بلوی پایا جاتا ہے اس پر جواز کے لئے کافی دلیل بھی عرف

ہے کیوں کہ عرف بھی مسئلہ شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے۔

کہا محشی ایشائے:

فوله والنبات المحهول الخ، يعلم منه حل شرب اندخاں۔

یعنی حلال ہونا تمباکو کا اس سے معلوم ہو گیا۔

الحاصل اگر متروک الاشیاء کا ثواب و عقاب ہو تو آپ ضرور بیان فرماتے

حقہ پینے سے ثواب حاصل ہونے کے تو ہم قائل نہیں، رہی یہ بات کہ اس کے پینے

سے عذاب ہے یا نہیں سو اس کی بابت بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو کتنی باتیں حرام بتلائی رہ گئیں، کیوں کہ خدا نے فرمایا ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

یعنی تمہارا دین میں نے کامل کر دیا ہے۔

پس حقہ حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ ضرور بیان فرماتے۔ اذلیس فلیس

وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقْرِبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ

إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقْرِبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

إِلَّا قَدْ نَهَيْتُمْ عَنْهُ، مَشْكُوتٌ صَفْحَةٌ ۴۴۴۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو کوئی شے ایسی نہیں جو جنتی کر دے اور دوزخ سے بچائے مگر میں نے

حکم کر دیا ہے اس سے اور کوئی شے ایسی نہیں جو دوزخ میں پہنچائے اور جنت سے محروم

کر دے مگر میں نے منع کر دیا ہے اس سے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جن عملوں سے انسان دوزخی ہو جاتا ہے ان

سے حضور نے منع کر دیا ہے حقہ بھی منع یا مکروہ ہوتا تو اس کا پینے والا دوزخی بن جاتا

ضرور آپ بیان فرمادیتے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے پینے والے پر کوئی عتاب نہیں۔

مسلم میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذُرُونِي مَا تَرَكْتُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ  
وَإِخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَآءِهِمْ۔

یعنی چھوڑے رہو جب تک میں تجھے چھوڑا رکھوں، اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف چلنے سے ہلاک ہوئیں، یعنی جس بات کا میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب یا حرمت کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے، لہذا ابن ماجہ صفحہ ۱۔

اب جو صاحب باوجود دیکھنے ان دلائل کے حقہ کو حرام یا مکروہ کہیں تو اب پر لازم ہے کہ شارع سے مصرح نص پیش کریں، اکثر مانعین کے دلائل (جو ان کے زعم میں دلائل ہیں) اور رسائل جو میرے زیر نظر ہیں ان کا جواب عرض کرتا ہوں، بغور ملاحظہ فرمائیں۔

**اعتراض:** حقہ نوشی بدعت ہے حضور کے زمانہ میں حقہ نوشی نہ تھی۔

**جواب:** زردہ پلاؤ بسکٹ ڈبل روٹی کھویا والی مٹھائی کیک وغیرہ بھی بدعت ہوں گے ان کی حرمت یا کراہت کے آپ کیوں قائل نہیں، دوسرے مانعین بھی بدعت سے خالی نہیں پس منکرین کی اتباع کس بات میں ہوئی منکرین نے وہ بات کی جو حضور سے ثابت نہیں، بتائیے مرتکب بدعت کون ہوا؟ پس ثابت ہوا کہ حقہ کشی سے منع کرنا بدعت ہے، فہو المراد۔

اعتراض: حقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھا اور نہ منع ہوتا۔

جواب: یہ بھی کہنا صحیح نہیں کیوں کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھیں پھر بھی حضور نے منع فرمادیا، مثلاً قدریہ مذہب

آپ کے زمانہ میں نہ تھا لیکن فرمادیا:

لَا تَعُوذُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲ ارواہ الیوداؤد ابن

ماجہ)

یعنی قدریہ مذہب کا آدمی بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی نہ کرو، مرجائے تو جنازہ

پر نہ جاؤ۔

روافض کی بابت فرمایا:

لَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تُوَكِّلُوهُمْ وَلَا تَنَازِلُوهُمْ (رواہ

العقلمی و ابن حبان والحاکم)

یعنی رافضیوں کے ساتھ نہ بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، پانی نہ پیو، شادی

بیاہ نہ کرو!

ظاہر ہے کہ قدریہ روافض عہد رسالت بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خلافت تک نہ تھے اور آپ نے پہلے ہی منع فرمادیا ایسا ہی اگر حقہ منع ہوتا تو آپ ضرور

منع فرمادیتے اذلیس فلیس

بخاری میں بروایت ابی ہریرہ آیا ہے:

يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسُرَ عَنْ كَنْزِهِمْ فَهَبْ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ

شينا،

یعنی قریب ہے کہ نہر فرات ظاہر کرے ایک کان سونے کی پس جو اس وقت

حاضر ہو وہ نہ لے اس سے کچھ۔

اس قسم کی احادیث فتنے و اشراط وغیرہا میں بکثرت موجود ہیں جس سے معلوم ہوا کہ جو ممنوع بات تھی منع فرمادیتے کیا اس کے جواب میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حقہ نوشی حضور کے زمانہ میں ہوتی تو سنت فرمادیتے۔

**اعتراض:** تھوم پیاز کھانے والے کو جب کہ خدا کے رسول نے منع کر دیا کہ مسجد میں نہ آئیں حقہ پینے والے کو کیوں نہ ممانعت ہوگی۔

**جواب:** تھوم و پیاز پر حقہ کو قیاس کرنا صحیح نہیں

اول تو اس لئے کہ ٹوم بصل کی بو ہر ایک کو آتی ہے حقہ کی بو ایسی نہیں، دوسرے حقہ کی بوسواک سے دور ہو جاتی ہے لہسن و پیاز خام کی ایسی نہیں جب تک ہضم نہ ہو بوز اکل نہیں ہوتی۔

تیسرے تمباکو خوشبودار ہو تو بجائے بو کے خوشبو آئے گی اگر دو منٹ کے لئے مان لیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ حقہ پی کر معا مسجد میں آنا منع ہے مطلقاً حقہ کشی منع نہ ہوگی مثل لہسن اور پیاز کے اگر لہسن و پیاز پختہ کھایا جائے تو مسجد میں آنا بھی منع نہ ہوگا، ایسا ہی اگر حقہ میں نیا پانی تمباکو خوشبودار ڈال کر پیا جائے تو یہ بھی منع نہ ہوگا جب بوز اکل ہو جائے تو مسجد میں آنا بھی منع نہ ہوگا جیسا کہ ٹوم بصل والے کو ممانعت بھی اسی حالت میں ہے جبکہ بو موجود ہو، یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لہسن و پیاز کچا ایک دفعہ کھا بیٹھے وہ عمر بھر مسجد میں نہ آئے۔

مٹی کا تیل مسجدوں میں جلانا اور دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبودیتی ہیں مسجدوں میں جلانا باوجود ممنوع ہونے کے جائز رکھا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے کیوں نہیں منع کر دیتے کہ مسجدوں میں مٹی کا تیل جلایا نہ جائے، گولپ یا جھاڑ میں جلایا جائے تو

بھی ممنوع ہونا چاہئے۔

قال الامام اللعینی فی شرحہ علی صحیح البخاری قلت علت النهی اذی الملائکة والمسلمین ولا یختص بمسجده علیہ الصلاة والسلام بل الكل سواء لروایة مساجد خلافا لمن شند ویلحق بمانص علیہ فی الحدیث كل ماله رائحة كريهة ما کولا او غیرها وانما خص الثوم ههنا بالذکر وفي غیره ایضا بالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها وكذلك الحق بعضهم لذلك من بغیه بخراد به جرح له رائحة الخ۔ رد المحتار، ہکذا فی ضمیمہ بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۲۶، مصنفہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی، نیز بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۸۴ میں مولانا امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

بعد لکھنے حکم لہسن و پیاز کے کہ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بد بو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بد بو اڑتی ہے منع ہے۔

ممانعت قرب مسجد سے وہ فعل ہی منع ہے تو چاہئے کہ جماع بھی منع ہونا چاہئے کیوں کہ جنبی کو مسجد میں آنا منع ہے حیض والی عورت نفاس والی عورت بسبب ممانعت دخول مسجد وہ بھی مرتکب حرام کی ہوں۔

اعتراض: حقہ نوشی دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ کَلَّابِلُ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔

کہ حقہ نوشی راسیتہ سیاہ است

اگر باور نہ داری نے گواہ است

جواب: زنگ آلودہ ہونا دل کا ساتھ گناہ کے ہے، حقہ نوشی جب گناہ ہی نہیں تو سینہ

سیاہ ہونے کے کیا معنی۔

طرفہ تر برکیست بعد از سوختن گل میشود

دو داد اندر ہوا پیچیدہ سنبل می شود

منکر کے اجتہاد کے قربان جائے زنگ آلودہ ہونا گناہ سے ہے یہ دھوکے سے کہتے ہیں، ان کی مثال مثل اس حافظ قرآن کے ہے جس کو ایک عورت مسماة بھابولی نے پوچھا حضرت میرانام بھی قرآن میں ہے حافظ صاحب نے فرمایا، ہاں تمہارا نام خدا نے بڑے ادب سے بولا ہے یعنی جی کے ساتھ عورت کو زیادہ شوق ہوا پوچھنے پر اصرار ہوا تو حافظ صاحب نے فرمایا دیکھو دوسرا پارہ خدا فرماتا ہے:

جُيِبُّ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا فَلَیْسَتْ جِیْبُ وَالِیُّ

وہ عورت سن کر خوش ہوئی اور حافظ صاحب کی خدمت کی۔

ایسا ہی دشمنِ حقہ اپنی جماعت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر آیۃ کتلا بَلْ رَانَ

گڑھ لی ہے کہ اس سے حقہ کی ممانعت ثابت ہے۔ معاذ اللہ من هذه الخرافات!

اعتراض: حدیث میں ہے جو شبہات سے بچا اس نے دین کو بچا لیا چونکہ

تمباکو مشتبہ ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

جواب: آپ نے اس کا مطلب نہیں سمجھا اس کا یہ مطلب ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے

اور حرام بھی ظاہر ہے حلال کو حلال جانو حرام کو حرام جانو جو ان کے بیچ میں ہے اسے

مباح جانو حرام کہنے سے بچو!

جب ثابت ہو چکا کہ اصل اشیاء میں حلت ہے پھر شبہہ کہاں رہا،

فی الحدیقة لا حرمة الامام مع العلم لا مع الشك والظن لان

الاصل فی الاشیاء الحل الخ۔



یعنی علم ہو حرمت کا تو حرام کہا جائے گا شک یا ظن سے حرام نہ کہا جائے گا، کسی کو یہ تردد ہو کہ شاید یہ حرام ہو تب بھی اس سے حرام کہنا یا ترک کرنا بسبب شبہ کے جائز نہیں۔

وفی الحدیقة الندیة:

غالب الظن اذا لم يعتقد به القلب فهو بمن - ذلة الشك والیقین  
لا یزول بالشك۔

جب ظن غالب ہو دل اس پر قائم نہ ہو تو وہ بمنزلہ شک کے ہے اور یقین شک سے دور نہیں ہوتا، ہاں شبہات سے یہ مراد ہے کہ پاک شے میں نجاست مل جائے یا نجاست پڑ جانے کا شبہ ہو تو احوط یہ ہے کہ اس سے بچے تو البتہ صحیح ہو سکتا ہے وہ بھی یہ کہ خود اپنے نفس کو بچائے نہ یہ کہ حرام کہہ کر لوگوں کو متفر کرنے کی اعمدہ فرمایا ہے اعلیٰ حضرت صاحب مرحوم بریلوی الاصلی من السکر صفحہ ۵۰ میں:

مگر اس کے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے نہ کہ اس کے سبب اصل شے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اسے استعمال کرتے ہوں ان پر طعن اور اعتراض کرے انہیں اپنی نظر میں حقیر سمجھے اس سے اس ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر افتراء اور مسلمانوں کی تشنیع و تحقیر سے محفوظ رہتا،

قال الله تعالى:

وَلَا تَقُولُوا الْمَنَاصِفُ أَسْنَتُكُمْ الْكُذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ  
لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يَفْلِحُونَ  
اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے:

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارا زمانہ تقویٰ شبہات کا نہیں غنیمت ہے کہ

آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچے۔

فتاویٰ الامام قاضی خان:

قالوا ليس في زماننا زمان اجتناب الشبهات واما على المسلم ان يتقى الحرام المعائن وفي تجنيس الامام برهان الدين عن ابي بكر ابراهيم ليس هذا زمان الشبهات ان الحرام اغنانا يعني اجتناب الحرام كفاك الخ ملخصا۔

اشباہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

وفي انها المكربة عن جواهر الفتاوى عن بعض مشائخنا عليك بترك الحرام المحض في هذا الزمان فانك لا تجد شيئا لا شبهة فيه۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو متروک اشیاء ہیں وہ معاف ہیں کیوں کہ اصل میں حلت ہے اس میں تو شبہ نہیں جو علاوہ اس کے کوئی چیز نجاست اور طہارت یا حلت یا حرمت میں کسی طرح کا شک ہو اس کا حال مشتبه ہو تو اس کا بھی مرتکب ہمارے زمانہ میں مجرم نہیں، اس کو عند الشرع مواخذہ نہیں۔

ترمذی میں حدیث ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جو اس کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا جس کا اس کو حکم ہوا ہے تو نجات پائے گا۔

اب مکروہ تحریمی بھی ہو تو بھی اس کا مرتکب معذب نہ ہوگا، کیوں کہ اس کی نہی شارع سے ثابت نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقہ نوش حضور کی کچھر میں داخل نہیں ہو سکتا،

خواجہ میر درد اور حقہ

شاید ان کو خواجہ میر درد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شاہ عبدالعزیز صاحب کا تذکرہ یاد

نہیں خواجہ میر درد حقہ پیتے تھے ایک بار شاہ عبدالعزیز نے آپ سے کہا کہ جو کوئی حقہ پیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے ہیں خواجہ صاحب نے حقہ منگوایا ایک کش لے کر اسی دم حضوری میں ہونچے ابھی دھواں منہ سے نکل رہا تھا آپ نے فرمایا آؤ درد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پاس پیٹھ جاؤ شاہ عبدالعزیز صاحب یہ کیفیت دیکھ کر قائل ہوئے، مقالہ کاملہ صفحہ ۶۴۔

یہ وہ بزرگ ہیں جن کو نواب بھوپالی اقتصار صفحہ ۹۲ میں لکھتے ہیں:  
 وسیاح بحر محیط حقائق توحید و سلطان اقلیم و دقائق تفرید و تجرید بود منکر بدعات  
 وقائع ضلالت آسمان اگر ہزار چرخ زند مشکل است کہ چہیں صاحب کمالے بہم رسد،  
 دیکھو انواع بارک اللہ۔

## ابیات

وچہ رد المختار محقق بہت کرے تحقیقاں  
 حاصل اس دا آکھ سناواں سنن بے شوق رفیقاں  
 جو حکم حقے وچہ جھگڑا بہتا کئی حرام بتاون  
 کئی مباح تے کئی کراہت جو رسالے لیاون  
 آخر بات پسند جو کیتی بات اباحت والی  
 جو حرمت ہو کر اہت دو دین حکم شریعت عالی  
 باہجھ دلیل آیہ حکم نجازانہ دلیل نہ کائی  
 نہ اتھے مستی نہ اتھے سستی نہ کچھ ضرر ایہائی  
 بلکہ فوائد ثابت آکھن جیہڑے ورتن والے  
 تے جیکر بعضیاں ضرر بھی کردا بعضیاں نفع بھی نالے

جس نو ضرر کریسی ہوسی اس دے حق مناہی  
 جویں جو ماگھی گرم مزا جاں کردا ضرر تباہی  
 رب نبی تے جھوٹ ہولا ون احتیاط نہ کائی  
 یعنی کہن کراہت حرمت لہنہاں جو نافرمانی  
 بلکہ احتیاط ایسے وچہ ہے جو حکم نہ کجھ کچھوے  
 یا قاعدہ اصل اباحت والا قابو ہتھ رکھیوے  
 یا طبعی کہن کراہت بوتھیں شرعی مول نہ کائی  
 ماتن شارح دی ہک مرضی تینوں آکھ سنائی  
 قہوے وچہ نہ کجھ قباحت نا کجھ چاہ وچہ دل دی  
 مگران ایہ جو پیندے اکثر تتی سڑدی بلدی!

۱۔ زیادہ گرم چیز کھانی منع ہے درالمختار میں لکھا ہے:

قہوہ کی حرمت کے بھی بعض قائل ہیں لیکن تاہم بھی قہوہ لکھا گیا ہے، امام

الدین عفی عنہ

حقہ کے پانی کو پلید کہنا نفس پروری ہے اس کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں  
 نجاست سے رنگ بومزہ بدلنے سے پلیدی کا حکم ہوگا نہ پاک چیز سے بدلنے پر جیسے  
 عریقات وجوشاندہ والملتاس وغیرہ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۳۴

بعض لوگ دھوئیں کو آلہ عذاب سمجھ کر حقہ کو منع کہتے ہیں ان کو یاد نہیں  
 حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پانی کے عذاب سے ہلاک ہوئی اب پانی کو  
 چھوڑ دیجئے آگ کو بھی چھوڑ دیجئے، روٹی پکانی، گرم پانی ترک کیجئے کیوں کہ گرم پانی  
 کفار کے لئے عذاب ہے۔

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝

گرم پانی سے غسل کرنا منع ہوگا۔

اگر کہا جائے کہ تمباکو پینا اسراف ہے اسراف کو خدا پسند نہیں کرتا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝

جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ اسراف میں داخل نہیں۔

حقیقۃ الاسراف اضعاف المال الكثير في غرض خسيس۔

یعنی خسیس اشیاء پر زیادہ مال خرچ کرنا اسراف ہے یہاں اس کے برخلاف

ہے تھوڑی قیمت سے زیادہ ایسی چیز ملتی ہے جس سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے بدن کو

صحت ہونی ریاچ سے حاصل ہوتی ہے بلغم خارج ہوتا ہے اگر ایسا ہی اسراف ہے تو چاہ

قہوہ دو دفعہ دن میں پینا بطریق اولی اسراف میں داخل ہوگا، تمباکو تو ایک ٹکے کا دن بھر

میں کافی ہے چاہ اور قہوہ پر کم سے کم پانچ چھ آنہ خرچ ہوتے ہیں یہ بھی منع ہونا چاہئے

روزمرہ کا دستور پوشیدہ نہیں امراء لوگ طرح طرح کے کھانے کھاتے ہیں کتنی کتنی دفعہ

کھاتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

الْأَكْلُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنَ الْإِسْرَافِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝

ترغیب صفحہ ۴۰۵۔

یعنی ایک دن میں دو دفعہ کھانا اسراف میں داخل ہے اور اسراف کرنے

والے کو خدا پسند نہیں کرتا۔

ایک روایت میں آیا ہے:

الْإِسْرَافُ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا أَشْتَهَيْتَ۔ ترغیب صفحہ ۴۰۵

یعنی یہ بھی اسراف میں داخل ہے کہ جس چیز کو جی چاہے وہی کھالے یا جس

وقت طلب ہو کھالے۔

کیا دو وقت کھانے سے یا جس وقت بھوک ہو کھالینے سے یا جس چیز کو دل کہے پکالینے سے کیا وہ غذا حرام ہوگی ہرگز نہیں امید قوی ہے کہ مانعین بھی اس اسراف کے مرتکب ہوں گے۔

اگر کہا جائے کہ آگ کھانا کفار کی غذا ہے یہ استدلال صحیح نہیں، غذا یہاں آگ نہیں دھواں لینا مقصود ہے اگر مطلق دھواں منع ہے تو چاہئے کہ گرم چائے جس سے دھواں نکل رہا ہو منع ہو یا بخور لینا عرد اور کستوری اور عنبر کا منع ہو حالانکہ کہ یہ منع نہیں۔

مولانا عبدالحی اپنے فتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ میں ان لوگوں کے جواب میں لکھتے ہیں جو دھوئیں کو آلہ عذاب سمجھ کر تمباکو کے دھوئیں کو حرام کہتے ہیں:

مخفی نیست کہ ہر دو مقدمہ قابل احتجاج نیست زیراچہ عود برائے بہشتیاں در بہشت سوزیندہ خواہد شد و آلہ عذاب قوم نوح آب طوفاں بود، مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:

جو چیز تین وجہ سے مکروہ تزیہی ہو کر مکروہ تحریمی ہوتی ہے میری نظر سے نہیں گذرا، پس حقہ میں تین وجہیں بیان کر کے مکروہ تحریمہ کہنا غلط اور خطائے فاحش ہے خود مولانا عبدالحی اس شخص کے جواب میں لکھتے ہیں جو تمباکو کھانے اور نسوار لینے کو پوچھتا ہے:

جواب درست است، شاہ عبدالعزیز دہلوی در بعضے تحریرات می نویسد در شیشہ تنباکو اصلًا وجہ حرمت نیست زیرا کہ حلت حرمت در نباتات منحصر در دو چیز است سمیت و سکر و اس شیشہ خالی ازین دو چیز است پس مباح باشد فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔ مانعین کا اجتہاد ہم پر حجت نہیں کیوں کہ فی زمانہ کوئی مجتہد نہیں اس لئے تمباکو

کو مکروہ تحریمہ کہنا ان کا قابل سماعت نہیں حضور کی اتباع اسی میں ہے کہ حقہ پینے کو مباح جانے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر جائز ہے تو اس کو مسجد میں رکھ کر کیوں نہیں پیتے سو یہ اعتراض ان کا کم فہمی ہے یہ نہیں جانتے کہ مسجد میں دنیاوی کلام جماع اور سونا اور کھانا پینا وغیرہ سب منع ہے تو کیا اس سے یہ کام بھی سب منع ہوں گے ہرگز نہیں پس مسلمان کے لئے یہ لازم نہیں کہ حقہ کشی کو حرام کہے اور خود حرام کو نہ چھوڑے جو نص قطعی سے حرام ہے غیبت، بہتان، حسد، جھوٹ وغیرہ۔

جو لوگ ان حراموں سے نہیں بچتے ان کو حقہ حرام کہتے شرم چاہئے جو حقہ سے بھی برا ہے، وہ حقہ کو برا کہے تو اس کو خطا ہے، حالانکہ یہ وہ چیز ہے کہ عاشق کھاتے ہیں معشوق پیتے ہیں اور منکروں کے ناس میں دیا جاتا ہے، ایک شخص حقہ کی طرف سے وکالتا عرض کرتا ہے سنئے اور غور سے سنئے اور انصاف کی داد دیجئے!

مرجع جمہورِ عالمِ منسِ خورد و کلاں  
 شمعِ روشن کی طرح ہوں رونقِ بزمِ جہاں  
 گلستانِ دہر میں ہوں وہ نہالِ بے خزاں  
 آبیاری خود بخود کرتے ہیں جنگی باغبان  
 رشکِ عالمِ زیبِ عالمِ نازِ عالمِ بے گماں  
 میں شہنشاہ و گدا کے منہ میں ہو گیا زباں  
 جھونپڑوں میں گاؤں کے اور شہر کے بازاروں میں  
 حلقہ گل میں بھی حاضر اور ہجومِ خار میں  
 مجلسِ ماتم میں بھی اور عیش کے دربار میں  
 ایکساں میری ضرورت یار اور اغیار میں

مرکزِ لطفِ جہان ہے نقطہ ہستی مرا  
 اور محیطِ بزمِ عالم ساغرِ گشتی مرا  
 میں نے کیوں عزت پائی مجھ میں کیا اوصاف ہیں  
 میرے شیدائی جہان میں چین سے تاقاف ہیں  
 ہیں خبازِ دودان پر جو مرے الطاف ہیں  
 چاہنے والے مرے اس پر بھی مجھ سے صاف ہیں  
 خود بخود میں بولنا ہرگز روا رکھتا نہیں  
 پر کوئی پوچھے جو چالِ دل چھپا رکھتا نہیں  
 کورِ آتشِ بار کے مانند میں سر کو جلا  
 آبِ طوفانِ خیز میں اک پاؤں پر ہو کر کھڑا  
 خدمتِ خلقِ خدا اس طور سے کرتا رہا  
 جس سے ہو مرہونِ منت میرا ہر چھوٹا بڑا  
 زندگی میری کبابِ آسا ہے ایسی زندگی  
 آپ کو ہو سوخت جس میں اور غیروں کو خوشی  
 کنجِ تنہائی میں انسان کا مونس رہا  
 جبکہ بارِ غم کے نیچے تھا وہ گویا پس رہا  
 سیکنا اس وقت میں وہ مجھے اقلیدس رہا  
 جب دماغِ اس کا پریشانی سے جیلِس رہا  
 تاکہ یکسوئی ہو حاصل وہ مرا خواہان رہا  
 اپنے مطلب کے لئے پکڑے مرا دامان رہا



گو طیب نامور میرا گلہ کرتے رہے  
 ڈاکٹر صاحب عیان بدیاں مری کرتے رہے  
 گاہے گاہے پر مراد وہ بھی ہیں دم بھرتے رہے  
 انسداد سوء ہضمی مجھ سے ہیں کرتے رہے  
 لکچرار میرے مخالف جو کریں لکچر پہ ناز  
 وہ بھی در پردہ ہیں اکثر مجھ سے رکھتے سوز و ساز  
 اس قدر تو ضیح سے مطلب بڑائی کا نہیں  
 مجھ کو دعویٰ کوئی اپنی پارسائی کا نہیں  
 کیوں کہوں میں مدعا کچھ عذر خواہی کا نہیں  
 کیوں کہ میں مطلوب بھی ساری خدائی کا نہیں  
 ہاں مگر اتنا مجھے کہنے کا حق ہے اور بجا

حلقہ بیعت مراد نیا میں ہے سب سے بڑا (ازمخزن)

یہاں چند بیانات اہل علم کے لئے لکھتا ہوں تاکہ مسئلہ حقہ کو خوب سمجھ لیں اس

کو برا وغیرہ نہ کہیں۔

نظم از شیخ عبدالغنی نابلسی از نغمہ الیمین صفحہ ۳۳

شَرِبْنَا دُخَانَ النَّارِ لَأَعْنِ هُوْدَةٌ    لِهَابِلٌ هُوَ الْمَقْوُوتُ عِنْدَ أُولَى الْحُجُبِ  
 وَلَكِنْ غَفَرْتِ الْهُمُومَ بِصَدْرِنَا    عَصَانَا فَدُخْنَا عَلَيْهِ لِيُخْرِجَنَا

بعضہم فی المعنی

لقد عقونى فى الدخان وشره    فقلت دعوة التعنيف فالامراحوجا

الا ان غفريت الهموم بصدربنا    مقيم فدخنا عليه ليخرجنا

از محمد امین زلی مدنی

يميل فؤادي للدخان وشربه واصبوا اليه صبوة الواله الهب  
لاخفى دخانا قد ابانة زفرة تلهب من نيران وجدشوت قلبى  
پس لازم ہے مسلمان کو کہ حق کی حرمت یا کراہت بیان کرنے سے زبان کو  
رکھے اگر اس کی طبیعت اس کے پینے کو نہیں چاہتی ہے تو نہ پئے اور نہ پینے والے پر  
متراض کرے، اگر خدا نے اس کی حرمت یا کراہت بیان نہیں کی تو یہ خدا کا احسان

ابن امیہ نے حضرت عمر سے کہا:

نماز قصر کرنے پر خدا نے یہ شرط لگائی ہے کہ خوف کی حالت میں دو گنا نہ کرو،

بہم کو کوئی خوف نہیں ہم پوری پڑھیں!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

میں نے یہ شبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ

اللہ کا احسان ہے اور بخشش ہے اس کی بخشش کو قبول کرو، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ خدا نے تمباکو کو پینا حرام یا مکروہ نہیں کہا تو اس

کی بخشش ہے اور احسان ہے جو اسے نہ قبول کرے وہ اپنی طرف سے اس کی حرمت

بیان کرے وہ خدا کا شکر اور مغتری علی اللہ ہے۔

مولوی محمد الدین گجراتی اور شاہد رے والے صاحب ذرا غور سے کام لیں

یوں ہی من گھڑت حدیثیں لوگوں کو نہ ستایا کریں کیا مسلم کی حدیث یاد نہیں آپ نے

فرمایا:

كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کافی ہے مرد کو جھوٹ یہ کہ حدیث بیان کرے ہر وہ جو سنے۔

پس جو سنا کہ فلاں نے اس کو حدیث کہا، حدیث کہہ دیا لیکن اس کی سند کا

نہیں تو اس کو جھوٹے ہونے کے لئے بھی ثبوت کافی ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى حَبِيْبِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ

فتویٰ دیوبند

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صحن مسجد کا کنارہ جو متصل مکان

جوتیوں کے ہوتا ہے مسجد کا حکم ہے یا نہیں جو شخص اس کنارے پر بیٹھ کر جوتیوں کی

حقہ رکھ کر حقہ پیئے تو درست ہے یا نہیں، بینواتو جروا۔

الجواب

جو جگہ مسجد میں داخل ہے اور وہاں نماز ہوتی ہے وہاں حقہ پینا خلاف اور

ہے اور خارج از مسجد جو جگہ احاطہ کے اندر ہے وہاں جماعت نہیں ہوتی وہاں حقہ

جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۵ محرم ۱۳۲۵ھ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# مسئلہ سنت فجر

الملقب بہ

## طلوع البدر

بأحكام

## ركعتي الفجر

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

## تہنود نعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد شکر تعریف کہاں نت ہر دم شام صبا میں  
 بود کیا تا بودوں جس نے کل خلاق تائیں  
 پدم کروڑاں خلق اوپائی نت حساب نہ آوے  
 تے سب دی صورت رنگ برنگی بولی سمجھ نہ آوے  
 سب جنساں تھیں افضل اعلیٰ آدم نسل او پائی  
 تے سب آدم تھیں بزرگ اشرف ذات حبیب خدائی  
 لکھ صلوة نبی نوں ہر دم تیک قیامہ  
 جسوں بھیجا رب العالم وچہ زمین تہامہ  
 باعث ارض و سماواں دا اوہ نور نور خدا دا  
 فخر الانبیاء ختم رسولاں شمع نجم ہدی دا  
 اوہ مخزن جو د و کرم دا حضرت منبع فیض عطائیں  
 تے معدن علم حیا پیارا شافع روز جزائیں  
 رات اندھیری چائن جس تھیں کھنڈیا نور جہانے  
 اوہ شمس الارض منور شمسوں لاٹ گئی آسمانے  
 بعد زوال کہئے نت سورج حضرت نور سوایا  
 وَللْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِیْ پاك خدا فرمایا

اوه پاک محمد سرور امت مرحومہ دا والی  
 جس امر نبی دا سبق پڑھایا ذات مبارک عالی  
 وت اولاد تے آل نبی تے بھی ازواجائے تائیں  
 بھیج درود اسماں تھیں یارب روز قیامت تائیں  
 چارے یار خلیفیاں تیک جو کونسل چار رسولی  
 عالی شان تہاں اس گائیں فیض جہاں مقبولی  
 پھر کل آل اصحاباں تیک جو یار نبی دے پیارے  
 آخر تائیں درج بدرجہ رحمت پون فوہارے  
 یارب رحمت بھیج اوبار و ہر دم چونہاں اماماں  
 بھی شاگرداں تیک بھی علماء کل خواص عواماں

ابو حنیفہ شافعی مالک احمد نام سنائیں تا بعد از انہاں دے مومن جنت لین ہوائیں

ایہہ چارے بین جہاز محمدی چڑھے سو پار ہو جاوے  
 چونہہ تھیں باہر مذہب کفری کدے نجات نہ پاوے  
 جو پار سلامت جانا چاہے اک اتے چڑھ جاوے  
 دو تن چونہہ تے قدم دھرے جو دچے غرق ہو جاوے  
 ایہہ چارے امام تے چار مصلے قبلے وچہ منظوری  
 چوہاں تے اتفاق امت دا رب دے مرد حضوری  
 ایہہ چارے رب نے کئے ان دیوے بال ٹکائے  
 جو وچہ اندھیرے لکھن والا اکھ مول تا جاوے

ایہہ چونہاں چراغاں چانن لایا اندر کل زمینے  
 ہر تھاں لو ایہناں دی لگی روشن ہوئے سینے  
 اے پر سبھ تھیں علم عقل وچہ ابو حنیفہ نیارا  
 ایہ پاک نبی دی امت وچوں شمس العالم بہارا  
 ادھی اہل زمین دی عقل جے وزن کرائی جاوے  
 تا عقل امام صاحب دی اہل زمین پر غالب آوے  
 اوہ ہک سورج دنیا اندر آیا وچہ اندھیرے  
 اول کل حدیث نبی دے کہتے اوس نکھیرے  
 کرن روایت ابو حنیفہ جے نہ ہوندا بھائی  
 دین نبی دا دنیا اندر پھڑدا نہ روشنائی  
 زینت اٹھی دنیا والی پاک نبی فرمایا  
 ہک سو سال پنچاہ دے اندر وچہ تنویر لایا  
 دیکھ روایت ہو ر پیارے مسلم وچہ بخاری  
 ایویں وچہ طبرانی آیا سنوں حقیقت ساری  
 جے دین ایمان ہووے سنگ ثریا پاک نبی فرماوے  
 تا فارس دی اولاد یا فارس وچوں لاه لایا  
 جلال سیوطی ابن حجر بھی کہیاں آکھ سنایا  
 ایہہ حضرت ابو حنیفہ باہجون شان کسے نہ پایا  
 علم لدنی آپ ہوراں نوں رب کیتا انعامی

دین نبی دا روشن کیتا ملکاں وچہ تمامی  
چارھے ہے علم خدا دا امت کارن آیا  
ھے تن حنیفہ تائیں چوتھا امت پایا

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوبَى لِمَنْ رَأَى رَأْيِي وَلِمَنْ رَأَى مَنْ

رَأَى

خوشی ہووے جس مینوں ڈٹھا آکھیا سرور سائیں  
تے خوشی ہووے جس ڈٹھا میرے دیکھنے والے تائیں  
تے ابو حنیفہ انس ڈٹھا بھی ہور صحاباں تائیں  
تا بیشک اس تے راضی اللہ وچہ قرآن سائیں

وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ وَرَضُوا عَنْهُ.

اس آیت وچہ تلاہیناں دی عزت رب جتائی  
ابو حنیفہ اس آیت وچہ داخل شک نہ کائی  
جتنا شان ونا رب عالم ابو حنیفے تائیں  
اتنا چوہاں اماناں وچوں ہور کسے نوں تاہیں  
کل امام تے کل محدث و صفاں کرنے والے  
اے پر نجدے غیر مقلد احتداں کرن منہ کالے  
چام چڑکاں سورج ولے دیکھ نہ سکن بھائی  
ہر دم چاہن سورج تائیں آوے کتوں سیاہی

حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی "جوابات اسولہ غیر مقلدین



، میں تحریر فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین اپنے کو کبھی محمدی کبھی وہابی کبھی عامل باللحدیث اور موحد کہتے ہیں، اور کبھی اپنا لقب مسلمان رکھتے ہیں، چنانچہ ۱۲۵۸ء میں اپنا نام محمدی رکھا پھر اسی میں شکست روائف، خوارج وغیرہ کی دیکھ کر وہابی کہلانے لگے پھر اس میں مخالف وسیلہ وغیرہ لے جان کر اپنے کو عامل باللحدیث کہلایا اس میں بھی شیعوں کی موافقت سے گریز کر کے موحد مثل ارسطو و افلاطون و دیگر نام رکھا کہ یہ کافر تھے، اس لئے بعد ازاں اپنے کو غیر مقلد کہلایا تابع نفس امارہ کے ہو کر مقلد اپنی رائے کے ہوئے ۱۲۸۰ھ (احقر امام الدین عفا عنہ لمعین)

کوشش بہت کرن جو سورج کیوں پلٹیا جاوے  
چائن رہے نہ دنیا اوپر ظلمت ڈیرا لاوے  
تاں پھر چام چڑکاں اڈن روک نہ ہووے کائی  
انھیاں انکھاں چاہن اندھیرا، بھاوے نہ روشنائی  
پر اوہ سورج روشن رہ سی روز قیامت تائیں  
جدوں لپیٹیا جاوے سورج، ہوسی حشر تدا تائیں  
سب تھیں بہتر مذہب خفی آکھیا بہت عقیلاں  
وچہ لے صداقت دیکھ پیارے اس دیاں کل دیلاں  
اوہ رسالہ فیض مقالہ بنیا گل گلزاراں  
مولانا بو یوسف لکھیا کوٹلی وچہ لو ہاراں  
ہر ایک مسئلہ تائیں لکھیا قاضل تال دیلاں  
وچہ زبان پنجابی یارو کھیا رو ذلیلاں

اکثر لو کی ایس زمانے عمل کرن من ۲ بھانے  
ہائے افسوس ایہہ مذہب حقہ چھڈن دیوانے  
مفتن غیر مقلد فرقہ جس ایہہ شور مچایا  
بے علماں نوں پکڑ جنہاں نے او جڑ دیول پایا  
ہوراں نوں اک فرقہ نکلیا جس دا نام رکابی  
ایہہ بعض مسائل اندر حنفی بعضیاں وچہ وہابی  
ایہہ حلوے اندر زہر ملایا پر کسے نظر نہ آوے  
ایہہ زہری حلویوں پچنا بھائی جو کھاوے مر جاوے  
ایہہ غیر مقلداں تھیں سپ زہری اپنا چک چلاون  
جاہل حنفی سمجھ انہاں نوں زہری حلوا کھاون  
جو عام جگہ غیر مقلد لوگ انہاں تھیں ندے  
ایہہ حنفیاں دے ہین گجے ویری لوگ انہاں وچہ پھسدے  
ایہہ ہر مسئلہ وچہ رولا پاون بے علمی دے مارے  
امام صاحب دے قولوں چھڈن آکھاں مارنقارے  
مثلا جیویں دو سنت فخری اس وچہ رولا پایا  
پڑھن وہابی فرضاں کچھے الٹ حدیث کمایا  
جو غیر مقلد ہو کے پڑھدا اسنوں دکھ نہ آوے  
اتنا دکھ جو حنفی دعوی کر کے عمل کماوے  
وجہ ایہی تالیف رسالہ دل میرے وچہ آئی

اس مسئلے وچہ رولا پے گیا رہی تمیز نہ کائی  
 بے علماں نو پتہ نہ لگدا پاون او جڑ راہیں  
 آکھن پڑھیا ہک اصحابی کیتا منع جو ناہیں  
 قیس حدیثوں سند لون ایہہ غیر مقلد واہی  
 تے ضعف ایہدے پردعوی اجماع کیتا نووی بھائی ۳

۱ "صداقت الاحناف، حضرت علامہ مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلی  
 رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

۲ جس مسئلہ کو نفس امارہ نے پسند کیا اسی پر عمل کرتے ہیں خواہ اپنے مذہب کے  
 خلاف ہو اور یہ درست نہیں۔ چنانچہ فتویٰ عزیزی میں ہے: جس کا ما حاصل یہ ہے:  
 کہ ایسا شخص اشقیاء سے ہے، ہاں بہ وقت پائے جانے تین شرائط کے۔  
 (اول) یہ کہ باعتبار دلائل قرآن و حدیث کے اس مسئلہ میں مذہب شافعی کو ترجیح ہو،  
 اور صحیح اور ناسخ و منسوخ پر بھی اس کو پورا عبور ہو۔

(دوم) یہ کہ اگر کسی کی ضیق یعنی تنگی میں مبتلا ہو بلا عمل کرنے شافعی مذہب کے گزارہ  
 نہ ہو، مثلاً مفقود کے احکام میں، ایسا ہی پانی کے احکام بھی اس دیار اس قبیل سے ہیں۔  
 (سوم) یہ کہ کوئی شخص صاحب تقویٰ جس کو احتیاط منظور ہو اور وہ کسی مسئلہ میں مذہب  
 شافعی میں زیادہ احتیاط دیکھے مثلاً صدقہ دوسیر سے زیادہ دینا، لیکن ان ہر سہ صورت میں  
 دوسری شرط بھی ہے کہ تفسیق واقعہ نہ ہو مراد اس سے یہ ہے کہ دو مذہبوں پر عمل کرنے  
 سے کوئی ایسی صورت متحقق ہو جائے کہ وہ دونوں مذہب میں جائز نہ ہو، مثلاً کسی شخص  
 کے نزدیک فصد ناقص وضو ہے اور وہ بعد وضو فصد کرا کے اسی وضو سے امام کے پیچھے

نماز ادا کر لے اور پھر سورت فاتحہ بھی نہ پڑھے تو ایسی نماز کسی مذہب میں درست نہ ہوئی مذہب حنفی میں تو وضو نہ بالکل باطل ہونے کی وجہ سے اور مذہب شافعی میں فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے پس جب تک یہ تین شرائط نہ پائی جائیں تو حنفی المذہب کو مذہب شافعی پر عمل کرنا قریب الحرام ہے اس لئے یہ دین میں تنگی کرنا ہے از فتویٰ عزیز می مختصر (صفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰ جلد اول) امام الدین عفی عنہ۔

۳ تہذیب الاسماء۔ ۱۲ منہ

ایہ صحیح ضعیف پہچان نہ کر دے بے علمی دے مارے  
 کر معنی الٹ خرابی کر دے مڈھوں بازی ہارے  
 اشاعت نجدی مذہب کارن سوسو جتن بناون  
 معنی الٹ قرآن حدیثاں کر کے مفت کھنڈاون  
 صدیق حسن بھوپالوی نے جیویں ہک تفسیر بنائی  
 اوہ مفتی چار سو جلد بھوپالی عرب شریف پہنچائی  
 اے پر کھوٹ نہ لگدا کوئی کتنا جتن چلاوے  
 سچ مثل جو نور محمد وچہ شہباز لیاوے  
 کھوٹ ملع لگدانا ہیں ہرگز کول صرافاں  
 اوہ گھت کوٹھالی کرن او جگر کوڑ ہوون سبھ لافاں  
 اوہ دیکھ لئی جد شاہ اسلامی آتش! وچہ جلائی  
 وہن مبارک مرد ربانے کیتی خوب صفائی  
 تے امر تیری ثناء اللہ بھی اک تفسیر بنائی

ہک عربی ہک اردو جس دا رکھیا نام ثنائی  
 عرب شریف لے گئے وہابی اسنوں چائیں چائیں  
 بو خوشخبری سنو وہابیو! کی ملیا ۲ اس تائیں  
 غضب اندر سب عالم آئے جدوں کتاب دکھائی  
 اس توبہ تھیں انکار کیتا پھر کفرے تیغ وگائی  
 کہن لگے اسلاموں باہر تو ہیں سنگ آفتاباں  
 بھی روا امامت نا ہر طرفوں پیاں اس پھٹکاراں  
 قدریہ تے جبریہ اس دا مذہب پایا جاوے  
 نا پڑھو جنازہ تے ہو فاتحہ قبر جو اس دی پاوے  
 شک نہ کوئی پڑھنے والیاں لکھ دے جان دے واری  
 فیصلہ مکہ نام رسالہ دیکھ حقیقت سزای  
 نذیر حسین وہابی نے ترجمہ غلط بنایا  
 سارا زور لگا کر اس نے لوکاں تیک پھٹایا  
 لہنہاں تیک وگاڑن والہ شیطان اناڑی  
 لہنہاں بھی پر کسرنہ چھوڑی خلقت بہت وگاڑی  
 ایہہ آپ گلے تے لوکاں گالن لکسی پتہ اگاہاں  
 اس گندے مذہب گند اوبھارے دیوے رب پناہاں  
 ایہہ مذہب نجدی پیدا ہویا وچہ آخر زمانے  
 نجد شہر تھیں اول چلیا کھنڈیا وچہ جہانے

اس مذہب دا بانی یارا تینوں پتہ بتاواں  
 احمدؑ ابن زینی جیویں لکھیا مکے وچہ سچاواں  
 عبد وہابی دا پتہ خراب جو نام محمد ساہی  
 اوہ شہر نجد وچہ پیدا ہو یا مر گیا ۵ وچہ گمراہی  
 یاراں سو تر تالی / ۱۲۳ھ دے وچہ مذہب ظاہر ہو یا  
 تے باراں سو پنجاہ / ۱۲۵۰ھ دے اندر شہرت اندر آیا  
 پر وقت حاکم نوں شامل کیتوس نال فرب مکاراں  
 محمد ابن مسعود جو آہا کیتیاں متدیاں کاراں  
 اوہ مکر فریب اجھے کوڑوں سچ بناوے  
 اوہ چیلہ ابلیس خلق نوں گمراہی وچہ لیاوے  
 نجد ولایت کہاں مکر دی فتنے کل جگاوے  
 نجدوں سنگ شیطان تے فتنے اٹھسن نبی بتاوے  
 نجد مخالف پاک نبی دا سیری کل شیطاناں  
 تاہیں نجدی بن کے آیا طرف ناداناں

۱ یعنی بھوپالوی کی تفسیر کو سلطان روم نے علماء عرب میں تقسیم کیا بعد میں مطالعہ  
 تفسیر اور اس کے مذہب نجدی کی اطلاع پانے سے سب بندوں کو واپس جمع کر کے  
 بجائے مبارک بادی کے اس کو جلا دیا، کذافی مجموعہ فتاویٰ مولوی محمد شاہ صاحب  
 دربوی ضلع حصار (امام الدین عفی عنہ)

۲ مولوی ثناء اللہ کو اپنی تفسیر اور معنی الٹ کی وجہ سے جو انعام ملا وہ رسالہ فیصلہ

مکہ میں دیکھو جس کو سلطان ابن مسعود نے خرچے سے طبع کرا کر ہندوستان میں تقسیم کیا ہے (احقر امام الدین عفی عنہ)

۳ اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو دیکھو! کتاب ”الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ“ مصنف علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ ۱۲ امنہ

۴ ۱۱۱۱ھ ۵ ۱۲۰۶ھ

جدوں کفاراں حضرت کارن کیتیاں سن تدبیراں  
جو کرے قتل یا وطنوں باہر یا وچہ قید اسیراں  
فر جمع ہوئے وچہ دار الندوہ کافر کے والے  
اشرف لوگ قریش کفاراں ابو جہل بھی نالے  
آکھن کی تجویز کراہیں بولو سمجھ بھراؤ  
جویں محمد فتنہ پایا اس نوں کیوں ہٹاؤ  
ابلیس بھی حاضر وچہ اونہاں دے جلدی قدم ٹکایا  
پہن پوشاک جیویں سرداراں مکر مکر بنایا  
اونہاں آکھیا کون آیاتوں؟ شیٹوں جلدی نال بتایا  
میں ہاں نجدی شیخ اکھ تساڈا سن کر وہایا  
جو اج منصوبہ قتل محمد بولیا دینوں خالی  
ایہہ نجدی ولایت اندر پہنچی خبر کمیٹی والی  
اس منصوبے وچہ تسانوں دیواں میں تدبیراں  
بات کرو! ناسنگو! ہرگز بولیا پیر شریاں

تاں فر خوشیاں نال بٹھاوے ٹولہ قوم کفاراں  
 لکھوی دی تفسیر کنوں ہن باقی نقل گزاراں  
 ابو اللبخری تد بولیا کوٹھے وچہ محمد واڑو  
 محکم بنہوں بوہا چنوں باری ہک گزارو  
 اوس موریوں کھانا پینا بھیجو وچے ہی مر جاوے  
 جیویں اگلے شاعر مرگئے ایہہ بھی مر خاک سماوے  
 تا نجدی بولیا بری صلاح ایہہ مول پسند نہ آوے  
 جو اسدی قوم لڑائی کر کے اس نو کڈھ لے جاوے  
 ہشام عمر دا بولیا اسنوں اوپر اٹھ چڑھاؤ  
 اپنے وچوں کڈھو! جاوے چاہے جتھ بھراؤ  
 نجدی بولیا بری صلاح اس بہت نادان پھٹائے  
 ایہہ جتھے گیا پھٹاسی فوجاں اوپر تساں دوہڑائے  
 ابو جہل فر بولیا میری ایہو صلاح بھراؤ  
 جو ہک جوان • قبیلے ہر تھیں کنوں قریش بولاؤ  
 اوہ اشرف چست جوان سبھی ہر جتھ دیہو تلواراں  
 تا رکے سب تلواراں مارن حملہ ہک واراں  
 تا سب قریش قبیلیاں اوپر خون محمدی ہوسی  
 ہاشمیاں سب لڑن نہ قوت خون بہا چک ہوسی  
 پھر سب قریش دیت بھردین جو تس منکن بھائی



نجدی کیا صلاح جنگی ایہہ سمناں گل پکائی  
 تا جبرئیل آیا اتے دتی خبر صلاح کفاراں  
 تے کہیا سوت سویں اج اپنی طاہر چھک مہاراں  
 فر حضرت حکم علی نوں کیتا سوت میری اج سوتوں  
 ایہہ چادر میری پہن سویں فر کسے نہ رکھیں بھوتوں  
 فر حضرت باہر گھروں چلے مٹی مٹھ اٹھائی  
 اِنَّا جَعَلْنَا پڑھ کر مٹی کفاراں سرپائی  
 تا اللہ نظر کفاراں پھیری کسے نوں ناں دیائے  
 ثور جبل دی غار اندر صدیق سنے پہنچائے  
 تے مشرک بے مرادے ہن علی دا اوپر سوت نبی دی  
 جانن ٹھیک پیغمبر ستا نا تنہا خبر علی دی  
 فجرے اٹھ کیتونے حملہ علی اگوں دیایا  
 پچھیا کتھے یار تیر اوس لا ادری فرمایا  
 جاں غار اندر انہاں رات گذاری فجرے کافر آئے  
 کھوج نکالیا سر پر پہنچے اگے کھوج نہ جائے  
 منہ غار اوپر ہک بوٹا اللہ راتو رات جمایا  
 بھی ڈاور جالا تنیا جفت کیوتر آہلنا پایا  
 بھی آہلنے وچہ دتے اونہاں انڈے دیکھو حفظ الہی  
 آپ جہاں دا حاف دشمن پئے چکھ مارن واہی

امام الدینا کر ذکر جو نجدی کی کچھ متا پکایا  
 عید وہاب دے پت جو حاکم اپنے سنگ رلایا  
 نال اہدے فر متا پکایا نجدی وانگ وزیراں  
 جو مکے والیاں قتل کراہیں دیکھو! کار شریاں  
 فر مکے ہور مدینے اوپر نجدوں کرن چڑھائی  
 حنبلی مذہب اپنا ظاہر کردے وچہ لو کائی  
 اپنے باہجوں ہوراں تائیں اہل ایمان نہ جانن  
 جو کوئے کرے خلاف انہاں دالمشک اوس پچھانن  
 مکے ہور مدینے والیاں سبھ نوں کافر جانے  
 تے روضے پاک نبی نوں موذی وڈابت پہچانے  
 جے کوئی حضرت پاک نبی دی قبر زیارت جاوے  
 اوہ ملعون خبیث نکارا کافر اوس بتاوے  
 جو ہند ولایت وچہ وہابی مگر گرو دے جاون  
 جو دوروں قبر زیارت کرنے والیاں لعنت پاون  
 یہود و نصاریٰ تھیں ودھ مشرک ہین مقلد سارے  
 آکھن بے تمیز وہابی دوزخ جاون ہارے  
 ہک وہابی ۲ بحث کریندیاں ایہہ بکواس الایا  
 حضرت ابو حنیفہ تائیں مشرک اوس بتایا  
 وکان ابو حنیفہ من المشرکین پڑھیا اوس وہابی

جے ہوندا زور شریعت میں اس کردا قتل شتابی  
تے بعضے شرک بتاون پڑھنا کلمہ پاک نبی دا  
اسم شریف محمد پاروں دیکھو! کفر عقیدا  
تے ابن سلیمان ۳۱ ہور طریق نکالیارب دے مارے  
ہر کم پوری بسکل پڑھنی بدعت کہیا نکارے  
بھی بعد دعاؤں ہتھ منہ ملدیاں کلمہ پڑھے جے کائی  
ایویں سوندیاں اٹھ دیاں کہندابدعت ہے گمراہی  
ممنوعات ۳۲ ہون جس شادی جاون بچھ روا  
تے نائک ۵۱ دیکھن روا بتاون نیت نال صفا  
پدري ۲ بھین سوتلی نانی روا نکاح بتاون  
بھی وقت طلوع غروب نمازاں جائزمتہ بتاون  
ایہہ چھوڑ بیان عقائدوالہ اتھے نہ سادے  
دفتر ہے درکار سنا کیویں نجدی چڑھ کر آوے  
القصہ پھر نجدیاں رکے جنگ فساد مچایا  
باراں سو ویہ/ ۱۲۲۰ھ تیک اونہاں فر اپنا زور دکھایا  
فر سال ۱۲۲۷ھ/ ستھویں خوار ہوئے رب شوکت توڑ گوائی  
قطع دابر الخوارج/ ۱۲۲۷ھ دیکھو بعض تاریخ بتائی  
اوہ نجدی شیٹوں قتل کیتا بھی چیلے مار گوائے  
تے چیلیاں دے پڑچیلے باقی ساڈے ملکیں آئے

فرشاہ نے قتل کیا جو اس داہک خلیفہ ہویا

باراں سون تیتی/۱۲۳۳ھ وچہ ایہہ واقعہ ظاہر ہویا

محمد احمد وہابی ہدی للمتقین میں کہتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف بہ نیت

زیارت سفر کرنے سے بمشابہ یہود و نصارہ ہو کر لعنتی ہو جاتا ہے

، نعوذ باللہ من ذلک العقیدہ

حالانکہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک زیارت قبور صالحین کے لئے سفر

کرنا جائز ہے نہ حرام نہ مکروہ کما فی احیاء العلوم من النووی اور حضرت ملا علی

قاری نے شرح عینی العلم میں لکھا ہے:

صحیحین میں جو وارد ہے،

لَا تُشَدُّ وَالرِّحَالُ إِلَّا إِلَى مَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى لَا يَمْنَعُ هَذَا زِيَارَةَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ لِأَنَّ الْحَصْرَ فِي حَقِّ

الْمَسَاجِدِ دُونَ سَائِرِ الْمَشَاهِدِ۔

(سفر نہ کرو میری اس مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی طرف، یہ

حدیث اولیاء کی قبروں کی زیارت سے نہیں روکتی کیوں کہ حصر مساجد کے بارے میں نہ

کہ ہر زیارت گاہ کے بارے، ترجمہ محمد یاسین قادری شطاری)

اور احیاء العلوم سے خزائن الروایت میں منقول ہے:

كُلُّ مَنْ يَتَبَرَّكُ بِمَشَاهِدَتِهِ فِي حَالِ حَيَاتِهِ يَتَبَرَّكُ بِزِيَارَتِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ

وَيَجُوزُ شَدُّ الرِّحَالِ لِهَذَا الْغَرَضِ۔

- (چھ کوئی آپ کی زیارت سے آپ کی زندگی مبارک میں برکت پاتا تھا وہ بعد از وصال بھی برکت حاصل کر سکتا ہے، لہذا اس مقصد کے لئے شدر حال جائز ہو، شطاری) قبور صالحین کے لئے جب سفر جائز ہو تو روضہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سفر کیوں جائز نہ ہوگا، رد عقائد الوہابیہ صفحہ ۲۱، امام الدین عثمی عنہ
- ۲ زمانہ طالب علمی ۱۹۱۵ء میں ایک وہابی اتفاق سے میرا ہم سفر ہو گیا جس نے اثناء گفتگو میں یہ طوق لعنت پہنا تھا (احقر امام الدین عفا عنہما لہتمین)
- ۳ عبداللہ بن سلیمان اوڈ وہابی کے اپنے مدرسہ کے چندہ کی رسید بک میں ہر ایک رسید کی پشت پر ایسے خرافات ہیں (امام الدین)
- ۵۴ لکھائی کٹ جانے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا ہے، لہذا یہ حاشیہ رہ گیا۔

عبد وہاب دا پت جدا نام سلیمان سہمی  
 بھائی نیک دیوے نت متیں پے گیوں وچہ گمراہی  
 پھمے سلمانہ نام رسالہ سی سلیمان بتایا  
 اس وچہ رد محمد نجدی واضح کر دکھلایا  
 سہانپوری خلیل احمد بھی کافر اون بتاوے  
 در مختارتے شامی تھیں اوہ وچہ مہند لیاوے  
 ایہہ شام تے مصر مدینے مکے بھی وچہ ہند دیکھائی  
 کر تصدیق ستر علماواں ہر ہک مہر لگائی  
 عمل عقائد دیکھ وہابیاں کیتا رو انہاں نوں  
 عرب عجم دے کل علماواں دیواں خبر تسانوں

وچہ کفر وہابیاں آشک نہ کر دے دیکھو فقہ فتاویٰ  
فتح مبین اندر جا دیکھیں شامی کنوں لیاوے  
فتح مبین کتاب عجیبہ بھائیاں خبر سناواں  
ہنجو چوی/۴۷۶ گھٹ اوہدے وچہ مہراں ہین علماواں  
ایہہ گندہ عقیدہ مذہب کفری ہر دم وچہ ضلّائے  
جویں جو نور محمد لکھدا وچہ شہباز رسالے  
بہت وہابیاں توبہ کیتی اس مذہب دے راہوں  
جدوں نصیب ہدایت ہوئی اللہ دی درگاہوں  
تے ہکناں توبہ کیتی اے پر اتری نہ سیاہی  
جویں نذر حسین و غیرہ توبہ توڑ گوائی  
نذر حسین وہابی مکے توبہ کر کے آیا  
مڑ کر وگڑ وہابی ہوکے اوہا شور مچایا  
تہی دستان قسمت را چہ سود از راہبر کامل  
کہ خضر ار آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را  
سود نہ خالی قسمت والیاں پیر ملے جے کامل  
یعنی فیض نہ لیون پیروں توڑے ہر دم شامل  
جویں تشنہ آب حیاتوں لیا یا خضر سکندر تائیں  
تویں نذر حسین مڑ آیا چھڈ مذہب دے تائیں  
ایہہ توبہ نامہ عربوں آیا دلی طبع کرایا

اوہ قاری شاہ محمد کول میں اس تھیں نقل کرایا  
تے بعض اساڈے حنفی بھائی بے علمی دے مارے  
دیکھ رسالے نجدیاں والے مگرے جاہن نکارے  
ہک اجھے شخص کہیا جد میں سوال الایا  
وہابیاں وانگ دوست مسئلہ اس نے سی بتلایا  
سلسلہ وچہ رحیمی اکیوس کیتی میں تسلا  
امام الدینا جو ایسے حنفی مار تہاں سر کھلا  
کیوں جو دعوی حنفی کرن تے عمل وہابیاں والے  
ایسے نیم ملائیاں نے بے علم بے چارے گالے  
حنفیاں دے جد عمل نہیں تاں حنفی کیوں سد یوے  
لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ وچہ قرآن پڑھیوے  
دعوی حنفی کر کے بھائی لچر پچر نہ ہوویں  
ایہہ حال وہابیاں، چھوڑ! پیارے پکا ہو کھلوویں  
پس لوگ وہابی لچر پچر ہن آ کہہ بناواں چوڑے  
جیوں لکھیا وچہ خود رشید رسالے ۴ نور محمد جوڑے  
زبانی دعوی حنفی مذہب سیری کفر شیطانی  
حنفیاں دے ہڈوڑے ویری دعوی کوڑ ایمانی

رسالہ عربی زبان سے اردو میں ہو کر طبع ہو گیا ہے جس میں محمدی نجدی کا اس  
کے برادر حقیقی نے خوب رد کیا ہے۔

۱ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی اپنے رسالہ ”جوابات اسولہ غیر مقلدین“ میں فرماتے ہیں:

بنارس میں مشاہدہ کر چکا ہوں جواز نکاح پدیری ہمشیرہ و جواز متعہ کا اور مولوی محمد مصطفیٰ صاحب وقاری محمد شاہ صاحب ساکنان علیکا کلاں ضلع حصار کے برادر زاد مسیمان علی محمد شاہ غیر مقلدین اپنی پدیری ہمشیرہ کو بھگا کر نکاح کرنے کو تیار رہتے تھے کہ ان کے والد و چچا مولوی محمد مصطفیٰ صاحبان کو خبر پہنچی جس کی وجہ سے ان کو خوب زد و کوب کیا اور گاؤں سے خارج جواب تک داخل ہو نہیں پایا اور مولوی عبدالوہاب دہلوی نے متعہ کو جائز کیا جس سے دہلی میں بڑی مٹی پلید ہوئی اور جواز نکاح سوتیلی نانی، نماز بوقت طلوع و غروب کی بابت دیکھو! اخبار الہمدیث ۲۲، اگست ۱۹۲۸ء، امام الدین عفا اللہ عنہما جہنڈوی۔

۲ واضح ہو کہ سب غیر مقلدین کفریات و عقائد فاسدہ میں برابر نہیں جن کو علماء احناف کی صحبت رہی وہ بہ نسبت بعض کے سدھرے ہوئے ہیں خدا ان کو ہدایت کرائے! آمین!، امام الدین

۳ صفحہ ۶۷، ۶۸، دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا!

وہابی فرقہ ابدعت والا کردا ایہہ آدائیں

کدے اوس مذہب کدے اوس مذہب ایہہ ہک مذہب تے ناہیں

ایہہ فرقہ بدعت اہل ہوائیں مومن دور ہو جاوے!

جن ستارے مذہب چارے وچہ شہباز لیاوے



## ۳ بیت شہباز

(مذہب ابو حنیفہ دا جیویں جن بدر روشنائیاں  
تے ہور مذاہب تاریاں وانگوں آکھ بناواں بھائیاں  
مذہب ابو حنیفہ اتے جو ٹریا سو تریا  
انشاء اللہ دو ہیں جہانیں رہ سی ہر یا بھریا  
پر حق چوہاں تھیں باہر ناہیں لکھیا اہل کمالات  
جو چونہ تھیں باہر مذہب کفری یا اوہ اہل ضلالاں)  
شہباز رسالہ وانگ بخاری کجھن لوگ وہابی  
اینویں بہت پیارا جانن اس نوں لوگ رکابی  
ایہی کردا رو اینہاں نوں کھول سنایا یاراں  
تاہیں ایہہ شہباز رسالہ مڑ مڑ میں چتاراں  
تے بیشک اسیں بھی چنگا جاناں پر ہک بات قصوری  
اوہ تینوں مینوں سبھ نوں معلم جگاں وچہ مشہوری  
یعنی کہے عطار تے جامی رومی مہی تائیں  
فرنگ یہودوں گندے کافر مسئلہ کھول سنائیں  
ابن عرب تے باہو بلھا ولیاں ہور ہزاراں  
جو قائل مسئلہ وحدت والے اونہاں کافر کہے چماراں  
اوس نوں پڑھکے جاہل وگڑے پایا شور جہاناں

ہر دم کوٹ کفر وچہ رہندے ماری عقل شیطاناں  
ایہہ ہر تے کفر لگاؤن کفری چڑیاں تے ہور کاواں  
ہک رسالہ سیف محمدی اسدی نقل سناواں

### سیف محمدی مولوی سلیمان روڑوی

ہک نور محمدی فرقہ دیکھو گھر تھیں شرع بنائی  
جو کوئی ملے اونہاں تس پچھن جامی رومی بھائی  
اول اس سلام نہ منیں سنت سرور والی  
رومی جامی کوں توں جانے ایہو سوال اولی  
جے اونہاں وانگوں کافر کہے تاہن خوشی سلاماں  
نہیں تاں کافر کہہ کے ٹورن دیندے ایہہ انعاماں  
ایہہ افراط اندر رہن لنگے فرقہ ایہہ افراطی  
جانوراں حیواناں تائیں سوہن کفر خیاطی  
ایہہ شرط ایماندی لہنہاں ٹھہرائی کافر کہن مدامی  
ابن عرب عطار تے باہو بلہا رومی جامی  
تاہیں پڑھن شہباز رسالہ منع کیجا علماواں  
دہلی اندر بحث ہوئی جد تینوں پتہ بتاواں  
مانع خوف طوالت پاروں میں اوہ نقل نہ کردا  
جس نوں شک ہو دے آدیکھے توڑے کوٹ کفر دا

جس دل قطرہ نور ایمانوں ہووے صدق لیاوے  
 اے پر ضدی غیر مقلد یکدے یقین نہ لیاوے  
 امام الدینا چھڈ ذکر وہابیاں مسئلہ کھول سنائیں  
 یعنی سنت فجرے والہ بھائیاں پیش نکائیں  
 اول ثابت کر دکھلاواں کتب فقہ تھیں بھائی  
 حنفیاں تاکیں کافی اے پر من نا جو واہی  
 آکھن وچہ حدیث دکھالو سانوں نظر نہ آوے  
 جو فرضاں کچھے سنت پڑھنی منع نبی فرماوے

۱۔ واضح ہو کہ شاید بعض غیر مقلدین ان عقائد مذکورہ سے انکار کریں کیوں کہ  
 تمام عقائد باطلہ غیر مقلدین کے سب غیر مقلدین نہیں جانتے اس واسطے کہ ان کے  
 اساتذہ و تلامذہ کے مختلف ظرف ہیں، پس حسب ظرف و استعداد ہر استاد اپنے شاگرد کو  
 تعلیم دیتا ہے۔

۲۔ پس ایسا شخص جو معاملہ مورد مشروبات حنفی کے موافق عمل کرے اور کھانے  
 کی چیزوں میں مالکی مذہب پر، طہارت منی میں شافعی مذہب پر اور ایسا ہی وہ مسئلہ کہ  
 زید نے ایک عورت سے زنا کیا تو عورت کی لڑکی زید پر حرام ہے اور شافعی مذہب میں  
 زید پر حرام نہیں ایسی ایسی صورتوں میں وہ شخص خواہش نفسانی کی اتباع سے شافیہ کے  
 موافق عمل کرے تو وہ اشقیاء سے شمار کیا جائے گا، اور یہ سب مذہب کا پابند نہ ہونے کی  
 وجہ سے ہوگا۔

۱۔ زمانہ طالب علمی میں احقر کے سامنے نواب علی طالب علم نے حضرات جامی

رومی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کو کتا و کافر کہا: بندہ نے ہر چند منع کیا مگر باز نہ آیا آخر کو ہماری آپس میں مار پیٹ و فساد کی نوبت آئی بندہ نے حضرت مولانا عبدالعلی صاحب مدرس مدرسہ کے مولوی عبدالرب دہلوی سے شکایت کری اس پر شہادت پیش ہونے سے مولانا صاحب نے نواب علی ساکن چنداں کو مدرسہ سے خارج کر دیا اور سند نہ دی، پھر مولوی محمد یوسف مفتی جنید و مولوی حافظ محمد غوث ساکن چنداں کی سفارش سے نواب علی سے توبہ کر کے سند دے دی گئی اور اس مسئلہ پر علماء دہلی سے استفتاء حاصل کیا گیا مولوی نور محمد اور دیگر جامی رومی وغیرہم کو کافر کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا اور شہباز کے پڑھنے سے علماء کرام نے منع کیا اور وہ فتویٰ بندہ کے پاس موجود ہے اور قاری حافظ فضل دین صاحب ڈسکوی مولوی سلیمان فیض محمد مہلہ والہ مولوی ابوالفیض منگلہ مولوی بارک اللہ عسکری.....

بھی آکھن وقت جماعت نہ جائز سنت فجر یوالی  
 بھادیں پردہ حاصل ہووے ادا نہ کردے عالی  
 ایسے پاروں فصل دوجی وچہ لیاواں کل حدیثاں  
 کر کے نقل کتاباں وچوں توڑاں عذر حیثاں  
 یارب کریں آسان بندے نو ثابت قدم نکاواں  
 طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی بہل کتے نہ جاواں  
 اول وقت پڑھیوے سنت گھر اپنے وچہ خاص  
 قُلْ يَا سَنَتِ پھلی اندر دوجی وچہ اخلاص  
 فضل تنہاں سن گھر وچہ پڑھیاں پاک نبی فرماوے

رزق فراخ تے مومن مری، گھروں تنازعہ جاوے  
 سنت فجری پیش فرض تھیں جے کر ادا کچھوے  
 دنیا تے مافیہا تھیں ودھ اسنوں درجہ ڈھوے  
 ایہہ عینی شرح ہدایہ اندر ابو داؤدوں لیاوے  
 تے ابو یعلیٰ دی مسند اندر ہور روایت آوے  
 بہت تاکید نبی فرمائی دساں کھول عزیزاں  
 حضرت کہیا ترک نہ کریو اس وچہ چنگیاں چیزاں  
 ایہہ کدے نہ چھڈیاں پاک نبی نے سن توں میرے جانی  
 عینی شرح ہدایہ اندر ایویں وچہ طبرانی  
 سب تھیں بھاری سنت فجری وت دوگانہ شام  
 وت دو پیشی فر دو خفتاں چارے ظہر تمامی ۲  
 سنت فجری عذرے باہجوں بیٹھیاں نا روا  
 اینویں روا نہ گھوڑے اُتے نزد واجب دے آ  
 در مختارتے شامی عینی شرح ہدایہ بھائی  
 فتح قدیر تے ہور کتابیں سنت واجب آئی  
 بھی نووی اتے شوکانی آنکھن ابن قیم نالے  
 بھری حسن تے ہور محدث واجب آنکھن نالے  
 تے حضرت ابو حنیفہ نے بھی واجب ہے فرمایا  
 تے سفر سعادت وچہ ایہناں نوں و تراں نال رلایا

وتران نوں بھی بعضے سنت واجب بعض بتاون  
ایویں سنت وچہ بھی عالم دوویں قول لیاون  
القصہ ایہ بہت موکدہ ترک نبی نہ کیتی  
بر تقدیر جے فوت ہوئی تا بعد طلوعوں نیٹی  
فرضوں پہلے وقت لہنہاں دا جے کر گذر سدہایا  
پھر حکم ایہناں سن بیلیا جیوں وچہ فتح تقدیر لیا یا  
محض ایہہ نقل ہو گیاں! جد کر ہوں فرض ادا  
تے نغلاں تائیں پیش طلوعوں پڑہن کراہت آ  
اسلئے جو نص نہ وارد خاطر لہنہاں بھرا  
ایہہ قانون کتاباں اندر لکھ گئے علماء  
یعنی بعد الفرض پڑہو تا کہے حدیث پیاری  
جے کر کہے تاہے معارض مسلم ہور بخاری  
فرضوں بعد نماز نہ، جب تک سورج نہ چڑھ جاوے  
ایویں عمروں بعد نہ جب تک سورج نہ چھپ جاوے  
میں پچھیا پاک نبی تھیں آکھے عمر عبس دا جایا  
جدوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم وچہ مدینے آیا  
جائز وقت نماز بتائیے پھر حضرت فرماوے  
پڑھ کے فجر نمازوں ٹھہریں تا سورج چڑھ جاوے  
ایہہ مولا تا منصور علی وچہ فتح مبین لیا یا

جس وچہ دوہا بیان کیتا ستیا ناس اوٹھایا  
 ا کیوں کہ سنتوں کی سنیت صرف فرائض کی تکمیل کے لئے ہے اور جب  
 باعث سنت کا مرتفع ہے تو سنت بھی مرتفع ہوگئی پس محض نفل رہے گی۔  
 ۲ یہ ایک شعر انواع بارک اللہ کا ہے۔

بعد فجر تے بعد عصر دے وقت کراہت دو  
 اتھے سنت نفل نہ جائز بھاویں قسم کسے تھیں ہو  
 مگر جنازہ ہو قضاے ایہہ دو ہین روا  
 بھی ہو سجدہ بچھ تلاوت وچہ کبیرے آء  
 جے سنت فجر کو نیت کے توڑے فرضوں بعد قضا  
 ایہہ قضاے روا نہیں وچہ عالم گیری آء  
 کسے سنت فجری ادا نہ کیتی پڑھ فرض امام  
 جے جانے سنت پڑھیاں ہوسی فوت جماعت عام  
 سنت چھوڑے رلے جماعت نال اتفاق بھرا  
 تے جے جانے ہک رکعت رہ سی دوم رکعت پا  
 ایہہ نال اتفاق گزارے سنتاں دور صفاں تھیں جا  
 سنت پڑھ کے رلے جماعت فضل دوویں ہتھ آ  
 تے جے کر جانے قعدے رل ساں کا رکعت نہ پا  
 صحیح روایت سنتاں چھوڑے رلن جماعت آ  
 پر ہک روایت سنتاں پڑھ کے قعدے رلے امام

قعدے تائیں حکم رکعت بعضے کہن تمام ۳  
فتح قدرتے شامی تھیں وچہ غایت ذکر لیایا  
صحیح روایت قعدے والی تینوں پتہ بتایا  
جے وچہ مسیت جماعت کھڑی تاہور مکانے جا  
اتھ شرط آواز امام نکائی سنت کر ادا  
جے ہور مکان علیحدہ ناہیں اندر پڑھن بھرا  
جے اندر کھڑی جماعت بھراوا باہر کریں ادا  
جے پردہ کچھ نہ ہوے حاصل، گوشے مسجد آ  
دور ۴ صفاں یا پچھے ۵ ہو کر سنت کریں ادا  
جو کہے نہ جائز سنت پڑھنی جب تکبیر ہو جاوے  
ایہہ قول مخالف کل فقیہاں کیوں کر منیا جاوے

۱ مسئلہ اگر بروز جمعہ اناحطبہ میں ہو تو خاموش ہو کر باادب خطبہ سنیں، سنت قبل  
جمعہ اس وقت نہ پڑھے، کیوں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام  
نکلے پھر بغیر فرض کے کوئی نماز نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا  
الْمَكْتُوبَةَ،

عجب ہے کہ غیر مقلدین اس حدیث پر عمل نہیں کرتے اور اس حدیث إذا  
أَقِيمَ فَلَا صَلَاةَ بہت زیادہ پڑھتے ہیں۔

۲ شاید کہ صاحب انواع نے یہ قول بحر الرائق سے نقل کیا ہو دیگر کتب پر نظر نہ



گئی ہو اس اس لئے کہ غایت الاوطار صفحہ ۳۳۰ میں لکھا ہے کہ شامی و فتح قدیر وغیرہ نے صاحب بحر کے اس قول کو ضعیف قرار دے کر قعدے والی روایت کو صحیح و قوی لکھا ہے احقر کے نزدیک یہی قول معتبر ہے کہ قعدہ کی امید تک سنت کو ترک نہ کریں اللہ تعالیٰ اعلم (احقر امام الدین عفا عنہما التین)

۳ یہاں تک چھ شعر انواع بارک اللہ سے ہیں۔

۴ اسی طرح بہشتی گوہر صفحہ ۷۵ پر ہے۔

۵ وعن ابی جعفر انه اذا خشي ان تفوته الركعتان من الفرض و يدرك الامام في التشهد فانه يصلي السنة عند ابی حنیفة و ابی یوسف رحمة الله تعالى عليه بعد الصف لافي الصف ان لم يجد موضعا غيره، جوہرہ نیرہ صفحہ ۷۱ (احقر امام الدین عفا عنہما التین)

### لطیفہ

ہک لطیفہ یاد اتھائیں آیا میرے بیبا  
فرض سعی ہے جمعہ دیہاڑے سنوں بیان عجیبہ  
ترک سعی مامور بہ تھیں رفع نماز نہ تھیوے  
ایوویں ریانہ باطل فرضاں اندر کتب دکھیوے  
سعی اتے اخلاص دوویں ایہہ فرضاں وچہ گنیوں  
اپر شرطوں رکنوں اندر ایہہ شمار نہ تھیوں  
ایویں سمجھ اقامت پیارے شرط رکن ایہہ ناہیں

جیہڑی توڑ و نجاوے بیباک سنت فجر ی تاکیں  
ہور دیکھ یتیم نظر نہ آوے آب جدوں مل جاوے  
تے وچہ نماز قیام قوۃ پاوے تاں ٹٹ جاوے  
پس قیام تے پانی وانگ اقامت فرضاں ناہیں  
جیہڑی توڑ و نجاوے بیباک سنت فجر ی تاکیں  
فرض جماعت عین فریضہ احمد کہے امام  
تاں بھی جے کوئی پڑھے اکلا جائز بچھ تمام  
تے مذہب ساڈے وچہ جماعت سنت کہے حنیفہ  
دیکھ پیارے وچہ کتاباں ایہہ بیان شریفہ  
پھر سنت نزد جماعت پڑھے جے بندہ کو  
ایہہ سنت کو لے نست پڑھنی جائز کوں نہ ہو  
اس نال شرط جو سنت پڑھ کے لوے جماعت شتابی  
پھر کوں امامت تاکیں بہنڈر سنتاں کہن وہابی  
تے سنت پڑھدیاں جے کر بھائی جاوے گذر جماعت  
تاں بھی سنت فاسد ناں پر کیتا کم کراہت  
کیوں جو سنگ جماعت فرضاں درجہ ات بھاری  
ترک جماعت کرنے والیاں روز حشر نوں خواری  
کرفوت جماعت سنت پڑھے تا اجر نہ کامل ڈیوے  
پس ایہی معنی فلاصلوۃ جو وچہ حدیث پڑھیوے

ایہہ لافنی جنس دا ایہی نفی کمالی پکارے  
 اینویں جیوں وچہ ہور حدیثاں معنی دیکھ پیارے  
 نماز نہیں اور بندے دی جو تا درود پہنچاوے  
 وچہ نماز اساڈے اوپر خود حضرت فرماوے  
 مطلب ایہہ جو کامل تا پر اصل جواز پہچانی  
 پڑھن درود نبی تے سنت اس بن ناقص جانی  
 تے مسجد باجھ نماز نہ کامل مسجد دے ہمسائے  
 اینویں آبق بندے دی جو مالک تھیں نس جاوے  
 ہور کامل نہیں ایمان اوہدا جسی نہیں امانت داری  
 وعدہ کرے خلاف سو اس وچہ نہیں دیانت داری ۲  
 اصل نماز تے اصل ایمانوں نفی نہ اتھے بھائی  
 ایہہ نفی جنس دا لام ایہی اتھ نفی کمالوں آئی  
 اینویں جان حدیث پیارے فلاصلوۃ جو آئی  
 سنت والی نفی نہ اس تھیں ثابت تھیوے کائی  
 علاوہ اس دلیل سہ دو سنت مستثنیٰ فرمائی  
 ابو ہریرہ کنوں روایت بیہتی اندر آئی

۱ بعض غیر مقلدین کی زبانی سنا ہے کہ جب تکبیر ہو جائے تو سنت الفجر اس  
 وقت فاسد ہو جاتی ہے مگر ان کی کتابوں میں یہ مسئلہ احقر کی نظر سے نہیں گذرا (احقر  
 امام الدین عفی عنہ)

۲ یہ دو شعر مولوی محمد غوث کے ہیں۔

۳ اذا اقیم فلا صلوة الخ

### لطیفہ

ہور عجیبہ ذکر پیاریاں تیک سنایا جاوے  
مولانا محمد حسن محدث جس نوں لیاوے  
اذا اقیم فلا صلوة ایہہ کلیہ عام نہ آیا  
شمس الحق جو غیر مقلد کر تسلیم سدہایا  
فلا صلوة جو قاعدہ ہے نا عام کہے اس تائیں  
تائیں بعد اقامت آکھے جائز و تراں تائیں  
و تراں نوں مستثنیٰ کہے تے و تراں سنن بناوے  
وچہ اعلام رسالے دیکھو! مت کوئی شک لیاوے  
تے اسیں بھیں مستثنیٰ ہاں کہندے سنت فجرے والی  
بیہتی اندر دیکھ روایت ابو ہریرہ راوی  
و تراں تائیں بعد اقامت نجدی کہن روا  
تے سنت کیوں نہ جائز کہندے اوس وچہ کی خطا  
اوہ سنت وتر برابر دوویں پڑھنے دے وچہ جانے  
پھر کیوں سنت فجر نجاہز بعد اقامت جانے



## لطیفہ

ہو ر لطیفہ سنی پیارے یاد اسماں نون آیا  
 محمد حسن محدث جس نون تنبیہ وچہ لیایا  
 وہابی کہن نماز نہ کوئی جب تکبیر ہو جاوے  
 مگراں اوہ نماز جو خاطر جس دی آکھی جاوے  
 تے خود منتقل مگر پڑھاون فرض وہابی سارے  
 جو خاطر نفل اقامت ہوئی دیکھ وہابیان کارے  
 پھر کیوں فرض پڑھن منتقل مگر خراب وہابی  
 پس معلوم جو حنفی سچے نجدی بیٹن کذابی  
 فرض نہ جائز نفلی کچھے حکم کیتا فقہاواں  
 وچہ انواع لیاوے لکھوی سگوں بیت سناواں  
 جے فرض امام جماعتے نفلاں روا جماعت ہو  
 تے نفلاں والے مگر نجائز فرض پڑھے جے کو  
 ایہہ فرض قوی بنا کریندے نفلاں اوپر چا  
 تے سنت پڑھنوں منع کرن جس حنفی پڑھن جدا  
 ایہہ طور نصیحت کراں حنفی بھائیاں تائیں  
 قسم اللہ دی ضد نہ مینوں سنت چھوڑ نجائیں  
 جے اک رکعت یا قعدہ پاویں اس تھیں مکھ نموڑیں

ڈاہڈی ہے تاکید انہاں وی لگدیوس نچھوڑیں  
فتح قدیر نے شامی تھیں، وچہ غایت مسئلہ پایا  
صحیح روایت قعدے والی تینوں پتہ بتایا  
جے قعدے تیک امید نہ ہووے پھرتوں چھوڑ سدہاویں  
ہن ایہہ پڑھن قضائی والہ مسئلہ کھول ☆ سناویں  
سنت! فجری جے سن فرضاں ہوون کسے قضائی  
پیش زوال جے پڑھے قضائی ہر دو کرے ادائی  
بعد زوال قضائی سنت ساقط فتویٰ نال  
فرضاں باہجوں فوت جے سنت ساقط ہے ہر حال  
جاں اک نیزہ سورج آوی سنت پڑھے قضائی  
تے اک روایت ہتھ زمین جب دھوپ کرے روشنائی ہے  
ایہہ سب کتب فقیہ تھیں مسئلہ کھول سنایا یاراں  
قفہ حدیثوں باہر ناں پر بھلے پھرن گواراں

### تعریف حدیث

سن تعریف حدیث پیارے تینوں کھول دکھاوان  
جویں محدث لکھ سدہائے میں نہیں دلوں بناواں  
قول فعل تقریر بنی تس کہن حدیث پیارے  
ایویں قول تے فعل صحاباں اتے ہوو تاہی سارے

تے حضرت ابو حنیفہ تابعی شک نہ اس وچہ لیا کیں  
 حضرت ابو حنیفہ ڈٹھا بہت صحاباں تا کیں  
 پس ابو حنیفہ والی فقہ جان حدیث پیارے  
 جس تھیں مسئلہ ثابت کیتا نجدی منکر سارے  
 تاہیں میں ہن اس مسئلہ نوں لکھاں نال حدیثاں  
 تاں پھر حجت قائم نہ ہووے توڑاں عذر حبیثاں  
 سنت فجری بعد اقامت جائز پڑھن پیارے  
 جے کر خوف جماعت نہ ہووے منع کرن ہتھیارے  
 اس مسئلے وچہ بہت روایت سن لے وارو واری  
 غیر مقلد قائل نا، پر عقل جہاں دی ماری  
 ابو ہریرہ ۲ کرے روایت بیہتی اندر آوے  
 حضرت پاک نبی فرمایا جب تکبیر ہو جاوے

۱۔ مسئلہ اگر سنت قبل جمعہ قضا ہو جائے تو ان کی قضاے سنت نہیں مگر سنتہ الفجر و

الظہر ان کی قضاے سنت ہے ۱۲ (امام الدین)

۲۔ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

اصحابہ وسلم اذا قیمت الصلاة فلا صلوة الا المكتوبة.....

☆ غایت الاوطار صفحہ ۳۳۰۔

× یہاں تک تین شعر انواع بارک اللہ کے ہیں۔

پس نہیں نماز مگر مکتوبہ یعنی فرض نماز

ہو الارکعتی الفجر بھی کہیا یعنی سنت نماز  
مطلب ایہہ جو دو رکعتاں فجری پڑھیاں جاون  
اقامت جدوں ہو جاوے حضرت پاک نبی فرماون  
جو سنتاں پڑھے رکعتے رلیا نبی صاحب فرمایا  
ثواب تمام نماز فجر دا ہتھ اس دے وچہ آیا  
حضرت علی روایت کیتی ابن ماجہ وچہ آوے  
ایویں احمد مند اپنی وچہ حدیث لیاوے  
وقت اقامت پڑھدے آہے سنت سرور عالم  
تے ہو روایت ابن عباسوں عینی اندر معلم  
یعنی عینی شرح بخاری وچہ روایت لیاوے  
وقت اقامت پڑھدے حضرت ابن عباس بتاوے  
گھر میونہ سنت فجری حضرت پڑھدے ساہی  
بہت حدیثاں اس مسئلہ وچہ سن دا چل گواہی  
سعید جو بیٹا عاص آبا تن شخصیاں تیک بلایا  
ابو موسیٰ تے ہو حذیفہ ، بن مسعود بھی آیا  
سدیا سی ایہناں تاں تائیں قبل صلوة فجر دے  
پھر ایہہ نکلے اس دے کولوں وقت نماز فجر دے  
تے کیتی گئی اقامت سی پس بیٹے بن مسعود  
وچہ مسیحے طرف ستون پھر کیتے چار سجود



پڑھ کے نماز دو رکعت سنت رلے جماعت نال  
نزد اقامت سنت پڑھنی جائز کریں خیال  
ایہ روایت ہے طحاوی تینوں پتہ بتاواں  
تے ہور جو ابن ابی شیبہ وچہ لکھ دکھاواں  
ابو موسیٰ تے ابن مسعود ایہ یار نبی دے پیارنے  
عاص دے بیٹے کو لوں نکلے سن توں یار ہمارے  
قائم ہوئی نماز جداں پھر بن مسعود سہارا  
سنت پڑھ کے نال جماعت رلیا بھارا  
اے پر وچہ صفاں بو موسیٰ جلد ہو یا مو جو  
پس جانیا نزد اقامت پڑھدے سنت بن مسعود  
محمد بیٹے کعب کلوں اک ہور روایت آوے  
ابن عمر جویں سنتاں پڑھیاں لکھیا وچہ طحاوی  
اقامت ہوئی نماز فجر تاں گھر تھیں نکل سدہائے  
اجے داخل وچہ مسیت نہ ہوئے رستے اندر آہے  
عبد اللہ بیٹے عمر دو سنت کیتی اوتھ اوا  
پچھوں پڑھی نماز فجر دی سنگ جماعت آ  
معلوم ہو یا جو پڑھ لیا کردے سنت فجر یارا  
بعد اقامت ابن عمر بھی بن مسعود سہارا  
بن مسعود جو ثریا جس راہ سنوں بیان شریفہ

۴

اکثر ثریا اس راہ اوتے حضرت ابو حنیفہ  
درج ذیل دو شعر شہباز کے ہیں

بن مسعود دے مذہب اتے سرور عالم راضی  
تے اللہ بیشک راضی اس تے سمجھن فاضل قاضی  
تاہیں حضرت ابو حنیفہ اکثر اس راہ ثریا  
تس مذہب عالی شان مذاہب جو ثریا سو تریا  
نافع مدنی کہے جگایا میں عبد اللہ تائیں  
جو اٹھ نماز فجر پڑھ اس نے پڑھیا سنت تائیں  
تے کیتی گئی اقامت ساہی وقت صبح دیوالی  
ہو روایت دیکھ پیارے بیٹے اسلم والی  
زید جو بیٹا اسلم راوی ابن عمر تھیں لیاوے  
آکھے ابن عمر پڑھ سنتاں وچہ جماعت آوے  
حجرے حصہ دے وچہ پڑھیا ابن عمر جو عالی  
اس وقت جماعت قائم آہی وقت صبح دے والی  
امام طحاوی وچہ معانی کرے بیان سچاواں  
ابو مجلز کنوں روایت تینوں لکھ وکھاواں  
بو مجلز کہے نماز فجر نوں وچہ مسیت میں آیا  
نال میرے بن عمر اتے ہور ابن عباس بتایا  
امام نماز پڑھاندا سی بن عمر اونہاں سنگ ہویا

اے پر ابن عباس انہاں سنگ سنت پڑھ کے ہویا  
پس جدوں سلام پھیریا رہے بیٹھے ابن عمر اس جا  
دن چڑھیا تا اٹھ کھڑے پھر نت پڑھی قضا  
معلوم ہویا مکروہ پچھانے ابن عمر اس تائیں  
سنت قبل طلوعوں ورنہ پڑھدے اٹھ اتھائیں  
بو عثمان روایت کیتی وچہ طحاوی آیا  
امام نماز فجر وچہ ہے سی ابن عمر جاں آیا  
پڑھی نہ آئی سنت فجری بو عثمان سناوے  
پس مگر امام دے ہو کر سنت ابن عباس اداوے  
پھر داخل ہو یا نال انہاں دے حضرت ابن عباس  
دیکھو پاس جماعت پڑھیاں کیتا نہ دسواں  
ابن عباس تے ابن عمر بھی بن مسعود سہارے  
ایہہ بعد اقامت سنتاں پڑھدے ایڈ صحاب کبارے  
جے بعد اقامت جائز نہیں تاں کیوں پڑھدے صحابی  
اینہاں کیتا کم برا یا چنگا دیہن جواب وہابی  
اک ہور روایت وچہ طحاوی تینوں پتہ بتاواں  
ابی الدر داء جویں سنتاں پڑھیاں لکھ حدیث وکھاواں  
اوہ داخل ہوندے مسجدے تے ہور لوگ سفاندے اند  
پھر اوہ پڑھ دے سنت فجری گوشے مسجد اندر

بھی مسروق دو سنت فجر پڑھنے کے لئے نزد اقامت مسجد اندر گوشے دے وچہ شععی گوشے کرے روایت تے ایویں بھری حسن کہے وچہ گوشے مسجد جا سنت پڑھیں تے پھر توں داخل وچہ جماعت آ نہدی بو عثمان کہے ایسے آندے پاس عمر دے تے ایسے نہ سنتاں پڑھیاں ہوندے قبل نماز فجر دے تے حضرت عمر خطاب دے بیٹے وچہ نمازے ہوندے پھر ایسے بھی سنتاں پڑھ کے شامل نال انہاں دے ہوندے یعنی آخر مسجد ہو کر سنت ادا کریندے پر داخل ہو کے وچہ جماعت ایسے نماز پڑھیندے بو عثمان انہاندی دا ایہ ذکر طحاوی لیا تے حضرت عمر بھی ایویں پڑھ دے ابن بطلان بتایا حماد تے مکحول مجاہد بڑا مفسر بھاری بھی حضرت ابو حنیفہ پڑھدے رحمت ہووے بھاری بھی ہور صحابہ پڑھدے بھی ہور ڈاہڈے عالم تیتھوں میتھوں گئے نہ جاندے کتنے واللہ عالم دیکھ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ ایہ بعد اقامت پڑھ دے بھی ہور شاہ مدینے والا بعد اقامت نہیں نماز جو کردے پیش وہابی

کیا ایہہ معلم ناں اصحاباں دیہن جواب شتابی  
یا آکھو سی معلم انہاں پر کرن خلاف نبی دا  
لا حول ولا میں نت پکاراں ایہہ ملعون عقیدا  
ایہہ مسئلہ ثابت ہويا حدیثوں ، بعد اقامت والا  
لکھ دکھا ہن دو جا مسئلہ پڑھن قضائے والا  
فرضاں باہجوں فوت بے ہوئے سنت میری بھائی  
قبل طلوع نجاتز پڑھنی دیکھ روایت آئی  
ترمذی جامع اپنی اندر دیکھ حدیث لیایا  
ابو ہریرہ کرے روایت پاک نبی فرمایا  
جس نے پڑھی نماز فجر تے سنت پڑھی نہ ہو  
پس چاہئے اوہ بعد طلوعوں پڑھے رکعتاں دو  
امت نوں ایہہ حکم سناوے شاہ مدینے والا  
حکم عدولی کرنے والیاں روز محشر منہ کالا  
تے فعلی دیکھ روایت آئی ابن ماجہ وچہ بھاری  
ابو ہریرہ کرے روایت ایہہ حدیث پیاری  
سنت قبل فجر تھیں سنا پاک رسول سہارا  
قضا پڑھی پھر پاک نبی نے دن چڑھیا جد سارا  
تائیں بعد طلوع اصحاباں پڑھیاں بھی اماں  
جد دیکھیا قول تے فعل نبی دا لکھ صلوة سلاماں

ابن عمر تھیں فوت ہوئی جد سنت قبل فجر دے  
 بعد طلوعوں پڑھی قضائی آیا وچہ خبر دے  
 معانی وچہ لے امام طحاوی ایہہ روایت لیایا  
 تے مالک وچ موطا اپنی اینویں ذکر لیایا  
 ابن ابی شیبہ تھیں دیکھو ہور روایت آئی  
 بعد ضحیٰ دے پڑھی دو سنت ابن عمر نے بھائی  
 بھی قاسم ابن محمد کیتا جیویں جو ابن عمر نے  
 اس وچہ دلیل موکدہ سنت آکھیا عبد البر نے  
 تے یحییٰ ابن سعید کہے میں سنیا قاسم تھیں  
 کہندا جے میں پڑھی نہوواں سنت پیش فرض تھیں  
 ایٹھوں تیک جو فرض پڑھاں تاں پڑھیاں بعد طلوعوں  
 امام الدینا بس ہويا ثابت مسئلہ بہت وقوعوں  
 ہن بس ہدایت وس اللہ دے وس جو تیرے ناہیں  
 جو کرے قبول تے عمل کماوے جنت لے سی جائیں  
 کراں امید جو عمل کریں سنی چوپیں جائیں  
 بھی کراں امید میں عاجز دے حق دیں نیک دعائیں  
 اے پر صد تعجب والی کج فہمی دے مارے  
 نہیں امید قبول جو کر سن ٹدوں بازی ہارے  
 سمجھن نہ کدائیں ہر دم مرض انہاں وچہ بھاری

ہر دم وچہ تعجب رہندے عقل شیطاناں ماری  
چند متکلم فیہ حدیثاں کر دے پیش وہابی  
تنبیہ اہل عصر وچہ سمھناں ۲ دیکھ جواب شتابی  
میں اوہ نقل نہ لیاندے اتھے خوف طوالت آوے  
اے پر جس نوں شک ہووے اتھ دیکھے شبہ مٹاوے

۱ اس سے مراد شرح معانی الآثار امام طحاوی کی ہے۔

۲ ہر خاص عام کو واضح ہو کہ اگر کوئی غیر مقلد صاحب عاجز کے اس رسالہ کا  
جواب لکھنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ حضرت مولانا محدث فیضوی کے رسالہ مسیحی بہ  
تنبیہ اہل العصر فی ادار کعتی الفجر کا جواب دے جو کہ ستر ضروریہ میں شامل ہے پس اس کا  
جواب اس کے جواب پر منحصر ہے، ورنہ قابل تسلیم نہ ہوگا، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ  
الْهُدٰی (احقر امام الدین عفی عنہ المتین)

اوہ رسالہ فیض مقالہ دیوے خوب دلیلاں  
جس وچہ رد وہابیاں کینا دیکھیا بہت عقیلاں  
محمد حسن محدث دا اوہ بنیا خوب رسالہ  
ہن اوہ دنیا چھوڑ سدہائے رحمت ہووے شمالہ  
اس دا کسے جواب نہ دتا عاجز ہو گئے سارے  
مشر تیک جواب نہ دیں زور بے لاون سارے  
ما حاصل میں اس دے وچوں ہندی نظم بنائی  
عاماں دے سمجھاون کارن میں تکلیف اٹھائی

جو کچھ وچہ کتاباں ڈٹھا سو میں لکھ دکھایا  
 اصلی علم خداوند جانے میں نہیں دلوں بنایا  
 تیراں سو انتالی/۱۳۳۹ھ اندر ہویا ختم رسالہ  
 سوہیاں تینوں بار خدایا اس دا کل حوالہ  
 میں وچہ علم نہیں کچھ بھائی سبھ نوں عرض گزاراں  
 تے نہ کدے شعر بنائے پہلے نہ کچھ میتھے ساراں  
 ایہہ فضل خدا تھیں ترجمہ کیتا میں نہ وچ وڈیائی  
 بھل تصور جو ہوئی میں تھیں ٹھیک بنالے بھائی  
 اے بھائی جے اس وچ تینوں کوئی عیب دسیوے  
 کریں درست پیارے تینوں اتر خداؤں ڈھیوے  
 الانسان مرکب من الخطاء والنسيان ایہہ آوے  
 بخش دیوے رب کل بریائی جے کوئی عذر لیاوے  
 بھل تصور جو میتھیں ہوئی بخشیں بار خدایا  
 ہر دم توبہ کل گناہوں کریں قبول خدایا  
 یارب دیہہ توفیق جو ہر دم صالح عمل کماواں  
 علم دیویں فرزند میریاں نوں عمل کرن صلحاواں  
 بھی روئے پاک نبی دے زیارت کریں نصیب خدایا  
 دین دنیا دی حل کریں تو مشکل بار خدایا  
 قبر عذاب تے جان کنی دی تلخی دور ہٹائیں  
 تے وقت نزع دے منہ وچہ کلمہ نال ایمان لے جائیں  
 مائی باپ تے زن فرزنداں پیر استاد تمامی  
 بحرمت نییاں ولایاں بخشیں کل خواص عوامی



## تقریظ

مولانا مولوی محمد مصطفیٰ وقاری حافظ محمد شاہ صاحبان

(ساکنان علیکاں کلاں ضلع حصار)

بعد حمد و صلوة واضح ہو کہ مولوی امام الدین صاحب ساکن جھنڈہ کلاں نے جو رسالہ وغیرہ غیر مقلدین دربارہ سنت الفجر لکھا ہے بندہ نے اول سے آخر تک مطالعہ کیا پس بموجب کتب فقہ و حدیث شریف صحیح ہے جس کا مطالعہ کرنے سے مفہوم ہوا کہ سنت الفجر بوقت جماعت کسی گوشہ مسجد یا دروازہ یعنی خارج از مسجد یا کسی پردہ کی آڑ میں پڑھنی درست ہے اگرچہ قعدہ ہی حاصل ہو، اگر خوف فوت ہو تو ترک کر لے اور شامل جماعت ہو کر بعد طلوع قضا کر لے، کذا فی کتب القوم کتبہ۔

محمد مصطفیٰ اعظمی عنہ

## حافظ محمد شاہ

بعد حمد و صلوة کے احقر نے رسالہ ہذا از تصنیف مولوی امام الدین صاحب جھنڈوی اول سے آخر تک دیکھا۔ الحمد للہ کہ بمطابق کتب فقہ مذہب حنفی و حدیث شریف صحیح پایا۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔

محمد شاہ اعظمی عنہ ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۳۹ھ

## ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی

مولوی امام الدین جھنڈوی نے مسئلہ سنت فجر جس طرح لکھا ہے یہی صحیح ہے۔

ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی

زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو میرا رسالہ دیکھو۔

ابوالیاس محمد امام الدین رضوی کوٹلوی

صحیح الجواب :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# آیات پیرائت

علیٰ عجز

## مکرمی الاخطیاط

مؤلف

علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

## پیش لفظ

الحمد للہ کہ یہ کتاب مستطاب مظہر و صواب فیہ آیات لا ولی الیہ الا اللہ علیہ السلام کی بہ  
دَافِعُ الْوَسْوَاسِ عَنْ صُدُوْرِ النَّاسِ الْمَعْرُوفِ بِهٖ آيَاتِ بَيِّنَاتٍ عَلٰی عِجْزِ  
منکری الاحتیاط جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ان ظہر بعد الجمعہ کے منکروں کے  
پاس کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ سلیمان کی سبیل نے لوگوں کو پورا یقین دلادیا کہ احتیاط  
الظہر لا جواب کتاب ہے اور یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ جو کچھ اس نے سبیل میں اپنے  
دلائل بیان کئے ہیں ان کا پہلے ہی احتیاط الظہر میں جواب دیا گیا ہے نیز جن باتوں کا  
اس نے جواب نہیں دیا ان کی فہرست بھی دی گئی ہے علاوہ اس کے اور جو کچھ اس میں  
اس کی غلط فہمی ہے اس کا بھی جواب دیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ سبیل میں  
اس کی اپنی کلام نہیں یہ اکثر اردو رسالوں کی نقل ہے آخر میں اس کے پیر و مرشد حضرت  
مولانا مولوی صوفی مہر علی شاہ گولڑوی کا فتویٰ بھی درج کیا گیا ہے،

جو مانیں اسے تو رہیں گے سلامت  
بچایا ہزاروں کا ایمان ملت  
کی ہم نے اس دور میں دین کی نصرت  
کرائی انہیں سیر گلزار سنت  
ہے منکر کا رستہ سراسر ضلالت  
چھڑایا ہزاروں سے شرک و بدعت  
یہ ہم نے بچھایا ہے قرش ہدایت  
دکھائی انہیں راہ دین و شریعت

ابو محمد الیاس، محمد امام الدین رضوی

خطیب جامع مسجد کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمدِ باری تعالیٰ

حمد ہزاراں باجھ شماراں اس خُداوند تائیں  
جہڑا علم اکبر سب تھیں کل خلقت داسائیں

جس نے اک امیر بنایا اک فقیر سیرانی

اِکناں نُوں اوہ پیدا کروا اِکناں کردافانی

اِکناں علمِ عطا فرماندا، اِکناں رکھدا جاہل

اِکناں نُوں اوہ ڈا کر کردا، رہن ہمیش اک کاہل

اُمَر معروف تے نہی مُنکر اک کردے رہن ہمیشہ

اِک نمازاں وُٹوں روکن رات دِنے ایہ پیشہ

اِکناں نُوں اوہ وارث نبیاں دے کے علم بناندا

اِک انہاندے دشمن بندے حَسَدِ دِلوں نہیں جاندا

ہر اک پڑھیا عالم تاہیں عالم اوہ ہوندا

دینِ رسولی تے لک بھائیو جہڑا بنہ کھلوندا

اِ اوہ نہیں عالم پیسے کارن ہر اک دابن جاوے

جس مذہب وچہ جائے اوہ ہوندا نہ شرماوے

حاشیہ اِ جیسا کہ کہو وہی ہے جس فرقہ میں جاتا ہے اسی میں شامل ہو جاتا ہے دیکھو یہی

سلیمان ہمارے پاس آیا کرتا تھا اور اپنے آپ کو پکا حنفی کہلاتا تھا اس لئے ہماری اُس

سے محبت بھی تھی، اُس کو تذکرے کی بابت کہا گیا، کہ یہ تُو نے مذہبِ حنفی کے خلاف لکھا

ہے، اور رسالہ نوح الہندی دکھایا گیا اور زبانی بھی سمجھایا گیا، پر وہ کہنے لگا کہ اب میں

دیکھ دیتا ہوں کہ جو شخص بوجہ تعدد جمعہ یا اختلاف فی المصرا احتیاطی پڑھ لے تو نزدیک محققین اولین جائز اور کارِ خیر ہے اگر کسی کو یاد نہ ہو تو وہ ضرور ہمارے پاس آ کر اس کے خطوط ملاحظہ فرمائے، اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کرے پس اس کا پہلے تذکرہ میں احتیاطی کی ممانعت اور اس کو بدعت کہنا اور پھر ہمیں جائز اور کارِ خیر لکھ دینا پھر سبیل صفحہ ۷ اسطر ۹ میں لکھنا کہ میں اب احتیاطی پڑھنے کو منع کرتا ہوں، اور نہ پڑھنے پر فتویٰ دیتا ہوں صاف اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لاندہب ہے نہ حنفی ہے نہ وہابی۔ پیسے کا عالم ہے۔

ایسا ہی ایک گاؤں کا واقعہ شاہد ہے، اور یہ قصبہ بن ماجود میں سلیمان گیا، کہ وعظ کر کے کچھ لاؤں تو عاجز پہلے ہی بسبب ملاقات رشتہ داروں کے وہاں موجود تھا، مگر سلیمان کے تو دیکھتے ہی طوطے اڑ گئے، جب تک میں مسجد جامع یا اس کے پاس رہا تو سلیمان صاحب ہباً منشوراً ہو جاتے جب وہاں سے میں کسی اور مسجد جامع میں جاؤں تو وہ جامع مسجد میں آجائے کیوں کہ وہاں ہی اس نے ٹھہرنا تھا، غرضیکہ وہ نماز بھی کہیں اور جگہ پڑھ آتا، یا نہ ہی پڑھتا ہوگا، کیوں کہ میں فائدہ کے لئے آیا ہوں، یہ میری تردید ہی کریں گے بہتر ہے کہ یہ وعظ نہ فرمائیں غرضیکہ کسی نے اس کی بات نہ مانی میں نے ان کو وعظ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کئے اور احتیاطی ظہر کا ثبوت بھی سنایا، نیز سلیمان کے حالات سے آگاہ کیا یہ مرزائیوں کے پاس باہر مسجد سے بیٹھا رہا مرزائیوں نے کہا بھی جاؤ وعظ میں اعتراض کرو مگر اس کو ایسی جُراء ت کہاں پھر انہوں نے کہہ کہا کر بھیج دیا مگر وہ وعظ میں شامل ہو کر بھی کچھ جُراء ت نہ کر سکا کہ کمال کرے غرضیکہ غیر مذہب کی خوب تردید کی گئی، جس پر وہ مرزائیوں میں شامل ہو کر ان کو کہنے لگا کہ یہ شخص ہے غیر حنفی کو برا جانتا ہے، میں تو سب کو مسلمان اور اپنا بھائی جانتا ہوں مرزائیوں کو بھی، اور وہابیوں کو بھی یہ نہیں خبر کے ایسے آدمیوں کے

حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ تَجِدُوا أَشْرَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي  
يَأْتِي هُوَ لَاءِ بِيَوْمِهِ وَهُوَ لَاءِ بِيَوْمِهِ (بخاری و مسلم)

یعنی آپ فرماتے ہیں، کہ بہت بُرا لوگوں سے دن قیامت کے دو رخہ آدمی  
ہو گا وہ جو ایک جماعت کے پاس جائے تو ان کی باتیں کرے وہ سمجھیں کہ ہماری طرف  
کا ہے دوسری جماعت میں جائے تو اس کی باتیں کرے اور وہ اس کو اپنا ہی سمجھیں مثل  
مشہور ہے دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا پس اس نے کسی کو کچھ کسی کو کچھ بتانا شیعوں سے  
لیا ہے جیسا کہ وہ کسی کو کچھ کسی کو کچھ کہنے میں بہتری اور بقا سمجھتے ہیں۔ حصول کافی صفحہ  
۷۳، ۷۷ مطبوعہ نولکشور جس سے شیعہ کہنا بھی اس کو بجا و درست ہے، ۱۲

بھید خدای قدرت والا ہرگز کسے نہ پایا

کیا عالم کیا عابد صوفی جو دنیا تے آیا

وچہ جہاناں مثل نہ جس دی واحد جو کہاوے

حمد اُس دے پر رضوی عاجز کیوں کر آکھ سناوے

لازم ہے سر سجدے اندر رب اگے چا دھرناں

رحمت اُس دے اوپر ہر دم چاہئے تکیہ کرناں

نعت رسول مقبول ﷺ

سرورِ عالم، ختمِ نبیاں، واہ شانِ نرالا

ہور پیغمبر نہ جس ثانی نہ نہ انہاں صفتاں والا

لکھ لکھ رحمت بھیج ربا توں اوپر انہاں مداہی

ہے جس دا رب آپ محمد رکھیانام گرامی  
آل آتے اصحاباں اوپر رضی اللہ تعالیٰ  
رحم کرے رب اس تے جو انہاں پچھے چلنے والا

## مدح استاد و پیر جناب اعلیٰ حضرت صاحب

مولانا احمد رضا خان صاحب دام فیضہ بریلوی

واہ سچا پیر میرا جو دسدا راہ حقانی

وچہ دنیا دے آج کل جس دا دسدا ناہیں ثانی

اوہ بڑا محقق ہور محدث حنفی مذہب والا

علم فقہ وچہ سب تھیں اعلم افضل شان نرالا

سورج وانگوں وچہ شریعت چمکے لاٹاں مارے

وچہ طریقت چٹوں وافر دیندا چائن سارے

پر اوہ سورج چام چڑکاں دشمن نظری آوے

چن چڑھیا بھی کیڑے پینڈے دہا کھالے جس بہ جاوے

دنیا عالم نے انہاں عالم عاشق خاص نبی دا

جو کچھ چاہندا رب تھیں پاندا ایسا شان ولی دا

مکہ آتے مدینہ والیاں عالماں کارن برکت

لیاں سنداں کر کرمنت لے گئے سب تھیں سبقت

ڈگا ڈھٹھا سائل جے کر پاس انہاں دے جاندا

جو کچھ چاہندا سو کچھ پاندا اوہ رب تھیں دلواندا

۱۔ جانوروں کی شکل کا ہوتا ہے، اکثر چار پاؤں والے جانوروں کے زخم پر بیٹھ جاتا ہے وہاں رات کو چیونٹی (جس کو پنجابی میں کیڑی کہتے ہیں) پڑ جاتی ہیں، ایسا ہی اگر کسی کو غیر مقلد دہا کھا بیٹھ جائے تو اس کو بریلی والے چاند سے بجائے روشنی کے کیڑے بن جاتے ہیں، جب تقلید کو چھوڑ کر بیمار ہو جاتے ہیں تو ان کی مرض سچے قرآن سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ایسا ہی اعلیٰ حضرت صاحب خواہ کیسی ہی سچی روشنی والے ہیں مگر ان سے غیر مقلدوں کی مرض بڑھتی جاتی ہے۔

۲۔ دیکھو رسالہ (الاجازت الممتینہ لعلماء مکة والمدینہ) جو طلب کرنے پر

بریلی سے مل سکتا ہے ۱۲۔

بخشش داوریا اورہ وگدا ڈھاڈیاں ٹھاٹھاں مارے  
 میں جے اس لکھاں ڈبڈے باہوں پھڑ پھڑ تارے  
 پن کرامتاں بہت راہاں دیاں نہ گن سکاں  
 وچہ مدرے خرچہ انہاں دا وجہ معاش نہ تگاں  
 اعلیٰ حضرت غیر مقلداں دے حق سمجھو! یوں کر  
 حضرت موسیٰ حق فرعونیاں غالب آہے جیوں کر  
 مثل کبوتر اکھیاں رمین غیر مقلد سارے  
 جدوں شہباز بریلی وچوں کردا بول بلارے  
 کی طاقت جے غیر مقلد بھانویں عالم بھارا  
 بنے مناظر گل کر سکے! نیاں ہو چھٹکارا  
 کی تعریف کرے ایہ عاجز ہمت اتنی ناہیں  
 میٹھوں لکھیاں مول نہ ہرگز ہوندی ختم کدائیں  
 منگاں نت دعائیں یا رب سائیں مرشد میرا



رہے ہمیشہ زندہ اوہ جس وچہ بریلی ڈیرا  
 رہو ہمیش امام الدینا توں خادم اس ولی دا  
 متاں طفیل انہاں رب بخشے سستی رہے عقیدا

۱۔ مدرسہ میں تین چار عالم بے مثل تنخواہ پر رکھے ہوئے ہیں، اور قریباً پانچ سو طالب علم پڑھتے ہیں ان کی خوراک و پارچات کا وہیں سے کام چلتا ہے، دوسری انجمنوں کی طرح کوئی چندہ وغیرہ بھی نہیں ہوتا بلکہ کوئی مسافر آپ کے پاس ملاقات کے لئے آئیے تو اپنے پاس سے بحسب منشاء سے زادِ رہ دیتے ہیں، ناحق اس مجہول نے اعلیٰ حضرت پر تہمت لگائی کہ وہ سندیں بیچتے ہیں اور مجھے لکھا کہ یہ وہاں پڑھنے نہیں گیا، اس کے گمان میں سب نادار شاہ ہی ہیں اس کے جواب میں آیت کلام اللہ ہی سے سنا دیتا ہوں، لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

۲۔ فقیر حقیر کثیر التقصیر امام الدین عفا اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتا ہے کہ میں نے رسالہ مسمی بہ احتیاط النظر جواب تذکرۃ الاحتیاط مصنفہ کھو گوی لکھا، جس میں تذکرہ کے تمام دلائل کو پاشن و جوہ توڑ دیا گیا ہے، اور اس کے ہر ایک سوال اور ہر ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے جہاں اس نے بغیر تقلید کے کام لیا وہاں پھر اس کو اسی کی طرز پر بغیر تقلید کے ہی جواب دیا گیا اور جہاں اس نے تقلید سے کام لیا تھا وہاں اس کو تقلید ہی جواب دیا گیا۔

اور میں نے یہ پہلے ہی احتیاط النظر کے ٹائٹل صفحہ ۲ میں عرض کر دیا تھا کہ معترض کو یہ ہر گز حق نہ ہوگا کہ محققانہ تقریر سے مقلدانہ تقریر پر اعتراض کرے کیوں کہ یہ دونوں پہلو الگ الگ ہیں مقلدانہ تقریر کا تو یہ مطلب ہوا ہے کہ مقلد کے لئے قول امام ہی دلیل ہوتا ہے، یہ بات سلیمان بھی سبیل صفحہ ۱۵ میں لکھا چکا ہے۔

اور محققانہ تقریر کا یہ مطلب ہے کہ تقلید چھوڑنے والا سوائے قرآن و حدیث

کے کسی دوسرے کا قول ہرگز نہیں مانتا، جیسا کہ خود سلیمان نے سبیل صفحہ ۵۷ میں یہی اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا، قول اس کا یہ ہے

نال یقین ایہ جانی جے کر عالم دُنیا واپلے

بھانویں کتنا زور لگاؤن باجھ حدیث حوالے

قول انہاں دا وچہ شریعت ہرگز حجت ناہیں

تیری گل بھی باجھ دلیوں نا مندا میں تائیں

غیر مقلدوں کا یہی عقیدہ ہے، ناگی خود اپنی زینت صفحہ ۸۷ میں لکھتا ہے۔

جس دا حکم نہ رب نبی تھیں بدعت ہے اوہ بھائی

بھانویں وانگ شریعت اس دتے تا بھی ہے گمراہی

حالانکہ اس نے بعد الجمعہ کی ممانعت میں کتاب لکھی، تو اس میں نہ کوئی آیت

نہ حدیث ایسی لکھی جس سے ثابت ہو کہ جمعہ پڑھو تو تمہارے ذمہ سے ظہر ساقط ہوگئی یا

جمعہ ہی ظہر ہے، یا جمعہ پڑھ کر ظہر نہ پڑھو یا ظہر جمعہ کا بدل ہے تو پھر یہ کیوں کر اسی کے

نزدیک ظہر کو ہی جمعہ کہنا اور جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط سمجھ لینا بدعت اور گمراہی نہ ہوگا؟

کاغذ سیاہ کرنے کے لئے وہ آیتیں لکھیں جن کا اصل مسئلہ میں کوئی تعلق نہیں ہے کیوں

نہ ہو، ان لوگوں کا یہی وطیرہ ہوا کرتا ہے، اصل مسئلہ سے روگردانی کر کے اور کا اور ہی

کہہ دینا اس لئے میں ناگی کو مخاطب نہیں کرتا کیوں کہ جاہل ہے۔

بر مرد ناداں نہ ریزم علوم کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم

چو دروے نگیرد عدو داندم بر نجد بجان و بر نخل بوم

جس وقت لا جواب ہوتا ہے تو غصہ سے جو کچھ آتا ہے لکھ مارتا ہے، تو پھر

اسے اپنے دین ایمان کی بھی خبر نہیں رہتی۔

چو لشکر برون باخت خشم از کین نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دیں

پس باوجود نائٹل پر ظاہر کر دینے کے پھر بھی اس کا اتنی عبارت اُردو کا نہ سمجھنا اس کے عالم ہونے کے لئے کافی دلیل ہے نیز اس سے اس کے خفیہ ناصروں کی علیت بھی ظاہر ہوگئی، یہی برائت نہیں بلکہ ان کے رسالوں نے ہمارے رسالہ احتیاط الظہر کی صداقت روز روشن کے طرح دکھادی جو اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

اگر یہ اب نہ لکھتے تو بھی لوگوں کو گمان رہتا کہ یہ جواب لکھتے تو اچھا لکھتے: پس ان کے جواب لکھنے سے ثابت ہو گیا کہ کھوگوی اور اس کے ناصرین کے پاس رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں ہے۔

کتاب کے جواب لکھنے سے تو عاجز آ گئے، عوض جواب کے گالیاں فحش لکھ دیں مثل مشہور ہے تنگ آمد جنگ آمد، جو کچھ ان کے پاس تھا، وہ انہوں نے ظاہر کر دیا کُلُّ اَنَا یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ۔

لائق تو یہی تھا کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے عوض اس کے اس کی اور اس کے ناصرین کی قلعی کھولی جاتی باوجودیکہ ان کی اور ان کے خفیہ ناصروں کی سوانح عمریاں بھی ہمیں یاد ہیں، مگر پھر بھی ہم صبر سے کام لیتے ہیں اور خداوند تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان کو اپنے کئے کا بدلہ جلدی دنیا پر ہی عطا فرما جو کہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا ناحق برا بھلا کہا آمین، ثم، آمین۔

ہمارا ان کو جاہل یا بے عمل کہنا بیجا نہ تھا بلکہ جہالت اس کی ثابت کر دی گئی مگر اس کا ہمیں بیہودہ لکھنا یہ محض عداوت ہی عداوت ہے اور بس اگر یہ جائز طور پر لکھتا تو اس کو لازم تھا کہ جو کچھ ہم نے لکھا تھا اس کو غلط ثابت کرنا اور جو دلائل پیش کئے گئے تھے ان کا عالمانہ جواب دینا مگر یہ اس سے کب ہو سکتا تھا

شیرانِ حق کے سامنے روباہ بے ثبات  
میدانِ معرکہ میں رکھے کیا لپک کے پاؤں

اور وہ جواب بھی کیسے لکھ سکتا تھا جبکہ وہ صریح مذہب حنفیہ کے خلاف اچل رہا ہے۔ صرف بُرا بھلا کہہ کر اپنا اور اپنے بھائی غیر مقلد کا دل خوش کر لیا، کیا یہ علمیت ہے ہرگز ہرگز نہیں۔

۱۔ علماء کو اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حوا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں، کما فی تفسیر الکبیر عن ابن عباس وابن مسعود وناس من الصحابہ:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا أَخْرَجَ إِبْلِيسَ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَسْكَنَ آدَمَ الْجَنَّةَ فَبَقِيَ فِيهَا وَحْدَهُ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ يَتَأَنَسُ بِهِ فَالْقَى اللَّهَ تَعَالَى عَلَيْهِ النَّوْمَ ثُمَّ أَخَذَ ضُلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْسَرِ وَوَضَعَ مَكَانَهُ لِحُمًا وَخَلَقَ حَوَاءَ مِنْهُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ وَجَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ أَمْرَأَةً قَاعِدَةً..... جزء ثالث جلد ثانی صفحہ ۲

مفہوم اس کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جنت سے نکالا اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو جنت میں ٹھہرایا تو آپ اس میں تنہا رہے اور آپ کے ساتھ کوئی نہیں تھا جس سے آپ انس حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری کی پھر آپ کی دائیں پسلیوں سے ایک پسلی لی اس کی جگہ گوشت رکھا اور اس پسلی سے سیدہ حوا کو پیدا کیا پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے پاس عورت کو بیٹھا ہوا پایا..... کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ تفسیر بغوی جلد اول صفحہ ۶۲۔

اس سے بھی یہ منکر ہو رہا ہے، حوا کا باپ سمجھ کر نہیں مانتا اور بھائی کا اپنی ہمشیرہ سے نکاح کرنا مانتا ہوگا کہتا ہوگا کہ بھائی بہن کا نکاح جائز نہیں۔  
تقریظ تفسیر یوسف پر لکھنے کا بھی جھوٹ الزام لگا دیا اگر تقریظ لکھی ہوئی ہے تو مسودہ میں دکھا دو! ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھو!  
اور جو تو شعروں کی غلطی لکھی ہے گو نزدیک شاعروں کے صحیح نہ ہو مگر تمہارے

سے ضرور اچھے ہیں اصل مضمون جبکہ صحیح ہو تو وہ کیوں کر نہ صحیح ہوگا، اور ایسے شعر جن سے ایمان کا نقصان ہو وہ عند المؤمنین کیوں نہ مردود ہوں گے۔ اور تم سے محمد دین اچھے شعر کہتا ہے تم کبھی نہ مانو گے ..... وہ والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ علم اور شے ہے اور شعر گوئی اور شے۔

ہم زبان درازی و دست اندازی سب کچھ کر سکتے ہیں مگر تاہم ہم صبر سے کام لیتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، آپ کو بھی مخالفوں نے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں جبکہ تکلیفیں حد کو پہنچیں تو آپ طائف میں چلے گئے وہاں کے رئیسوں نے لڑکوں اور شہدوں کو سکھلا کر آپ کی بے ادبیاں کرائیں (جس طرح غیر مقلدوں نے سلیمان کو سکھلا کر بلکہ چندہ جمع کر کے دیا) ہمارے حق میں وہ باتیں لکھوائیں جو ہمیں ناگوار گزریں (پتھروں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایڑیاں زخمی کر ڈالیں، مگر تاہم آپ صبر سے ہی کام لیتے رہے اسی واسطے ہم بھی صبر کرتے ہیں کیوں کہ ان کا تکلیف دینا کوئی نئی بات نہیں۔

جیسا کہ ابتداء میں اسلام غریب تھا ویسا ہی اب بھی غریب ہو رہا ہے، جہاں دیکھو مقلدین کمزور ہی کمزور نظر آئیں گے، مالی قوت اکثر ان میں کم ہی کم دیکھی جاتی ہے، مخالف زبردست نظر آتے ہیں، مقلدین کے لئے یہ بھی ایک صداقت کی دلیل ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بَدَأَ الْإِسْلَامُ

غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ، رواه مسلم۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام غریب ہی شروع ہوا اور

قریب ہے کہ ایسا ہی پھر ہو جائے گا، یعنی آخر میں غریب ہی ہو جائے گا، پس خوش وقتی ہے واسطے غریبوں کے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے حنفی لوگ جن کو کچھ مالی قوت بھی ہے ان کے دل بھی کمزور ہی ہیں ہمیں تجربہ ہے کہ جب تک آدمی حنفی المذہب رہتا ہے تب تک وہ کمزور کم دل ڈرنے والا ہی رہتا ہے، اگر وہ کسی بد مذہب کے کہنے سے تقلید چھوڑ کر اسلام سے نکل جاتا ہے، تو پھر وہی ایسا ہوشیار اور جھگڑالو ہو جاتا ہے کہ خدایا پناہ، خواہ کیسا ہی کم دل ہو جنگ وجدل و مقدمہ پز تیار ہو جاتا ہے بلکہ جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے ایسا ہی کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کے اسلام غریب تھا، جبکہ اس سے نکل گیا تو پھر وہی شخص ایسا دلاور ہو جاتا ہے کہ گویا حاکم وقت کا یہی ہے، پھر وہ طرح طرح کے مقلدین کو طعنے اور مسخریاں کرتا ہے جیسا کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی مخالف کیا کرتے تھے، دیکھو تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۸ بزرگ آیت زین لِّلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... الخ۔

پس اصل مطلب یہ ہے کہ سلیمان اور اس کے معاونین کے پاس رسالہ احتیاط النظر کا جواب نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ سبیل النجات اس کا جواب ہے تو بڑی خوشی سے میرے پاس آوئے میں اس کے آگے احتیاط النظر کا مضمون پیش کرتا جاؤں گا، وہ مجھے سبیل النجات سے جواب دیکھاتا جاوے، جس نے میرا رسالہ احتیاط النظر بخوبی دیکھا ہے وہ کبھی باور نہیں کر سکتا، کہ سبیل اس کا جواب ہے، اسی واسطے میں نے اس کے مستقل جواب دینے کیخلاف توجہ نہیں کی کیوں کہ ان باتوں کا جواب احتیاط النظر میں موجود ہے جب تک وہ میری کتاب کا پورے طور پر جواب نہ دے میں ہرگز اس کی لغویات کا جواب نہ دوں گا، ہاں اگر جواب ہے تو میں انشاء اللہ نظم میں ہی اس کا عمدہ جواب دینے کو تیار ہوں یہ تو چند حروف بطور اشتہار لکھے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ منکرین احتیاط النظر جواب دینے سے عاجز ہیں۔

میں حافظ سلطان سے پوچھتا ہوں کہ کتاب تو میں نے لکھی تھی اگر غصہ آیا تھا

تو مجھے کہنا تھا مولانا محمد شریف کا کیا قصور، مولانا محمد عبد اللہ کو کیا الزام؟ کیا آپ کے پاس عدم جوازِ ظہر بعد الجمعہ کا یہی ثبوت ہے کہ منہ بھر کر گالیاں فحش لکھ ماریں مجھے یہ جواب دو!

کہ مولانا محمد شریف و مولانا عبد اللہ کا کیا قصور ان کو برا بھلا کیوں کہا اگر کہو کہ ان کا رسالہ ہے تو اس پر بھی یہی سوال کہ مجھے برا کیوں کہا اگر تقریظوں سے لکھا گیا ہے تو آپ نے اس کے رسالہ سمیل پر تقریظ لکھی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ سمیل سب آپ کی طرف سے ہے تو آپ کو میں کچھ نہیں کہا آپ نے ہمیں کیوں گالیاں دیں بہر حال آیت لہا ما کسبت کے خلاف ہے یہ سب کارروائیاں اس پر وال ہیں کہ ان لوگوں کو مولانا محمد شریف و مولانا محمد عبد اللہ کا بہت بڑا حسد ہے اس میں وہ رات دن جل رہے ہیں کیا اس بات میں ان کا مرتبہ گھٹ جائے گا۔

اگر حاسد نہیں ہے معتقد ان کا تو کیا ڈر ہے

ہو ابے سجدہ ابلیس تو کیا نقصان آدم کا

ان کے دل میں یہی خیال ہے کہ کسی طرح ان کے مرتبہ میں فرق آئے مگر خدا جن کو عزت دے ان کو کون ذلت دے سکتا ہے؟

شور بختاں بارزو خواہند مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ  
گر نہ بیند بروز شیر چشم آفتاب را چہ گناہ؟  
راست خواہی ہزار چشم چناں کور بہتر نہ آفتاب سیاہ  
یہ طوفان باندھنا کہ احتیاط الظہر مولوی محمد شریف صاحب کی تصنیف ہے جو نہ مانے وہ مطبع میں سے دیکھے میں اس کے جواب میں قرآن شریف کی آیت پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ فَتَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

پس کرتے ہیں ہم جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

مطبع کا پتہ اس لئے دیا کہ اتنی کوشش کون کرے گا، زیادہ نہیں تو لوگوں کو تردد تو ضرور ہو جائے گا کہ شاید سچ ہو، منصف مزاج معتقد اس کا ہو یا اور کوئی مطبع میں میرے ساتھ چلے میں اسے مسودہ دکھاتا ہوں وہ میرا تصنیف شدہ نہ ہو یا میرا خط نہ ہو جو چاہیں کہیں اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ کہو گوی نے لکھا ہے تو اس آیت کو گھر تک پڑھتے چلے آئیں

فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ..... اور مطبع کا حساب وغیرہ لکھ کر کرنا ان کے ذمہ لگا دیا تو مہر الدین واعظ اکبر آبادی کے ذمہ کیوں نہ لگا دیا کیوں کہ کاتب اس کا وہی ہے نیز چوہدری صاحب کے ذمہ کیوں نہ لگا دیا کیوں کہ امرتسر سے ان کے ذریعہ سے طبع ہوئی، بہر حال یہ مولانا کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش ہے اور بس۔

رسالہ احتیاط النظر کی نسبت مولانا کی طرف سے یہ بات بھی روشن ہو گئی کہ رسالہ احتیاط النظر میں علمی گفتگو ہے اسی سے جب مولانا کی طرف نسبت کرتے ہیں جب سے بعض بے وقوفوں نے اسے اس اعتراض کی تردید بھی ہو گئی، کہ امام الدین کو علم نہیں ان کو اتنی سمجھ نہیں یہ تو بات ہی سہل ہے تجربہ سے معلوم کر سکتے ہیں میدان مناظرہ میں آئیں مناظرہ کے لئے حاضر ہوں بشرطیکہ مستند عالم ہو جو بھی ہو شاء اللہ ہو یا اس کا کوئی اور بڑا ہو اس مسئلہ میں تسلی کر لیں اگر کوئی جاہل کھڑا ہوتا اس کی جماعت اس کا سچا جھوٹا ہونا اپنا سچا جھوٹا ہونا منظور کرے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں، اگر ایسا نہیں کر سکتے تو گھر بیٹھے برا بھلا کہنا چہ معنی دارد، اہل عقل ایسے فعل کو کب باور کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اس کے استاد ناگی کے خرافات کی طرف ہم خیال نہیں کرتے وہ بھی اس کی طرح بجائے جواب دینے کے گالیاں فحش اور سٹھدیاں بنا کر شائع کر دیتا ہے اس نے بھی اس کے رسالوں سے خرافات لکھے ہیں بعینہ یہی ٹوکیں اور سٹھدیاں زینت ناگی میں موجود ہیں جو اس کا ماخذ ہے اگر اور نہ ہو تو اسے دیکھو۔



اگر کسی مسئلہ کا ذکر کیا ہے تو حیدر اللہ جلا پوری کے رسالہ الامام الاعظم سے لیا ہے غلط بیانی اور بے قاعدگی سیکھی ہے تو نادر شاہ سے جیسا کہ وہ مناظرہ کے وقت ادھر جہاں نکلتا تھا جو قواعد مناظرہ سے بعید ہے شمس العلماء مرحوم کا امتحاناً بسم اللہ کے معنی پوچھنا بے جا نہ تھا درست تھا کیوں کہ مناظرہ میں مماثلت ضروری ہے دیکھو رشید یہ صفحہ ۶۔

يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُنَاطِرَانِ مُمَثِّلَيْنِ بَأَنْ لَا يَكُونَ أَحَدُهُمَا فِي غَايَةِ الْعُلُومِ وَالْكَمَالِ وَالْآخِرُ فِي نِهَايَةِ الدَّنَائَةِ وَالنَّقْصَانِ۔

اس واسطے شمس العلماء کو ضروری ہوا کہ دیکھا جائے کہ اس کو علم ہے یا نہیں، مماثلت رکھتا ہے یا نہیں،

ذالك الطلب جائز الامتحان المقصود منه اظهار اللصواب -

پس نادر شاہ کا اس بات سے بھاگنا صاف اس بات پر دال ہے کہ نادر شاہ بے علم ہے اس کے بے علم ہونے کے لئے یہی بات اس کی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حنفی ہیں کافی ثبوت دیتی ہے، اگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ حنفی تھے تو کیوں نہ کہیں لکھا ہوا دکھایا جبکہ حیدر شاہ نے کہا تھا کہ بتاؤ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا حنفی ہونا کہاں لکھا ہے؟

پھر حیدر اللہ کا نادر شاہ کو یہ کہنا کہ اچھا اگر شیخ صاحب کا حنفی ہونا نہیں دکھا سکتا تو کہو کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اگر غلط نہیں تسلیم کرتا تو ثبوت دکھاؤ!

اس کا اعتراض اور یہ کہنا کہ مسئلہ احتیاطی شروع کرو صاف اس کی لاعلمی پر دال ہے اس بحث کا مفصل ذکر اشتہار احتیاط الظہر میں لکھا گیا ہے جو طلب کرنے سے بندہ سے مل سکتا ہے، وہاں دیکھو!

حیدر اللہ کو تو میں اس وقت مخاطب نہیں کرتا تم سے ہی پوچھتا ہوں کہ تو نے اس کا رسالہ عموماً نظم کر کے اپنی شیخی جتلائی کہ میں اتنی جلدی جواب بنایا، پھر اسی کی توہین کی

یہ لکھا کہ بحث میں چوں کہ چشتی مناظر کے پاس تھا اس لئے حیدر اللہ بھی کچھ نہ کر سکا پر طرہ یہ ہے کہ رسالہ کی تمام نقل کی اور لکھا یہ کہ سنا ہے کہ اس نے رسالہ بنایا ہے کوئی جانے کہ یہ رسالہ خود سلیمان کا بنا ہوا ہے اگر اس بات کو کوئی باور نہ کرے تو حیدر اللہ کا رسالہ منگوا کر تشفی کر لے ان دونوں کے مضمون ملا کر دیکھے اور جھوٹے پرستِ خدا تعالیٰ ادا کرے (لعنت) کرے!

اور یہ لکھنا کہ ناگی کا جواب نہیں دیا یہ بھی اس کی ہٹ دھرمی ہے اگر اسے خبر ہوتی یا انصاف ہوتا تو ایسا نہ لکھتا ملاحظہ ہو ردناگی صفحہ ۷۳، ۹۴ شمس الحق مصنفہ مولوی محمد شریف کے سوالات و اعتراضات ایک سو ۱۰۰ تک مولوی صاحب مذکور نے لکھ کر دکھا دیئے ہیں جن کا جواب آج تک ناگی نے نہیں دیا پھر کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا ایسا ہی سلیمان شاگرد ناگی نے میری کئی باتوں کا ذکر تک نہیں کیا اور نہ جواب ہی دیا ہے جن کی فہرست میں آگے چل کر لکھتا ہوں، یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سچ کہنا حیا والوں کا کام ہے جسے حیا نہیں وہ جیسا چاہے لکھے۔

إِذَالْمَ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

نہیں گر حیا تجھ کو اے بے شعور تو کر جو چاہے ہمہ شروزور  
حیا شاخ ایمان نہ اس میں گماں، بلا شاخ ایمان رہے بے نشاں  
حیا مبداء خوف نزد مہاں نہیں بے حیا کو غم دو جہاں  
حیا مانع شر ہے بس دمدم نہیں گر حیا دل میں پھر کیا ہے غم  
یہاں وہ باتیں درج کرتا ہوں جن کا جواب سلیمان نے نہیں دیا، ایسا ہی

جب تک احتیاط النظر کے مفصلہ ذیل سوالات و اعتراضات کا جواب نہ دے میں ہر گز قلم نہ اٹھاؤں گا، یا یہی لکھ دے کہ ان کا میرے پاس جواب نہیں ہے مگر یہ بات کہاں کہ یہ لکھیں کہ میرے پاس جواب نہیں ہاں اس کے عوض گالی گلوچ یا سٹھ بنا کر طبع

کر دیں تو ممکن ہے

اگر صدا باب حکمت پیش ناداں بخواند آیدش باز بچہ در گوش

پہلے تو نے سبیل صفحہ ۸ میں لکھا کہ حلالہ بغیر نکاح کے جائز نہیں، میرا بھی یہی مذہب ہے، پھر اس کی تردید میں عبداللہ بن مسعود کا قول لکھا جس کا مطلب ہی اور ہے اس کا تو یہ مطلب ہے کہ خود اس غرض سے جو نکاح کرے کہ میں اتنے روز رکھ کر چھوڑ دوں گا اور طلاق دینے والا بھی یہ کہے کہ چار روز یا دس روز رکھ کر پھر اس کو چھوڑ دیتا تو ایسے شخصوں پر لعنت ہے تو نے قرآن کو بھی پس پشت ڈال دیا حالانکہ قرآن میں خود تصریح ہے:

لَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

وہ عورت مطلقہ اس مرد کے لئے بعد تیسری طلاق دینے کے حلال نہیں ہے جب تک وہ عورت اس طلاق دینے والے خاوند کے علاوہ کسی سے نکاح نہ کرے۔ نیز اسی اثر کے پہلے ابن ماجہ میں حدیث ابن عمر مروی موجود جس میں یہ صریح لکھا ہوا ہے کہ جب تک دوسرا زوج اس مطلقہ سے لذت نہ اٹھالے پہلے خاوند پر وہ مطلقہ حلال نہیں۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل یتکون لہ المراءۃ فیطلقہا فتزوجہا رجلاً فیطلقہا قبل ان یدخل بہا ترجع الی الاول قال لا حتی یدوق العسبیلۃ۔

### صفحات احتیاط النظر

صفحہ ۵ قولہ: نظر جمعہ ہے روز جمعہ دے وچہ حدیثاں آیا اس پر سوال تھا کہ حدیث دکھاؤ ہرگز نہیں دکھا سکا۔

ازلہ الحفا و عینی کی عبارت ضعیف بھی اسے مفید نہیں کیوں کہ تذکرہ میں لکھا ہے کہ جمعہ کے روز دو ہی رکعت ظہر ہے یہاں سبیل صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ جمعہ چار رکعت تھا، دو رکعت خطبہ کے قائم مقام ہوئیں ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ سلیمان کی پیش کردہ دلیل سے اس کی تردید ہے یا نہیں سبیل کی عبارت مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نصف خطبہ کو پالے گویا نصف اس سے ترک ہو گیا ہو وہ ایک رکعت اکیلا اٹھ کر پڑھے جو اجماع امت کے خلاف ہے عقلمند تو جان گئے ہوں گے کہ سلیمان کی ایک بات تو ضرور جھوٹی ہے اگر تذکرہ کی بات صحیح مانی جائے تو سبیل کی عبارت غلط اگر سبیل کی بات مانی جائے تذکرے کی بات لغو، حالاں کہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں پہلی اس لئے کہ اگر اس روز دو ہی رکعت ظہر ہے جو ہے تو جس کو وہ نہ ملے تو چار رکعت کیوں پڑھے اس کا جواب قرآن یا صحیح حدیث سے ہو جائے نہ کی ایک بناوٹی حدیث لے کر فرض ثابت حالاں کہ اسی حدیث اذافاتہ الر کعتان کو خود دار قطنی نے ضعیف کہا ہے یاسین کی بابت ابن معین کہتا ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں بخاری کہتا ہے، کہ یہ منکر الحدیث ہے اور نسائی و ابن جنید فرماتے ہیں:

کہ یہ متروک ہے۔

ابن حنن فرماتے ہیں:

کہ یہ اپنے پاس سے حدیثیں بنا کر روایت کرتا ہے باوجود موضوع ثابت ہونے اس حدیث کے پھر بھی اس سے فرض خدا ثابت کیا جاتا ہے کیا اسی کو دلیل قطعی لا شہدہ فیہ کہتے ہیں؟

نیز اگر جمع ہو کر ذکر سننا ہی جمعہ ہے (جیسا کہ تو نے سبیل صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے جو معذورین کو معاف ہے تو اذافاتہ الر کعتان سے ظہر چار رکعت کیوں ہوئی، جمعہ تو تمہارے نزدیک کوئی نماز ہی نہیں، نیز اگر جمع ہو کر ذکر سننا ہی جمعہ ہے تو جمعہ من

ادرك من الجمعة ركة فليصل اليها اخرى لغو هو، کیوں کہ ایک رکعت پانے والے سے بھی تو جمعہ فوت ہو چکا ہے وہ کیا تھا جمع ہو کر ذکر سننا تو پھر وہ کیوں نہ چار پڑھے اس کا جواب بھی ہونا چاہئے۔

نیز حدیث من فاتته الر كعتان كاعده جواب میری کتاب احتیاط الظہر صفحہ ۶۲ حاشیہ نمبر ۴ میں موجود ہے فانظر ثم۔

(۲) صفحہ ۵ حدیث الصلاة الخمس والجمعة جس سے ثابت ہو گیا تھا کہ پانچ نمازیں علیحدہ ہیں اور جمعہ علیحدہ درمیان میں حرف عطف ہے جو مغائرت کو چاہتا ہے اس کا جواب ندارد۔

(۳) صفحہ ۵ قراءت جمعہ میں اونچی ہے ظہر میں آہستہ اگر ظہر ہی جمعہ ہے تو قرائت کا ایک حکم کیوں نہیں اس کا بھی جواب ندارد۔

(۴) صفحہ ۵ حافظ ابن حجر کا قول تلخیص میں: ان الجمعة اخلاف سائر الصلاة یعنی جمعہ تمام نمازوں کے خلاف ہے اس کا جواب ندارد۔

(۵) صفحہ ۶ میں لکھا گیا تھا کہ معذورین کو چار رکعت غیر معذورین کو دو رکعت رعایت کس کو چاہئے تھی جمعہ ظہر ہی مانی جائے تو رعایت کے خلاف ہوتا ہے، اس کا جواب نہیں ہے۔

سبیل صفحہ ۳۳ میں تمام نمازوں کو مثل جمعہ کی سمجھ کر اعتراض کرتا ہے، کہ نمازیں وغیرہ بھی شہری ہی پڑھیں، گاؤں والے نہ پڑھیں سمجھ اس کی مبالغہ سے جنون پکڑ گئی ہے کیوں کہ جمعہ اس کے لئے دوسری نمازوں کی طرح سمجھ لیا ہے حالانکہ خود لکھتا ہے سبیل صفحہ ۲۵ میں کہ جمعہ میں وقت اور خطبہ اور جماعت شرط ہے اور وہ نمازوں میں شرط نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا اور حکم ہے صلاة خمسه کا اور حکم ہے جس سے وقت اور خطبہ اور جماعت کو شرط ہونا دلائل سے مصر وغیرہ کامل شرط ہونا حکمت ہے

مگر عقل اور علم درکار ہے۔

(۶) صفحہ ۶۷ تذکرہ میں اس کا دعویٰ کیا تھا کہ جمعہ آیت کے بعد نمازیں زیادہ ہوئیں حدیث میں آیا ہے اس پر سوال کیا گیا تھا کہ حدیث دکھاؤ مگر حدیث تو دکھانہ سکا بے سمجھی سے یہ سمجھ لیا کہ جب مکہ میں فرضیت تسلیم ہے تو میری ہی تائید ہے افسوس اس کو اردو عبارت کی بھی سمجھ نہیں آئی۔ اول میں نے تو یہ لکھا ہی نہیں کہ مکہ میں اس آیت جمعہ سے جمعہ فرض ہوا شاید اہل قرآن کی طرح اس کو وحی غیر مملو و وحی خفی کا انکار ہو سمجھ بیٹھا ہے کہ قرآن سے ہی فرض ثابت ہوتا ہے حدیث سے نہیں، میں اپنی کتاب احتیاط الظہر کے صفحہ ۹ میں بحوالہ تلخیص ابن سیرین سے دکھا دیا ہے مدینہ میں اسعد بن زرارہ کے جمعہ پڑھانے بعد جمعہ آیت نازل ہوئی اس کا جواب ندارد۔

(۷) صفحہ ۱۳۲ حاشیہ صفحہ ۹۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ کا جواب ندارد۔

(۸) صفحہ ۱۲ میں حدیث لکھی تھی، جس کا یہ ارشاد ہے کہ عذر کے سوا اگر جمعہ ترک ہو جائے تو دینار یا نصف دینار چاہئے صدقہ کیا جائے (اگر عذر سے ترک ہو تو صدقہ کا حکم بھی نہیں) اس حدیث کو لکھ کر یہ عرض کیا گیا تھا کہ حضرت نے ترک جمعہ میں صدقہ فرمایا، کہ صدقہ کرو یہ نہیں فرمایا کہ دو رکعت کے بدلے چار رکعت پڑھے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۹) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ کا جواب ندارد جس میں امام اعظم سے ثابت کیا گیا تھا کہ اہل باد یہ جمعہ کے روز ظہر پڑھے۔

(۱۰) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ میں امام محمد سے لکھا گیا تھا کہ جن پر بسبب نہ ہونے شہر کے جمعہ فرض نہیں وہ جماعت سے ظہر پڑھیں، جواب ندارد۔

(۱۱) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ میں امام اعظم و امام ابو یوسف سے ثابت کیا گیا تھا کہ جہاں مزارعت کا قافلہ شہر و گاؤں میں ہو تو بھی جمعہ واجب نہیں اگرچہ اذان سنیں اس کا

بھی جواب ندارد: مختلف روایات سے ثابت کرنا مد نظر ہے کہ ہر جگہ جمعہ فرض نہیں۔

(۱۲) صفحہ ۲۰ کے حاشیہ میں سوال تھا کہ کس آیت سے ثابت ہے اور آیت اذا

نودی للصلوة سے فرضیت ثابت کرنے پر کئی اعتراض، اس کا جواب ندارد۔

(۱۳) صفحہ ۲۵ میں لکھا گیا تھا کہ، بارش، کیچڑ بیماری وغیرہ، میں جمعہ معاف پیشی

معاف نہیں، ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا، گو عینی والے کا قول ہو یا تمہارا مجھے ان

باتوں کا جواب دو، کہ موکد کون ہو جمعہ یا ظہر۔

(۱۴) صفحہ ۳۰ میں امام صاحب سے ثابت کیا گیا تھا کہ سلطان کے اذن سے جمعہ نہ

پڑھایا جائے اس کا جواب ابوحنیفہ سے نہیں دکھاسکا۔

(۱۵) خیر القرون میں تابعینوں کا بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمعہ اور ظہر

دونوں پڑھنے کا فرمان عالیشان پیش کیا گیا تھا، اس کا بھی جواب ندارد۔

(۱۶) صفحہ ۳۲ سے صفحہ ۳۳ تک کا جواب ندارد۔

(۱۷) صفحہ ۳۴ کا جواب ندارد جس میں لکھا گیا تھا کہ معذورین نکایا تیمم والا وغیرہ

سب کی نماز بابت شارع سے حکم و ترکیب موجود ہے اگر جمعہ بھی ایسا ہے تو دکھاؤ اس کا

جواب ندارد۔

(۱۸) صفحہ ۳۴ کے حاشیہ میں علامہ عبدالحی سے احتیاطی ظہر پڑھنی لکھی تھی کیوں کہ

اس کو تذکرہ صفحہ ۱۰ میں مان چکا ہے اس کا جواب ندارد۔

(۱۹) صفحہ ۳۶ کے حاشیہ میں جو امام ابو یوسف سے مصر کی تعریف لکھی گئی تھی اس کا

بھی جواب ندارد جس میں خود اس بات کی تردید بھی موجود ہے (لیکن علم اور عقل

ذرا کار ہے) کہ امیر سے نمبر دار وغیرہ مراد نہیں کیوں کہ امیر کی صفت ہے کہ احکام شرعی کو

ثقیوت دے پوشیدہ نہیں کہ اکثر نمبر دار شریعت کے پابند نہیں ہیں بلکہ لے دے کر

شریعت کے حکم کو جاری نہیں ہونے دیتے بلکہ بہت دیہاتوں میں کافر نمبر دار ہیں جو

اذان نہیں کہنے دیتے پھر کیسے وہ امیر کہلا سکتے ہیں شرم نہیں آئی اردو رسالوں سے لے کر وہی باتیں جن کا عالموں نے کئی بار جواب دے دیا ہے نقل کر کے اپنا نام کر دیا کہ میں نے رسالہ بتایا ہے۔

(۲۰) صفحہ ۳۷ میں لا تقام الجمعة عند ابی حنیفة الخ

یعنی ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جہاں قاضی حدود قائم کرنے والا نہ ہو وہاں جمعہ

پڑھا جائے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۱) صفحہ ۳۷ میں امام ابو یوسف سے (جن کی بابت یہ تذکرہ تسلیم کر چکا ہے کہ یہ

بھی حدیث دکھاتے ہیں) لکھا گیا تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں ہر

پیشہ موجود ہو اس میں سب چیزیں بھی موجود ہوں جس کے لوگ محتاج ہوتے ہیں

معاش میں اس میں فقیہ بھی ہو جو فتویٰ دے اور قاضی بھی موجود ہو جو حدود شرعی قائم کیا

کرے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۲) صفحہ ۳۹ کے حاشیہ میں بحوالہ فتح القدر، بحر الرائق و در المختار و قاضی خان

لکھا گیا تھا کہ ہدایہ والی تعریف کو ترجیح ہے تو گویا ذمہ سے نہ ساقط ہونے ظہر کو ترجیح

ہے مفصل احتیاط الظہر میں دیکھو اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۳) صفحہ ۳۹ و ۴۰ کے حاشیہ میں بحوالہ فتح القدر وغیرہ لکھا گیا تھا کہ جب دو

دلیلوں میں تضاد ہو ایک سے عبادت کرنی ثابت ہو دوسری سے نہ ہو تو وہ دلیل جس

سے عبادت ہو اس پر عمل کیا جائے گا، اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۴) صفحہ ۴۲ حدیث لا جمعة ولا تشریق الخ۔

کو زندوی سے مرفوع ثابت کیا گیا تھا کہ اس کا بھی جواب ندارد۔

نیز امام ابو یوسف سے اس کو مرفوع لکھا گیا تھا جس کا جواب نہیں دے

سکا، یہ جواب نہیں ہے کہ حیدر اللہ کے کہنے سے کہہ دیا کہ یہ ظاہر الروایت نے روایت



نہیں کیا، فقہ کا مسئلہ ہے کہ اتنا کہہ کر چھوڑ دیا جائے گا کہ ظاہر روایت نہیں، یہ تو وہ حدیث بیان کرتے ہیں اس سے انکار کیا۔

(۲۵) صفحہ ۲۵ میں اس اعتراض کا بھی جواب ندارد کہ تعدد جمعہ بدعت ہے کیوں کہ تو نے خود تذکرہ میں مان لیا ہے کہ دو سو اسی ۲۸۰ تک ایک ہی جگہ پڑھتے رہے۔  
(۲۶) صفحہ ۲۶ ابی یوسف سے تعدد جمعہ کی ممانعت ثابت کی اس کا بھی جواب ندارد، جواب کے عوض مخالفت کی۔

(۲۷) صفحہ ۲۷ تلخیص سے ابن منذر کا قول لکھا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اور صدیق کے زمانے و حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ایک جگہ ہی جمعہ پڑھتے رہے کیوں کہ جمعہ کا حکم اور نمازوں کے خلاف ہے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۸) صفحہ ۲۸ بخاری و مسلم کی حدیث لکھی گئی تھی کہ جو شہادت سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا، جواب ندارد۔

(۲۹) صفحہ ۲۹ میں جو نقل پڑھنے شروع کرے بعدہ توڑ دے اس کے وہ نقل فرض ہو جاتے ہیں یہ نماز بھی صلوٰۃ خمسہ سے زائد فرض ہوئی، اس کا بھی جواب ندارد۔  
(۳۰) صفحہ ۵۰ میں سوال کیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بروز ہفتہ ظہر پڑھی ہے یا نہیں؟ جواب ندارد۔

(۳۱) صفحہ ۵۱ کے حاشیہ کا جواب ندارد جس میں تعدد جمعہ کے عدم جواز کو ظاہر الروایت کہا گیا تھا۔

(۳۲) صفحہ ۵۲ میں لکھا گیا تھا کہ معتزلہ بادشاہ کون تھا اس کا کیا نام تھا کہاں رہتا تھا کہاں اس نے یہ کام کیا کون سی تاریخ والی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس نے جبرالوگوں سے احتیاطی ظہر پڑھنی سکھائی تھی؟ جواب سے جواب۔

(۳۳) صفحہ ۵۷ میں بوقت اشتباہ فی المصر طحاوی سے ظہر پڑھنی احسن لکھا ہے اس کا جواب ندارد اگر طحاوی شریف سے بوقت اشتباہ فی المصر احتیاطی کی ممانعت ثابت کر دیں تو انعام لیں اور بوقت تعدد جمعہ جو اس نے احتیاطی منع لکھی ہے اس کا جواب احتیاط الظہر میں دیا گیا ہے دیکھو صفحہ ۵۲ تا ۵۳ اور حاشیہ صفحہ ۵۶ تا ۵۷۔

(۳۴) صفحہ ۵۷ تذکرہ میں اس نے لکھا تھا کہ بحر الرائق والے نے ضدی لوگوں سے کہا تھا کہ گھر احتیاطی پڑھا کرو، مسجد میں پڑھ کر لوگوں کا ایمان نہ کھوئیں نیز یہ بھی لکھا کہ معتزلوں کے خوف سے حق بتانے کے بعد جھوٹ بتا دیا تا کہ جان نہ جائے اس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ ایسا کون سی کتاب میں لکھا ہے یا بحر الرائق والے نے کہا ہو کہ میں ایسا کام اس لئے کیا ہے، اس کا جواب بھی ندارد۔

(۳۵) صفحہ ۶۳ پر میں نے لکھا تھا کہ بتاؤ امام صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ شہر کے سوا بھی جمعہ پڑھو گے تو بھی ظہر ساقط ہو جائے گی وغیرہ اس کا بھی جواب ندارد۔

(۳۶) صفحہ ۶۳ سلطان کارمضان کے لئے شرط ہونا کس نے لکھا ہے، اس کا بھی جواب نہ وارد۔

(۳۷) صفحہ ۶۴ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت کیا تھا کہ جمعہ کے روز اکیلے ظہر پڑھا کرو اس کا بھی جواب ندارد بلکہ تمام صفحہ ۶۴ کا جواب ندارد۔

(۳۸) صفحہ ۶۷ بحوالہ تفسیر احمدی لکھا گیا تھا کہ جب شرائط جمعہ مفقود ہوں تو جمعہ صحیح نہیں ہوتا پھر نمبر ۲ میں لکھا تھا کہ جبکہ احمدی والا کے نزدیک بقاعدہ اذافات الشرط فاف المشروط جمعہ ہی ادا نہ ہو تو انتشار کیسا، اس کا جواب بھی ندارد۔

(۳۹) صفحہ ۶۸ کے حاشیہ میں لکھا گیا تھا کہ جب اس بات میں ہمیں شک ہو کہ بروز جمعہ ہم پر بوقت ظہر چھ فرض ہیں یا چار (یا اس طرح سمجھو کہ اس وقت جو خدا کا ہم پر فرض ہے ناقص ادا ہوا ہے یا کامل) تو بفرمان عالی شان حضور علیہ الصلاۃ والسلام

حَتَّى يَشْكُ فِي الزِّيَادَةِ سے جمعہ اور ظہر دونوں پڑھے جائیں گے، اگر جمعہ پر ہی اکتفاء کیا جائے تو حَتَّى يَشْكُ فِي الزِّيَادَةِ نہ ہوگا فی النقصان ہوگا اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۰) صفحہ ۷۳ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی کی جو سلیمان کا مرشد ہے، تقریظ منقولہ لکھی ہوئی تھی، اس کا بھی جواب ندارد۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل و اعتراضات باقی ہیں جو بوجہ طوالت یہاں ذکر نہیں کئے گئے۔

جب تک احتیاط الظہر کا مکمل جواب نہ دو گے میں ہرگز سبیل الغی کے خرافات کا جواب نہ دوں گا۔

علماء اس بات کو جانتے ہوں گے، کہ رسالہ سبیل النجاة جو حقیقت میں سبیل الغی ہے، رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں ہے، صرف جہلاء کو دکھلانے کے لئے ناگی کے رسالوں سے بکو اس بے دلیل باتیں اور ہٹ دھرمی رسالہ الامام الاعظم مصنفہ حیدر اللہ جلا پوری سے اور خام باتیں ازالۃ الشبهة و تبصرہ سے لے کر نظم کر کے شائع کر دیا اگر خود کتابوں سے دیکھ کر لکھا ہوتا تو اکثر وقت خرچ ہوتا، المرء یقین علی نفسه پر عمل کر کے ہمیں لکھ دیا کہ انہوں نے تحفہ خیر یہ مصنفہ مشاق احمد سے لکھا ہے، اس کا جواب ہماری طرف سے فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ہی کافی ہے۔

سبیل الغی میں فقہ کی عبارتیں بھی اکثر وہی لکھیں، جو پہلے تذکرہ میں لکھ چکا تھا جن کا میں جواب احتیاط الظہر میں دکھا چکا ہوں، غور سے دیکھا جائے تو سبیل کا جواب پہلے ہی اس میں موجود ہے باور نہ ہو تو دیکھو سبیل صفحہ ۱۱ و ۱۵ کا جواب احتیاط الظہر حاشیہ صفحہ ۱۱ سطر ۸ سے آخر تک موجود ہے۔

۱۔ سبیل صفحہ ۱۲ و ۱۳ کے حاشیہ میں جو کچھ چاہا فحش کہہ دیا حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ ہم سونے سے پہلے پڑھتے خود ان کو بھی نفس پروری سے انکاری رکھا غلطیاں نکالنی شروع کر دیں، علم نہیں تو عقل کو بھی سلام کر دیا، پہلی غلطی یہ بتائی کہ یبدء ون بالصلوة میں لفظ جو نہیں افسوس کہ اس کو نشان بھی نظر نہ آئے جو خود بتلاتے ہیں کہ یہ تفسیر ہے اگر یہ بھی نظر نہ آیا تو عبارت بخلاف ماجرت بہ عادتہم فی صلوة الظہر بھی نظر نہ آیا (کیسے نظر آتا جبکہ برابر نہ بیٹا ہوا) بتائے ظہر میں بخلاف جمعہ نہیں تو اور کیا ہے دوسری بات کا یہ جواب ہے کہ شارح نے جو المعنی سے بیان کیا ہے وہ کس کے قول کو بیان کر رہا ہے، پتہ نہیں وہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو ہی بتا رہا ہے کانسوا یبدء ون الخ۔

تیسری غلطی ترجمہ کی یونہی لکھ دی تاکہ تعداد بڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت انس سونے سے پہلے جمعہ پڑھتے ظہر سونے کے بعد یہ تم مان چکے ہو فہو المراد امام الدین عفی عنہ۔

سبیل کے دلائل مندرجہ ۱ صفحہ ۱۸ و ۲۴ و ۳۳ کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۲۲ سطر ۳ میں موجود ہے۔

سبیل صفحہ ۲۵ کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۲۵ کے حاشیہ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۲۶ عمدۃ القاری کی عبارت کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۲۸ سطر

۸ سے تا ۱۱ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۲۷ کا جواب احتیاط صفحہ ۳۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

سبیل صفحہ ۳۲ کی عبارتوں کا جواب احتیاط صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں موجود ہے

سبیل صفحہ ۳۲ کا جواب احتیاط کے حاشیہ صفحہ ۴۲ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۳۵ کا جواب احتیاط صفحہ ۲۹ کے حاشیہ میں دیکھو اس میں امر

سلطان لکھا ہوا ہے جو اس میں موجود ہے اور مصر کے لئے قاضی یا امیر شرط ہے جیسا کہ

احتیاط صفحہ ۳۶ میں ذکر کیا گیا ہے اور امیران میں موجود ہے یہ جواب بھی اس وقت ہے جبکہ یہ روایات مندرجہ سبیل صحیح ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ ضعف روز روشن کی طرح مستقل جواب میں لکھا جائے گا۔

۱۔ سبحان اللہ علم ہو تو ایسا ہی ہو، پھر سمجھ بھی ہو تو ایسی ہی ہو، تذکرہ میں لکھا کہ جمعہ آیت کے پہلے سب نمازیں دو دو رکعت فرض تھیں، پھر عشاء اور ظہر عصر زیادہ کی گئیں، اور جمعہ دو رکعت ہی رہا (جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ غیر ظہر ہے) پھر لکھا کہ سات روز ظہر چار رکعت فرض ہوئی، اور بروز جمعہ ظہر دو رکعت ہی رہی جس پر دلیل طلب کی گئی، مگر جواب سے سکوت پھر لکھا کہ جمعہ نہ ملے تو پھر چار رکعتیں ظہر پڑھے وجہ نامعلوم کہ فرض تو اس روز دو رکعت تھیں تو چار کیوں پڑھے یہ نہیں کہ چار رکعت قضا ہو تو عوض اس کے آٹھ رکعت پڑھے جائیں نیز میں نے پوچھا تھا کہ وہ کون سی حدیث ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ چھ روز ظہر چار رکعت پڑھو ایک روز دو رکعت اگر کوئی ثبوت ہے تو دکھاؤ، زبانی دعوے سے کیا حاصل نیز میں نے لکھا تھا احتیاط صفحہ ۷ میں کہ سوائے فجر اور شام کے سب نمازیں زیادہ ہوں، اگر جمعہ ظہر ہوتا تو یہ بھی چار رکعت ہوتیں، اس کا جواب بھی نداد۔

قول احتیاط صفحہ ۱۲ مکہ میں حضور نے باوجودیکہ فرض ہوئے جمعہ کے کیوں نہ پڑھا، اس کا جواب سلیمان نے یہ مانا جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن دیا ہجرت سے پہلے اور طاقت نہ تھی کہ مکہ میں جمعہ قائم فرماتے تو گویا سلیمان صاحب نے یہ مان لیا ہے کہ حکومت کفار میں جمعہ فرض نہیں اگر فرض ہوتا تو آپ ترک نہ فرماتے کہ آپ کو طاقت نہ تھی اس کی یہی وجہ ہے کہ قاضی کا حد و شرعیہ پر قادر ہونا نہ پایا جاتا تھا جو شہر کے لئے شرط ہے سلیمان کا یہ بھی خیال کہ سورۃ جمعہ مکہ میں نازل ہوئی غلط ہے کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ہم نے احتیاطاً الظہر صفحہ ۸ میں دکھا دیا ہے کہ مدینہ میں ہی سورۃ جمعہ نازل ہوئی ہاں اس کے خلاف کوئی اس سے صحیح حدیث دکھاؤ جس میں یہ ثابت ہو کہ پہلے یہ سورۃ یا آیت جمعہ مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ میں تب مانا جاتا ہے ورنہ نہیں۔

حیدر اللہ کا کہنے کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے سے کیوں کر مقدم سمجھا جائے رہی یہ بات کہ آیت مدنی ہے تو جمعہ مکہ میں کیوں کر فرض ہوا، تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہ آیت جمعہ کا مدینہ نازل ہونے سے جمعہ پہلے فرض نہ ہو کیوں کہ بہت سی آیتیں مدنی ہیں مگر حکم مکہ میں ہی شروع ہو چکا تھا چنانچہ آیت وضو بالاتفاق مدنی ہے حالانکہ وضو مکہ میں ہی فرض ہو چکا تھا کما قال السیوطی فی الاتقان۔

فی الحال تھوڑا سا عرض کئے دیتا ہوں جو اٹے کا وقوع بھی تمہیں مفید نہیں (کیوں کہ وہ شہر تھا، دیکھو عینی شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ ابو عبیدہ مکرمی اور شیخ ابوالحسن سے منقول کہ جواٹا شہر تھا بلکہ عینی فرماتے ہیں:

لا نسلم انها قرية بل هی مدینة کما حکینا عن البکرمی وغیرہ  
حتی قیل کان یسکن فیہا فوق اربعة آلاف نفس۔

ہم نہیں مانتے کہ جواٹا گاؤں ہے بلکہ وہ شہر ہے جیسے ہم بکرمی و غیرہ سے حکایت کر چکے ہیں یہاں تک کہ کہا گیا ہے اس میں چار ہزار آدمی رہتے تھے، اتنی، یہ نہیں کہا گیا کہ پہلے تھوڑے آدمی تھے پیچھے زیادہ ہو گئے ہاں اس تعداد سے اور زیادہ ہو گئے ہوں تو تعجب نہیں دیکھو سیالکوٹ ہمارے دیکھنے سے کتنا بڑھ گیا ہے یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ پہلے چھوٹا سا گاؤں تھا اب بڑھنے سے شہر ہو گیا ہے نہیں نہیں وہ پہلے بھی شہر ہی تھا بڑھنے سے بھی شہر رہا۔

فتح القدر میں بھی جواٹا کا شہر ہونا ایسا ہی لکھا ہے مبسوط میں ہے کہ جواٹا شہر ہے مجمع البحار میں ہے کہ وہ قلعہ ہے قاموس میں ہے کہ جواٹا شہر ہے اور قلعہ اگر اس

مسئلہ کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو اوثق القری مصنفہ رشید احمد گنگوہی جس کو آپ بھی مانتے ہیں صفحہ ۹۲۸ ملاحظہ ہو اس کو تو تذکرہ میں خود مان چکا ہے یہ نہ ہو کہ بیٹھی بیٹھی ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو ابن عمر کا قول جَمِعُوا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ کا یہ مطلب ہے کہ جہاں تم شہر میں ہو جمعہ پڑھو کیوں کہ یہ قول علی العموم نہیں یہ بھی غیر متنازل للکل ہے ایسے عام کی زیادہ تشریح درکار ہو تو دیکھو احتیاط الظہر صفحہ ۱۸ تا ۲۳ اگر یہ لفظ اپنے عموم پر ہوتا، تو خود حضرت عمر ٹھب میں ترک جمعہ نہ فرماتے۔

كما اخرجہ ابن ابی شیبہ عن الزہری ان عمر صلی بالمحصبۃ للجمعة ولم یجمع یعنی صلاھا ظہرا، ازالة الخفاء۔

جس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک جگہ جمعہ کا حکم نہیں یہی مطلب ہوگا کہ جہاں تم

شہر میں ہو جمعہ پڑھو!

كما قاله العینی فی عمدۃ القاری صفحہ ۶۵ ۲ جلد ۳ والبنایہ۔

نیز تعلق المغنی صفحہ ۱۶۶ میں لکھا ہے کہ

ان اباہریرۃ کتب الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یسئلہ عن

الجمعة وهو بالبحرین فکتب الیہم ان جمعوا حیث ما کنتم۔

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے اجازت جمعہ پڑھنے کی

طلب کی جس سے معلوم ہوا کہ اذن سلطان شرط ہے ورنہ ابو ہریرہ کا سوال کرنا غیب

ہوتا ہے کیوں کہ بجزگانہ نماز میں امیر سے کوئی نہیں پوچھتا جمعہ کے لئے پوچھنے سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے اذن سلطان شرط ہے ان میں یہ مشہور ہی تھا کہ

دیہاتوں میں جمعہ نہیں ہوتا، تب ہی انہوں نے پوچھا، ورنہ شہروں میں تو مامور بہ ہی تھا

انہوں نے گاؤں سمجھ کر پوچھا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت امیر تھے لشکر ان

کے ساتھ تھا مع لشکر وہ گاؤں میں کیسے گزارہ کر سکتے تھے معلوم ہوا کہ ضرور آپ کا

نزول شہر میں ہی رہا ہوگا، سوال بھی شہر بحرین سے ہی ہے اور جواب میں بھی یہی ہوگا، کہ جہاں شہر میں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز کا عدی کو خط لکھنا اس کی بابت جو ہر النقی صفحہ ۲۲۸ میں ہے

فی سندہ عبد اللہ ابن الولید هو العدنی ضعفه الساجی

یعنی اس کی سند میں عبد اللہ بن ولید ہے اس کو ساجی نے ضعیف کہا ہے تہذیب

تہذیب صفحہ ۷ جلد ۶ میں ہے:

نقل الساجی ان ابن معین ضعفه

اور ازوزی نے یہم فی احادیث لکھا ہے۔

ابوحاتم نے اس کو لا یحتج بہ فرمایا ہے۔

علاوہ اس کے جو ہر النقی میں ہے:

انہ کتاب وان رایہ لیس بحجة۔

یعنی یہ کتاب ہے اس کا رائے حجت نہیں اس طرح ہے۔

یعنی شرح بخاری صفحہ ۲۶۵ میں۔

نیز اس میں جعفر بن برقان راوی ہے جس کو ابن خزیمہ لا یحتج بہ کہتا ہے

دیکھو میزان الاعتدال۔

دوسرا ابن عمر کا فتویٰ بھی ہمیں مفید ہے نہ آپ کو کیوں کہ اس میں بھی امیر

شرط لکھا ہوا ہے پس ایسے وقت کل موضع لہ امیروں والی تعریف صادق ہوگی فہو المراد

ہاں آپ کو قریہ لفظ نے دھوکا دیا ہوگا، مولانا قریہ کا اطلاق شہروں پر ہوا کرتا ہے،

دیکھو قرآن سورہ نمل، حشر، زخرف ان میں قریہ کا اطلاق شہروں پر ہوا ہے۔

۱۔ ایسا ہی اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت دھوکہ لگ گیا ہے یہ

سمجھ لیا ہے کہ حضرت انس کبھی زاویہ میں جمعہ پڑھتے کبھی بصرہ میں اچھا اگر یہ مانا جائے



تو بتاؤ کہ یہ تکلیف کیوں اختیار کی کبھی اپنے گاؤں کبھی شہر بصرہ میں جمعہ پڑھتے یہاں تکلیف نہ ہوئی آتے جاتے بارہ میل سفر ہو جاتا ہے یحلونہ وانا یحرمونہ عاماً، نیز اگر یہ مطلب لیا جائے تو لفظا حیانا لا یجمع۔ صادق نہیں آسکتا کیوں کر یہاں تو ذکر ہوا کہ کبھی جمعہ پڑھتے ہی نہ تھے پھر کس طرح تمہارا کہنا صحیح ہوا جو تم کہتے ہو کہ کبھی زاویہ میں پڑھتے کبھی بصرہ میں مگر پڑھتے ضرور ترک نہ فرماتے حالانکہ لا یجمع کا صاف مطلب یہی ہے کہ کبھی جمعہ پڑھتے ہی نہ تھے میں نے تو لکھا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو زاویہ میں رہتے تھے کبھی جمعہ پڑھتے کبھی نہ، جب پڑھتے تو شہر میں آتے اور پڑھتے جبکہ زاویہ میں رہتے نہ پڑھتے تم کو لفظ قصر نے دھوکا دیا ہے قصر سے مراد شہر بصرہ ہے اور کچھ مراد ہو نہیں سکتا کیوں کہ وہاں کوئی بڑے محل نہیں تھے قصر کہتے ہی عمارتوں کو ہیں۔ دیکھو جامع اللغات، رہی یہ بات کہ قصر کی اضافت ان کی طرف ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ یوں ہی اصطلاح ہے جیسا کہ شہر گجرات گوجرانوالہ لاہور سیالکوٹ وغیرہ ہی شہر ہیں مگر ہمارا شہر جب کہا جائے گا اس وقت مراد سیالکوٹ ہی ہوگا نہ کہ کہوگا نیز زاویہ خود ایک چیز کو کہتے ہیں جیسا کہ جامع اللغات میں لکھا ہے تو کیا وہ ایک گھر کے گوشہ میں جمعہ پڑھتے تھے، بہر حال یہی مطلب ہے کہ آپ کبھی بصرہ میں آتے جمعہ پڑھتے جب نہ آتے نہ پڑھتے اگر گاؤں میں فرض جمعہ ہوتا تو آپ کبھی ترک نہ فرماتے۔

سبیل صفحہ ۳۶ میں جو متروک حدیثیں پیش کی گئی ہیں ان کے ساتھ ہی جو کچھ دارقطنی میں لکھا ہوا ہے جس کو اس نے حذف کر دیا لکھا نہیں اب صرف میں وہی پیش کرنا ہوں اہل عقل خود سمجھ لیں گے کہ غلطی پر کون اور خائن کون ہے اور جو کچھ صحت ضعف کی بابت دارقطنی نے فیصلہ کیا ہے وہ بھی دکھاتا ہوں وہو ہذا۔

الجمعة واجبة علی کل قرية وان لم یکن فیہا الا اربعہ یعنی

بالفرائن المدائن لا یصح هذا عن الزهری -  
جمعہ واجب ہے ہر قریہ پر اگرچہ نہ ہو اس میں مگر چار یعنی ایسے قریہ میں جو شہر  
ہے نہیں صحیح زہری سے یعنی زہری جس سے کہتا ہے کہ میں نے اس سے حدیث سنی ہے  
وہ صحیح نہیں۔

اب دیکھو کہ سلیمان نے کتنی عبارت حذف کی خاص حدیث کے ساتھ ہی  
فیصلہ لکھا ہوا ہے کہ قریہ سے مراد شہر ہے نہ کہ ہر چھوٹا بڑا گاؤں۔

دوسری حدیث :

الجمعة واجبة علی کل قریة فیہا امام وان لم یکنوا الا  
اربعۃ الولید بن محمد الموقری متروک ولا یصح هذا عن  
الزهری کل من رواہ عنہ متروک۔

خود دارقطنی میں ہی فیصلہ ہے کہ جو کچھ زہری نے امام عبداللہ دوستیہ سے  
روایت کیا ہے سب متروک ہے صحیح نہیں جبکہ ان حدیثوں کا دارقطنی نے جواب دے دیا  
ہوا ہے تو اور جواب لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

نیز اس کے خلاف صحیح حدیث احتیاط صفحہ ۴۲ میں دیکھو! یہ کہنا کہ اثر علی سے یہ  
زیادہ ضعیف نہیں لغو ہے جیسے اس کی تصحیح مذکور ہے اس کی بھی تصحیح دکھائیں تب مانا جاتا ہے  
ویسا خیالی پلاؤ سے سیری کب ہو سکتی ہے؟

حیدر اللہ کی انڈمی تقلید سے یہ لکھ دیا کہ یہ اثر علی ضعیف ہے اور ضعیف یہ بتایا کہ اس کی  
سند میں جریرہ منصور اور سعد جو ہیں وہ شیعہ تھے، بھلا تمہارے لکھنے سے یہ کیسے اثر ضعیف  
ہو سکتا ہے جریرہ و عبدالرزاق و مثلہم کی بابت میزان صفحہ ۲۷۰ جلد ۲ میں لکھا ہوا ہے۔

کہ اگر ان سے روایت نہ لی جائے تو دین ہی بند ہو جاتا ہے نیز خود تہذیب

التہذیب میں ان کو ثقہ لکھا ہوا ہے۔

منصور بن معتمر بھی ثقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب صفحہ ۳۶۲ التہذیب صفحہ ۳۱۴ جلد ۱، سعد بن عبیدہ بابت اپنے آئیہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَالْأَسْبَابَ اس کے ساتھ ہی آگے لکھا ہوا تھا وہ نہ لکھا، مگر تمہاری جانے بلا، تم نے کاربوں کی طرح نقل کر دیا، سعد کی باتجو کچھ ابو حاتم کا قول ہے میں عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے۔

وقال ابو حاتم کان یری رای الخوارج ثم ترکہ یکتب حدیثہ۔

کہا حاتم نے کہ پہلے اس کا خیال خارجوں کی طرف تھا پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا اس کی حدیث لکھی جائے گی دیکھو تہذیب التہذیب صفحہ ۲۷۸ جلد ۳۔

نیز ساتھ ہی اس کے ثقاہت بیان کی گئی ہے پس ان کی نصف عبارت لکھ کر لوگوں کو دھوکا دینا روز روشن کی طرح دکھا دیا ہے اب بھی اگر کوئی اسی کی مانی جائے تو اسی کی بد نصیبی ہے رہا یہ اعتراض کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے معتبر نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں تشیع ہے تو بھی مضر نہیں۔

دیکھو تہذیب صفحہ ۹۴ جلد ۱ میں لکھا ہوا ہے:

کہ اگر شیعہ اپنے مذہب کی طرف نہ بلاتا ہو تو اس کی روایت رو نہ کی جائے گی، نیز تہذیب صفحہ ۹۷ جلد ۲ میں ابن عباس سے لکھا ہوا ہے:

ولیس بین اهل الحدیث من ائمتنا خلاف ان الصدوق المتقن

اذا كانت فيه بدعة ولم یکن یدعو الیہا والاحتجاج بخبرہ جائز۔

یعنی ہمارے اماموں اور اہل حدیثوں کا اس بات میں اختلاف نہیں کہ سچا تقویٰ والا آدمی اگر اس میں بدعت ہو تو وہ اس کی طرف بلاتا نہ ہو تو اس کی حدیث سے دلیل پکڑنی جائز ہے۔

پس آپ کا اس باعث کہ ان میں تشیع ہے ضعیف کہنا باطل ہوا ہاں مثل

بخاری کے اس اثر کی صحت ضرور ہوگی کیوں کہ بخاری میں بھی شیعہ راوی بہت ہیں،  
سبیل صفحہ ۳۸ میں اِهْبَطُوا مِصْرًا سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جہاں خر بوزے و پیاز  
ہوں وہ شہر ہوتا ہے غلط ہے ایسا قرآن شریف میں ہرگز نہیں قرآن مجید فرقان حمید میں  
صرف یہ بات ہے کہ جو کچھ تم مانگتے ہو وہ شہر میں جاؤ وہاں ملے گا، نیز اتنی بڑی خلقت  
کا ایک چھوٹے سے گاؤں میں گزر نہیں ہو سکتا، اس لئے مصر سے چھوٹا گاؤں مراد نہیں  
بڑا شہر مراد ہے جہاں سے ہر چیز مل سکے، جملہ لَکُمْ مَّا سَأَلْتُمْ اس پر شاہد ہے مفصل  
جواب پھر دیا جائے گا،

سبیل صفحہ ۳۵ تا ۴۰ کا جواب احتیاط صفحہ ۲۶ و ۵۱ و ۵۳ و ۵۴ دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۲ کا جواب احتیاط صفحہ ۳۲ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۳ کا جواب احتیاط صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۶ کی قطع برید عبارت کا جواب احتیاط کے حاشیہ صفحہ ۴۹ میں

دیکھو!

وہاں میں نے بروز جمعہ ظہر کا پڑھنا ثابت کیا تھا یہی اس کی پیش کردہ

عبارت سے ظاہر ہے، جو اس نے لکھا نہیں وہ ہذا،

یصلی الامام بالناس الظہر

یعنی امام لوگوں کو ظہر پڑھائے۔

کبھی لکھا کہ عرفات میں جمعہ پڑھنا خاصہ حضرت کا تھا،

پھر یہ بھی لکھا ہے:

کہ جمعہ کی طرح دور کعتاں پڑھیاں خطبہ بھی پڑھا پس جمعہ ہی ہوا۔

انسوس امام صاحب، ابو یوسف، محمد، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق وغیرہ کہیں

کہ عرفات میں جمعہ نہیں اور ابن حزم کے قول مردود پر عمل کیا اس وقت نہ ابی حنیفہ نہ ابی

یوسف نہ محمد کا خیال کیا سب کو ترک کر کے ابن حزم کا قول مانا جس کو خود عینی نے ہی رد کر دیا ہے۔ دیکھو عینی ہدایہ صفحہ ۹۸۸ جلد اول خود عینی نے لکھا ہے کہ  
ظہر عصر یہاں جمع کی جائیں

ویخفی الامام القراءۃ فیہما لانہما ظہر وعصر کما فی سائر

الایام۔

یعنی امام آہستہ پڑھے ظہر عصر میں قرائت دوسرے دنوں کی طرح (عرفات میں) خطبہ اور دو رکعت نماز تو خود ہے کون سا دن ہو ایسا ہی کرنے کا حکم ہے تو کیا ہفتہ اتوار میں بھی ایسا ہی مع خطبہ نماز پڑھنے سے جمعہ ہی کہو گے۔

سبیل صفحہ ۲۸ تا ۵۰ کا جواب احتیاط صفحہ ۵۲ تا ۵۳ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۲ کی عبادت کا جواب بھی وہی ہے جو احتیاط صفحہ ۲۵ و ۳۲ کے

حاشیہ اول میں ہے۔

سبیل صفحہ ۵۳ کا جواب احتیاط صفحہ ۴۷ میں دیکھو!

نیز ابن مسعود والی حدیث کی بابت ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو آپ کے ارادے کا وقوع ہوتا، یعنی تعدد جمعہ جائز ہوتا تو آپ اپنے ارادہ کو پورا فرماتے۔

سلیمان کے استاد نے بھی شیعوں کی طرح جیسے وہ قصہ قرطاس سے خلافت بلا فصل حضرت علی کی ثابت کرتے ہیں ویسا ہی اس نے کیا۔

سبیل صفحہ ۵۴ میں بدعت کی مذمت کا جواب احتیاط صفحہ ۵۰ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۴ میں جو ظن کی بابت لکھا گیا ہے، اس کا جواب احتیاط صفحہ

۶۸ تا ۶۹ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۵ کا جواب احتیاط صفحہ ۶۳ سطر باراں میں دیکھو،

نیز صفحہ ۵۵ میں لکھا کہ میں بارہ رکعت نماز پڑھتا ہوں، چار جمعہ سے پہلے چھ جمعہ کے بعد اور پہلے سبیل صفحہ ۱۵ میں حدیث لکھ کر یہ ثابت کیا کہ حضور جمعہ پڑھ کر کچھ نہ پڑھتے مگر دو رکعت وہ بھی گھر جس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھ کر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے فرمان ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک ہوتا ہے۔

سبیل صفحہ ۵۶ و ۶۳ کی بابت احتیاط صفحہ ۷۱ ملاحظہ ہو، نیز حاشیہ صفحہ ۶۸ دیکھو سبیل صفحہ ۶۲ میں حسن بن زیاد پر جرح کی اور یہ کہا کہ قنیہ کلکتہ والی میں بجائے حسن کے محسن لکھا ہے وہ تو آپ نے ضرور دیکھی ہوگی، کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ قنیہ کلکتہ میں ہی حسن کو محسن لکھ دیا گیا ہو؟ تمہارے جیسے بھی لوگ ہیں جو اصل کو بدل دیتے اور ہیں محدثوں کی تقلید سے حسن بن زیاد پر جرح کر دی جس سے تمہارا غیر مقلد ہونا بخوبی روشن ہو گیا، دشمنان امام اعظم کا پتہ نہیں انہوں نے تو خود ابو حنیفہ پر بھی زبان درازی کی ہوئی ہے اور ضعف لکھ دیا ہے دیکھو میزان الاعتدال صفحہ ۹۰ حاشیہ صفحہ ۵۳۲۔

کیا ان کے کہنے سے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی چھوڑو گے، فما ہو

جوابکم فہو جوابنا۔

نیز حسن بن زیاد کو میزان میں وکان رئیس الفقه لکھا ہوا ہی یعنی وہ فقہ میں سردار تھا، اگر حسن بن زیاد کی زیادہ توثیق درکار ہو تو دیکھو حدائق الحنفیہ صفحہ ۱۳ مطبع نولکشور۔

غرضیکہ اہل عقل بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سبیل النبی رسالہ احتیاط الظہر کا جواب

نہیں بلکہ سبیل النبی نے یہ ثابت کر دیا کہ احتیاط الظہر لا جواب کتاب ہے۔

سلیمان کی طرز ناگی نے بھی اپنے زعم میں احتیاط الظہر کا جواب لکھا، مگر

اس مدعی عامل بالقرآن والحدیث نے بھی رسالہ میں ظہر بعد الجمعة کی ممانعت میں کوئی

آیت یا حدیث نہیں لکھی جس سے غیر مقلدوں کا لا جواب ہونا بھی ثابت ہو گیا سوائے حدیث ابن عمر کے اور کچھ نہ لکھ سکا جس کا مسئلہ زیر بحث میں کوئی تعلق نہیں ہاں یہ اس شخص کے مقابلہ میں پیش کر سکتے ہیں جو جمعہ کے بعد چار سنتوں کا قائل ہو اور اس سے کم و بیش کا منکر ہو۔

یہ نہیں سنتوں کی نفی سے فرض واجب کی نفی سمجھ لینی، مگر کیا کریں یہ تو ان کی پرانی عادت ہے ہر جگہ نفی جنس میں ایسا ہی دھوکا کھایا کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہاں صرف سنتوں کا ہی ذکر ہے، اور نہ ہی اس کی جنسیں بھی ہوں گی اور انہیں دو رکعت کے سوا نفی بھی ہوگی، اور یہ نفی بھی ایک حد تک ہوگی اور وہ حد خود حدیث میں مذکور ہے، یعنی حَتَّى يَنْصَرِفَ، یعنی انصراف دو رکعت پڑھنے تک اس کے آگے لا یصلی کا لفظ ہرگز شامل نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث لَا صَلَوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ میں فرض ہی مراد ہیں سنتیں نہیں حالانکہ یہاں بھی صلوٰۃ اسم جنس ہے اسی طرح وہاں بھی سنتیں ہی مراد ہونگی نہ کہ فرض واجب جیسا کہ لَا صَلَوةَ بَعْدَ صَلَوةِ الْعَصْرِ الخ میں کل نمازوں کی ممانعت نہیں، ویسا ہی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کل نمازوں کی ممانعت نہیں یہ تو مخالف بھی مانتا ہوگا کہ بعد جمعہ کے جو دو رکعت آپ نے گھر پڑھیں ہیں، وہ سنتیں ہی تھیں اسی لئے کتب حدیثوں میں اس کو نوافل میں درج کیا گیا ہے، ناگی نے خود اپنی کتاب صفحہ ۵ میں حدیث ابن عمر میں ان دو رکعتوں کو سنتیں ہی لکھا ہے، نیز حضور کا دستور فرائض کے سوا گھر نماز پڑھنا نوافل پر شاہد ہے۔

پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے بعد آپ دو رکعت سنت کے سوائے

نہ کیوں کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتیں گھر ہی پڑھتے جیسا کہ

حدیث شریف ابن عمر میں مصرح ہے۔

دوسری کوئی سنت نہ پڑھتے جس سے ثابت ہوا کہ حدیث:

إِذَا صَلَّيْ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا رُبْعًا - رواہ مسلم

حضور فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھائے تو اسے چاہئے کہ

اس کے بعد چار رکعت پڑھے!

تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے، پس چار رکعت سے نماز ظہر

ہی مراد ہوگی، ومن انکر فعلیہ الدلیل۔

سبیل صفحہ ۳۳ میں یہ اعتراض کہ احتیاطی نہ روا ہے نہ قضاء نہ اعادہ،

اس کا جواب یہ ہے کہ ظہر بعد الجمعہ من وجہ ادا بھی ہے من وجہ قضاء بھی ہے

من وجہ اعادہ بھی ہے، محققانہ تقریر پر تو یہ نماز ادا ہے کیوں کہ کسی آیت یا حدیث سے یہ

ہرگز ثابت نہیں کہ جمعہ پڑھ کر ظہر نہ پڑھو یا جمعہ ہی ظہر کا بدلہ ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ قبل

جمعہ ظہر فرض تھی، اب بجز دلیل قطعی کے جو اس کو منع کرے کس طرح منع ہو سکتی ہے،

جب یہ علیحدہ فرض ہوئی تو یہ پھر اپنے وقت پر ادا ہوگی، نیز میں اپنی کتاب احتیاط

صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر حدیث مسلم سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ حضور نے اپنی زبان

درختوں سے یہ فرمادیا ہے کہ اگر جمعہ دیر سے پڑھا جائے (یعنی جمعہ کی شرط میں اشتباہ

ہو جو وقت ظہر ہے) تو تم وقت پر نماز ادا کر لیا کرو، الحمد للہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

فرمان سے ثابت ہو گیا، کہ ظہر جمعہ ادا ہے چونکہ جمعہ تنگ وقت میں پڑھا جاتا تھا، بعدہ

ظہر کا وقت نہیں رہتا تھا، اس لئے اس کا پہلے ادا کرنا مامور ہوا،

نیز عند الخفا جب جمعہ کامل ادا نہ ہو جو ظہر کو ساقط کر سکے، تو اس وجہ سے بھی

ظہر ادا ہی ہوگی۔

مالا بد منه میں ہے:

برائے نماز جمعہ و سقوط ظہر از مصلی جمعہ شش چیز شرط است۔



یکے مصر یعنی شہرے کہ دریاں حاکم وقاضی باشند یا نواح مصر کہ برائے حوائج اہل مصر مہیا باشند..... الخ۔

جب سقوط الظہر کے لئے چھ چیزیں شرط ہوئیں جن میں سے ایک شہر بھی ہے جو آج من وجہ منقود ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جب تک یہ چھ چیزیں یعنی کامل نہ ہوں جمعہ ظہر کو ساقط نہیں کر سکتا اگر ایک شرط میں بھی اشتباہ ہو جائے۔

یا منقود ہی ہو جائے تو ظہر ساقط نہ ہوگی، جیسا کہ صحیح مسلم سے دکھایا گیا ہے جو صرف جمعہ کو آخر وقت پڑھنے سے ظہر کا پڑھنا مامور ہوا پس معلوم ہوا کہ آج کل بوجہ اشتباہ فی المصر جمعہ مسقط ظہر نہ ہوا اس لئے اپنے وقت پر ادا ہوگی نہ بوقت اشتباہ فی السماء۔ مثلاً خچر یا گدھے کا جوٹھا پانی ہے اس کے سوا اور پانی نہیں تو اس صورت میں صرف وضو سے ہی رفع حدث نہ ہوگا بلکہ ساتھ ہی تیمم بھی کرے گا۔

وسور الحمار والبغل مشکوٰتو ضاً بعد تیمم (شرح وقایہ)

ایسا ہی ساتھ ادا کرنے مشکوک الجمعہ کے فرض وقتی سے بری نہ ہوگا جیسا اس کا اکیلے وضو کرنے سے حدث دور نہیں ہوتا ایسا ہی اکیلے جمعہ پڑھنے سے فرض وقتی ادا نہ ہوگا فافہم۔

اور قضا اس طرح کہ اگر جمعہ صحیح ہو گیا تو ظہر جو آخر ظہر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے وہ اس نماز کے قائم ہو جائے گی جو سب سے پیچھے اس سے ترک ہوئی ہے جیسا کہ میں نے احتیاط صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے۔ اور قضا بیۃ ادا جائز ہے۔

وَلَوْ نَوَى ظَهْرَ الْوَقْتِ أَوْ عَصْرَهُ يَجُوزُ بِنَاءِ عَلَى أَنَّ الْقَضَاءَ بِنَيْتِ الْأَدَاءِ

وَعَكْسُهُ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا لَخ حَاشِيَةُ بَحْرِ الرَّائِقِ بِكَذَلِكَ الْمَنَارِ وَالْحَيْطِ وَالْكَبِيرِ

قضا کے تسلیم نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی کہ مصلی نام نہیں لیتا کہ میں فلاں نماز

پڑھتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سلیمان کی اپنی کم فہمی ہے، حاشیہ احتیاط صفحہ ۵۷ میں خود یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ آخر ظہر کی نیت کرے پس اس نیت سے وہ مقرر ہوگی جو کسی اس پر آخر ظہر ہوگی وہی مراد ہوگی اگر بالفرض نہ بھی مقرر ہو تو عدم جواز کیوں کر ثابت ہوا؟ نیز وہ شخص جس کی ایک نماز ترک ہوئی ہے اور وہ جانتا نہیں کہ کون سی نماز مجھ سے ترک ہوئی ہے تو اس کو پانچوں نمازیں پڑھنے کا جو حکم ہوا جیسا کہ میں نے احتیاط صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے تو بتاؤ ان میں سے وہ کون سی نماز متروکہ کا نام لیتا ہے، فافہم، اعادہ اس وجہ سے کہ تو خود مانتا ہے کہ ظہر جو ہے وہی جمعہ ہے جس سے تمہارا یہ حساب ہے کہ دو نمازیں نہیں ایک ہی نماز ہے جیسا کہ تو نے تذکرہ صفحہ ۳ میں لکھا ہے پس جب ایک ہی نماز ہوئی تو اس کا ناقص ادا ہونے سے اعادہ ضروری ہوگا، کما قال الشیخ عبدالحق فی ائحة اللمعات تحت قوله علیہ الصلاۃ والسلام:

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ..... الحدیث

کہ مراد از نفی صلوٰۃ نفی کمال است بدلیل آنکہ در آخر این حدیث بروایت ابی داؤد، ترمذی و نسائی آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود چوں تمام کردی این را تمام شد نماز تو و آنچه نقصان کردی از ان نقصان کردی از نماز خود و این نشان وجوب سخت است کہ فصل بے آن ناقص و ناتمام بود پس معلوم شد کہ امر باعادہ نماز آں مراد از برائے آن بود تا بے کراہت و نقصان واقع شود نہ بہجت آنکہ باطل و معدوم بود الخ ہذا فی المرقات،

ایسا ہی جمعہ جب ناقص ادا ہوا جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ جمعہ با شرائط ادا مسقط ظہر ہے جب شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا وہ مختلف فیہ ہو تو جمعہ ادا ناقص ہوگا تو جب ادا جمعہ ناقص ہو تو ضروری ہوا کہ اس کا اعادہ کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ بہجت جمعہ اعادہ کیا جائے یا نہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس ہیئت پر اگر نقص رفع ہو سکتا ہے تو اسی طرح پڑھے ورنہ ظہر پڑھے! یہ بات یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ خواہ چار دفعہ جمعہ پڑھا جائے نقص رفع نہ ہوگا، وہ ایسا ہو گیا جیسا کسی نے خچر کے جوٹھے پانی سے چار دفعہ وضو کیا پس نقص جمعہ تب ہی رفع ہوگا جبکہ ظہر پڑھی جائے گی۔ فافہم ۱۲

## آخری فیصلہ

حضرت جناب مولانا مولوی صوفی مہر علی شاہ صاحب گوڑہ شریف والے نے جو کچھ مسئلہ ظہر بعد الجمعہ و دیگر مسائل متنازعہ فیہ میں فیصلہ دیا ہے وہ معہ سوالات یہاں درج کرتا ہوں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سلیمان اپنے پیر و مرشد کا بھی بے فرمان ہے بلکہ ان کو برا کہتا ہے، کیوں کہ وہ احتیاطی کو جائز سمجھتے ہیں نیز ندائے یا رسول اللہ و توسل انبیاء و اولیاء و استعانت و استمداد انبیاء و اولیاء وغیرہ و سماع موتی یا شیخ عبد القادر شہید اللہ کہنا ان کو وہ جائز فرماتے ہیں اور یہ جائز رکھنے والے کو کافر و مشرک و بدعتی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے وہ فتویٰ جو ایک ثالث کی طرف سے استفتاء تھا یہ ہے۔

## سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا و مقتدا سلمکم اللہ تعالیٰ

منبع فیوض رحمانی مخزن اسرار یزدانی واقف رموز حقیقت ماہر اسرار شریعت السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کے بعد التماس یہ ہے کہ کیا حضور سر اپا نور کو ایک تکلیف دینا ہے اگر ازراہ کرم و عنایت آپ اس تکلیف کو گوارہ فرمائیں تو عنایت خسروانہ سے بعید نہیں ہے۔

ہمارے یہاں دو اہل علم ہیں چند مسائل میں سخت اختلاف ہے ایک مولوی امام الدین صاحب حنفی قادری جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کے سند یافتہ اور خلیفہ مجاز ہیں دوسرے مولوی سلیمان صاحب چشتی حنفی جو اپنے آپ کو جناب کا مرید ظاہر کرتے ہیں تنازعہ یہ ہے۔

(۱) (۱) تصور شیخ (۲) یا رسول اللہ کہنا (۳) یا شیخ عبد القادر شینا اللہ کا پڑھنا  
(۲) استعانت واستمداد از اولیاء و انبیاء (۵) ذکر اللہ جو سانس کھینچنے کے ساتھ صراحتہ نقشبندیہ میں معمول ہے، ان امور خمسہ کو مولوی امام الدین صاحب جائز فرماتے ہیں، لیکن مولوی سلیمان صاحب شرک و حرام بت پرستی اور نکمی حرکت وغیرہ کہتے ہیں۔  
(۲) ظہر بعد جمعہ، مولوی امام الدین بسبب اشتباہ فی المصہر تعدد جمعہ حسب تحریر علامہ شامی وابن الہمام و عالمگیری وغیرہم احتیاط ظہر کا پڑھنا بعد جمعہ ضروری سمجھتے ہیں، لیکن مولوی سلیمان صاحب اس کو بدعت اور حرام اور ایجاد فرقہ معتزلہ فرماتے ہیں۔

(۳) سماع موتی مولوی امام الدین صاحب سماع موتی کے قائل ہیں اور مولوی سلیمان سخت انکار کرتے ہیں، ان مسائل کو اگرچہ جناب کی تصنیف لطیف اعلاء کلمۃ اللہ کافی ہے اور اکثر مسائل اس میں حل ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے احباب کا منشا یہ ہے کہ مختصر طور پر حضرت اقدس ان امور مستفسرہ کی نسبت اس عریضہ کے جواب میں اپنی مبارک رائے ظاہر فرمادیں کیوں کہ ہم نے اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے جناب کو حکم مقرر کیا ہے جناب کا فیصلہ انشاء اللہ سب کو منظور ہوگا، بہتر تو یہ ہے کہ ہر ایک مسئلہ کا علیحدہ جواب ہو اگر اس قدر آپ تکلیف گوارا نہ فرما سکیں تو امور مستفسرہ کی نسبت ایک ہی جواز یا عدم جواز تحریر فرما کر خاکسار کو مزید مسنون فرمائیں گے، والسلام!

۱۷ جمادی اولیٰ ۱۳۳۲ھ

## جواب

(نقل مطابق اصل)

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) مولوی امام الدین صاحب کا قول مطابق عقیدہ صوفیہ کرام علیہم الرضوان ہے، اور میری رائے بھی یہی ہے، مگر فرق بین ہے امور ذیل میں، ذکر الہی حسب ہدایت کتب سماویہ موجب قرب الہی سمجھا گیا ہے اور انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول چلا آیا ہے، بخلاف دعوات باقیہ کہ وہ احیاناً شوقیہ طور پر یا علی سبیل التوسل والاستمداد فی حصول موجبات القرب وغیرہ جائز سمجھے گئے ہیں والسلام۔

مہر علی شاہ بقلم خود از گوڑہ

(۲) اس ملک میں ظہر بعد الجمعہ ضرور پڑھنی چاہئے اور جو کچھ حضرت مولانا مولوی امام الدین صاحب نے تحریر فرمایا ہے صحیح اور درست ہے۔

خاکسار سید نور اللہ شاہ سیالکوٹی

(۳) احتیاط الظہر بوقت اشتباہ فی المصہر ضروری ہے، میاں سلیمان کا رسالہ مطابق مذہب حنفی کے نہیں ہے بلکہ اس سے غیر مقلدیت مترشح ہے۔

الفقیر السید فتح علی شاہ نقوی حنفی قادری رضوی

من مقام کھروڑہ من مضافات شہر سیالکوٹ

بقلم خود سید فتح علی شاہ صاحب

## تقریظ

مولانا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں

(۱) سلیمان کھوگوی نے اپنے رسالہ میں ہر ایک بحث کو برخلاف مذہب حنفیہ طے کیا ہے، اس پر تعجب ہے کہ اپنے آپ کو مقلد حنفی لکھتا ہے۔

(۲) نماز جمعہ کو ہر جگہ فرض کہتا ہے یہ بھی مذہب حنفی کے برخلاف ہے۔

(۳) شرط مصر و سلطان کو ایجاد و روافض لکھتا ہے جو سراسر حنفی مذہب کے مخالف ہے۔

(۴) حدیث لا جمعة ولا تشریق کو ضعیف سمجھ کر اعتراض کرتا ہے جو سراسر حنفی مذہب کے برخلاف ہے۔

(۵) امیر وقاضی جو مصر کی تعریف ظاہر الرویہ میں ملحوظ ہے اس سے چونکیدار اور نمبر دار مراد لیتا ہے جو سراسر مذہب حنفی کے خلاف ہے۔

(۶) بوقت اشتباہ فی المصر احتیاط النظر منع لکھتا ہے، جو مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی کتاب اس قابل نہیں کہ اس کا جواب لکھنے میں وقت ضائع کیا جائے اسی لئے آج تک جواب میں تاخیر کی گئی، مگر احباب کے مجبور کرنے کے سبب برادر مولوی امام الدین صاحب نے اس کے اغلاط ظاہر کرنے کے لئے چند اوراق لکھے ہیں، جن کے مطالعہ سے ہر منصف مزاج کو سلیمان کی حقیقت روشن ہو جائے گی، اور معلوم ہو جائے گا کہ اس کو وہ کتاب رسالہ احتیاط النظر کا مکمل جواب نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ مسٹمی آیات بینات اول سے آخر تک دیکھا فاضل مصنف نے بہ کمال تحقیق اور تدقیق ان شبہات کو جو مولف سبیل النجات نے تحریر کئے ہیں، رفع کیا ہے اور ظہر بعد الجمعہ کو مطابق مذہب حنفیہ باحسن وجہ ثابت کیا ہے۔

جزاہ اللہ عننا وعن سائر المسلمین

ابو محمود محمد مسعود حنفی نقشبندی چونڈی

### سوالات جواب طلب از غیر مقلدین

(۱) نماز جمعہ عین ظہر ہے، یا غیر ظہر، اگر عین ظہر ہے تو اس میں تخیف کیوں ہے؟ جمعہ دو رکعت ظہر چار رکعت، ظہر میں قراست آہستہ جمعہ میں اونچی جمعہ سفر میں معاف ظہر نہیں، ظہر اکیلے درست جمعہ نہیں امن پر حکم ظہر کیوں نہیں اگر غیر ظہر ہے تو ناسخ ظہر بیان فرمائیں۔

(۲) صلوات خمسہ روز مرہ ہر مومن پر فرض ہیں یا نہیں اگر فرض ہیں تو کتنی رکعت؟

(۳) پانچ نمازیں پہلے فرض ہوئیں یا جمعہ، اگر صلوات خمسہ پہلے فرض ہوئیں تو

بروز جمعہ ترک ظہر کے لئے کون سی دلیل ہے؟ اگر جمعہ پہلے فرض ہوا ہے تو قبل از

فرضیت صلوات خمسہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں جمعہ ادا کرتے تھے؟ اکیلے پڑھتے

تھے یا جماعت کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے والے کون تھے اور مکہ شریف میں

کیوں نہ آپ نے جمعہ پڑھا، نیز پھر ظہر اور جمعہ دونوں بر حال فرض رہیں گی یا نہ؟

(۴) بروز جمعہ ظہر فرض ہے یا جمعہ اگر ظہر فرض ہے تو کتنی رکعت، اگر جمعہ فرض ہے

تو جس کو نہ ملے وہ کیا کرے؟ جمعہ پڑھے یا ظہر، اگر جمعہ پڑھے تو دلیل بیان کریں اگر

ظہر پڑھے تو کیوں؟ اس روز تو اس پر جمعہ ہی فرض تھا نہ کہ ظہر۔

(۵) نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے، فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَةَ اَیْمَنِ

دو رکعت کے قائم مقام ہے تو اس میں توجہ بہ قبلہ کیوں نہیں، اگر نماز مشرق کی طرف منہ کر کے پڑھی جائے تو کیا ادا ہو جائے گی؟

(۶) نصف خطبہ اگر ترک ہو جائے تو بعد سلام امام ایک رکعت قضا کی جائے یا ایک رکعت جمعہ کی پانے والا بعد سلام امام تین رکعت قضا کرے یا نہ؟

(۷) جماعت ظہر میں ایک رکعت پانے والا بعد سلام امام تین رکعت قضا کرے یا نہ؟

(۸) جمعہ مشروط بہ شرائط ادا ہے یا نہیں اگر ہے تو ایک شرط کے مفقود ہونے پر جمعہ ادا ہوگا یا نہ، فرض وقتی سے بری الذمہ ہوگا یا نہ اگر مشروط نہیں تو جمعہ اکیلے پڑھے گا، چاہے آبادی میں یا کسی سواری پر ہو یا کشتی میں جمعہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۹) جس مسجد میں جمعہ ہو چکا ہو وہاں چند آدمی آئیں تو کیا پڑھیں ظہر پڑھیں یا جمعہ، اذان و اقامت سے پڑھیں یا نہیں؟

نوٹ:

منکرین ظہر بعد الجمعة کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً لازم ہے کہ ہر ایک سوال کا جواب قرآن و حدیث صحیح سے دیں ورنہ اپنے کام سے باز آئیں اور ظہر بعد جمعہ پڑھنی شروع کر دیں!

نوٹ:

مدت گذر گئی ہے میں نے یہ رسالہ اندر پریس میں طبع کے لئے دیا ہوا تھا وہاں مدت مزید کا پیاں لکھی ہوئی پڑی رہیں زیادہ دیر کی وجہ سے وہ پتھر پر بھی نہ لگ سکیں، بعد وہاں سے اصل کتاب لے کر پھر قومی پریس پر طبع کے لئے دیں اتنے عرصے میں یہ بھی سن لیا کہ سلیمان فوت ہو گیا ہے افسوس! صد افسوس کہ وہ زندہ نہ رہا



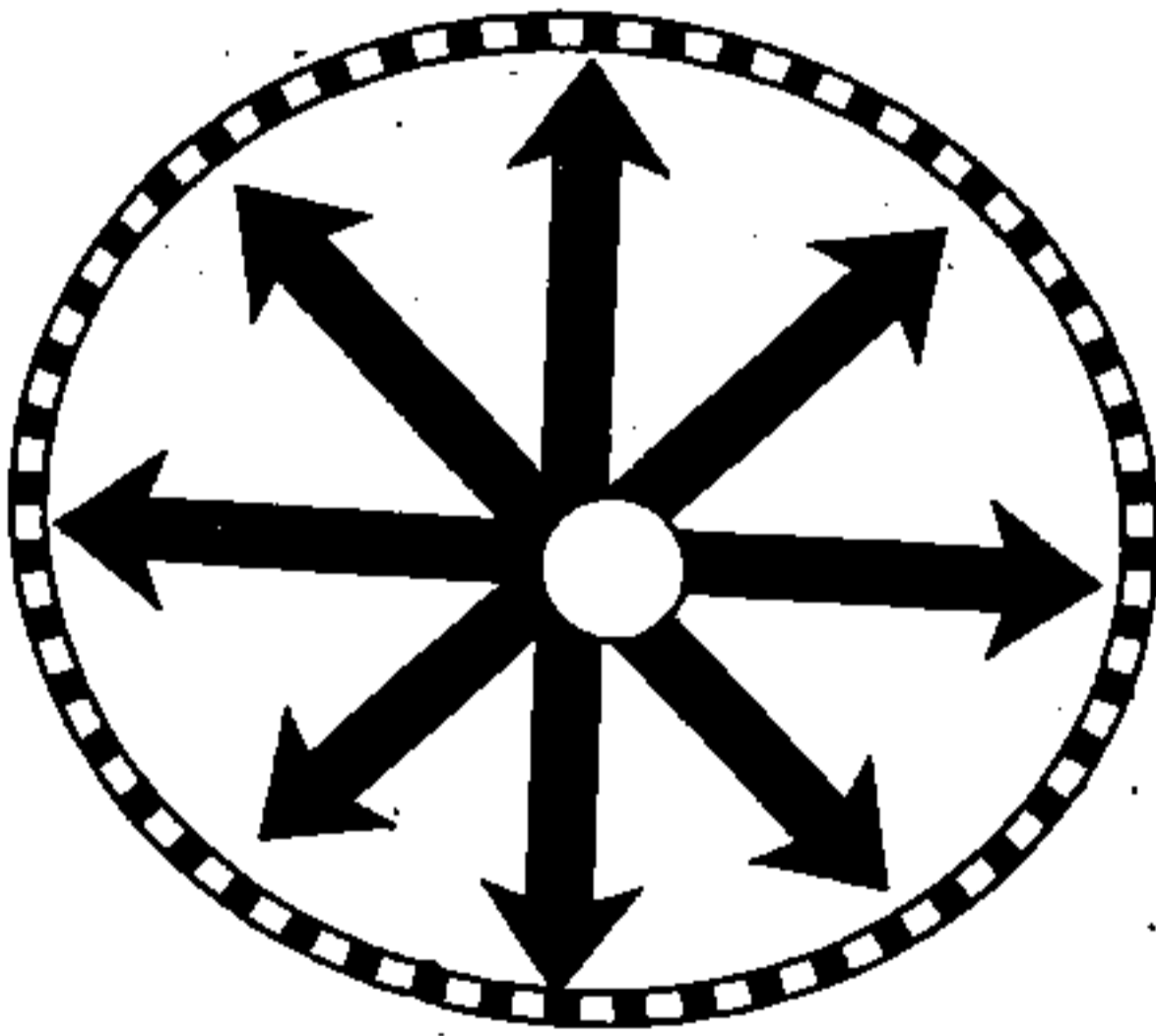
اب اس کے معاونین مخاطب سمجھے جائیں، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی .

### تقریظ

مجھے اخی مولانا مولوی حاجی محمد شریف صاحب کی تقریظ کے ساتھ پورا اتفاق ہے، حکیم خادم علی۔

جواب کا منتظر

محمد امام الدین حنفی قادری رضوی  
کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ



(۱)

جمعہ؟

ظہر نہیں

بیان فر

(۲)

(۳)

بروز جمعہ

فرضیت

تھے یا ج

کیوں نہ

(۴)

تو جس کو

ظہر پڑے

(۵)

جلیفہ عالی حضرت برادر فقیہ اعظم محدث کوٹلی کوٹلی



حضرت امام الدین کوٹلی کے

# قلم معرکے

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے:

- ہدایت الشیعہ
- تذکرہ المعمود فی بیان المسعود
- تنبیہ الشیعہ
- عقائد باطلہ کی امامت
- ضرورت مرشد
- نصرت الحق مفید خلایق
- جواز حَقِّ
- ابطال التناسخ
- مسئلہ سنت فجر
- آیات بینات عن معجز منکری الاحتیاط

کتابخانہ اسلامیہ کوٹلی  
www.kotli.org

فیضانِ مدنی بیلی کیشنز

جامع مسجد عمر روڈ کامونیکے 0333-8173630